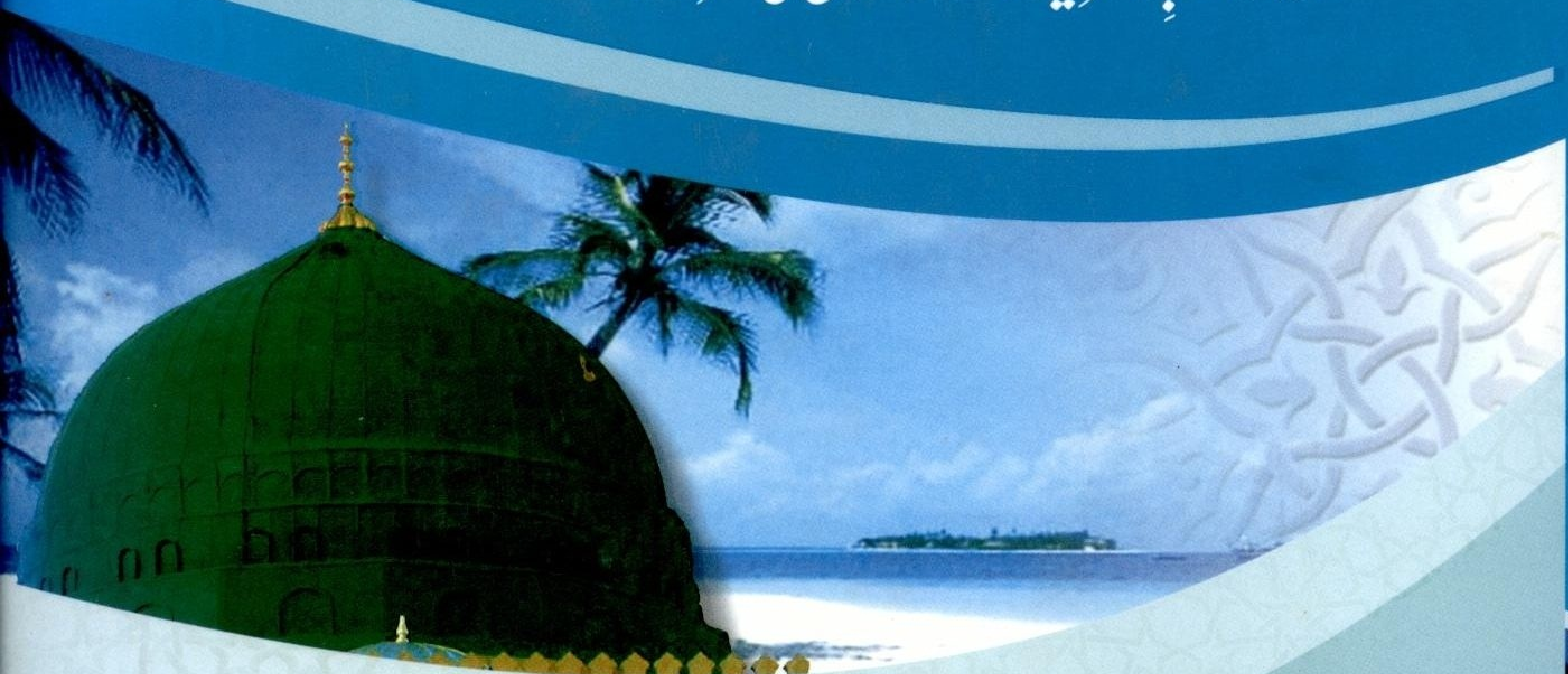
دس عربی قلمی نسخوں کو سامنے رکھ کر طبع کیے جانے والے نسخہ کا مکمل اردو ترجمہ مع تخریج پہلی بار

اردو ترجمہ

دلائل النبوۃ

اور صاحبِ شریعت ﷺ کے احوال کی معرفت



تصنیف: امام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی رحمہ اللہ

ترجمہ: مولانا محمد اسماعیل الجاروی

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 2631861

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یامادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یادیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

دس عربی قلمی نسخوں کو سامنے رکھ کر طبع کئے جانے والے نسخہ کا مکمل اردو ترجمہ مع تخریج پہلی بار

اردو ترجمہ

دلائل النبوۃ

اور صاحبِ شریعت ﷺ کے احوال کی معرفت

تصنیف: امام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی رحمہ اللہ

ترجمہ: مولانا محمد اسماعیل الجاروی

دار الاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

دلائل النبوۃ ۔ جلد پنجم

ابواب فتح مکہ ۔ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے

باب ۱۵۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قریش کا عہد شکنی کرنا [1]

اس معاہدے کی جس کا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں معاہدہ کیا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن حربی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو حدیث بیان کی زہری نے عروہ بن زبیر سے، اس نے مروان بن حکم سے اور مسور بن مخرمہ سے، ان دونوں نے اکٹھے ان کو بیان کیا ہے۔ ان دونوں نے کہا کہ یوم حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے اور قریش کے مابین جو صلح ہوئی تھی اس میں یہ بات طے ہوئی تھی کہ جو شخص چاہے وہ محمد ﷺ کے عقد وعہد میں داخل ہوگا اور جو شخص چاہے وہ قریش کے عقد وعہد میں داخل ہو جائے۔ لہٰذا بنوخزاعہ کود کر کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم لوگ محمد ﷺ کے عقد وعہد میں داخل ہوتے ہیں۔ اور دوسری طرف بنوبکر کود کر کہنے لگے کہ ہم قریش کے عقد وعہد میں داخل ہوتے ہیں۔ چنانچہ اسی صلح پر وہ لوگ سترہ اٹھارہ مہینے قائم رہے۔ اس کے بعد بنوبکر جو قریش کے عقد وعہد میں داخل ہوئے تھے وہ بنوخزاعہ والوں کے خلاف کود پڑے (یعنی ان پر حملہ کر دیا)۔ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے عقد میں داخل ہوئے تھے رات کے وقت ان کے پانی کے گھاٹ پر جس کو وتیر کہا جاتا تھا یہ مکے کے قریب تھا، قریش کہنے لگے کہ ہماری اس کاروائی کو محمد ﷺ بھی نہیں جانیں گے (کیونکہ وہ تو مدینے میں بیٹھے ہیں) نیز یہ رات کا وقت ہے ہمیں کوئی بھی نہیں دیکھے گا۔ چنانچہ اس کاروائی میں انہوں نے ان کے خلاف ہتھیار اور دیگر اشیاء کے ذریعہ بنوبکر کی مدد کی۔ انہوں نے ان سے قتال کیا اور رسول اللہ ﷺ پر طعن کیا۔ اس دوران عمرو بن سالم سواری پر بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے جس وقت بنوخزاعہ اور بنوبکر میں مقام وتیر پر معاملہ خراب ہوا تھا۔ اس نے مدینے پہنچ کر حضور ﷺ کو اس بات کی اطلاع دی اور یہ اشعار بھی کہے یعنی حضور ﷺ کو اس نے یہ شعر سنائے۔

اللھم انی ناشد محمدًا حلف ابینا وأبیہ الاتلدا

کنا والدا وکنت ولدا ثم اسلمنا ولم ننزع یدا

فانصر رسول اللہ نصرًا أعتدا وادع عباد اللہ یاتوا مددا

فیھم رسول اللہ قد تجردا ان سیم خسفا وجھہ تربدا

---

[1] دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/۱۳۴۔ سیرۃ ابن ہشام ۴/۳۔ مغازی للواقدی ۲/۷۸۰۔ انساب الاشرف ۱/۱۷۰۔ شرح نووی ۱۲/۱۳۶۔ تاریخ طبری ۳/۴۲۔ ابن حزم ۲۲۳۔ عیون الاثر ۲/۲۱۲۔ البدایہ والنہایہ ۴/۲۷۸۔ نہایۃ الادب ۱۷/۲۸۷۔ شرح المواہب ۲/۲۸۸۔ سیرۃ حلبیہ ۳/۸۱۔ سیرۃ الشامیہ ۵/۳۰۳۔

فی فیلق کالبحر یجری مزبدا ان قریشا اخلفوک الموعدا

ونقضوا میثاقک المؤکدا وزعموا ان لست ارجو احدا

وھم اذل واقل عددا قد جعلوا لی بکداء مرصدا

ھم بیتونا بالوتیر ھجدا وقتلونا رکعا وسجدا

(سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۱۲)

اے اللہ! گواہ رہنا بے شک میں محمد ﷺ سے اپنے باپ اور ان کے قدیم عہد و پیمان کو پورا کرنے کا مطالبہ اور درخواست کرتا ہوں کیونکہ آپ باپ کی طرف تھے اور آپ اولاد تھے، پھر بھی ہم نے آپ کی بات مان لی اور مسلمان ہو گئے۔ ہم نے اسلام سے اور آپ کی اطاعت سے ہاتھ نہیں کھینچا۔ پس رسول اللہ ﷺ کی نصرت کا جو وقت ہے اور اللہ کے بندوں کو پکاریں گا کہ وہ مدد کے لئے آ جائیں۔ ان میں اللہ کا رسول موجود ہے جو کمر بستہ ہو گیا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے جہاد کے لئے تیار ہیں۔ اگر ان کے عزم و ارادے کو نہیں بدلا جاتا تو غصے سے ان کا چہرہ بدل جاتا ہے۔ اے اللہ کے رسول آپ ﷺ ایسے لشکر میں جو سمندر کی طرح رواں دواں ہوتا ہے جس میں سمندر اور نمایاں نظر آتے ہیں۔ بے شک قریش نے آپ کے ساتھ عہد شکنی اور وعدہ خلافی کی ہے اور آپ کے ساتھ کئے ہوئے معاہدے کو انہوں نے توڑ دیا ہے۔ انہوں نے یہ گمان کیا ہے کہ مجھے کسی ایک سے مدد کی توقع نہیں ہے، حالانکہ وہ سب سے زیادہ ذلیل و کمزور ہیں اور تعداد کے اعتبار سے سب سے کم ہیں۔ انہوں نے مجھے مقام کداء پر مقابلہ کے لئے انتظار کرنے کا وعدہ دیا ہے۔ انہوں نے مقام وتیر پر ہمیں کہ ہم خواب و نیم بے داری کی حالت میں شب خون مارا ہے اور انہوں نے ہمیں اس وقت قتل کیا ہے جس وقت ہم حالت رکوع میں اور حالت سجدہ میں تھے۔

عمرو بن سالم کو رسول اللہ ﷺ کا جواب

رسول اللہ ﷺ نے اس کے اشعار سن کر فرمایا:

نُصِرْتَ یا عَمْرُو بْنَ سالِمٍ

تو مدد کیا گیا ہے اے عمرو بن سالم (یعنی تیری مدد کیجئے کے لئے تیار ہیں)۔

رسول اللہ ابھی جگہ سے ہٹے نہیں تھے کہ آسمان پر ایک بادل گزرا اسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک یہ بادل زور زور سے آواز لگا رہا ہے بنو کعب کی مدد و نصرت کے لئے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو جہاد کی تیاری کا حکم دیا، مگر آپ نے روانگی کا وقت ان سے چھپائے رکھا اور اللہ سے دعا کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ قریش کو بھی اس بات کی خبر نہ ہونے دے۔ یہاں تک کہ ان کو ان کے شہروں میں اچانک جا پکڑیں۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۸۔۹)

ابو عبداللہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ابن اسحاق سے حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابو سلمہ نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گویا کہ تم ابو سفیان سے ملاقات کر رہے ہو کہ وہ تمہارے پاس آیا ہے اور وہ عقد و عہد کو پکا کر رہا ہے اور معاہدے کی مدت میں توسیع کروا رہا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اس کے بعد بدیل بن ورقاء بنو خزاعہ کے ایک گروہ میں روانہ ہوئے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینے میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے حضور ﷺ کو ان لوگوں کی خبر دی جو ان میں سے مارے گئے تھے اور یہ بھی خبر دی کہ بنو بکر نے ان کے خلاف معاونت کی ہے۔ اس کے بعد یہ لوگ واپس لوٹ آئے حتیٰ کہ ابو سفیان سے آ کر عسفان میں ان کی ملاقات ہوئی۔ ابو سفیان کو قریش نے حضور ﷺ کے پاس بھیجا تھا کہ معاہدہ دوبارہ پکا کروائے حضور ﷺ سے اور وہ معاہدے کی مدت بھی بڑھا دیں اس لئے کہ وہ لوگ ڈر رہے تھے اپنی حرکت پر جو انہوں نے کی تھی (یعنی جو انہوں نے عہد شکنی کی تھی)۔ ابو سفیان بدیل سے ملا تو اس نے پوچھا کہ اے بدیل تم کہاں سے آ رہے ہو؟ اس کو

شک ہو گیا کہ شاید رسول اللہ ﷺ کے پاس سے آ رہا ہے۔ مگر بدیل نے صحیح بات نہ بتائی بلکہ کہا کہ میں یہیں بنوخزاعہ میں گیا تھا اسی ساحلی پٹی پر اسی وادی کے پیٹ میں تھا۔ چنانچہ ابوسفیان نے بدیل کے اونٹ وسواری کے بیٹھنے کی جگہ کی طرف رجوع کیا اور اس نے اس جگہ سے کچھ آثار دیکھے، وہاں پر کچھ کھجور کی گٹھلیاں اس نے دیکھیں اور کہنے لگا میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ بدیل محمد ﷺ کے پاس گیا تھا۔

اس کے بعد ابوسفیان روانہ ہوا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینے میں پہنچ گیا۔ سب سے پہلے وہ اپنی بیٹی ام حبیبہ کے پاس داخل ہوا۔ جب ابوسفیان رسول اللہ کے بستر پر بیٹھنے لگا تو ام المؤمنین ام حبیبہ نے اپنے باپ ابوسفیان کو جو کہ تا حال مسلمان نہیں ہوئے تھے رسول اللہ کے بستر پر نہ بیٹھنے دیا اور بستر لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے پوچھا کہ بیٹی تم نے اس بستر پر مجھے کیوں نہ بیٹھنے دیا مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کیا بستر کو میرے لئے اچھا نہ سمجھا یا مجھے اس بستر کے لائق نہیں سمجھا۔ وہ بولی، دراصل یہ بستر رسول اللہ ﷺ کا ہے اور آپ مشرک ہیں اور نجس ہیں۔ میں یہ پسند نہیں کرتی کہ آپ ان کے بستر پر بیٹھیں۔ وہ کہنے لگے، اے بنی اللہ کی قسم مجھ سے جدا ہونے کے بعد تمہیں کچھ ہو گیا ہے۔

اس کے بعد ابوسفیان باہر نکل گئے اور رسول اللہ ﷺ سے جا کر ملے کہ ان سے کلام کرے مگر انہوں نے کوئی بات ہی نہ کی۔ اس کے بعد وہ ابوبکر صدیق کے پاس گیا کہ وہ اس کے لئے رسول اللہ ﷺ سے بات کریں مگر انہوں نے بھی ان کے لئے بات کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد وہ عمر بن خطاب کے پاس گیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے بات کرے، انہوں نے کہا کہ میں تم لوگوں کے لئے سفارش کروں رسول اللہ کے سامنے؟ میں تو اگر کچھ بھی نہ پاؤں تمہارے لئے سوائے ایک چاول کے میں اس پر بھی تمہارے ساتھ جہاد کروں گا۔ اس کے بعد وہ علی بن ابوطالب کے پاس گیا ان کے پاس سیدہ فاطمہ بنت رسول بھی موجود تھی اور حضرت حسن چھوٹے بچے تھے جو ان کے سامنے چل پھر رہے تھے۔ ابوسفیان بولے، اے علی! تو سب لوگوں کی بنسبت رشتے کے اعتبار سے زیادہ اہم ہے اور سب سے زیادہ میرا قرابت دار ہے میں ایک ضروری حاجت کے لئے آیا ہوں تمہارے پاس۔ میں خالی اور ناکام واپس نہ جاؤں، جیسے آیا تھا تم میرے لئے رسول اللہ ﷺ سے سفارش کرو۔

انہوں نے کہا، افسوس ہے اے ابوسفیان! اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ اس امر پر پختہ عزم کر چکے ہیں۔ ہم لوگ ان سے اس پر بات کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ چنانچہ سیدہ فاطمہ کی طرف وہ متوجہ ہوا اور کہنے لگا، اے بنت محمد! کیا آپ اپنے اس چھوٹے بیٹے سے کہیں گی؟ آپ اس کو حکم دیں یہ لوگوں کے سامنے میری فریاد لے جائے۔ لہٰذا یہ ہمیشہ کے لئے عرب کا سردار بن جائے گا۔ سیدہ فاطمہ نے کہا کہ میرا بیٹا چھوٹا ہے وہ اس عمر تک نہیں پہنچا کہ لوگوں کے سامنے فریادرس بنے یا پناہ دے، دوسرے یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے مقابلے پر کون پناہ دے یا فریاد سنے۔

ابوسفیان بولے اے ابوالحسن! میں دیکھ رہا ہوں کہ کئی معاملات مجھ پر انتہائی سنگین نوعیت اختیار کر چکے ہیں آپ میرے ساتھ ہمدردی کریں میری خیر خواہی کریں۔ حضرت علی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کوئی طریقہ ایسا ہے جو تمہیں فائدہ دے سکے۔ مگر تو بنوکنانہ کا اس وقت سردار ہے آپ لوگوں کے سامنے خود فریاد کریں اور پناہ حاصل کریں۔ اس کے بعد آپ واپس اپنی سرزمین پر چلے جائیں۔

ابوسفیان نے کہا کہ کیا آپ دیکھتے ہیں کہ یہ تدبیر مجھے کوئی فائدہ دے گی۔ علی نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس سے آپ کو کوئی فائدہ ہوگا لیکن اس کے علاوہ میرے سامنے تیرے لئے اور کوئی راستہ بھی تو نہیں ہے۔ چنانچہ ابوسفیان اٹھے اور مسجد میں جا کر کہا کہ اے لوگو! میں سب لوگوں کے سامنے فریاد کرتا ہوں اور پناہ مانگتا ہوں۔ اس کے بعد وہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر واپس چلا گیا۔

جب وہ واپس پہنچا قریش کے پاس تو انہوں نے پوچھا کہ کیا کر کے آئے ہو پیچھے، کیا حالت چھوڑ کر آئے ہو۔ اس نے بتایا کہ میں محمد ﷺ کے پاس گیا میں نے اس سے بات کی مگر اللہ کی قسم اس نے تو مجھے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے بعد میں ابن ابوقحافہ (ابوبکر) کے

پاس گیا اللہ کی قسم میں نے اس میں کوئی چیز بھلائی کی نہیں پائی۔ اس کے بعد میں عمر کے پاس گیا اس کو تو میں نے سب سے بڑا دشمن پایا ہے۔ پھر میں علی کے پاس گیا میں نے اس کو ان سب لوگوں میں سے زیادہ نرم پایا۔ اس نے ہی مجھے ایک چیز کا مشورہ دیا ہے جو میں نے کی ہے۔ اللہ کی قسم مجھے نہیں معلوم کہ وہ شئی مجھے کوئی فائدہ دے گی یا نہیں؟ قریش نے پوچھا کہ علی نے تمہیں کس چیز کا مشورہ دیا تھا؟ اس نے بتایا میں خود کو لوگوں کے سامنے پناہ کے لئے اور مہلت کے لئے پیش کردوں۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا ہے۔

قریش نے پوچھا کہ کیا محمد ﷺ نے اس بات کی اجازت دی تھی یا اس کو مانا تھا؟ ابوسفیان نے بتایا کہ نہیں اس نے تو کچھ نہیں کیا۔ قریش نے کہ تیرا بُرا ہو، افسوس ہے کہ علی نے بھی تیرے ساتھ سوائے اس کے کھیل اور مذاق ہی کیا ہے۔ ہمیں یہ بات کوئی فائدہ نہیں دے گی جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں ہم لوگوں سے۔ اس نے کہا کہ میرے پاس اس کے سوا اور راستہ بھی تو کوئی نہیں تھا۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۰-۱۱، البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۸۰)

ابوسفیان کا پناہ طلب کرنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن احمد بن عتاب نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے فتح مکہ کے بارے میں، وہ کہتے ہیں کہ پھر بنی نفاثہ نے جو بنودئل میں سے تھے انہوں نے لوٹ اور غارت ڈالی تھی بنوکعب کے خلاف، حالانکہ وہ سب اس مدت میں تھے جو رسول اللہ ﷺ کے اور قریش کے مابین طے تھی بنوکعب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلح میں تھے اور بنو نفاثہ قریش کی صلح میں۔ لہٰذا بنوبکر نے نفاثہ کی مدد کی اور قریش نے بھی ان کی مدد کی ہتھیاروں سے بھی اور غلاموں سے بھی۔ جبکہ مدلج ان سے علیحدہ رہے انہوں نے اس عہد کی پاسداری کی جس پر انہوں نے رسول اللہ کے ساتھ عہد کیا تھا اور بنودئل میں دو آدمی ایسے تھے جو ان کے سردار تھے ایک سلم بن اسود دوسرا کلثوم بن اسود۔ اور ذکر کرتے ہیں کہ بے شک ان لوگوں میں سے جنہوں نے ان کی اعانت کی تھی صفوان بن اُمیہ اور شیبہ بن عثمان اور سہیل بن عمرو تھے۔ چنانچہ بنودئل نے غارت ڈالی تھی بنوعمرو پر۔

کہتے ہیں کہ مگر ان میں زیادہ تر عورتیں اور بچے اور ضعیف مرد تھے۔ انہوں نے ان کو مجبور کیا اور ان سے لڑائی کی اور ان کو لا کر مکے میں بدیل بن ورقاء کی حویلی میں بند کر دیا۔ چنانچہ بنوکعب میں سے ایک قافلہ نکل کھڑا ہوا۔ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے، ان سے جا کر انہوں نے وہ ساری پریشانی بتائی جو ان کو پہنچی تھی اور اس بارے میں قریش کی طرف سے جو ان پر زیادتیاں ہوئی تھیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا تھا رسول اللہ نے ان کے لئے جو حکمت عملی وضع کی تھی وہ ایک جملہ میں تھی :

اِرْجِعُوْا فَتَفَرَّقُوْا فِي الْبُلْدَانِ

یہاں سے واپس چلے جاؤ اور شہروں میں الگ الگ ہو کر پھیل جاؤ۔

ادھر ابوسفیان مکہ سے رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہو گیا وہ دراصل خوف زدہ تھا اس تمام صورت حال سے جو بن چکی تھی۔ اس نے مدینے میں جا کر کہا، اے محمد ﷺ! عقد وعہد پکا کر دیجئے اور ہمارے لئے مدت معاہدہ میں توسیع کر دیجئے۔ رسول اللہ نے فرمایا اس کام کے لئے تو میں پہل کر چکا ہوں (یعنی معاہدہ تو پہلے ہو چکا ہے)۔ کیا تم سے کوئی خلاف ورزی ہوئی ہے یا کوئی نئی بات کرنا چاہتے ہو۔ ابوسفیان نے کہا، اللہ کی پناہ ہم لوگ قریش تو اپنے عہد پر اور اپنی صلح پر قائم ہیں جو حدیبیہ میں ہوا تھا۔ ہم اس میں کوئی تغیر اور تبدیلی نہیں کریں گے۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے نکلا اور ابوبکر کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ عقد کی تجدید کر دیں اور مدت میں توسیع کر دیں۔ ابوبکر نے فرمایا میرا اختیار رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ کی قسم اگر میں نے دیکھا کہ چاول کا دانہ تم سے قتال کر رہا ہے تو میں تمہارے خلاف اس کی مدد کروں گا۔ اس کے بعد وہ وہاں سے نکل کر عمر کے پاس گیا اور اس نے ان سے بات کی۔ حضرت عمر نے کہا کہ ہمارا جو حلف اور جدید دوستانہ قائم ہوا تھا اللہ نے اس کو پرانا کر دیا ہے اور اس میں جو پائیداری و مضبوطی تھی اللہ نے اس کو کاٹ دیا ہے۔ لہٰذا اب جو تعلق کٹ چکا ہے اس کو اللہ دوبارہ نہ جوڑے،

بحال نہ کرے (ان کی مراد اسی معاہدے سے تھی جس میں مشرکین عہد شکنی کر بیٹھے تھے اور خود پریشان تھے)۔ ابوسفیان نے اس کا جواب سُن کر کہا کہ میں صاحب قرابت سے بدترین جزا دیا گیا ہوں۔

اس کے بعد وہ حضرت عثمان کے پاس گئے انؓ سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ میری پناہ رسول اللہ کی پناہ میں ہے۔ اس کے بعد ابوسفیان اشراف قریش اور انصار کے ساتھ بات کرنے کے درپے ہوا۔ ان سے بات کی تو سب نے یہی کہا کہ ہمارا عقد وعہد رسول اللہ ﷺ کے عقد وعہد میں ہے۔ جب وہ مایوس ہو گیا ان سب کے جواب سے تو پھر وہ سیدہ فاطمہ بنت رسول کے پاس گیا اور حضرت علی کے پاس ان دونوں سے اس نے بات کی۔

سیدہ فاطمہ نے فرمایا میں ایک عورت ذات ہوں یہ معاملہ تو اللہ کے رسول کے حوالے ہے (یعنی اس کا اختیار تو صرف انہیں کو ہے)۔ کہنے لگا کہ آپ اپنے دو بیٹوں میں سے (حسن وحسین) ایک سے کہیں کہ وہ مجھے پناہ دے دیں۔ سیدہ فاطمہ نے کہا کہ وہ دونوں چھوٹے ہیں اتنے چھوٹے بچے پناہ نہیں دے سکتے۔ کہنے لگے کہ تم میرے بارے میں علی سے بات کرو۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ کام آپ خود کریں۔ اس نے ان سے بات کی تو انہوں نے کہا، اے ابوسفیان! اصحاب رسول میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہوئے کسی کو پناہ دینے کی جرأت کر سکے۔ آپ تو خود قریش کے سردار ہیں اور بڑے ہیں اور قریش کے محفوظ ترین آدمی ہیں آپ اپنے محل نظر قبیلے سے وہ حفاظت حاصل کریں۔ ابوسفیان بولا تم نے سچ کہا میں واقعی ایسا ہوں۔ لہٰذا وہ باہر نکل گیا اور چیخ مار کر کہنے لگا، خبردار میں نے لوگوں کے سامنے حفاظت اور پناہ پیش کر دی ہے۔ اللہ کی قسم میں گمان بھی نہیں کرتا کہ کوئی میرے ساتھ اس میں خیانت کرے گا۔

اس کے بعد نبی کریم کے پاس گیا اور کہنے لگا، اے محمد (ﷺ)! میں نے لوگوں کے سامنے پناہ اور حفاظت رکھ دی ہے۔ اللہ کی قسم میں گمان نہیں کرتا کہ کوئی میرے ساتھ وعدہ خلافی کرے گا اور نہ ہی میری پناہ کو رد کرے گا۔ آپ نے فرمایا تم ہی یہ کہہ سکتے ہو اے ابوحنظلہ۔ اس بات پر ابوسفیان واپس مکہ روانہ ہو گیا۔

اہل مغازی نے گمان کیا ہے کہ (واللہ اعلم) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ابوسفیان واپس لوٹا:

اللھم خذ علیٰ اسماعھم وابصارھم ۔ فلا یرونا الا بغتة ولا یسمعون بنا الا فجاءة

اے اللہ! آپ ان کے کانوں اور ان کی آنکھوں کو اپنے قابو میں لے لے۔ یہ لوگ ہم لوگوں کو نہ دیکھ سکیں مگر اچانک اور ہم لوگوں کے بارے میں نہ سُنیں مگر بالکل اچانک۔

ابوسفیان مکہ پہنچا تو قریش نے اس سے پوچھا پیچھے کیا کر آئے ہو؟ کیا آپ محمد ﷺ سے کوئی تحریر یا اس کا کوئی عہد لے آئے ہو؟ اس نے بتایا کہ نہیں اللہ کی قسم انہوں نے میرے سامنے انکار کر دیا ہے۔ میں نے اس کے اصحاب میں کوشش کی تو میں نے ایسی کوئی قوم نہیں دیکھی کسی بادشاہ کی جو محمد کے اصحاب سے اس کے لئے زیادہ اطاعت کرنے والے ہوں۔ علاوہ علی بن ابوطالب کے جنہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ آپ لوگوں کی پناہ اور حفاظت کیوں ڈھونڈ ھتے ہیں محمد ﷺ کے خلاف، آپ ان کے خلاف کسی کی پناہ نہ تلاش کریں نہ آپ ان پر نہ اپنی قوم پر پناہ تلاش کریں۔ آپ قریش کے سردار ہیں بڑے ہیں اور اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ آپ کی ذمہ داری میں خیانت نہ کی جائے تو میں جوار وحفاظت کے ساتھ اُٹھ آیا پھر میں محمد کے پاس گیا اور میں نے اس سے کہا ہے کہ میں نے لوگوں کے مابین پناہ اور تحفظ کی بات رکھ دی ہے میں نہیں سمجھتا کہ تم لوگ میری مخالفت کرو گے۔ انہوں نے کہا کہ تم ہی یہ بات کہہ سکتے ہو اے ابوحنظلہ؟

قریش نے ان کو جواب دیتے ہوئے کہا، آپ بغیر رضاء کے راضی ہو گئے اور ہمارے پاس لوٹ آئے ہو ایسی بات کے ساتھ جو نہ ہمیں فائدہ دے گی نہ ہی آپ کو کوئی فائدہ دے گی سوائے اس کے کچھ نہیں کیا علی نے تمہارے ساتھ کھیل اور مذاق کیا ہے۔ اللہ کی قسم تیری پناہ

وجوار کا فائدہ نہیں ہے اور تیری مخالفت کرنا ان کے لئے آسان ہے۔ اس کے بعد ابوسفیان اپنی بیوی کے پاس گیا، اس کو جا کر ساری بات بتادی۔ وہ بولی قوم کے نمائندے کو اللہ فتح دے آپ کسی خیر کے ساتھ نہیں لوٹے۔

ادھر رسول اللہ ﷺ نے آسمان پر بادل دیکھا تو فرمایا بے شک یہ بادل برسے گا بنی کعب کی امداد کے ساتھ۔ ابوسفیان کے چلے جانے کے بعد کچھ عرصہ حضور ٹھہرے رہے اس کے بعد سفر کی تیاری شروع کر دی اور سیدہ عائشہ سے کہا کہ تم تیاری کرتی رہو اور اس بات کو مخفی رکھو۔ اس کے بعد آپ مسجد گئے یا بعض حاجات کے لئے گئے۔

ادھر ابوبکر عائشہ کے پاس آئے آپ نے دیکھا کہ ان کے پاس گندم صاف ہو رہی ہے ابوبکر نے ان سے فرمایا، اے بیٹی! آپ کیوں یہ غلہ صاف کر رہی ہیں وہ خاموش ہو گئیں۔ وہ کہنے لگے کیا رسول اللہ ﷺ کسی غزوہ پر جانے کا ارادہ کر رہے ہیں؟ مگر وہ پھر بھی خاموش رہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ شاید حضور ﷺ ارادہ کر رہے ہیں بنو اصفر کا (اس سے مراد رومی ہیں)۔ ابوبکر صدیق نے ان کے بارے میں ان کی ناپسندیدہ باتوں کا ذکر کیا جو اس زمانے میں ان میں تھیں مگر سیدہ عائشہ خاموش رہیں۔ ابوبکر صدیق نے کہا شاید حضور اہل نجد کے خلاف نکلنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے ان لوگوں کے بارے میں بھی بعض باتیں ذکر کیں مگر سیدہ عائشہ پھر بھی خاموش رہیں۔ پھر کہنے لگے کہ شائد آپ قریش کے خلاف تیاری کا ارادہ رکھتے ہیں مگر ان کے معاہدے کی مدت باقی ہے پھر بھی سیدہ عائشہ خاموش رہیں۔

اتنے میں رسول اللہ ﷺ خود تشریف لے آئے۔ ابوبکر نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ جہاد پر نکلنے کا ارادہ کر چکے ہیں؟ حضور نے فرمایا، جی ہاں۔ ابوبکر نے کہا شاید آپ بنو اصفر (یعنی رومیوں کی طرف نکلنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا کیا آپ اہل نجد کی طرف جہاد کا ارادہ رکھتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ نہیں۔ ابوبکر نے پوچھا کہ شاید آپ قریش کے خلاف جہاد کے لئے جانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا، جی ہاں۔ ابوبکر نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ کے اور ان کے درمیان صلح کی مدت موجود نہیں؟ حضور نے جواب دیا کیا تمہیں اطلاع نہیں پہنچی کہ انہوں نے بنو کعب کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟

پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں غزوے کا اعلان کر دیا۔ ادھر حاطب بن ابو بلتعہ نے قریش کی طرف خط لکھ کر بھیج دیا اُدھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو وحی بھیج کر اس خط کے بارے میں مطلع کر دیا۔ آگے راوی نے یہ قصہ ذکر کیا ہے۔ (الدرر لابن عبدالبر ۱۱/۲۱۳)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو محمد بن جعفر عروہ بن زبیر سے، انہوں نے سیدہ عائشہ سے یہ کہ ابوبکر داخل ہوئے ان کے پاس وہ گندم چھان رہی تھیں۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ نے سفر کی تیاری کرنے کا حکم دیا ہے۔ وہ بولی کہ جی ہاں۔ چنانچہ انہوں نے سامان تیار کیا۔ ابوبکر نے پوچھا کہ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ عائشہ نے بتایا کہ ہمارے سامنے نام کے حوالے سے کچھ بھی ذکر نہیں کیا سوائے اس بات کے کہ انہوں نے ہمیں سامان تیار کرنے کا حکم دیا ہے۔
(سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۱-۱۲۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۲۸۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو ابوالعباس نے، ان کو احمد نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے ابوسفیان کے قصے کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سامان تیار کرنے کا حکم دیا اور اپنے گھر والوں سے کہا کہ وہ حضور ﷺ کے سفر کے لئے تیاری کروائیں اور لوگوں کو بتا دیا کہ آپ مکہ کی طرف جانے والے ہیں۔ اور ابن اسحاق نے اس موقع پر حضرت حسان بن ثابت کے شعر ذکر کئے ہیں قریش کے اپنے عہد کو توڑ دینے کے بارے میں۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، ان کو عباس اسفاطی نے، ان کو علی بن عثمان نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے، اس نے ابوہریرہ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ خزاعہ نے کہا تھا :

اللھم انی ناشد محمدا حلف ابینا وابیہ الاتلدا

فانصر ھداک اللہ نصرا اعتدا وادع عباد اللہ یاتوا مددا

باب ۱۵۷

۱۔ حاطب بن ابو بلتعہ کا قریش کی طرف خط لکھ کر نبی کریم ﷺ کے ان سے جہاد کرنے کی خبر پہنچانے کی کوشش کرنا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا نبی کریم ﷺ کو اس بات کی اطلاع کرنا۔

۳۔ حضور ﷺ کی دعا قبول ہونا کہ قریش ان کی تیاری سے اندھے اور بہرے ہو جائیں۔ حتیٰ کہ آپ اچانک جا پہنچیں ان کے شہروں پر۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے محمد بن جعفر بن زبیر سے، اس نے عروۃ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ کی طرف چلنے کا پکا عزم کر لیا تو اس وقت حاطب بن ابی بلتعہ نے قریش کی طرف خط لکھا وہ قریش کو خبر دے رہے تھے اس بارے میں جو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف روانگی کا عزم کر لیا تھا پھر اس نے وہ خط قبیلہ مزینہ کی ایک عورت کو دے کر روانہ کیا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ عورت بنو عبدالمطلب کی لونڈی تھی۔ حاطب نے اس عورت سے قریش کے پاس خط پہنچانے کا کوئی معاوضہ طے کیا تھا۔ اس عورت نے اس خط کو اپنے بالوں میں چھپا لیا تھا اور اس کے اوپر اس نے بالوں کی چٹیا باندھ لی تھی، یوں اسے لے کر وہ نکل گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس بات کی خبر آسمان سے آ گئی تھی کہ حاطب نے ایسے ایسے کیا ہے۔ لہٰذا حضور ﷺ نے علی بن ابو طالب کو اور زبیر بن عوام کو بھیجا تھا اور فرمایا تھا کہ تم اس عورت کو پکڑ لو، حاطب نے اس کو خط لکھ کر دیا ہے قریش کی طرف۔ وہ انہیں ڈرا رہا ہے اس پروگرام سے جس پر ہم لوگوں نے قریش کے معاملے پر اتفاق کیا ہے اور طے کیا (اس نے حدیث کا ذکر کیا)۔

(سیرۃ ابن ہشام ۱۲/۴)

عورت کا جاسوسی کرنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن حسین بن داؤد علوی رحمہ اللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ محمد بن حسن بن شرقی نے، ان کو عبداللہ بن ہاشم بن حیان الطوسی سے، ان کو سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار سے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن علی سے عبیداللہ بن ابو رافع نے، وہ حضرت علی کے کاتب تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے علی سے سنا وہ کہہ رہے تھے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن شیبان نے، ان کو سفیان نے عمرو بن دینار سے، اس نے حسن بن محمد سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبیداللہ بن ابو رافع نے، وہ علی بن ابو طالب کے کاتب تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سنا حضرت علی ؓ سے،

وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا میں اور زبیر اور مقداد تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم لوگ چلے جاؤ حتیٰ کہ پہنچو مقام روضہ خاخ تک، اس مقام پر ایک عورت ہے اس کے پاس ایک خط ہے وہ خط اس سے لے کر آؤ۔

بس ہم لوگ چلے، ہمارے گھوڑے ہمیں اُڑا کر اس مقام پر لے گئے یہاں تک کہ ہم روضہ خاخ تک پہنچ گئے۔ ہم نے وہاں وہ عورت دیکھی۔ ہم نے کہا کہ خط نکال لئے۔ اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا تم ضرور خط نکالو گی ورنہ تمہیں اپنے کپڑوں کی تلاشی دینا پڑے گی۔ لہٰذا اس نے اپنے بالوں میں سے وہ خط نکال کر دے دیا۔ ہم وہ خط رسول اللہ کے پاس لے آئے۔ اس میں لکھا تھا کہ خط حاطب بن بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کے کچھ لوگوں کی طرف۔ وہ ان کو خبر دے رہے تھے نبی کریم کے بعض امور کے بارے میں۔

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ کیا بات ہے اے حاطب؟ اس نے جواب دیا یا رسول اللہ ﷺ میرے بارے میں جلدی نہ کیجئے۔ میں مکہ میں مقیم تھا اور مکہ والوں کا حلیف تھا قریش کے ساتھ رہتا تھا مگر میری کسی سے رشتہ داری نہیں تھی۔ آپ کے ساتھ جتنے ہجرت کر کے آنے والے لوگ ہیں ان کی وہاں پر رشتہ داریاں ہیں وہ ان کی حفاظت کریں گے مکہ میں۔ میری کوئی قرابت نہیں تھی اس لئے میں نے چاہا کہ میں ان کے لئے کوئی احسان کی صورت پیدا کروں جس کی وجہ سے وہ میرے رشتہ دار اور قربت والوں کی حفاظت کریں گے۔ میں نے یہ کام نہ تو کسی کفر کی وجہ سے کیا ہے نہ ہی مرتد ہونے کی وجہ سے کیا ہے نہ ہی اسلام کے بعد کفر کو پسند کرنے کی وجہ سے کیا ہے۔

حضرت عمر ﷺ نے کہا یا رسول اللہ مجھے چھوڑ یئے میں اس منافق کی گردن ماردوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بے شک یہ بدر میں حاضر ہوا تھا آپ کو کیا معلوم شاید اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر جھانک کر فرمایا تھا تم جو چاہو عمل کرو تحقیق میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔

(مسند احمد ۱/۷۹۔ بخاری کتاب الجہاد۔ حدیث ۳۰۰۷۔ فتح الباری ۶/۱۴۳۔ ۸/۶۳۳۔ ۵۱۹/۷۔ مسلم کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۶۱ ص ۱۸۴۱)

اللہ کے دشمن کو دوست نہ بناؤ ...... (۳) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن منصور قاضی نے، ان کو ابراہیم بن ابوطالب نے، ان کو ابن ابوعمر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے مذکورہ اسناد اور مفہوم کے ساتھ اور اس نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ عمرو بن دینار نے کہا تھا کہ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی ہے۔

یا ایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا عدوی وعدو کم اولیاء۔ (سورۃ الممتحنۃ: آیت ۱)

اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ۔

سفیان کہتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ یہ بھی حدیث کا حصہ تھا یا عمرو بن دینار کا قول ہے۔

باب ۱۵۸

۱۔ نبی کریم ﷺ کا غزوۂ فتح مکہ کے لئے تیرہ رمضان کو روانہ ہونا۔
۲۔ مدینے پر اپنا نائب مقرر کرنا اور آپ ﷺ کے مدینے سے نکلنے اور مکہ میں داخل ہونے کا وقت۔
۳۔ راستہ میں آپ ﷺ کا روزہ رکھنا اور افطار کرنا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن مسلم بن شہاب نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ

بن سعود سے ،اس نے ابن عباس ﷺ سے ۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال سفر کے لئے روانہ ہوئے تھے تو مدینے پر ابورُہم کلثوم بن الحصین بن عبید بن خلف الغفاری کو عامل بنایا تھا (یعنی اپنا نائب مقرر کیا تھا)۔ اور حضور ﷺ جب نکلے تو رمضان کے دس دن گزر چکے تھے ۔ رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھا تھا اور لوگوں نے بھی روزے رکھے تھے حضور کے ساتھ ۔ یہاں تک کہ حضور مقام کدید تک پہنچے یہ مقام عسفان اور امج کے درمیان پانی کا ایک مقام تھا۔ کدید پر افطار کیا (یعنی روزہ ترک کر دیا)۔ پھر چل پڑے حتیٰ کہ مکہ میں پہنچ گئے بغیر روزے کی حالت میں ۔ لہٰذا لوگوں نے دونوں معاملوں میں سے آخری معاملہ رسول اللہ ﷺ کا اختیار کیا یعنی فطر (ترک روزہ) کہ اس عمل نے پہلے والے کو منسوخ کر دیا ہے۔

اسی طرح اس کو ذکر کیا ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے راوی کا یہ قول کہ حضور جب روانہ ہوئے تو دس دن گزر چکے تھے رمضان کے، اس کو حدیث میں درج کیا ہوا ذکر کیا ہے اور اسی طرح اس کو ذکر کیا ہے عبداللہ بن ادریس نے ابن اسحاق سے ۔

(۲) تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل قطان نے ،ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے ،ان کو یعقوب بن سفیان نے ،ان کو حامد بن یحییٰ نے ،ان کو صدقہ نے ابن اسحاق سے ،وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ روانہ ہوئے تھے رمضان کی دس راتیں گزرنے کے بعد ۸ھ میں ۔

مسافر کے لئے ترکِ صوم کی رخصت .... (۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے ،ان کو احمد بن عبید صفار نے ،ان کو اسماعیل بن اسحاق نے ،ان کو عاصم بن علی نے ،ان کو لیث بن سعد نے عقیل سے ،اس نے ابن شہاب سے ۔اس نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے عبیداللہ بن عبداللہ نے یہ کہ عبداللہ بن عباس نے ان کو خبر دی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ کیا تھا غزوہ فتح مکہ رمضان شریف میں ۔

فرماتے ہیں کہ میں نے سُنا تھا سعید بن مسیب سے ،وہ کہتے تھے کہ اس کی مثل میں نہیں جانتا کہ کیا آپ ﷺ شعبان کی راتوں میں روانہ ہوئے اور آگے رمضان آ گیا تھا یا خود رمضان میں ہی نکلے تھے جب وہ شروع ہو چکا تھا۔ علاوہ اس کے عبیداللہ بن عبداللہ نے مجھے خبر دی کہ عبداللہ بن عباس ﷺ نے فرمایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھنا شروع کیا یہاں تک کہ آپ مقام کدید تک پہنچ گئے ۔ یہ پانی کا وہ مقام ہے جو کدید اور عسفان کے درمیان ہے وہاں پہنچ کر آپ نے روزہ افطار کیا (یعنی روزہ ترک کر دیا حالت سفر کی وجہ سے)۔ پھر ہمیشہ مفطر رہے یعنی بغیر حالت روزہ کے رہے ۔ یہاں تک کہ یہ مہینہ پورا گزر گیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن یوسف سے اس نے لیث سے ۔ (کتاب المغازی ۔ حدیث ۴۲۷۵ ۔ فتح الباری ۸/۳)۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے ،ان کو احمد بن سلمہ نے ،ان کو اسحاق بن ابراہیم نے اور محمد بن رافع نے اور محمد بن یحییٰ نے ،اسحاق نے کہا کہ ہمیں خبر دی اور دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے ،وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا زہری سے ،وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے ابن عباس سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نکلے تھے مدینے سے رمضان میں جبکہ اس وقت ان کے ساتھ دس ہزار مسلمانوں کا لشکر تھا۔ یہ ۸ھ یعنی آٹھویں سال کے سرے پر اور نصف سال پر یعنی حضور کی مدینہ آمد سے (ہوا تھا)۔ حضور ﷺ روانہ ہوئے تھے ان لوگوں کے ساتھ جو آپ کے ساتھ تھے مسلمانوں میں سے مدینے سے تو آپ ﷺ روزے رکھ رہے تھے اور لوگ بھی روزے رکھ رہے تھے ۔ حتیٰ کہ آپ مقام کدید پر پہنچ گئے ۔ وہ عسفان اور قدید کے درمیان ہے ،پھر آپ نے روزہ ترک کر دیا اور مسلمانوں نے بھی آپ کے ساتھ ترک کر دیا پھر انہوں نے روزہ نہیں رکھا بقیہ رمضان کچھ بھی ۔

زہری نے کہا ہے فطر (ترک روزہ) دو امور میں سے آخری تھا (یعنی رکھنے اور نہ رکھنے میں) سوائے اس کے نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا آخری سے آخری امر (عمل) لیا جاتا ہے (اس پر عمل کیا جاتا ہے)۔ زہری نے کہا رسول اللہ ﷺ صبح صبح مکہ میں داخل ہوئے تھے جب ماہ رمضان کی تیرہ راتیں گزر چکی تھیں ۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمود سے عبدالرزاق سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۲۷۶۔ فتح الباری ۳/۸)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن رافع سے مگر انہوں نے زہری کے مذکورہ دخول مکہ کے بارے میں اس کو ذکر نہیں کیا ہے۔
(کتاب الصیام۔ حدیث ۸۸ ص ۷۸۴)

اسحاق بن ابراہیم نے کہا ہے دوسری روایت میں کہ حضور اس وقت مکہ میں داخل ہوئے تھے جب دس سے کچھ زیادہ راتیں رمضان کی گزر چکی تھیں۔

(۵) ہمیں اس کی خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابونضر فقیہ نے، ان کو محمد بن نصر نے اور ابراہیم بن اسماعیل نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی اسحاق نے، اس نے اس کو ذکر کیا اور محمد بن ابوحفصہ نے اس کو حدیث میں درج کیا ہے زہری سے۔

ہمیں اس کی حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر محمد بن احمد بن بالویہ نے، ان کو محمد بن احمد بن نضر ازدی نے، ان کو معاویہ بن عمرو نے، ان کو ابواسحاق فزاری نے محمد بن ابوحفصہ سے، اس نے زہری سے، اس نے عبیداللہ بن عبداللہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ فتح مکہ تیرہ رمضان کو ہوئی تھی۔

(۶) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حسن حلوانی نے، ان کو ابوصالح فراء نے ابواسحاق فزاری سے۔ انہوں نے ان کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ ابن عباس سے، انہوں نے فرمایا کہ فتح مکہ تیرہ رمضان میں ہوئی تھی یہ ادراج وہم ہے سوائے اس کے نہیں کہ وہ قول زہری سے ہے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو اصبغ نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس نے ابن شہاب سے کہ غزوہ کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے غزوہ فتح مکہ۔ لہٰذا مدینے سے نکلے تھے رمضان میں اور اس کے ساتھ دس ہزار مسلمان تھے۔ یہ ساڑھے آٹھ سال پورے ہونے پر ہوا تھا مدینہ ہجرت کر کے آنے کے بعد اور مکہ فتح ہوا تھا جب رمضان کی تیرہ راتیں باقی رہ گئی تھیں۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حسن بن ربیع نے، ان کو ابن ادریس نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو محمد بن مسلم بن شہاب نے اور محمد بن علی بن حسین نے اور عاصم بن عمر بن قتادہ نے اور عمرو بن شعیب نے اور عبداللہ بن ابوبکر وغیرہ نے۔ انہوں نے کہا کہ فتح ہوئی تھی جب دس راتیں باقی رہ گئی تھیں سنہ آٹھ ہجری کے ماہ رمضان کی۔

(۹) ہمیں خبر دی فقیہ ابوالحسن محمد بن یعقوب بن احمد بن یعقوب طبرانی نے، وہاں پر وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالنضر محمد بن یوسف فقیہ نے، ان کو عثمان بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابوالیمان کے سامنے پڑھی انہوں نے مجھے خبر دی کہ انہوں نے اس کو سُنا سعید بن عبدالعزیز تنوخی سے، اس نے عطیہ بن قیس سے، اس نے قزعہ بن یحییٰ سے، اس نے ابوسعید خدری سے، وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو فتح مکہ والے سال کوچ کرنے کا حکم دیا اور اعلان فرمایا تھا اس وقت جب ماہ رمضان کی دو راتیں گزر چکی تھیں۔ چنانچہ ہم لوگ روزے کی حالت میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ ہم مقام کدید پر پہنچ گئے۔ اس کے بعد ہمیں رسول اللہ ﷺ نے روزہ ترک کر دینے کا حکم دیا۔ لہٰذا لوگ دو حصوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ کچھ لوگ روزہ دار تھے اور کچھ بغیر روزے والے۔ یہاں تک کہ جب ہم اس منزل پر پہنچے جہاں ہمیں دشمن سے ٹکرانا تھا تو پھر آپ نے ہمیں روزہ چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ لہٰذا پھر ہم سب بغیر روزے والے ہو گئے تھے۔ (الترمذی۔ کتاب الجہاد)

گرمی کی شدت کی وجہ سے افطار کرنا .... (۱۰) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر محمد بن حسن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو وہب نے جعفر بن محرز سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال جب مدینے سے مکہ کے لئے روانہ ہوئے تھے تو روزہ دار حتیٰ کہ مقام کراع الغمیم تک جا پہنچے۔ رسول اللہ کے ساتھ لوگ سوار بھی تھے پیادے بھی تھے۔ یہ واقع ماہ رمضان میں ہوا تھا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ کہ بے شک لوگوں پر روزہ انتہائی شدید گزر رہا ہے، لوگ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا، آپ نے اسے اُٹھایا اور پی لیا (اس طرح روزہ کھول دیا) لوگ یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ لہٰذا بعض لوگوں نے روزہ رکھے رکھا اور بعض نے افطار کرلیا۔ حضور ﷺ کو بتایا گیا کہ بعض لوگ تا حال روزے سے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اولئك العصاة وہ لوگ گنہگار یا نافرمان ہیں۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ثقفی سے اور دراوردی سے، اس نے جعفر سے۔ (کتاب الصیام۔ حدیث ۹۰ ص ۷۸۵)

اور اس میں ہے جو ہمارے شیخ ابوعبداللہ نے ذکر کیا ہے ابوعبداللہ اصفہانی سے، اس نے حسن بن جہم سے، اس نے حسین بن فرج سے، اس نے واقدی سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بدھ کے دن روانہ ہوئے تھے جب رمضان کی دس راتیں گزر چکی تھیں عصر کے بعد۔ آپ نے گرہ نہ کھولی یہاں تک کہ آپ مقام صُلصُل تک پہنچ گئے (مدینے سے سات میل پر)۔ اور مسلمان روانہ ہوئے، انہوں نے گھوڑوں کو کھینچا اور اُونٹوں پر سوار ہوگئے۔ وہ لوگ دس ہزار تھے۔ اور ابوالاسود کی حدیث میں ہے کہ عروہ سے مروی اور حدیث موسیٰ بن عقبہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ روانہ ہوئے تو بارہ ہزار کی نفری میں تھے جو کہ مہاجرین وانصار پر مشتمل تھے اور عرب کے قبائل میں سے من اسلم، بنوغفار، بنومزینہ، بنوجہینہ، اور بنوسُلیم کے لوگ بھی تھے۔ (المغازی للواقدی ۸۰۱/۲)

باب ۱۵۹

ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کا مسلمان ہونا

﴿رسول اللہ ﷺ کے سفر مکہ کے دوران﴾

(۱) ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسین الحیری نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زہری نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال روانہ ہوئے یہاں تک کہ مقام الظہر ان میں اُترے دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ۔ سات سو افراد بنوسُلیم کے تھے اور ایک ہزار قبیلہ مزینہ کے تھے اور تمام قبائل میں کافی تعداد میں مسلمان تھے۔ مہاجرین وانصار کو تیار کیا۔ کوئی ایک بھی ان میں سے پیچھے نہیں رہا۔ اور ادھر قریش سے ساری خبریں پوشیدہ رہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ہاں سے کوئی خبر نہ پہنچی، انہیں کوئی پتہ نہیں تھا کہ رسول اللہ کیا کررہے ہیں۔

ابوسفیان بن حارث اور عبداللہ بن ابوامیہ بن مغیرہ رسول اللہ ﷺ کو عقاب کی گھاٹی میں ملے تھے جو کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے۔ ان دونوں نے حضور کے پاس جانے یعنی ملنے کی التجا کی تھی۔ سیدہ اُم سلمہ نے حضور ﷺ سے بات کی تھی ان دونوں کے بارے میں۔ سیدہ اُم سلمہ نے

کہا یا رسول اللہ وہ آپ کے چچا کا بیٹا ہے اور آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے اور آپ کا سسر بھی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میرے لئے ان دونوں میں کوئی حاجت نہیں ہے بہر حال جہاں تک میرے چچا زاد کا تعلق ہے تو اس نے میری ہتک عزت کی ہے، جہاں تک میرے پھوپھی زاد کا تعلق ہے اور میرے سسر کا، وہ وہی ہے جس نے میرے لئے مکہ میں کیا تھا جو کچھ کہا تھا۔ یہ خبر ان دونوں تک پہنچ گئی اور ابوسفیان بن حارث کے ساتھ اس کا بیٹا تھا اس نے کہا اللہ کی قسم البتہ ضرور اجازت دیں میرے لئے رسول اللہ ورنہ میں ان دونوں کا ہاتھ پکڑ کر ضرور ایسی سرزمین پر نکل جاؤں گا اور جا کر بھوک پیاس سے مرجائیں گے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ کو ان دونوں پر شفقت آگئی۔ وہ دونوں حضور ﷺ کے پاس آئے اور ابوسفیان بن حارث نے شعر کہے۔ ابوسفیان بن حارث کا قول اس کے اسلام کے بارے میں اور اس کا عذر کرنا ان حالات کے بارے میں جو اس سے واقع ہوئے تھے۔ اس نے کہا:

لعمرك انی یوم احمل رایة ... لتغلب خیل اللات خیل محمد

لکا لمدلج الحیران اظلم لیله ... فهذا اوانی حین اهدی و اهتدی

هدانی هاد غیر نفسی ونالنی ... مع الله من طردت کل مطرد

اصد وانای جاهدًا عن محمد ... وادعی وان لم انتسب من محمد

هم ما هم من لم یقل بهواهم ... وان کان ذا رأی یلم ویفند

ارید لارضیهم ولست بلائط ... مع القوم ما لم اهد فی کل مقعد

فقل لثقیف لا ارید قتالکم ... وقل لثقیف تلك : غیری واوعدی

فما کنت فی الجیش الذی نال عامرًا ... ولا کان عن جری لسانی ولا یدی

قبائل جاءت من بلاد بعیدة ... نزائع جاءت من سهام وسردد

تری بقاء کی قسم ہے جس دن میں جھنڈا اٹھاؤں گا، البتہ لات (بت) کے گھڑسوار محمد ﷺ کے گھڑسواروں پر غالب آجائیں گے یعنی کفر و شرک کا لشکر اسلام کے لشکر پر غالب ہوجائے گا۔ رات کے سفر کرنے والے کی مثل کہ اس کی رات اس کو تاریکی میں چھپا لیتی ہے۔ یہی وقت ہوگا جب میں راستہ دیکھا جاؤں گا اور میں راستہ پالوں گا۔ راستہ دکھایا مجھے راستہ دکھانے والے نے، وہ میرے دل کے ماسوا ہے اور مجھے اللہ کے ساتھ ملوادیا ہے جس کو میں گھیروں گا پورا ہی گھیروں گا۔ میں روکوں گا یعنی لوگوں کو ایمان میں داخل ہونے سے منع کروں گا اور اپنے آپ کو بھی اس سے دور رکھوں گا اور اس کام کے لئے میں سخت جدوجہد کروں گا۔ مجھ سے لوگوں کو دور رکھنے میں اور لوگوں کو ایسی بات کی دعوت دوں گا اگرچہ صاحب زر ہے ملامت کیا جاتا ہے اور جھوٹ کی نیت و تہمت لگایا جاتا ہے۔

میں اب ان لوگوں کو راضی اور خوش کرنا چاہتا ہوں اور میں چپکنے والا نہیں ہوں قوم کے ساتھ جب تک نہ رہنمائی کیا جاؤں ہر ہر مقام پر اور ہر ہر ٹھکانے پر۔ لہٰذا ہو ثقیف سے کہہ دو کہ میں تمہارے ساتھ قتال کرنے اور لڑنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ اور بنو ثقیف سے کہئے کہ وہ مرے جاسوس ہیں اور میرے وعدہ دیے ہوئے ہیں۔ پس میں نہیں ہوں اس لشکر میں۔ جو عامر سے ٹکرایا، نہ ہی میرے ہاتھ کی زیادتی، نہ ہی زبانی زیادتی ہے۔ وہ قبائل جو دور دور کے شہروں سے آئے ہیں کھنچے آئے ہیں تیروں سے اور تلواروں سے لیس ہو کر۔

کہتے ہیں کہ لوگوں نے اس کو ذکر کیا ہے جب اس نے رسول اللہ ﷺ کو یہ شعر سنایا: من طردت کل مطرد

تو حضور ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ مارا۔ اور فرمایا: انت طردتنی کل مطرد

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۵۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۲۸۷)

صحابہ کا پیلو چننا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے سنان بن اسماعیل حنفی سے، اس نے ابوالولید سعید بن مینا سے، وہ کہتے ہیں کہ جب اہل موتہ فارغ ہو گئے اور واپس لوٹ آئے تو اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کو مکہ روانگی کا حکم فرمایا۔ جب روانہ ہو کر مقام مرالظہر ان میں پہنچے تو گھاٹی میں اُتر گئے اور پیلو چننے والوں کو آپ نے بھیجا۔ وہ پیلو کے درختوں سے پکی پکی پیلو چننے لگے۔ چنانچہ میں نے سعید سے کہا کہ یہ کیا چیز ہے، اس نے بتایا کہ پیلو کے درخت (جال کے پیلو) ابن مسعود بھی ان میں گئے تھے جو پیلو چن رہے تھے کسی آدمی کو جب کوئی پکا ہوا دانہ (پیلو کا) ملتا تو اس کو اپنے منہ میں ڈالیتا۔ اور صحابہ کرام ابن مسعود پنڈلیوں کی مشقت کو دیکھ کر حیران ہو رہے تھے وہ درخت کے اُوپر چڑھے جا رہا تھا اور لوگ ہنس رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ اس کی پنڈلیوں کی محنت پر ہنس رہے ہو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ ان دونوں کے لئے ترازوئے اعمال میں اُحد پہاڑ سے زیادہ وزن ہے۔ (المستدرک للحاکم ۳/۳۱۷)

کیونکہ ابن مسعود جو کچھ چنتا اس کو حضور ﷺ کے پاس لے آتا اور اس نے شعر کہا :

هـذا جـنـاى وخـيـاره فـيـه　　اذ كـل جـان يـده الـى فـيـه

(البدایہ والنہایہ ۴/۲۸۸)

یہ میرے چنے ہوئے پیلو کے پھل ہیں اور اس میں اچھی اور عمدہ پیلو بھی ہیں جبکہ ہر چننے والے کا ہاتھ اپنے منہ کی طرف ہے۔

عليكم بالاسود منه فانه اطيب (حدیث)

نعم وهل من نبى الا قد رعاها (حدیث)

ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں .... (۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو عبید بن شریک نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو لیث نے یونس سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے ابوسلمہ سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے مقام مرالظہر ان میں۔ ہم لوگ پیلو چننے لگے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان میں سے کالی کالی پیلو چنو کیونکہ وہ زیادہ اچھی ہیں (زیادہ کالی اور پیلے پکی ہوئی ہوتی ہیں)۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ بکریاں چراتے تھے (کیونکہ بکریاں چرانے والوں کو جنگل کے پھلوں کا زیادہ تجربہ ہوتا ہے)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جی ہاں۔ میں نے بکریاں چرائی ہیں بلکہ ہر نبی نے چرائی ہیں۔ جابر کہتے ہیں کہ بے شک یہ واقعہ پیلو والا یوم بدر میں پیش آیا تھا، جمعہ کا دن تھا رمضان کی تیرہ راتیں باقی رہ گئی تھیں یعنی سترہ رمضان تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن بکیر سے مختصراً، اس میں تاریخ کا ذکر نہیں کیا اس میں۔

فائدہ : علامہ ابن القیم فرماتے ہیں، الکباث پیلو کے درخت (جال) کے پھل کو کہتے ہیں یہ ارض حجاز میں ہوتی ہے۔ جبکہ مترجم کہتا ہے ہندو پاک کے تمام جنگلوں میں پیلو کے درخت عام ہے لوگ پیلو کھاتے ہیں۔ مزاج اس کا گرم خشک ہوتا ہے۔ اس کے خواص اس کے درخت والے ہیں، معدہ کو قوت دیتا ہے، ہضم کو عمدہ کرتا ہے، بلغم کو صاف کرتا ہے، پشت کے درد کے لئے مفید ہے، کئی بیماریوں کے لئے مفید ہے، کاسر ریاح ہے وغیرہ وغیرہ۔

☆☆☆

باب ۱۶۰

۱۔ رسول اللہ ﷺ کا مقام مرّ الظہر ان میں اُترنا۔

۲۔ ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام، بدیل بن ورقاء کو لے کر آنے میں جو بات آئی ہے۔

۳۔ ان سب کا مسلمان ہونا۔

۴۔ اہل مکہ کے لئے عقد امان ان شرائط پر جو آپ نے مقرر کیں۔

۵۔ آپ ﷺ کا مسلمانوں کے ساتھ مکہ میں داخلہ۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرنا یعنی اس وعدہ کو سچا کرنا جو اس نے رسول کے ساتھ کیا تھا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی الحسین بن محمد روذباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو یحییٰ بن آدم نے، ان کو ابن ادریس نے محمد بن اسحاق سے، اس نے زہری سے، اس نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ کہ فتح مکہ والے سال رسول اللہ ﷺ کے پاس عباس بن عبدالمطلب ابوسفیان بن حرب کو ساتھ لے کر آئے تھے اور وہ مقام الظہر ان میں مسلمان ہو گئے تھے۔ حضرت عباس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بے شک ابوسفیان ایسا آدمی ہے جو اس فخر کو پسند کرتا ہے (اپنے سرداری فطرت کی وجہ سے)۔ اگر آپ اس کے لئے کوئی اعزازی شئی مقرر کردیں تو بہتر ہوگا۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے میں کرتا ہوں۔

لہٰذا آپ نے فرمایا:

مَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِیْ سُفْیَانَ فَهُوَ اٰمِنٌ وَمَنْ اَغْلَقَ بَابَهٗ فَهُوَ اٰمِنٌ

(ابوداؤد۔ کتاب الخرج والامارۃ۔ حدیث ۲۱۔۳۰ جلد ۳ ص ۱۶۲)

جو شخص پناہ لینے کے لئے ابوسفیان کے گھر کے اندر داخل ہو جائے اس کے لئے امان ہے۔ جو شخص اندر جا کر اپنا دروازہ بند کرلے اس کو امان ہے۔

ابوسفیان کا قبول اسلام .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعلی الحسین بن بشران نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر رزاز نے، ان کو احمد بن ولید فحام نے، ان کو ابوبلال اشعری نے، ان کو زیاد بن عبداللہ نے محمد بن اسحاق سے زہری سے، اس نے عبیداللہ بن عبداللہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ عباس بن عبدالمطلب ابوسفیان بن حرب کو ساتھ لے کر رسول اللہ کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ ابوسفیان ہے شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ بھی کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے ابوفضل اپنے مہمان کو آج رات اپنے گھر والوں کے پاس لے جائیے اور صبح ناشتہ بھی اس کو کرائیے۔ جب صبح ہوئی تو

عباس اس کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے، عباس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان بے شک ابوسفیان ایسا آدمی ہے جو عزت وشرف کو شہرت کو پسند کرتا ہے آپ اس کو کوئی ایسی چیز عطا کریں جس کے ساتھ یہ فخر کرے شرف وعزت محسوس کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ امان میں ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ میرا گھر تو زیادہ گنجائش نہیں رکھتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا، جو شخص کعبہ میں داخل ہو جائے اس کو امان ہے، ابوسفیان نے کہا کہ کعبے میں کتنی گنجائش ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا، جو شخص مسجد الحرام میں داخل ہو جائے وہ امان میں ہے۔ ابوسفیان نے کہا مسجد کتنی گنجائش رکھتی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا، جو شخص اپنا دروازہ بند کرلے وہ امان میں ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ یہ حکم پوری گنجائش رکھتا ہے۔ (الدررلابن عبدالبر ۲۱۱۔ سیرۃ الشامیہ ۵/۳۳۰)

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے سفیان بن حرب سے ان کو حماد بن زید نے، ان کو ایوب نے عکرمہ سے فتح مکہ کے بارے میں (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو حسن بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مقام مرّ الظہر ان میں اُترے تھے تو عباس بن عبدالمطلب نے کہا تھا حالانکہ وہ مدینے سے ہی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے تھے۔

واصباح قریش : خطرناک صبح قریش کے لئے۔ اللہ کی قسم اگر رسول اللہ ﷺ قریش سے بغاوت کرتے، ان کے شہروں میں تو آپ مکہ میں قہر وجبر کے ذریعہ داخل ہو جاتے۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے سفید خچر پر سوار ہوئے اور کہنے لگے کہ میں پیلو کے درختوں کی طرف نکلتا ہوں شاید کہ میں کسی لکڑیاں چننے والے کو یا کسی دودھ والے کو دیکھوں یا کسی جانے والے کو دیکھوں جو مکے میں داخل ہو رہا ہو (میں اس کو بتادوں) تا کہ وہ ان کو خبر دے کہ رسول اللہ ﷺ اس مقام تک پہنچ گئے ہیں تا کہ مکہ والے حضور ﷺ کے پاس آئیں اور ان سے امان مانگ لیں۔

وہ کہتے ہیں کہ میں روانہ ہوا۔ اللہ کی قسم میں پیلو کے درختوں میں گھومتا چکر لگاتا رہا اور تلاش کرتا رہا۔ اچانک میں نے ابوسفیان اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء کی آواز سنی۔ وہ بھی نکل چکے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خبر تلاش کر رہے تھے۔ میں نے ابوسفیان کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا یار میں نے آج کے دن جیسی آگ پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ بدیل بن ورقاء نے کہا، اللہ کی قسم یہ بنوخزاعہ کی آگ ہے جس کو جنگ نے جلایا ہے۔ ابوسفیان نے کہا خزاعہ تو زیادہ ملوث ہے اس میں، زیادہ کمزور بھی ہے۔ (عباس) کہتے ہیں کہ میں نے اس کی آواز پہچان لی۔ اور میں نے کہا اے ابوحنظلہ وہ ابوسفیان ہی تھے۔ اس نے بھی آواز پہچان لی اور کہنے لگا تم ابوالفضل ہو۔ میں نے کہا جی ہاں۔ ابوسفیان نے کہا حاضر ہوں میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔ تیرے رسول کی کیا خبر ہے؟ میں نے کہا کہ یہ ہیں رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ۔ تحقیق وہ آچکے ہیں تمہاری طرف ایسے لشکر کے ساتھ جس کا مقابلہ کرنے کی تمہیں سکت نہیں ہے۔ دس ہزار مسلمان ان کے ساتھ ہیں۔ اس نے پوچھا کہ پھر بچاؤ کی کیا صورت ہے اور کیا ہے؟ میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔ میں نے کہا کہ بس یہی بچنے کی صورت ہے کہ میرے ساتھ اس خچر پر میرے پیچھے بیٹھ اور چل کر میں حضور ﷺ سے تیرے لئے امان مانگ لیتا ہوں۔ اللہ کی قسم وہ اگر تیرے اوپر کامیاب ہوئے تو تیری گردن ماردیں گے لازمی طور پر۔ چنانچہ ابوسفیان میرے پیچھے بیٹھ گئے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے خچر کو ایڑھ لگائی اور رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہو گیا۔ میں جیسے ہی آگ کے پاس سے گزرتا جو مسلمانوں نے جگہ جگہ جلا رکھی تھی وہ لوگ مجھے دیکھ کر کہتے کہ رسول اللہ ﷺ کے چچا جا رہے ہیں رسول اللہ ﷺ کے خچر پر سوار ہو کر۔ یہاں تک کہ میں عمر بن خطاب کی آگ کے پاس سے گذرا۔ انہوں نے مجھے دیکھا اور ابوسفیان کو میرے پیچھے دیکھا۔ حضرت عمر ﷺ نے کہا یہ ابوسفیان ہیں۔ اللہ کا شکر جس نے تجھے قدرت دی ہے بغیر کسی عہد کے اور بغیر کسی عقد کے۔ اس کے بعد میں نے شدت پکڑ لی رسول اللہ ﷺ کی طرف جانے کی اور میں نے خچر کو پھر ایڑھ لگائی اور خیمے کے دروازے میں جا گھسا۔ میں نے سبقت کی عمر سے۔ جیسے سست رفتار سواری سست آدمی سے سبقت کرتی ہے۔

اتنے میں حضرت عمر ﷛ بھی رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہوگئے اور بولے یارسول اللہ ﷺ یہ ہے ابوسفیان، اللہ کا دشمن۔ اللہ نے اس پر قدرت دی ہے بغیر کسی عقد وعہد کے (یعنی اچھا ہے نہ اس کے ساتھ ہمارا کوئی عہد ومیثاق ہے نہ کوئی بات طے ہے)۔ مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن ماردیتا ہوں۔ عباس کہتے ہیں کہ میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں نے اس کو امان دی ہے اس کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا۔ لہٰذا میں نے اس کا سر پکڑ کر کہا اللہ کی قسم آج رات میرے سوا اس کو کوئی نجات نہ دیتا۔ جب حضرت عمر نے اس کے بارے میں زیادہ بات کی تو میں نے کہا ٹھہر جا تو اے عمر۔ اللہ کی قسم تم ایسا نہیں کررہے ہو مگر صرف اسی لئے کہ یہ بنوعبد مناف کا ایک آدمی ہے۔ اگر یہ بنوعدی بن کعب کا آدمی ہوتا (یعنی اگر تمہارا قریبی ہوتا) تم یہ نہ کہتے۔ حضرت عمر ﷛ فرمایا ٹھہر اے عباس پس اللہ کی قسم البتہ تیرا اسلام لانا جس دن تو مسلمان ہوا میرے نزدیک زیادہ محبوب تھا (اپنے باپ) خطاب کے اسلام لانے سے اگر وہ اسلام لے آتا۔ یہ نہیں تھا مگر اس لئے کہ تحقیق میں جانتا تھا کہ تیرا اسلام لانا رسول اللہ ﷺ کے نزدیک زیادہ محبوب تھا خطاب کے اسلام لانے سے اگر وہ اسلام لے آتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ لے جائیں اس کو، ہم نے بھی اس کو امان دی ہے یہاں تک کہ آپ اس کو صبح کل میرے پاس لے آنا۔ لہٰذا وہ اس کو اپنے گھر واپس لے گئے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت عباس اس کو ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے۔ حضور ﷺ نے فرمایا افسوس ہے اے ابوسفیان کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم یہ جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ کس قدر وصل کرنے والے ہیں، کس قدر محترم ہیں۔ اللہ کی قسم تحقیق میرا یقین ہے کہ اگر اللہ کے ساتھ اس کا ماسوا بھی (کہ معبود ہوتا) تو وہ اللہ کے بعد کچھ تو فائدہ دیتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا افسوس ہے اے ابوسفیان کیا تیرے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ تو یہ جان سکے تو میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ کس قدر وصل کرنے والے ہیں، کس قدر حوصلے والے ہیں، کس قدر عزت دار ہیں۔ خبردار اللہ کی قسم حقیقت تو یہی ہے مگر صرف دل میں اس بارے میں ایک چیز تھی۔

حضرت عباس نے کہا میں نے کہا تیری ہلاکت ہو شہادت دے دے حق کی شہادت پہلے۔ اللہ کی قسم تیری گردن ماردی جائے گی۔ لہٰذا اس نے شہادت دے دی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس سے فرمایا جس وقت ابوسفیان نے شہادت دی اس کو آپ لے جایئے اے عباس اور اس کو روک کر رکھنا پہاڑ کے تنگ راستے پر، وادی کے تنگ مقام پر جس وقت اس کے سامنے اللہ کے لشکر گزریں گے۔

میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ بیشک ابوسفیان ایسا آدمی ہے جو فخر کو پسند کرتا ہے آپ اس کے لئے کوئی چیز مقرر کردیں جو اس کے لئے اس کی قوم میں عزت کا باعث بنے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص ابوسفیان کی حویلی میں داخل ہو جائے اس کو امان ہے اور جو شخص مسجد الحرام میں داخل ہو جائے اس کے لئے امان ہے، جو شخص اپنا دروازہ بند کرلے اس کو امان ہے۔ لہٰذا میں روانہ ہوا حتیٰ کہ میں نے اس کو پہاڑ کے تنگ دامن میں، وادی کے تنگ راستے پر روک رکھا۔ چنانچہ اس کے سامنے تمام قبائل گذرے وہ دیکھ کر کہنے لگے اے عباس یہ کون لوگ ہیں؟ میں نے کہا یہ بنوسلیم ہیں۔ بولے بنوسُلیم کو مجھ سے کیا پرخاش ہے۔ پھر کوئی اور قبیلہ گذرا تو وہ پوچھتے ہیں یہ کون لوگ ہیں؟ میں نے بتایا کہ یہ بنواسلم ہیں۔ اس نے کہا بنواسلم سے مجھے کیا واسطہ۔ پھر قبیلہ جھینہ والے گذرے تو اس نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ میں نے بتایا کہ یہ جھینہ کے لوگ ہیں۔ بولے مجھے جھینہ سے کیا واسطہ۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ سبز پوشاک میں گذرے۔ رسول اللہ ﷺ کا حفاظتی دستہ مہاجرین و انصار پر مشتمل تھا۔ سب لوہے سے لیس تھے ان کا تو بس گھیرا اور حلقہ ہی دکھائی دیتا تھا۔ ابوسفیان نے پھر پوچھا یہ کون لوگ ہیں اے ابوالفضل؟ میں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ گذر رہے ہیں مہاجرین و انصار ہیں۔ اس نے کہا اے ابوالفضل تیرے بھتیجے کا ملک عظیم ہو چکا ہے۔ میں نے کہا افسوس ہے تجھ پر بیشک یہ بادشاہت نہیں نبوۃ ہے۔ اس نے کہا ہاں پھر یہ صحیح ہے۔

میں نے کہا کہ اب تم جاؤ اپنی قوم کے پاس اور ان کو ڈراؤ۔ لہٰذا وہ جلدی جلدی نکلا حتیٰ کہ مکے میں پہنچا اور مسجد میں کھڑے ہو کر اس نے اعلان کیا اے قریش کی جماعت یہ رہے محمد ﷺ تمہارے اُوپر آچکے ہیں ایسے لشکر سمیت جس کا مقابلہ کرنا تمہارے بس کا روگ نہیں ہے۔ قریش نے کہا کہ اب کیا کریں؟ اس نے بتایا کہ جو شخص میرے گھر میں داخل ہوجائے اس کے لئے امان ہے۔ انہوں نے کہا افسوس کی بات ہے

آپ کے گھر ہم لوگ پناہ حاصل کریں گے۔اس نے بتایا کہ جو شخص مسجد الحرام میں داخل ہو جائے اس کو امان ہے اور جو شخص اپنے اُوپر اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے اس کو بھی امان ہے۔

یہ الفاظ ہیں حدیث حسین بن عبداللہ کے اور بہر حال رہے ایوب بیشک وہ اس کے ساتھ عکرمہ سے آگے نہیں بڑھے۔اور ہمارے شیخ نے حدیث کو پورا نہیں بیان کیا۔

تحقیق روایت کیا ہے اس کو عبداللہ بن ادریس نے ابواسحق سے،اس نے زہری سے اس نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے،اس نے ابن عباس سے اسی کے مفہوم کے ساتھ۔اور اس حدیث کے کئی شواہد بھی ہیں عقد امان کے بارے میں اہل مکہ کے لئے جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اہل مغازی کی جانب سے اس بارے میں۔(سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۲۔البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۹۰۔سیرۃ الشامیہ ۵/۳۲۶)

آج کا دن سخت جنگ کا دن ہے .... (۴) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوجعفر بغدادی نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعلاثہ نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے میرے والد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے،اس نے عروہ سے۔

وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نکلے بارہ ہزار مہاجرین وانصار کے ساتھ اور بنوغفار اور بنو اسلم،بنومزینہ،بنوجہینہ،بنوسُلیم کے لوگ ساتھ تھے۔وہ سب اپنے گھوڑوں کی باگ پکڑے ہوئے تھے۔حتیٰ کہ وہ مقام مرالظہر ان میں اُترے،تاحال اُن کے بارے میں قریش کو کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔قریش نے ابوسفیان کو ابوحکیم بن حزام کو بھیجا وہ بدیل بن ورقا کو ملے وہ دونوں اس کے ساتھ ہو لئے۔جب مکہ سے باہر مقام اراک تک پہنچے،یہ عشاء کا وقت تھا۔یکا یک ان کی نظر خیموں پر اور لشکر پر پڑی اور انہوں نے گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں سُنیں۔چنانچہ اس منظر کو دیکھ کر وہ انتہائی خوفزدہ ہو گئے اور ڈر گئے اور بولے کہ غالباً یہ لوگ بنوکعب ہیں،جنگ نے اس کو مجبور کیا ہے۔بدیل بن ورقہ نے کہا کہ نہیں بنوکعب اتنے زیادہ نہیں ہو سکتے یہ ان سے بہت زیادہ ہیں۔یہ تو اس سے بہت کم ہیں کیا۔بھلا ہوازن والوں نے ہماری سرزمین کا رخ کر لیا ہے اللہ کی قسم ہم اس کو سمجھ نہیں سکے کہ یہ کیا کہانی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے قبل اپنے آگے گھڑسوار بھیجے تھے تاکہ وہ چشموں پر قبضہ کر کے رکھیں قبیلہ خزاعہ راستے پر تھے جو کہ کسی کو نہیں چھوڑتے تھے کہ وہ وہاں سے گزریں۔جب ابوسفیان اور اس کے ساتھی مسلمانوں کے لشکر میں داخل ہوئے تو ان کے گھڑسواروں نے پکڑ لیا رات کے وقت اور ان کو لے آئے۔وہ ڈر رہے تھے قتل سے۔چنانچہ ابوسفیان کی طرف حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اُٹھ کر گئے اور ان کو گردن سے پکڑ لیا اور اس کو اچھی طرح دبوچ کر نبی کریم ﷺ کے پاس لے جانے لگے مگر محافظ نے نبی کریم ﷺ کی طرف نہ جانے دیا اس کو قتل ہونے کا ڈر لگا۔ادھر حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ جاہلیت میں ان کے خاص دوست تھے ابوسفیان نے بلند آواز سے پکارا کیا تم مجھے عباس کے پاس نہیں لے جاتے؟ لہٰذا حضرت عباس ان کے پاس پہنچ گئے۔اس نے اس کو بچایا اور حضور ﷺ سے درخواست کی اس کو میرے حوالے کر دیں۔

لوگوں میں یہ بات پھیل گئی کہ وہ عباس کے پاس ہے۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ سواری پر بٹھا کر لے گئے رات کے وقت۔اور اس کو تمام لشکر میں گھمایا یہاں تک کہ سب لشکر والوں نے اس کو دیکھ لیا۔اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ابوسفیان سے کہہ چکے تھے جب انہوں نے اس کی گردن سے پکڑ رکھا تھا،اللہ کی قسم تو رسول اللہ ﷺ کے قریب نہیں جا سکتا یہاں تک کہ تو مر جائے۔لہٰذا اس نے حضرت عباس سے فریاد کی تھی اور کہا تھا کہ میں قتل ہو جاؤں گا۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو بچایا کہ کہیں اس پر وہ جھپٹ نہ پڑیں ابوسفیان نے جب لشکر کی کثرت دیکھی اور ان کی اطاعت وفرمانبرداری دیکھی رسول اللہ ﷺ کے لئے تو اس نے کہا میں نے اس قوم سے زیادہ اتفاق کبھی نہیں دیکھا جو میں نے آج رات دیکھا ہے۔

بہر حال حضرت عباس ﷺ نے اس کو ان کے ہاتھوں سے چھٹکارا دلوایا اور حضرت عباس نے اس سے کہا کہ تم مارے جاؤ گے اگر تم اسلام نہ لائے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی شہادت نہ دی۔ وہ بھی ارادہ تو کر رہا تھا کہ وہ کچھ کہہ دے جو حضرت عباس ﷺ اس کو حکم دے رہے تھے مگر اس کے لئے اس کی زبان نہیں چلتی تھی۔ چنانچہ اس نے وہ رات حضرت عباس ﷺ کے ساتھ گزار دی۔

باقی رہے حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا، وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہو گئے تھے اور جا کر دونوں مسلمان ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے اہل مکہ کی خبر معلوم کرنے لگے۔ جب صبح کی نماز کے لئے اذان دی گئی تو لوگ بیدار اور مستعد ہو گئے اور ابوسفیان خوفزدہ ہو گئے۔ اس نے پوچھا کہ اے عباس یہ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ حضرت عباس ﷺ نے بتایا کہ یہ مسلمان ہیں انہوں نے نماز کا اعلان سنا ہے لہٰذا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو رہے ہیں۔ حضرت عباس اس کو ساتھ لے کر نکلے جب ابوسفیان نے لوگوں کو نماز کے لئے گذرتے دیکھا اور ان کو نماز میں دیکھا، رکوع کر رہے تھے اور سجدے کر رہے تھے جب حضور ﷺ رکوع و سجود کر رہے تھے تو اس نے کہا اے عباس جو بھی وہ ان کو امر کرتا ہے یہ وہ ہی کرنے لگ جاتے ہیں۔ حضرت عباس ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اگر وہ ان کو کھانے پینے سے منع کر دے تو یہ اس سے بھی رُک جائیں گے۔ اس نے پوچھا اے عباس آپ اس سے اپنی قوم کے لئے بات کریں۔ کیا اس کے پاس ان کی معافی کی گنجائش ہے؟ حضرت عباس ﷺ ابوسفیان کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور حضرت عباس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ ابوسفیان ہے۔ ابوسفیان نے کہا اے محمد تحقیق میں نے مدد مانگی ہے اپنے معبود سے اور تم نے مدد مانگی ہے اپنے معبود سے۔ اللہ کی قسم میں جب بھی تجھ سے ٹکرایا ہوں تم ہی مجھ سے غالب آ گئے ہو۔ اگر میرا معبود سچا ہوتا اور تیرا معبود باطل ہوتا تو میں تیرے اُوپر غالب آ جاتا۔ چنانچہ اس نے شہادت دے دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت عباس ﷺ نے کہا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ تم مجھے اجازت دو اپنی قوم کے پاس جا کر ان کو ڈراؤں اور میں ان کو اللہ اور رسول کی طرف دعوت دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس کو اجازت دے دی۔ عباس نے پوچھا کہ میں ان کو کیسے کہوں؟ آپ میرے لئے اس بارے میں امان کی بات بتاؤ جس پر وہ لوگ مطمئن ہو جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان سے کہو کہ جو شخص تم میں سے یہ کہہ دے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، اور یہ شہادت دے کہ محمد ﷺ رسول ہیں۔ اور اپنے ہاتھ کو روک لے وہ امان میں ہے، جو کعبے کے پاس جا کر بیٹھے اور اپنے ہتھیار رکھ دے اس کو امان ہے، جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے اس کو امان ہے۔ حضرت عباس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ابوسفیان ہمارے چچا کا بیٹا ہے میں یہ پسند کرتا ہوں کہ یہ میرے ساتھ واپس جائے اور آپ اس کو خاص طور پر معروف یعنی خصوصیت کے ساتھ نوازیں تو حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے اس کو امان ہے، ابوسفیان کی حویلی بالائی مکہ میں تھی۔ اور فرمایا کہ جو شخص دار حکیم بن حزام میں داخل ہو کر اپنے ہاتھوں کو روک دے اس کو امان ہے اور دار حکیم بن حزام نشیبی مکہ میں تھا۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس کو اپنے سفید خچر کے اُوپر سوار کیا جو حضور ﷺ کو دحیہ بن خلیفہ کلبی نے ہدیہ کیا تھا۔ اور حضرت عباس ابوسفیان کے ساتھ روانہ ہوئے انہوں نے اس کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا۔ جب وہ چلے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے پیچھے کسی کو بھیجا۔

اس کے بعد راوی نے حدیث ذکر کی ہے ابوسفیان کے مقام اراک سے ہٹ کر تنگ مقام پر رُک جانے کے بارے میں حتیٰ کہ اس کے پاس سے گھڑ سوار گذرے۔ اور ابوسفیان نے بہت سے ایسے چہرے دیکھے جن کو نہیں پہچانتے تھے تو وہ کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے زیادہ کر کے دکھائے ہیں یا واقعتاً یہ لوگ زیادہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان سے فرمایا یہ سب کچھ آپ نے کیا ہے اور آپ کی قوم نے۔ بیشک یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مجھے سچا مانا ہے اُس وقت جب تم لوگوں نے مجھے جھوٹا قرار دیا تھا۔ جب تم نے مجھے نکال دیا تھا ان لوگوں نے میری مدد و نصرت کی۔ راوی نے پورا قصہ ذکر کیا ہے اور اس میں سعد بن عبادہ کا قول بھی ذکر کیا ہے جو کہ ایک شعر کی صورت میں ہے :

اَلْیَوْمَ یَوْمُ الْمَلْحَمَۃ اَلْیَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْحُرْمَۃُ

آج کا دن سخت جنگ کا دن ہے ۔ آج حرمتیں پامال ہونے کا دن ہے

مگر اس روایت میں راوی نے اس بارے میں رسول اللہ کا جواب ذکر نہیں کیا۔

تحقیق ابو اسامہ نے ہشام بن عروہ سے روایت کیا ہے اس نے اپنے والد سے بعض اس قصے کا، اس نے اس میں سعد بن عبادہ کا مذکورہ قول ذکر کیا ہے کہ اے ابوسفیان :

اَلْیَوْمَ یَوْمُ الْمَلْحَمَۃ اَلْیَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْکَعْبَۃ

آج سخت جنگ کا دن ہے ۔ آج کعبے کی حرمت پامال کی جائے گی۔

جب رسول اللہ ﷺ ابوسفیان کے پاس سے گذرے تو ابوسفیان نے کہا کہ آپ نے نہیں سنا کہ سعد بن عبادہ نے کیا کہا ہے؟ آپ نے پوچھا کہ کیا کہا ہے؟ اس نے بتایا کہ ایسے ایسے کہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جھوٹ کہتا ہے سعد، بلکہ یہ وہ تاریخی دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ کعبے کو عظمت عطا کرے گا اور وہ دن ہے جس میں آج کعبے پر غلاف چڑھایا جائے گا۔

(الدرر لابن عبدالبر ۲۱۶۔۲۱۷۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۹۰۔۲۹۱۔ سیرۃ الشامیہ ۵/۳۲۸۔۳۲۹)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن محمد نسوی نے، ان کو حماد بن شاکر نے، ان کو محمد بن اسماعیل نے، ان کو عبید بن اسماعیل نے، ان کو ابو اسامہ نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، انہوں نے اس کو ذکر کیا ہے۔ کہا کہ مجھے عروہ نے بتایا ہے کہ مجھے خبر دی نافع ابن جبیر ابن مطعم نے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے عباس سے انہوں نے کہا زبیر بن عوام سے، اے عبداللہ اسی جگہ پر رسول اللہ ﷺ نے آپ کو حکم دیا تھا کہ یہاں پر آپ جھنڈا گاڑیں؟ انہوں نے کہا کہ اور رسول اللہ ﷺ نے اس دن خالد بن ولید کو حکم دیا تھا کہ وہ مکہ میں فلاں راستے سے داخل ہو۔ یا یوں کہا کہ نبی کریم ﷺ فلاں راستے سے داخل ہوئے تھے۔ پس خالد بن ولید کے دستے کے گھڑ سوار سے اس دن دو آدمی مارے گئے تھے۔ ایک حبیش بن اشعر دوسرا کرز بن جابر فہری۔

رسول اللہ ﷺ کی مکہ آمد کو مخفی رکھنا .... (۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد شعرانی نے، ان کو ان کے دادا نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں یہ الفاظ اسی کے ہیں۔ کہا کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن احمد بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تھے جیسے کہا جاتا ہے بارہ ہزار مہاجرین وانصار کے لشکر کے ساتھ۔ ان میں عرب کے دیگر طوائف وگروپ بھی تھے، بنواسلم، بنوغفار، مزینہ، جہینہ، بنوسلیم وغیرہ۔ سب کے سب اپنے اپنے گھوڑوں کو کھینچے چلے آئے تھے۔ یا یہ کہ سب کے سب اپنے اپنے قبیلے کے گھڑ سواروں کی قیادت کر رہے تھے۔

اللہ نے اہل مکہ پر رسول اللہ ﷺ کی مکہ کی طرف روانگی مخفی رکھی تھی۔ یہاں تک کہ حضور مقام مرّ الظہر ان میں جا کر اُترے (مکہ کے باہر)۔ ادھر قریش نے ابوسفیان کو حکیم بن حزام کو ان کے ساتھ بدیل بن ورقاء بھی تھے بھیجا جب انہوں نے مقام مرّ الظہر ان پر نظر ڈالی اور مقام اراک تک پہنچے یہ عشاء کا وقت تھا۔ انہوں نے آگ جلتی دیکھی، خیمے دیکھے، لشکر دیکھا اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ سنی تو اس ساری کیفیت نے

ان کو دہلا کر رکھ دیا۔ وہ آپس میں کہنے لگے یہ پڑاؤ ڈالنے والے بنوکعب کے لوگ ہیں ان کو جنگ پر مجبور کیا ہوگا۔ اس کے بعد اپنے دل میں کچھ سوچا اور کہنے لگے یہ لوگ بنوکعب سے بہت زیادہ ہیں، پھر کہنے لگے شاید کہ قبیلہ ہوازن کے لوگ ہوں۔ یہ بارش کی تلاش میں ہماری زمین پر آئے ہوں۔ نہیں اللہ کی قسم اس کو بھی نہیں سمجھ رہے وہ ابھی اسی کیفیت میں تھے سمجھ نہیں پائے تھے کہ ان کو اس جماعت نے گرفتار کر لیا جس کو رسول اللہ ﷺ نے نگرانی کرنے اور جاسوسی کرنے پر مقرر کیا تھا۔ ابوسفیان وغیرہ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم مسلمان ہیں اور وہ رہے رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب۔ ابوسفیان کے تو پیروں تلے زمین نکل گئی۔ ابوسفیان نے کہا کہ تم لوگوں نے اس کی مثال سنی اور دیکھی ہے کہ وہ یوں کسی قوم کے کلیجے پر آ کر اتر پڑے ہوں اور ان کو اطلاع بھی نہ دی ہو۔

جب ان کو لشکر میں لایا گیا تو عباس بن عبدالمطلب نے ان کو پناہ دے دی اور کہا کہ اے ابوحنظلہ تیری ماں تجھے گم پائے اور تیرا خاندان۔ یہ رہے محمد ﷺ مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ۔ تم چلو ان کے پاس اور چل کر مسلمان ہو جاؤ۔ لہٰذا وہ رسول اللہ کے پاس داخل ہوئے اور رات کا زیادہ تر حصہ حضور کے پاس رہے، حضور ان سے بات چیت کرتے رہے اور ان سے پوچھتے رہے۔ اس کے بعد حضور نے ان کو اسلام کی طرف دعوت دی اور ان سے کہا کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

چنانچہ انہوں نے شہادت دی۔ پھر فرمایا کہ تم شہادت دو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ چنانچہ حکیم بن حزام نے اور بدیل بن ورقاء نے شہادت دی اور ابوسفیان نے کہا میں یہ بات نہیں جانتا۔ ابوسفیان حضرت عباس کے ساتھ نکلا۔ جب نماز کا اعلان ہوا (اذان ہوئی) تو لوگ اُچھل کر کھڑے ہو گئے ابوسفیان گھبرا اُٹھا اور حضرت عباس سے کہنے لگا یہ لوگ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ نماز پڑھنا چاہتے ہیں۔

ابوسفیان نے مسلمانوں کو دیکھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے وضو کا پانی ہاتھوں میں لے رہے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر کہنے لگا کہ میں نے کوئی بادشاہ نہیں دیکھا آج کی رات جیسا نہ ہی قیصر و کسریٰ کی حکومت ایسی دیکھی، نہ ہی بنو الاصفر رومیوں کی بادشاہت ایسی دیکھی۔ ابوسفیان نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ وہ اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر چلیں۔

ابوسفیان نے کہا، اے محمد! میں نے بہت سارے الٰہوں (معبودوں و مشکل کشاؤں) سے مدد طلب کی اور آپ نے صرف ایک الٰہ سے مدد مانگی (نتیجہ یہ ہوا کہ) اللہ کی قسم ہر مرتبہ جب بھی آپ کے ساتھ ٹکرایا آپ مجھ پر غالب آ گئے اگر میرا اللہ (مشکل کشا) سچا ہوتا اور تیرا الٰہ باطل ہوتا تو میں تیرے اُوپر غالب آ جاتا۔

چنانچہ اس نے شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ ﷺ کے رسول ہیں۔ اور ابوسفیان نے کہا اور حکیم نے یارسول اللہ! کیا آپ اوباش ترین لوگوں کے پاس آئے ہیں؟ (یعنی اخلاط اور ملے جلے) جو جانتے ہیں وہ بھی اور جو نہیں جانتے وہ بھی، نہ آپ کے اصل کو نہ آپ کے خاندان کو، کنبے قبیلے کو۔ حضور نے فرمایا بلکہ وہ سب سے بڑے ظالم اور سب سے بڑے فاجر ہیں۔ تم لوگوں نے حدیبیہ کے معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے اور غداری کی ہے۔ اور تم لوگوں نے بنوکعب پر گناہ اور سرکشی کے ساتھ زبردستی تسلط کیا ہے۔ اللہ کے حرم میں اور امان میں۔ بدیل نے کہا آپ نے یارسول اللہ ﷺ سچ فرمایا ہے، ان لوگوں نے واقعی ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے غداری کی ہے۔ اللہ کی قسم اگر قریش ہمارے دشمن کے درمیان علیحدگی کر دیتے تو وہ ہمارا اتنا نقصان نہ کر سکتے جتنا انہوں نے کیا ہے۔

چنانچہ ابوسفیان نے اور حکیم بن حزام نے کہا یارسول اللہ ﷺ آپ اس لائق تھے (حقدار تھے) اس کو یہ چاہئے تھا اس بات کے کہ آپ اپنی تیاری اور ساری تدبیر ہوازن کے لئے کرتے کیونکہ وہ لوگ رشتہ اور قربت کے لحاظ سے بھی بعید ترین ہیں اور عداوت کے اعتبار سے شدید ترین ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک میں امید کرتا ہوں کہ میرا رب دونوں چیزوں کو میرے لئے جمع کر دے گا۔ ایک فتح مکہ کو یعنی مسلمانوں کے اس کے ساتھ اعزاز کو اور دوسرے ہوازن والوں کی شکست کو اور ان کے مالوں کے غنیمت بننے کو اور ان کی اولادوں کے غنیمت بننے کو۔

ابوسفیان نے اور حکیم بن حزام نے کہا، یارسول اللہ ﷺ! آپ ہمارے لئے لوگوں میں امان کا اعلان کریں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اگر قریش علیحدگی اور غیر جانب داری اختیار کریں اور اپنے ہاتھ وہ روک لیں تو ان کو امان ہوگی؟ رسول اللہ نے فرمایا، جی ہاں۔ جو شخص اپنے ہاتھ کو روک لے اور اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے وہ امن میں ہے (یعنی اس کے لئے ہماری طرف سے امان ہے)۔ انہوں نے کہ آپ ہمیں بھیج دیجئے ہم اس بات کا اعلان کر دیں ان میں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے آپ لوگ چلے جاؤ جو شخص تیری حویلی میں پناہ پکڑے اے ابوسفیان اور جو شخص اے حکیم تیری حویلی میں پناہ لے لے اور اپنے ہاتھ کو بھی روک لے وہ امان میں ہے۔

دار ابوسفیان بالائی جگہ میں تھا اور دار حکیم زیریں جگہ میں تھا جب وہ واپس جانے لگے تو حضرت عباس نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں مطمئن نہیں ہوں اس بات سے کہ ابوسفیان اپنے اسلام سے پھر جائے اور کفر کر لے۔ آپ اس کو واپس مکہ کے راستے سے بھیجیں تا کہ یہ آپ کے ساتھ اللہ کے لشکروں کو دیکھے۔ چنانچہ حضرت عباس نے اس کو پکڑ کر روک کر رکھا۔ ابوسفیان نے پوچھا کہ اے بنی ہاشم کیا میرے ساتھ غدر و دھوکہ کرنا چاہتے ہو حضرت عباس نے کہا نہیں بلکہ مجھے آپ سے ایک کام ہے ہم لوگ غداری نہیں کرتے عنقریب آپ کو پتہ چل جائے گا۔

''کفر کے سرغنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام کے سربراہ کا جاہ جلال پہلی بار دیکھا تو اس پر ہیبت طاری ہوگئی۔ رسول عربی کا مکہ سے نکالے جانے کے صرف آٹھ سال بعد دوبارہ مکہ میں فاتحانہ شان و شوکت کے ساتھ داخلہ دیکھ کر دنیائے کفر پر لرزہ طاری ہوگیا''۔ (مترجم)

ہجرت کے وقت آمنہ کا دریتیم انتہائی مظلومیت کے ساتھ مکے سے نکلتے وقت واپس مڑ کر مکہ کے در و دیوار کو دیکھ کر روتے ہوئے کہہ رہا تھا، اے مکہ تو ہمیں بہت پیارا ہے تیرے رہنے والے اگر ہمیں نہ نکالتے تو ہم تجھے چھوڑ کر کبھی نہ جاتے دوبارہ مکہ میں داخلے کا شاہانہ و فاتحانہ انداز ملاحظہ فرمایئے۔ (مترجم)

''صبح ہوئی تو ابوسفیان کفر کے سابق سردار نے جواب مسلمان ہو چکا تھا اللہ کے لشکروں پر نظر ماری اور ان کی اس نے وہ تیاری دیکھی جو انہوں نے مشرکین کے خلاف کر رکھی تھی۔ ان لشکروں کو تیار کر کے پہاڑی کے تنگ راستے کے قریب روک کر رکھا گیا تھا مقام اراک کے پیچھے مکہ کی راہ پر۔ حتیٰ کہ صبح ہوگئی''۔

رسول اللہ ﷺ نے منادی کو حکم دیا اس نے اعلان کیا کہ ہر قبیلہ صبح ہی صبح کوچ کرے اپنے اس قبیلے کے لوگوں پاس اپنے جھنڈے کے پاس جا کر رُک جائے اور اپنے پورے اسلحہ اور تیاری کو ظاہر کرنے کے لئے مظاہرہ کرے۔ چنانچہ لوگ بیک آواز سوار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی روانگی سے قبل اپنے فوجی دستے روانہ کئے۔ ہر فوجی دستہ ابوسفیان کے پاس سے گزرتا تو ابوسفیان حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھتے کیا اس دستے میں رسول اللہ ﷺ جارہے ہیں؟ وہ بتاتے کہ ابھی نہیں۔ پھر وہ پوچھتے کہ یہ کون لوگ ہیں؟ وہ بتاتے بنوقضاعہ ہیں۔ اس کے بعد تمام قبائل اپنے اپنے جھنڈے اُٹھائے ہوئے گزرے تو ابوسفیان نے جب یہ عظیم خوفناک منظر دیکھا تو ان کے خوف اور ڈر کی انتہا نہ رہی۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر بن عوام کو مہاجرین اور ان کے گھوڑوں کے پاس بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ مکے میں کداء پہاڑی کے راستے سے بالائی مکے سے داخل ہوں اور ان کو حضور ﷺ نے اپنا جھنڈا دیا اور اس کو حکم دیا کہ اس کو مقام حجون پر گاڑ دیں اور جہاں گاڑنے کا حکم دیا ہے اسی جگہ رہ جائیں وہاں سے نہ ہٹیں حضور ﷺ کے آنے تک۔ اور رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید کو ان لوگوں کے ساتھ بھیجا جو بنوقضاعہ میں سے مسلمان ہو گئے تھے اور بنوسُلیم میں سے اور کچھ دیگر لوگ جو اس سے قبل مسلمان ہو گئے تھے۔ آپ نے خالد کو حکم دیا کہ مکہ میں زیریں جانب داخل ہوں اور اس کو حکم دیا کہ وہ شہر کے گھروں یعنی شہری آبادی کے قریب اپنا جھنڈا گاڑیں۔ زیریں مکہ کی جانب قبیلہ بنوبکر اور بنوحارث بن عبد مناۃ اور قبیلہ ہذیل اور ان کے ساتھ دیگر قبائل سے قریش نے مدد مانگی تھی اور ان سے کہا تھا کہ وہ مکے کی زیریں جانب سے جائیں۔

اور رسول اللہ ﷺ نے سعد بن عبادہ کو انصار کے فوجی دستے کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے مقدمۃ الجیش کے طور پر بھیجا تھا۔ سعد نے اپنا جھنڈا قیس بن سعد کے حوالے کیا اور رسول اللہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے ہاتھ کو روک کر رکھیں کسی سے قتال ولڑائی نہ کریں۔ ہاں مگر اس کے ساتھ کر سکتے ہیں جو ان سے قتال کرے اور انہیں چار آدمیوں کے قتل کا حکم دیا :

۱۔ عبداللہ بن سعد بن ابوسرح۔ ۲۔ حویرث بن نقیذ۔

۳۔ ابن خطل۔ ۴۔ مقیس بن صابہ بنولیث میں سے تھے اور وہ کلب بن عوف میں سے تھے۔

اور حکم دیا تھا قینتین ابن خطل کے قتل کا (یہ دونوں گانے والی لڑکیاں) رسول اللہ ﷺ کی ہجاء اور بُرائی کو نظم میں گاتی تھیں۔

چنانچہ فوجی دستے ایک کے پیچھے ایک ابوسفیان کے سامنے گزرتے رہے۔ حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء بھی ساتھ کھڑے تھے۔ جو بھی دستہ ان کے سامنے سے گزرتا وہ اس کے بارے میں پوچھتے تھے یہاں تک کہ ان کے سامنے ان پر انصار کا دستہ گزرا۔ اس دستے میں سعد بن عبادہ انصار بھی تھے۔ چنانچہ سعد نے ابوسفیان کو پکار کر کہا :

الیوم یوم الملحمۃ اليوم تستحل الحرمۃ

آج انتہائی شدید جنگ کا دن ہے۔ آج کے دن حرمتیں پامال کی جائیں گی۔

جب رسول اللہ ﷺ ابوسفیان کے پاس سے گزرے مہاجرین کے دستے میں تو اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ کیا آپ نے اپنی قوم کے بارے میں یہ حکم دیا ہے کہ وہ قتل کئے جائیں؟ اس لئے کہ سعد بن عبادہ اور اس کے دستے والے جب میرے پاس سے گزرے ہیں تو انہوں نے مجھ پکار کر کہا ہے :

الیوم یوم الملحمۃ اليوم تستحل الحرمۃ

میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں اپنی قوم کے بارے میں کہ ان کو قتل نہ کرنا۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے سعد بن عبادہ کے پاس نمائندہ بھیج کر اس کو اس کے دستے کی امارت سے معزول کر دیا۔ اور حضرت زبیر بن عوام کو اس کی جگہ مقرر کر دیا انصار پر مہاجرین کے ساتھ ساتھ۔ لہٰذا زبیر لوگوں کو چلاتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ مقام حجون تک پہنچ گئے، وہاں پر انہوں نے رسول اللہ کا جھنڈا گاڑ دیا اور خالد بن ولید روانہ ہو کر زیریں مکہ میں پہنچے تو بنوبکر اس کو ملے۔ انہوں نے اس سے قتال کیا مگر وہ شکست کھا گئے اور بنوبکر کے تقریباً بیس آدمی مارے گئے اور بنوہذیل کے تین چار آدمی اور پھر وہ لوگ شکست خوردہ ہو گئے اور وہ مقام حزورہ میں قتل کئے گئے۔ حتیٰ کہ ان کا قتل مسجد کے دروازے تک پہنچ گیا۔ اور ان میں سے بعض لوگ بھاگ کر گھروں میں داخل ہو گئے اور ان میں سے ایک گروہ پہاڑ پر چڑھ گیا اور مسلمانوں نے تلواریں لے کر ان کا تعاقب کیا۔ حضور ﷺ مہاجرین اولین میں داخل ہو گئے اور لوگوں کے آخری دستوں میں ابوسفیان نے چیخ کر اعلان کیا جب وہ مکہ میں داخل ہوا تھا۔

''جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے اور اپنے ہاتھ روک لے وہ امان میں ہے''۔

ایک عورت ہند بن عتبہ نے کہا حالانکہ وہ اس کی عورت تھی، اللہ نے تجھے رسوا کر دیا ہے مسلمان قوم کی آنے کی اطلاع لانے والے اور تیرے ساتھ تیرے خاندان کو بھی۔ اس عورت نے ابوسفیان کو داڑھی سے پکڑ لیا۔ پکارنے لگی اُقْتُلُوا الشَّیْخَ الْاَحْمَقَ، اس بڈھے بے وقوف کو قتل کر دو۔ تم لوگوں نے قتال کر کے اپنا دفاع، اپنے شہروں کا دفاع کیوں نہ کیا۔

ابوسفیان نے اس عورت سے کہا تمہارے اُوپر افسوس ہے۔ تم چپ چاپ اپنے گھر کے اندر چلی جاؤ۔ وہ (محمد ﷺ) ہم لوگوں کے پاس پوری خلق خدا کو لے کر آ گئے ہیں۔ اُدھر حضور ﷺ جب کداء کی گھاٹی پر چڑھے تو انہوں نے پہاڑوں کے اُوپر تلواروں کی چمک دیکھی تو

آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ حالانکہ میں نے تو قتال ولڑائی سے روکا تھا۔ مہاجرین نے کہا ہم گمان کرتے ہیں کہ شاید خالد بن ولید کے ساتھ قتال شروع ہو گیا ہے اور قتال کا آغاز ہو گیا ہے۔ اس کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا اس کے سوائے قتال کرنے کے کہ وہ بھی قتال کرے ان سے جو اس سے قتال کریں۔

یارسول اللہ ﷺ خالد آپ کی نافرمانی کرنے والا نہیں تھا اور آپ کے حکم کے خلاف بھی نہیں کر سکتا۔ لہٰذا حضور ﷺ گھاٹی سے اُترے اور حجون سے گزر رہے۔ زبیر بن عوام روانہ ہو کر مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اصحاب رسول ﷺ میں سے دو آدمی زخمی ہو گئے تھے کُرز بن جابر جو بنو محارب بن فہر کا بھائی اور حبیش بن خالد اور خالد الاشعر کہہ کر پکارا جاتا تھا حالانکہ وہ بنو کعب میں سے ایک تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس دن حکم دیا تھا قتل نفیر کا یہ کہ قتل کیا جائے عبداللہ بن سعد بن ابو سرح کو۔ کیونکہ وہ ہجرت کے بعد مرتد ہو گیا تھا اور کفر کر لیا تھا۔ اور وہ چھپ گیا تھا یہاں تک کہ لوگ مطمئن ہو گئے تھے۔ پھر آیا تھا وہ ارادہ کر رہا تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کر لے۔

حضور ﷺ نے اُس سے منہ پھیر لیا تھا تا کہ آپ کے اصحاب میں سے کوئی اُٹھ کر اسے قتل کر دے مگر اسے قتل کرنے کیلئے کوئی نہیں اُٹھا تھا۔ اس لئے کہ وہ یہ نہیں سمجھ سکے تھے کہ اس کے بارے میں حضور ﷺ کے دل میں یہ بات ہے۔ صحابہ میں سے ایک نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اگر آپ مجھے اشارہ کر دیتے تو میں اس کی گردن مار دیتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم یہ کام نہیں کرتے۔ اور کہا گیا ہے اس کو عثمان بن عفان نے پناہ دی تھی اس لئے کہ وہ ان کا دودھ شریک بھائی تھا۔

اور دو گانے والی (حضور ﷺ کی برائی میں) عورتوں میں سے ایک قتل کی گئی تھی۔ اور دوسری چھپا دی گئی تھی یہاں تک کہ اس کے لئے امان مانگ لی گئی تھی۔

اس کے بعد حضور ﷺ حرم میں داخل ہوئے تھے سب سے پہلے آپ نے بیت اللہ کا سات بار طواف کیا تھا مگر اپنی سواری پر رہتے ہوئے کیا تھا۔ تمام ارکان کا استلام کرتے رہے۔ (اہل مغازی نے) گمان کیا ہے کہ اپنی کھونٹی یا بید کے ساتھ۔ لوگ کثیر ہو گئے تھے یہاں تک کہ مسجد بھر گئی تھی۔ مشرکین رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے تھے اور آپ کے اصحاب کو۔ یا یہ مطلب ہے کہ مشرکین رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کو آنکھوں کے اُوپر سے ہاتھ کا سایہ کر کے دیکھتے رہے (دور سے یا سامنے سورج ہونے کی وجہ سے)۔ جب آپ ﷺ نے طواف پورا کر لیا تو سواری سے نیچے اُتر آئے (یہ عمل آپ نے اس لئے کیا تھا تا کہ مسلمان آپ ﷺ کو طواف کی حالت میں دیکھ سکیں)۔ پھر سواری باہر نکال دی گئی تھی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے دو سجدے کئے (یعنی دو رکعت نفل طواف پڑھے)۔ اس کے بعد زم زم کی طرف لوٹ گئے۔ آپ نے اس میں جھانکا اور فرمایا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ بنو عبدالمطلب اپنے سقایہ پر (پانی اور زم زم پلانے کے منصب پر) مغلوب ہو جائیں گے تو میں اپنے ہاتھ سے ایک ڈول کھینچتا (مطلب ہے کہ اگر میں ڈول کھینچ لوں تو لوگ زم زم سے پانی کھینچنے میں بنو عبدالمطلب پر غالب آ جائیں گے)۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مسجد کے ایک کونہ میں پھر گئے مقام ابراہیم کے قریب۔ مقام کے بارے میں (اہل مغازی واہل سیر) کا گمان ہے کہ وہ کعبے کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو پیچھے ہٹا دیا تھا موجودہ جگہ پر۔ اس کے بعد رسول اللہ نے آب زم زم کا ڈول یا بڑا پیالہ پانی کا برتن منگوا کر پیا اور حضور نے وضو کیا اور مسلمان (حسب عادت) رسول اللہ ﷺ کے وضو کے پانی کو جلدی جلدی جھپٹنے لگے وہ اس کو اپنے چہروں پر اُنڈیل رہے تھے اور مشرکین ان کو دیکھے جا رہے تھے اور حیران ہوئے جا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہم نے کبھی بھی ایسا بادشاہ دیکھا اور نہ سُنا ہے جو اس مقام پر پہنچا ہو (یعنی جس کے ساتھ اس طرح ٹوٹ ٹوٹ کر لوگ محبت کرتے ہوں)۔

صفوان بن اُمیہ کا فرار ہونا حضور ﷺ کا اس کے لئے اپنا بردہ مبارک بھیجنا

عمیر بن وہب کا اس کے لئے امان طلب کرنا، حضور ﷺ کا امان دینا

اور اس کا مسلمان ہو جانا

صفوان بن اُمیہ نے سمندر کی راہ لی عمیر بن وہب بن خلف رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، اور ان سے صفوان بن اُمیہ کے لئے امان طلب کی اور کہا کہ وہ بھاگ کر سمندر کی طرف چلا گیا ہے۔ میں ڈر رہا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو ہلاک کر دے گا۔ آپ مجھے اس کے پاس امان کا حکم دے کر بھیج دیجئے بے شک آپ تو اسود واحمر کو امان دے چکے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آپ اپنے چچازاد کے پاس پہنچ جائیں اس کو امان ہے۔ عمیر نے اس کو تلاش کیا اور پالیا اور اس کو جا کر بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تجھے امان دی ہے۔ مگر صفوان نہیں مانا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم میں یقین نہیں کروں گا، یہاں تک کہ میں کوئی علامت اور نشانی دیکھ لوں جس کو میں پہچانتا ہوں۔ عمیر نے کہا کہ اچھا تم یہیں رہو میں تیرے پاس کوئی نشانی لے کر آتا ہوں۔ لہٰذا عمیر پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور کہا، یا رسول اللہ ﷺ صفوان میری بات پر یقین کرنے کو تیار نہیں ہے۔ بلکہ وہ آپ کی کوئی ایسی نشانی آپ کی طرف سے چاہتا ہے جس کو وہ پہچان سکے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے اُوپر سے وہ چادر اُتار لی جس کو آپ اپنے اُوپر اوڑھے ہوئے تھے جب آپ مکے میں داخل ہوئے تھے۔ حضور نے وہ عمیر بن وہب کو دیدی (بطور نشان صفوان کو دینے کے لئے)۔

صفوان نے جب رسول اللہ کا بردہ مبارک دیکھا تو اس نے یقین کر لیا اور اس کے دل کو اطمینان ہو گیا اور وہ عمیر کے ساتھ چلا آیا۔ مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کیا آپ نے مجھے امان دی ہے جیسے یہ عمیر کہتا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں، میں نے آپ کو امان دی ہے۔ صفوان نے کہا آپ مجھے ایک مہینہ کی مہلت دیں سوچنے کے لئے۔ حضور نے فرمایا، بلکہ میں تجھے دو ماہ کی مہلت ہے۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دے دے۔

ابن شہاب کے بقول حضور ﷺ نے صفوان کو چار ماہ سوچنے سمجھنے کی مہلت دی تھی

ابن شہاب نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے صفوان کو آواز دے کر کہا حالانکہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے پوچھا کہ اے محمد (ﷺ) کیا آپ نے مجھے امان دی ہے جیسے یہ عمیر کہتا ہے کہ اگر میں راضی ہوں ورنہ مجھے دو ماہ کی چھوٹ ہے آپ کی طرف سے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑے سے تو اُتریں اے ابو وہب۔ اس نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم میں نہیں اُتروں گا بلکہ پہلے آپ میرے لئے وضاحت کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تیرے لئے چار ماہ کی آسانی اور چھوٹ ہے۔

اُم حکیم بنت حارث بن ہشام حضور ﷺ کی خدمت میں آئی، وہ اس وقت مسلمان ہو چکی تھی اور وہ عکرمہ بن ابوجہل کی زوجیت میں تھی اس نے حضور سے اجازت مانگی اپنے شوہر کو تلاش کرنے کے لئے۔ حضور ﷺ نے اس کو اجازت دے دی۔ اور عکرمہ کے لئے امان بھی دی۔ چنانچہ اُم حکیم شوہر کی تلاش کے لئے اپنے ایک رومی غلام کے ساتھ روانہ ہو گئی۔ اس رومی نے اُم حکیم پر بُری نیت کر لی مگر وہ ہمیشہ اپنے شوہر کی تمنا کرتی رہی اور اس کے قریب ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ وہ عورت قبیلہ عک کے کچھ لوگوں کے پاس آئی اور اس نے ان لوگوں سے اپنے غلام کے خلاف مدد چاہی۔ انہوں نے اس غلام کو جکڑ کر اس کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے شوہر عکرمہ کو بھی پالیا (اور وہ اس کو حضور کی خدمت میں لے آئی)۔ رسول اللہ ﷺ نے جب عکرمہ کو دیکھا تو خوشی سے اُچھل کر کھڑے ہو گئے اس کو کوئی طعنہ بھی نہ دیا۔ اس کی بیوی نے اس کو تہامہ (جنوبی حجاز کے علاقے) میں پالیا تھا۔ وہ اپنی بیوی کے ساتھ چلے آئے تھے اور مسلمان ہو گئے تھے۔

ایک آدمی آیا بنو ہذیل سے جس وقت بنو بکر شکست کھا گئے تھے۔ عکرمہ کی عورت کے پاس فرار ہوکر۔ اُم حکیم نے اس شخص کو ملامت کی اور عاجز قرار دیا اور فرار پر شرم دلائی۔ اس نے کہا :

وانت لو رایتنا بالخندمه اذ فر صفوان وفر عکرمه

ولحقتنا بالسیوف المسلمة یقطعن کل ساعد وجمجمه

لم تنطقی فی اللوم ادنی کلمه

کاش کہ تم ہم لوگوں کو خندمہ میں دیکھتی جب صفوان فرار ہوئے تھے اور عکرمہ فرار ہوئے تھے اور تم ہمارے ساتھ قاطع تلواروں کے ساتھ لاحق ہوتی جو تلواریں ہر بازو کو کاٹ ڈالتی ہیں اور ہر کھوپڑی کو بھی کاٹ ڈالتی ہیں تو تم ملامت کرنے میں ایک کلمہ بھی نہ کہتی۔

ابن شہاب کہتے ہیں کہ یہ شعر حماس نے اُم حکیم سے کہا تھا جو کہ بنو سعد بن لیث کے بھائی ہوتے تھے۔

حضور ﷺ کا خالد بن ولید سے باز پرس کرنا ان کا جواب سُن کر حضور کا مطمئن ہو جانا

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید سے فرمایا تھا کہ تم نے قتال کیوں کیا فتح مکہ کے دن حالانکہ میں نے قتال کرنے سے منع کیا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ ہم نے نہیں ان لوگوں نے ہم سے لڑنے میں پہل کی تھی اور ہم لوگوں کے اندر اسلحہ استعمال کیا اور ہم لوگوں کو انہوں نے تیروں سے چھلنی کیا، میں نے اپنا ہاتھ روک رکھا تھا جہاں تک میری استطاعت تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قضاء بہتر تھی (یعنی یہی اللہ کا فیصلہ تھا)۔

رسول اللہ ﷺ کا مکے میں داخلہ اور فتح ماہ رمضان ۸ ھ میں ہوئی صدیق اکبر کا اس موقع پر خواب دیکھنا

کہا جاتا ہے کہ اس دن ابوبکر ؓ نے خواب دیکھا تھا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نیند کی حالت میں اپنے آپ کو دیکھا ہے اور حضور آپ کو بھی کہ ہم لوگ مکہ کے قریب ہوئے ہیں اور ایک کتیا نکل کر ہماری طرف آئی ہے اور وہ بھونک رہی ہے جونہی ہم اس کے قریب ہوئے ہیں تو وہ کتیا اپنی پشت کے بل لیٹ گئی اور وہ دودھ کی دھاریں بہا رہی ہے۔

حضور ﷺ کا صدیق اکبر کے خواب کی تعبیر دینا

فقال : ذهب کلبهم ، واقبل درهم ، وهم سائلو کم بارحامکم

فرمایا کہ : ان کا کتا چلا گیا ہے (یعنی ان کے بھونکنے اور زبان درازی کا دور ختم ہو چکا ہے) اور ان کا دودھ بہنا متوجہ ہے اور آ گیا ہے (یعنی ان کی خیر کی صفات سامنے آنے لگی ہیں اور وہ تم سے اپنے رشتوں اور قرابتوں کے واسطے دے کر بات کرنے پر مجبور ہیں۔

ابوسفیان کو اور حکیم بن حزام کو قتل کرنے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا تھا

فرمایا کہ تم ان میں سے بعض لوگوں سے ملنے والے ہو۔ اگر تم ابوسفیان سے ملو تو اس کو قتل نہ کرنا اور حکیم بن حزام کو بھی۔

حضرت حسان بن ثابت کا رسول اللہ ﷺ کی مکہ روانگی پر اشعار کہنا

حضرت حسان بن ثابت نے اس بارے میں یعنی مکہ کی طرف روانگی کے بارے میں شعر کہے اور فرمایا :

عدمت بنيتي ان لم تروها   تثير النقع من كتفي كداء

ينازعن الأعنة مصغيات   يلطمهن بالخمر النساء

فان اعرضتموا عنا اعتمرنا   وكان الفتح وانكشف الغطاء

والا فاصبروا لجلاد يوم   يعين الله فيه من يشاء

وجبرائيل رسول الله فينا   وروح القدس ليس له كفاء

هجوت محمدًا فاجبت عنه   وعند الله في ذاك الجزاء

فمن يهجو رسول الله منكم   ويمدحه وينصره سواء

لساني صارم لا عيب فيه   وبحري لا تكيده الدلاء

مجھے اپنی پیاری بیٹی کو دیکھنا نصیب نہ ہو اگر تم مکہ پر حملہ کرنے والوں اور مکہ والوں کو کدا پہاڑ کے دونوں طرف اصحاب رسول کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے غبار اُڑاتا نہ دیکھو، تیز لہراتے ہوئے چمکتی تلوار عیاں کئے ہوئے ہونگے اور مجاہدین کے گھوڑوں کو شاباش دینے کے لئے عورتیں اپنے دوپٹے اتار کر ان کے جسم سے غبار صاف کر رہی ہوں گی۔ اگر تم لوگ اعتراض کرو تو سنو ہم لوگ تو عمرہ کرنے آئے تھے مگر وہ فتح مکہ کا پیغام بن گیا۔ گویا ایک مخفی حقیقت سامنے آ گئی ورنہ شمشیر زنی پر صبر کرو اس دن جس دن اللہ جس کو چاہتا ہے نصرت کرتا ہے۔ سنو اللہ کا رسول و نمائندہ جبرائیل ہمارے اندر ہے اور روح القدس جبرائیل کی تو مثال اور کوئی نظیر ہی نہیں ہے۔ تم نے محمد ﷺ کی ہجو کی تھی میں نے ان کی طرف سے دفاع کا فریضہ بھی انجام دیا ہے اللہ کے نزدیک اسی طرح اس کی مکافات ہے اور اس کا بدلہ ہے۔ تم لوگوں میں سے جو شخص بھی رسول اللہ ﷺ کی ہجو و برائی کرے یا اس کی مدح کرے اور اس کی مدد کرے سب برابر ہے (یعنی ہمارے نزدیک اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا)۔ میری زبان تلوار قاطع ہے اس میں کوئی عیب نہیں ہے اور میرا سمندر اس قدر صاف ہے کہ یا مراد گہرے پانی والا ہے کہ اس کو پانی کھینچنے والوں کے ڈول میلا اور مکدر نہیں کر سکتے۔

کہتے ہیں کہ اہل روایت نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب دیکھا کہ عورتیں واقعی اپنے دوپٹوں کے ساتھ مجاہدین کے گھوڑوں کے جسموں کو صاف کر رہی ہیں (جو حضرت حسان نے اپنے اشعار میں کہا تھا) تو رسول اللہ حضرت ابوبکر صدیق کی طرف دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔

مصنف فرماتے ہیں : میں کہتا ہوں کہ ابوالاسود کی ایک روایت میں عروہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ وادی ذی طویٰ میں اُترنے ہی والے تھے کہ فرمایا کہ کیسے کہا تھا حسان نے؟ آپ کے اصحاب میں سے ایک نے کہا کہ یوں کہا تھا :

عدمت بنيتي ان لم تروها   تثير النقع من كتفي كداء

میں اپنی بیٹی کو گم پاؤں، یا یہ کہ میں اپنی بقا کو گم پاؤں یعنی ہلاک ہو جاؤں اگر تم نہ دیکھو کہ کداء پہاڑی کے دونوں کناروں سے لشکر رسول کے گھوڑے غبار نہ اُڑا رہے ہوں (یعنی ضرور اُڑائیں گے)۔

لہٰذا رسول اللہ نے (اپنے رضا کار کا قول سچا کرنے کے لئے) حکم دیا کہ وہیں سے داخل ہو جہاں سے حسان نے کہا تھا (یہ حضور ﷺ کی اپنے اصحاب کے ساتھ بے پناہ محبت کی دلیل ہے)۔ (الدرر بن عبدالبر باختصار ۲۱۵۔۲۱۷)

لات وعزیٰ کے بجائے خالص اللہ کو پکارنا .... (۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعلاثہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے، اس نے یہی قصہ ذکر کیا ہے اس اضافہ کے ساتھ، ابوبکر کے قصے تک اس کے خواب کے بارے میں۔ ان لوگوں نے اس کے مابعد کوئی ذکر نہیں کیا۔ راوی نے عکرمہ بن ابوجہل کے فرار میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ان کی بیوی نے اپنے شوہر کو بعض راستے میں پالیا تھا ارض تہامہ میں۔ عکرمہ جب کشتی میں سوار ہوا تھا کشتی میں بیٹھنے لگا تو اس نے لات اور عزیٰ کو پکارا مگر کشتی والوں نے کہا کہ یہاں پر کوئی ایک بھی ایسا نہیں گزرتا جو کسی شی کو پکارے سوائے اللہ وحدہٗ لاشریک کے، خالص پکار کرے اسی کی۔ عکرمہ نے کہا اللہ کی قسم اگر وہ اللہ دریا میں اکیلا ہے تو پھر بے شک وہ خشکی اور ہر جگہ میں اکیلا ہے۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں ضرور محمد ﷺ کے پاس جاؤں گا۔ چنانچہ عکرمہ اپنی عورت کے ساتھ واپس لوٹ گیا، وہ رسول اللہ پر داخل ہوا اور ان سے بیعت ہوا۔ حضور ﷺ نے اس کی بیعت قبول کی۔

اس روایت میں راوی نے عکرمہ کے لئے حضور ﷺ کے اُٹھ کھڑا ہونے کا ذکر نہیں کیا۔

حسان بن ثابت کا قریش کی ہجو کرنا .... (۸) اور تمام اشعار جنہیں روای نے حسان بن ثابت کی طرف سے ذکر کیا ہے وہ اس روایت میں مذکور ہیں جس کی ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ہے ابوبکر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے احمد بن ابراہیم نے، ان کو ابن بکیر نے، ان کو لیث نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین احمد بن محمد بن عبدوس طرائفی نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو عبداللہ بن صالح نے، ان کو حدیث بیان کی ہے لیث نے، ان کو خالد بن یزید نے سعید بن ابوہلال سے، اس نے عمارہ بن غزیہ سے، اس نے محمد بن ابراہیم سے، اس نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قریش کی ہجو کرو یہ بات ان پر تیر مارنے سے زیادہ سخت ہوگی اور آپ نے عبداللہ بن رواحہ کے پاس پیغام بھیجا اور فرمایا کہ قریش کی ہجو کیجئے۔ اس نے ان کی ہجو کی مگر اس کا انداز پسند نہیں کیا گیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے کعب بن مالک کے پاس پیغام بھیجا۔ اس کے بعد حسان بن ثابت کے پاس بھیجا۔ وہ جب آپ کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا تحقیق تمہارے لئے وقت آن پہنچا ہے کہ تم لوگ چھوڑ دو اس معاملے کو اس شیر کے لئے جو اپنی دُم سے مارنے والا ہے۔ پھر اپنی زبان کو ہونٹوں سے باہر کر لیتا ہے، پھر کو اس حرکت دینے لگتا ہے (اس سے حضور کی مراد حسان بن ثابت تھے)۔

(حضور ﷺ نے اس کو دُم سے مارنے والے شیر سے تشبیہ دی کیونکہ شیر جب غصے میں آتا ہے تو اپنی دُم اپنے پہلو پر مارتا ہے اس سے مراد اس کی زبان ہے)۔ حسان نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں تو قریش کے نسب اُدھیڑ دوں گا جیسے کچے چمڑے کو پھاڑ دیا جاتا ہے مگر رسول اللہ نے فرمایا کہ حسان جلدی نہ کر بے شک ابوبکر قریش کے بارے میں زیادہ علم رکھتے ہیں اور میرا نسب بھی انہیں میں ہے۔ جلدی نہ کر جب تک کہ تیرے سامنے میرے نسب کو خالص اور الگ نہ کر دیا جائے۔ حسان آیا آپ کے پاس پھر واپس لوٹ گیا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں آپ کے نسب کو آپ کے لئے خالص اور محفوظ کر لوں گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں آپ کو ان میں سے ایسے کھینچ لوں گا جیسے گوندھے ہوئے آٹے میں سے بال کو کھینچ لیا جاتا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا، آپ فرماتے تھے حسان کے بارے میں کہ رُوح القدس ہمیشہ تیری تائید کرتا رہے گا جب تک اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے دفاع کرتے رہیں گے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے حسان نے قریش کی ہجو کر کے مؤمنوں کو سکون دیا ہے اور اس نے خود بھی سکون پایا ہے۔

حضرت حسان فرماتے ہیں :

هجوت محمدًا فاجبت عنه — وعند الله في ذاك الجزاء
هجوت محمدًا برا حنيفا — رسول الله شيمته الوفاء
فان ابي ووالده وعرضي — لعرض محمد منكم وقاء
ثكلت بنيتي ان لم تروها — تثير النقع من كتفي كداء
واظن في رواية ابن بكير موعدها كداء — يبارين الاسنة مشرعات

تم نے محمد ﷺ کی ہجو اور برائی کی تھی میں نے ان کی طرف سے جواب دیا ہے اللہ کے نزدیک اسی میں اس کا بدلہ ہے اور جزاء ہے۔ تم نے محمد ﷺ کی ہجو اور برائی کی ہے حالانکہ وہ سچے متقی ہیں تمام ادیان سے یکسو، دین توحید کے داعی ہیں، وفا کرنا ایفاء کرنا ان کی فطرت میں شامل ہے۔ بے شک میرا باپ میری ماں اور میری اپنی عزت تم لوگوں کی زبان درازی و ہرزہ سرائی سے محمد ﷺ کی عزت کے دفاع اور بچاؤ کے لئے قربان ہے۔ میں گم پاؤں اپنی بیٹی کو (دوسری تعبیر سے) میں گم پاؤں اپنے نفس کو اگر تم لوگ کدا گھاٹی کے دونوں اطراف میں مجاہدین فتح مکہ کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے اُڑتا غبار نہ دیکھو (یعنی یہ کام ضرور ہو کر رہے گا)۔
نیز ابن بکیر کی روایت میں یوں ہے کہ اس کی وعدہ گاہ کدا گھاٹی ہے (وہ مجاہدین فتح مکہ) نیزوں کو لہرانے والے تلواروں کو چمکاتے آئیں گے۔

اشعار : ابن صالح کی روایت میں اس طرح سے ہیں :

يبارين الا عنة مصعدات — على اكتافها الاسل الظماء
تظل جيادنا متمطرات — تلطمهن بالخمر النساء
فان اعرضتموا عنا اعتمرنا — وكان الفتح وانكشف الغطاء
والا فاصبروا الضراب — يوم يعز فيه من يشاء
وقال الله قد ارسلت عبدا — يقول الحق ليس به خفاء
وقال الله : قد يسرت جندًا — هم الانصار عرضتها اللقاء
تلاقي من معد كل يوم — سباب او قتال او هجاء

ابن بکیر کی ایک روایت میں یوں ہے :

لنا في كل يوم من معد — سباب او قتال او هجاء
فمن يهجو رسول الله منكم — ويمدحه وينصره سواء
وجبرائيل رسول الله فينا — وروح القدس ليس له كفاء

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حدیث لیث بن سعد سے۔

وہ مجاہدین فتح مکہ کے گھوڑے اپنی نگاہوں کو جھکاتے اور کنوتیاں اٹھائے ہوئے تمہاری طرف چڑھ دوڑیں گے اس حال میں کہ ان مجاہدین کے کندھوں پر نیزے لہرا رہے ہوں گے اور وہ دشمن کے خون کے پیاسے ہوں گے۔ ہمارے خالص گھوڑے تیز رفتار ایک دوسرے سے سبقت کرنے والے ہوں گے ان گھوڑوں کی عزت و اکرام کا یہ عالم ہوگا کہ مکہ کی عورتیں اپنے دوپٹے اُتار کر ان کے منہ اور جسم سے غبار صاف کریں گی۔

حضرت حسان کے یہ اشعار بلا شبہ الہامی تھے، کیونکہ فتح مکہ والے دن دنیا نے دیکھا کہ ان تمام باتوں میں سے ہر ہر بات سچی ثابت ہوئی اور دنیا نے دیکھا کہ واقعی عورتیں اپنے دوپٹوں سے گھوڑوں کے جسم سے غبار صاف کر رہی ہیں اور تم لوگ اس عزوے اور مکہ کے سفر سے تعرض نہیں کرو گے تو ہم تو عمرہ کرنے آئیں گے، بیت اللہ کی زیارت کرنے آئیں گے۔ اگر تم ہمارا راستہ چھوڑ دو گے تم ہم بھی اسی کا قصد کریں گے یوں بھی فتح پوری ہو جائے گی اور پردہ اُٹھ جائے گا اس وعدہ فتح سے جو اللہ نے اپنے نبی سے کیا ہے وگرنہ تم صبر کرنا اس دن کی مار کے لئے جس دن اللہ عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے حق میں فرما چکے ہیں کہ میں نے ایک عظیم بندے کو بھیجا ہے رسول بنا کر، وہ ایسا حق کہتا ہے جس میں کوئی خفا اور پوشیدگی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرما چکے ہیں کہ میں ایک لشکر تیار کر چکا ہوں وہ انصار ہیں جن کا مقصود و مطلوب دشمن سے ٹکرانا ہے۔ دوسری تعبیر ہے کہ وہ قوی ترین ہیں قتال پر۔

ابن بکیر کی ایک روایت میں اس طرح ہے :

''ہر روز ہمارے لئے قریش (معد بن عدنان) کی طرف سے گالیاں، قتال اور ہجو و بُرائی ہوتی رہتی ہے۔ بس آپ لوگوں میں سے جو شخص بھی رسول اللہ ﷺ کی ہجو اور بُرائی کرے یا ان کی مدح کرے اور نصرت کرے سب برابر ہے اس لئے کہ تمہارے بُرائی کرنے سے ان میں بُرائی نہیں آ جائے گی اور مدح کرنے سے وہ ممدوح نہیں ہوں گے اور تمہاری نصرت کے نہ ہی وہ محتاج ہیں۔ اس لئے کہ ہمارے اندر تو جبرائیل علیہ السلام ہوتے ہیں جو اللہ کے رسول اور نمائندہ ہیں وہ تو روح القدس ہیں ان کی تو کوئی برابری نہیں، نہ ہی کوئی مثل ہے''۔

اس کو بخاری مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث لیث بن سعد سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۵۷ ص ۱۹۳۵)

باب ۱۶۱

انصار نے جو کچھ قول کیا جس وقت رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ کو امان دی تھی بعض شرائط کے ساتھ

نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اطلاع کر دی تھی اس پر جو کچھ انہوں نے کہا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے، ان کو سلیمان بن مغیرہ نے، ان کو ثابت بنانی نے عبداللہ بن رباح سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ہمارے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تھے اور ہم ایک دوسرے کے لئے کھانا تیار کرتے تھے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان میں سے تھے جو ہمارے لئے تیار کرتے تھے۔ وہ کثرت سے ہمیں اپنے ڈیرے کی طرف بلاتے تھے۔ میں نے سوچا کہ اگر میں کھانے کے لئے کہوں کہ وہ تیار کیا جائے اور میں بھی ان لوگوں کو بلاؤں اپنے ڈیرے پر اپنے سامان پر تو بہت اچھا ہوگا۔ لہٰذا اس بات کے لئے میں شام کے وقت حضرت ابوہریرہ سے ملا، میں نے کہا اے ابوہریرہ آج رات میرے ہاں دعوت ہے۔ انہوں نے فرمایا، اے انصار کے بھائی آپ نے آج مجھ سے سبقت کر لی ہے۔ چنانچہ میں نے ان کو بلایا وہ لوگ میرے پاس ہی تھے۔

اچانک حضرت ابوہریرہ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایک حدیث کی تعلیم نہ دوں تمہاری حدیث میں سے؟

اے انصار کی جماعت اور (عبداللہ بن رباح انصاری تھے)! (انہوں نے کہا) اور فتح مکہ کا ذکر کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید کو بھیجا دو میں سے ایک جانب والوں پر مقرر فرما کر (یعنی میمنہ اور میسرہ پر) اور حضرت زبیر کو بھیجا تھا ایک اور جانب اور ابوعبیدہ کو بھیجا تھا حسر پر یعنی ان لوگوں پر مقرر فرمایا جن کے پاس زرہ نہیں تھی پھر مجھے دیکھا اور فرمایا اے ابوہریرہ! میں نے عرض کی میں حاضر ہوں یا رسول اللہ، میں نے کہا میں حاضر ہوں اور سعادت حاصل کر رہا ہوں اے اللہ کے رسول۔ حضور ﷺ نے فرمایا، میرے لئے انصار کو بلا لایئے، میرے پاس صرف انصار کو ہی لانا۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسے ہی کیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ قریش کو دیکھو اور ان کے اوباشوں کو، ان کو کاٹو۔ وہ کہتے ہیں ہم چل پڑے۔ پس کوئی ایک بھی ان میں سے ایسا نہیں تھا جو ہماری طرف متوجہ ہوتا اور نہ ہی ہم میں سے کسی نے ان میں سے کسی کا ارادہ کیا مگر اسے پکڑ لیا۔ کہتے ہیں ابوسفیان آیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ قریش کی ہریالی ختم کر دی گئی ہے آج کے بعد قریش نہیں ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دار ابوسفیان میں داخل ہو جائے اس کو امان ہے، جو ہتھیار پھینک دے اس کو امان ہے۔ لہٰذا لوگوں نے اپنے اپنے ہتھیار پھینک دیئے۔ رسول اللہ ﷺ حرم میں داخل ہوئے تو پہلے پہلے آپ نے حجر اسود سے ابتداء کی آپ نے اس کا استلام کیا پھر سات بار طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد آگے آئے آپ کے ہاتھ میں کمان تھی آپ اس کے مڑے ہوئے کنارے پر اسے پکڑے ہوئے تھے۔ آپ اس کے ساتھ بتوں کی آنکھوں میں کچوکے مارتے جاتے تھے اور فرماتے تھے :

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

اس کے بعد حضور ﷺ کوہ صفا پر چلے گئے اس کے اوپر چڑھ کر بیت اللہ کی طرف دیکھا اور آپ نے اللہ کی حمد کرنا شروع کی اور اللہ سے دعا کی (کوہ صفا پر کھڑے ہو کر)۔ انصار آپ کے پاس کھڑے تھے کہہ رہے تھے بہرحال اس شخص (رسول اللہ) کو اس کی بستی (مکہ) کی رغبت نے پالیا ہے اور اپنے کنبے کی محبت نے اور اتنے میں وحی آگئی اور جب وحی آتی تھی تو ہم سے پوشیدہ نہیں رہتی تھی، سو جب وحی کی کیفیت ختم ہوگئی تو آپ نے فرمایا: اے انصار کی جماعت! تم نے یہ کہا کہ اس آدمی (رسول اللہ) کو اس کے علاقے کی رغبت اور خاندان نے جکڑ لیا ہے۔ حضور نے فرمایا، ہرگز نہیں، یہ بات نہیں ہے۔ تین بار یہی فرمایا ہرگز نہیں۔ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔ میرا جینا میرا مرنا تمہارے ساتھ ہے۔ یہ سن کر انصار صحابہ رونے لگے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے جو کچھ کہا ہے وہ محض اللہ و رسول کے ساتھ گمان کی بنا پر کہا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا بے شک اللہ اور اس کا رسول تمہیں سچا قرار دیتے ہیں اور تمہارا عذر قبول کرتے ہیں۔

(مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۸۶ ص ۳/۱۴۰۷)

مکہ کی محبت کا غالب آنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن جعفر مزکی نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم العبدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شیبان بن فروخ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ثابت بنانی نے عبداللہ بن رباح سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ کے پاس کئی وفد گئے یہ ماہ رمضان کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد راوی نے مذکورہ حدیث کا مفہوم ذکر کیا ہے، کسی لفظ کو زیادہ کیا کسی کو کم کیا۔ جو لفظ اضافہ کئے وہ یہ تھے۔ قریش نے اپنے اوباش واتباع بھیجے اور بولے ہم ان کو آگے بھیجتے ہیں کہ اگر ان کے لئے کوئی فائدے کی بات ہوئی تو ہم ان کے ساتھ ہوں گے اور اگر ان کو نقصان پہنچا تو ہم وہ بھر دیں گے جو ہم سے مطالبہ ہوگا۔

رسول اللہ نے فرمایا کہ وہ دیکھتے ہیں قریش کے اوباش واتباع کی طرف۔ اس کے بعد آپ نے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارا یا اشارہ کیا کہ وہ اس وقت وحی کی حالت میں ہیں۔ جب وحی آجاتی تھی تو کوئی بھی نظر اٹھا کر حضور ﷺ کی طرف نہیں دیکھتا تھا حتیٰ کہ وحی پوری ہو جاتی۔ چنانچہ جب وحی پوری ہوگئی تو رسول اللہ نے فرمایا، اے انصار کی جماعت۔ انہوں نے کہا لبیک یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے یہ بات کہی ہے میرے بارے میں کہ اس آدمی پر اپنی بستی (مکہ) کی محبت غالب آگئی ہے۔ انصار نے کہا کہ واقعی یہی بات ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا،

ہرگز ایسی بات نہیں ہے میں اللہ کا بندہ ہوں اور رسول ہوں میں نے اللہ کی طرف ہجرت کی ہے اور تمہاری طرف ہجرت کی ہے۔ راوی نے باقی حدیث ذکر کی ہے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں شیبان بن فروخ سے۔ (باب فتح مکہ۔ حدیث ۸۴ ص ۱۴۰۵۔۱۴۰۷)

اور اس کو نقل کیا ہے اس نے حدیث بہز بن اسد سے، اس نے سلیمان سے اور اس میں اضافہ ہے کہ جس نے اپنا دروازہ بند کر لیا اس کو امان ہے۔ (باب فتح مکہ۔ حدیث ۸۵ ص ۳/۱۴۰۷)

اور اس کو نقل کیا ہے حدیث حماد بن سلمہ میں ثابت سے، اس میں یہ اضافہ ہے کہ گویا کہ آپ نے حکم دیا تھا قتل کا ان کے لئے شرائط کے ساتھ امان کا عقد کرنے سے پہلے۔ اور حدیث کا سیاق اس پر دلالت کرتا ہے۔ نیز وہ روایت جسے ہم نے پہلے روایت کیا ہے اہل مغازی سے، وہ بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت ظرفی .... (۳) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن علی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن ایوب نے، ان کو خبر دی قاسم بن سلام بن مسکین نے، ان کو ان کے والد نے ثابت بنانی سے، اس نے عبداللہ بن رباح سے، اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ کی طرف چلے وہ اس کو فتح کرنا چاہتے تھے۔ اور اللہ نے اس کو تم لوگوں پر فتح کر دیا۔ کہتے ہیں کہ اس دن صرف چار آدمی قتل کئے گئے تھے۔

کہتے ہیں کہ پھر قریش کے سردار جو مشرکین میں سے تھے وہ کعبے میں داخل ہوئے۔ وہ گمان کر رہے تھے کہ تلوار ان سے نہیں ہٹائی جائے گی (یعنی انہیں قتل کر دیا جائے گا)۔ پھر حضور ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور دو رکعت پڑھی، پھر کعبے میں آئے اور آپ نے باب کعبہ کے دونوں طرف کی چوکھٹ کو پکڑ کر کھڑے ہوئے فرمایا کہ تم لوگ کیا کہتے ہو؟ اور کیا گمان کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم کہتے ہیں کہ آپ ہمارے بھائی کے بیٹے ہیں، آپ ہمارے چچا کے بیٹے ہیں، آپ حلیم ہیں آپ رحیم ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا، اور تم کیا کہتے ہو اور کیا گمان کرتے ہو؟ وہ کہنے لگے ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ آپ ہمارے بھائی کے بیٹے ہو، ہمارے چچا کے بیٹے ہو۔ حوصلہ مند ہو مہربان ہو (تین بار کہا)۔

رسول اللہ نے فرمایا، میں آج وہی بات کہتا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہی تھی :

لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین

(سورۃ یوسف :

آج تمہارے اوپر کوئی الزام و اعتراض نہیں ہے اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے اور وہ سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔

کہتے ہیں کہ پھر وہ لوگ کعبے سے نکل گئے ایسے جیسے کہ وہ اپنی قبروں سے اٹھ کر بھاگے ہیں۔
لہٰذا وہ دھڑا دھڑ اسلام میں داخل ہو گئے۔ واللہ اعلم

☆☆☆

باب ۱۶۲

وہ لوگ جن کے قتل کا حکم دیا تھا رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن

اور وہ بدنصیب اس امان میں داخل نہ ہو سکے جو حضور ﷺ نے منعقد کی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمش فقیہ نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد حسین قطان نے، ان کو خبر دی احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو احمد بن مفضل نے، ان کو اسباط بن نصر ہمدانی نے، وہ کہتے ہیں کہ سدی نے گمان کیا مصعب بن سعد سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ جب فتح مکہ کا دن تھا اس دن رسول اللہ ﷺ نے سب لوگوں کو امان دی تھی مگر صرف چار افراد کو پناہ نہیں دی تھی اور دو عورتیں بھی تھیں۔ آپ نے فرمایا: کہ

اقتلوهم وان وجدتموهم متعلقين باستار الكعبة

ان کو قتل کر دو اگر چہ وہ کعبہ کے غلاف کے ساتھ لٹکے ہوئے بھی ہوں۔

۱۔ عکرمہ بن ابوجہل۔ ۲۔ عبداللہ بن خطل۔ ۳۔ مقیس بن صبابہ۔ ۴۔ عبداللہ بن سعد بن ابوسرح۔

بہر حال عبداللہ بن خطل پایا گیا اس حال میں کہ وہ کعبے کے غلاف کو پکڑ کر لٹکا ہوا تھا۔ لہٰذا سعید بن حریث اور عمار بن یاسر نے اس کو قتل کرنے کے لئے مقابلے میں بھاگے لیکن سعید نے عمار سے پہل کر لی اور اسے قتل کر دیا کہ وہ جوان آدمی تھے عمار کے مقابلے میں۔ اور مقیس بن صبابہ کو لوگوں نے بازار میں پالیا تھا انہوں نے اس کو وہیں قتل کر دیا اور عکرمہ بن ابوجہل مکے سے فرار ہو کر سمندری راستے سے کہیں نکلنا چاہتا تھا انہیں تیز و تند ہوا نے گھیر لیا تھا لہٰذا کشتی والوں نے کشتی میں سوار ہونے والوں سے کہا کہ خالص اللہ کی پکار کرو، اس لئے تمہارا الٰہ اور مشکل کشا یہاں پر تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ عکرمہ نے کہا اللہ کی قسم اگر مجھے سمندر میں نجات نہیں دے سکتا مگر صرف اللہ کو خالص کرنا ہی تو پھر خشکی پر بھی اس کے سوا کوئی نجات نہیں دے سکتا۔

اللهم ان لك علي عهدا ان انت عافيتني مما انا فيه أن آتي محمدا حتى اضع يدي في يديه فلاجدنه عفوا كريما

اے اللہ! میرا عہد ہے تجھ سے کہ اگر آپ نے مجھے اس مصیبت سے نجات دے دی تو میں محمد ﷺ کے پاس جا کر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دوں گا اور میں ضرور اس کو معاف کرنے والا پاؤں گا۔

چنانچہ وہ حضور کے ﷺ پاس آ کر مسلمان ہو گیا تھا۔

حضرت عثمان غنی کی سفارش پر

حضور ﷺ نے اپنے گستاخ کو معاف کر کے اس کی بیعت کر لی

باقی رہ گیا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ وہ چھپ گیا تھا عثمان بن عفان کے پاس۔ جب رسول اللہ نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا عثمان غنی نے اسے لا کر حضور ﷺ کے سامنے کھڑا کر دیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ عبداللہ کی بیعت کر لیجئے۔ حضور نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تین مرتبہ، ہر بار انکار کرتے رہے۔ تین دفعہ کے بعد آپ نے اس کی بیعت منظور کر لی۔ اس کے بعد آپ نے صحابہ کی طرف

توجہ فرمائی اور فرمایا کہ کیا تمہارے اندر کوئی بھلا مانس آدمی نہیں تھا کہ وہ اٹھتا اور اسے قتل کر دیتا جیسے میں اس کی بیعت سے توقف کر رہا تھا؟ تا کہ اس کو کوئی قتل کر دے کہا کہ ہم نہیں جان سکے کہ آپ کے دل میں کیا ہے۔ آپ نے ہمیں اشارہ کیوں نہ کر دیا آنکھ کے ساتھ۔ آپ نے فرمایا کہ مناسب نہیں ہے کہ کسی نبی کی آنکھیں خیانت کرنے والی ہوں۔ نبی کسی کے قتل کے اشارے نہیں کرتے۔

چار کے سوا باقی کو امان دینا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابوزرعہ عبدالرحمن بن عمرو دمشقی نے، ان کو حسن بن بشر کوفی نے، ان کو حکم بن عبدالملک نے قتادہ سے، اس نے انس بن مالک سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ امن دیا رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو فتح مکہ والے دن مگر چار آدمیوں کو امان نہیں دی تھی۔

(۱) عبدالعزی بن خطل (۲) مقیس بن صبابہ کنانی (۳) عبداللہ بن سعد بن ابوسرح (۴) اُم سارہ

عبدالعزی بن خطل کو قتل کیا گیا حالانکہ وہ کعبے کے غلاف سے لپٹا ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ انصاری میں سے ایک آدمی نے نذر مان رکھی تھی کہ وہ عبداللہ بن سعد کو قتل کرے گا جب بھی اس کو دیکھ لے گا۔ جبکہ یہ عبداللہ حضرت عثمان بن عفان کا دودھ شریک بھائی تھا۔ حضور کے پاس عثمان اس کو لے کر آئے تھے اس کی سفارش کرنے کے لئے۔ جب اس کو اس انصاری نے دیکھ لیا (جس نے منت مان رکھی تھی) اس نے جلدی سے تلوار لٹکائی اور پہنچ گیا مگر دیکھا کہ وہ حلقہ رسول میں بیٹھا ہے۔ اب انصاری کو تردد ہوا کہ کیا کرے (اس کے قتل کا اقدام کرے یا نہ کرے) اس لئے کہ وہ حلقہ رسول میں بیٹھا ہے۔

اتنے میں اس نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بیعت کرنے کے لئے اپنا دست مبارک دراز فرمایا ہے اور اس کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد آپ نے اس انصاری سے فرمایا کہ میں نے تو تجھے مہلت دی تھی کہ تو اپنی نذر پوری کر لے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ سے ڈر گیا تھا آپ نے مجھے اشارہ کیوں نہ کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں کسی نبی کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہوتی کہ وہ کسی ایسے کام کے لئے اشارہ کرے۔

باقی رہا مقیس بن صبابہ۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس کا بھائی رہتا تھا اس نے خطا یعنی غلطی سے مقیس کے بھائی کو قتل کر دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مقیس کے ساتھ بنی فہر کے ایک آدمی کو بھیجا تا کہ وہ اس کی دیت لے لے انصار سے۔ جب اس کے لئے خون بہا (دیت) جمع کر لی گئی تو وہ واپس لوٹا اور جب فہری آدمی سو گیا تو مقیس نے کود کر ایک پتھر اٹھایا اور اس کے ساتھ سوئے ہوئے فہری کا سر کچل کر اس کو قتل کر دیا اور یہ شعر کہتا ہوا فرار ہو گیا جس کا مفہوم کچھ اس طرح تھا، دل کو سکون آ گیا ہے بایں صورت۔ کہ مقیس نے کھلے میدانوں میں اس طرح رات گزاری کہ اس کے کپڑے دھوکہ سے قتل ہونے والے کے خون سے آلودہ ہیں۔ اس کے قتل سے قبل دل کے اندیشے بہت ہوتے تھے اور مجھ سے بستر کی راحت بھلا دیتے تھے میں نے اسی وجہ سے بنو فہر کے آدمی کو قتل کر دیا ہے اور میں نے مذکورہ دیت کو ضائع کر دیا ہے جو بنو نجار کے سرداروں پر لازم تھی۔ میں نے قتل کر کے اپنی نذر پوری کی ہے اپنے مال کا بدلہ پا لیا ہے اور میں پہلے والے بتوں کی طرف لوٹنے والا ہوں (یعنی میں نے دوبارہ کفر اختیار کر لیا ہے)۔

باقی رہی عورت اُم سارہ، تو وہ قریش کی لونڈی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تھی اور اس نے اپنی مجبوری پیش کی تھی، حضور ﷺ نے اس کو ازراہ ہمدردی کچھ عطا فرمایا تھا۔ اس کے بعد ایک آدمی آیا تھا اس نے اس کے ہاتھ اہل مکہ کی طرف ایک خط بھیجا تھا۔ یہاں سے راوی نے حاطب کا قصہ ذکر کیا ہے۔

مقیس بن صبابہ کا قتل .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابواسحاق نے، ان کو عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے، وہ کہتے ہیں کہ مقیس بن صبابہ ہشام بن صبابہ کا بھائی تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا مدینہ میں اپنے بھائی ہشام کے خون کا بدلہ طلب کر رہا تھا اور اس نے اسلام ظاہر کیا اس کے بھائی ہشام کو۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے غزوہ بنو مصطلق والے دن قتل کر دیا تھا کیونکہ اس نے اسے مشرک ہی گمان کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مقیس بن صبابہ سے فرمایا تیرا بھائی عمداً نہیں بلکہ خطاً قتل ہوا تھا (غلطی سے)۔ حضور ﷺ نے اس کی دیت اور خون بہا ادا کرنے کا حکم دیا۔ لہٰذا مقیس نے

وہ دیت وصول کر لی اور کچھ عرصہ تک مسلمانوں کے ساتھ ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد اس نے اپنے بھائی کے قاتل پر زیادتی کرتے ہوئے اس کو قصداً وعمداً قتل کر دیا پھر کافر و مرتد ہو کر مکے جا کر کافروں کے ساتھ لاحق ہو گیا تھا۔

حضور ﷺ نے مکہ والے سال اس کے قتل کا حکم دیا تھا اگر چہ وہ کعبہ کے غلاف کے نیچے بھی پایا جائے۔ چنانچہ اس کو اس کی قوم کے ہی ایک آدمی نے قتل کر دیا تھا اس کا نام نمیلہ بن عبداللہ تھا صفا مروہ کے درمیان۔

ابن اسحاق نے اس کے اشعار ذکر کیے ہیں کہیں کم کہیں زیادہ ہیں۔ (سیرۃ ہشام ۳/۲۵۰۔۲۵۱ ۔ ۴/۲۴۔۲۵)

ابن خطل کے قتل کا حکم .... (۴) اور اسی اسناد کے ساتھ مروی ہے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعبیدۃ بن محمد بن عمار بن یاسر نے اور عبداللہ بن ابی بکر بن حزم نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے اور آپ کے لشکر پھیلنے لگے تو آپ نے ان سب کو حکم دیا کہ کسی ایک شخص کو بھی قتل نہیں کرنا، ہاں مگر وہ جو ان سے قتال کرے مگر ایک گروہ جس کا رسول اللہ ﷺ نے نام لے کر فرمایا تھا کہ ان کو قتل کر دینا اگر چہ ان میں سے کسی کو غلاف کعبہ کے نیچے بھی پالو۔

(۱) عبداللہ بن خطل (۲) عبداللہ بن سعد بن ابوسرح

ابن ابوسرح کے قتل کا حکم اس لئے دیا تھا کہ وہ پہلے مسلمان ہو گیا تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے وحی لکھتا تھا مگر پھر وہ پلٹ کر مشرک ہو گیا تھا اور مکے والوں سے جا ملا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۳)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے عبداللہ بن خطل کے قتل کا حکم دیا تھا یہ بنو تیم بن غالب میں سے تھا۔ اس لئے کہ یہ مسلمان تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کو صدقہ اور زکوٰۃ کا مال وصول کرنے پر مقرر کیا تھا اور اس کے ساتھ ایک آدمی کو انصار میں سے مقرر کیا تھا۔ یہ خادم تھا جو اس کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بھی مسلمان تھا۔ ایک مقام پر اُترا اس نے غلام کو حکم دیا کہ اس کے لئے بکرا ذبح کرے اور کھانا تیار کرے وہ سو گیا جب وہ جاگا تو اس نے اس کے لئے کچھ تیار نہیں کیا تھا۔ اس نے اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا اس کے بعد مرتد ہو گیا۔ ترک اسلام کر کے دوبارہ مشرک ہو گیا۔ اس نے ایک گانے والی عورت رکھی ہوئی تھی اور اس کی بیوی بھی تھی وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی ہجو اور بُرائی میں گانے گاتی تھیں حضور ﷺ نے ابن خطل کے ساتھ ان دونوں عورتوں کے قتل کا بھی حکم دیا تھا۔

اور حویرث کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا وہ بھی ان لوگوں میں سے تھا جو رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچاتے تھے اور مقیس بن صبابہ کے قتل کا حکم دیا تھا کیونکہ اس نے ایک انصاری کو قتل کیا تھا جس نے مقیس کے بھائی کو خطاً قتل کیا تھا اور اس نے اس کی دیت بھی ادا کر دی تھی۔ اور سارہ نام کی عورت کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا جو بنو عبدالمطلب میں سے کسی کی لونڈی تھی اور وہ بھی ان ہی میں سے تھے جو رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچاتے تھے۔ اور عکرمہ بن ابوجہل کے قتل کا حکم دیا تھا وہ فرار ہو گیا تھا اور اس کی بیوی مسلمان ہو گئی تھی (بعد میں اسی کی کوشش اور امان مانگنے سے عکرمہ مسلمان ہو گیا تھا۔

مندرجہ ذیل چھ افراد میں سے تین فرد اور ایک عورت قتل ہوئے۔ ایک مرد اور ایک عورت مسلمان ہوئے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوداؤد نے، ان کو محمد بن علاء نے یعنی ابوکریب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن احمد بن زکریا ادیب نے، ان کو حسین بن محمد بن زیاد عنانی نے، ان کو ابوکریب نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو عمر بن عثمان بن عبدالرحمن بن سعید مخزومی نے، ان کو ان کے دادا نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن لوگوں کو امان دی تھی سوائے ان چار افراد کے۔ ان کے لئے نہ حدود حرم میں امان تھی نہ حدود حرم سے باہر امان تھی۔

(۱) ابن خطل (۲) مقیس بن صبابہ (۳) عبداللہ بن ابوسرح (۴) ابن نقید یعنی حارث

بہر حال ابن خطل کو تو زبیر بن عوام نے قتل کر دیا تھا۔ اور ابن سرح کے لیے حضرت عثمان نے امان طلب کر لی تھی لہٰذا اس کے لئے امان دے دی گئی تھی اس لئے کہ وہ حضرت عثمان کے رضاعی بھائی تھے۔ لہٰذا اس طرح وہ قتل نہیں کئے گئے تھے۔ اور مقیس بن صبابہ کو اس کے چچا کے بیٹے نے قتل کر دیا تھا۔ اور حضرت علی نے ابن نقید کو قتل کر دیا تھا اور مقیس کی دو گانے والی عورتیں بھی تھی جن کو امان نہیں ملی تھی اور ان کے قتل کا حکم تھا ان میں سے ایک قتل کی گئی تھی اور دوسری چھپ گئی تھی پھر وہ مسلمان ہو گئی تھی۔

قتبانی نے کہا ان کے دادا کے والد سعید بن یربوع مخزومی تھے۔ یہ الفاظ حدیث ابن قتادہ کے ہیں۔

(۶) ہمیں خبر دی ابو نصر بن عمر بن عبدالعزیز بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو محمد عبداللہ بن محمد بن عبیداللہ رازی نے، ان کو موسیٰ امین نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں میں نے یہ روایت پڑھی مالک کے سامنے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو نضر فقیہ نے اور ابو الحسن بن عبدوس نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو حدیث بیان کی قعنبی نے۔ اس میں جو انہوں نے پڑھی تھی مالک کے سامنے انہوں نے نقل کی ابن شہاب سے، اس نے انس بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تھے فتح مکہ والے دن۔ حضور ﷺ کے سر پر خود تھا جب آپ نے اس کو اتارا تو آپ کے پاس ایک آدمی آیا تھا اس نے بتایا کہ ابن خطل کعبہ کے غلاف کے ساتھ لٹکا ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ اس کو قتل کر دو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں جماعت سے، اس نے مالک سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے قعنبی سے اور دیگر سے۔

(بخاری۔ کتاب جزاء الصید۔ مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۴۵۰۔ موطا امام مالک۔ کتاب الحج۔ ل حدیث ۲۴۷ ص ۱/۴۲۳)

(۷) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد مصری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی مقدام بن داؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی خالد بن نزار نے، ان کو سفیان نے، ان کو مالک بن انس صدوق نے زہری سے، اس نے انس بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے فتح مکہ والے دن۔ ان کے سر پر خود تھا ان سے کہا گیا یا رسول اللہ ﷺ ابن خطل کعبہ کے غلافوں کے ساتھ لٹکا ہوا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کو قتل کر دو۔

باب ۱۶۳

نبی کریم ﷺ کا فتح مکہ والے دن مکہ میں داخلہ

اور اس دن آپ کی ہیئت داخلہ۔ حضور کا بیت اللہ کا طواف کرنا حضور ﷺ کا کعبہ میں داخل ہونا اور آپ نے بتوں کا جو حشر کیا وغیرہ

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال مکہ میں ثنیہ علیا سے یعنی اوپر والی گھاٹی سے داخل ہوئے تھے بالائی مکہ سے۔

فتح مکہ والے دن حضور ﷺ مکہ میں کُداء پہاڑی کی گھاٹی سے داخل ہوئے تھے

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حسین بن محمد دارمی نے، ان کو ابوبکر محمد بن اسحاق نے، ان کو ابوکریب نے، ان کو ابواسامہ نے ہشام سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال کداء کی پہاڑی اور گھاٹی سے داخل ہوئے بالائی مکہ سے۔

ہشام نے کہا کہ میرے والد انہیں دونوں گھاٹیوں سے داخل ہوا کرتے تھے اور اکثر وہ کداء کے راستے سے داخل ہوتے تھے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوکریب سے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے محمود سے، اس نے اسامہ سے۔

(بخاری۔ کتاب الحج۔ حدیث ۱۵۷۹۔ فتح الباری ۳/ ۴۳۷۔ مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۲۲۵ ص ۲/ ۹۱۹)

کُداء پہاڑی سے داخل ہونے کی حضرت حسان کی الہامی پیش گوئی اور حضور ﷺ کی تائید

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن صقر نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو حدیث بیان کی معن نے، ان کو عبداللہ بن عمر بن جعفر بن حفص نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال مکہ میں داخل ہوئے تھے تو انہوں نے دیکھا کہ مکہ میں عورتیں گھوڑوں کے منہ کو دوپٹوں کے ساتھ جھاڑ رہی ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر حضور ﷺ نے ابوبکر صدیق کی طرف خاص انداز سے دیکھا اور مسکرا دیئے اور فرمایا کہ اے ابوبکر کیسے کہا تھا حسان نے؟ لہٰذا ابوبکر نے حسان کا وہ شعر پڑھ کر سُنا دیا:

عدمت بنیتی ان لم تروھا — تثیر النقع من کتفی کداء

یسار عن الاعنہ مصرجات — یلطمھن بالخمر النساء

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا مکہ میں وہیں سے داخل ہو جہاں سے حسان نے کہا تھا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسن بن محمد بن مخویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوخلیفہ جمحی نے یہ کہ ابوالولید نے ان کو حدیث بیان کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مالک بن انس نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قعنبی نے مالک سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے انس سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ مکے میں داخل ہوئے فتح مکہ والے دن۔ آپ کے سر پر خود موجود تھا، آپ نے جونہی اس کو سر پر سے اُتار کر رکھا تو آپ کو بتایا گیا کہ وہ رہا ابن اخطل کعبے کے غلاف کے ساتھ لپٹا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اس کو قتل کر دو۔ یہ الفاظ ہیں حدیث ابوالولید کے۔

سیاہ عمامے کے ساتھ بغیر احرام حرم میں داخلہ

اور قعنبی کی روایت میں ہے فتح مکہ کے دن اور آپ ﷺ کے سر پر خود تھا۔ آپ نے جب اس کو کھینچ لیا تو اس وقت آپ کے پاس ایک آدمی آیا تھا اس نے بتایا تھا کہا ابن اخطل ......

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالولید سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے قعنبی سے۔

(مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۴۵۱ ص ۲/ ۹۹۰)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحاق نے، ان کو اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو معاویہ بن عمار دھنی نے (ح)۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن ابودارم حافظ نے کوفے میں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن ہارون نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے، ان کو معاویہ بن عمار دھنی نے ابوزبیر سے، اس نے جابر بن عبداللہ انصاری سے یہ کہ رسول اللہ فتح مکہ والے دن داخل ہوئے تو ان کے سر پر سیاہ پگڑی تھی، آپ بغیر احرام کے تھے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ سے اور قتیبہ بن سعید سے۔ (مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۴۵۱ ص ۹۹۰/۲)

سیاہ عمامہ سر پر باندھنا سنت رسول ہے

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابونضر فقیہ نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو علی بن حکیم اودی نے اور محمد بن صباح نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی شریک نے عمار دھنی سے، اس نے ابوزبیر سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تھے فتح مکہ والے دن اس حال میں کہ ان کے سر پر سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن حکیم سے۔

پگڑی باندھنا اور پیچھے کا طرّہ لٹکانا

(۷) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ابوزبیر سے، اس نے جابر سے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے فتح مکہ والے دن اور ان کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔ (نسائی ۲۱۱/۸)

شملہ کو دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑنا

(۸) ہمیں خبر دی فقیہ ابوبکر محمد بن بکر طوسیؒ نے، ان کو خبر دی ابوبشر محمد بن احمد بن حاضر نے، ان کو ابوالعباس سراج نے، ان کو ابومعمر نے، ان کو ابواسامہ نے مساور وراق سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جعفر بن عمر بن حریث سے، وہ حدیث بیان کرتے تھے اپنے والد سے، انہوں نے فرمایا (ایسے محسوس ہوتا ہے) کہ گویا فتح مکہ والے دن رسول اللہ کو دیکھ رہا ہوں ان کے سر پر سیاہ عمامہ ہے۔ خرقانیہ اس کا کنارا (طرّہ) دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑا ہوا ہے۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں ابواسامہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۴۵۳ ص ۹۹۰/۲)

پرچم رسول سفید اور سیاہ دھاریوں پر مشتمل تھا جس کا نام ''عقاب'' تھا

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ابوبکر نے کہا مروی ہے سیدہ عائشہ سے، وہ فرماتی ہیں کہ فتح مکہ والے دن رسول اللہ کا جھنڈا سفید تھا اور میں نے اس کو سیاہ دیکھا۔ اس کے ٹکڑے (یا دھاریاں) بغیر پر کے سیدھے تیر ہیں یا اس کے ٹکڑے یمنی دھاری دار چادر سے بنے ہوئے ہیں۔ اور حضور ﷺ کے جھنڈے کا نام ''عقاب'' رکھا گیا تھا۔ ''اظہار محمد رسول''

اسی اسناد کے ساتھ کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ وادی ذی طویٰ میں اترے اور انہوں نے دیکھا (وہ منظر) اللہ نے ان کو جو فتح عطا فرمائی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں اظہار عجز کرنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ کہتے ہیں کہ قریب تھا کہ آپ کی داڑھی مبارک پالان کے اگلے حصے سے لگ رہی تھی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۹/۴)

فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کا اظہار عجز

(۱۰) ہمیں خبر دی محمد عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی دعلج بن احمد سجزی نے بغداد میں، ان کو احمد بن علی آبار نے، ان کو عبداللہ بن ابوبکر مقدمی نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے ثابت سے، اس نے انس ؓ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے فتح مکہ والے دن تو سواری پر بیٹھے ہوئے عاجزی کرنے کی وجہ سے آپ کی تھوڑی مبارک پالان کے بیچ لگ رہی تھی۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بالویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس احمد بن محمد بن صاعد نے، ان کو اسماعیل بن ابوالحارث نے، ان کو جعفر بن عون نے، ان کو اسماعیل بن ابوخالد نے قیس سے، اس نے ابومسعود سے یہ کہ ایک آدمی نے فتح مکہ والے دن رسول اللہ ﷺ سے کلام کیا، اس کو کپکپی طاری ہوگئی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اپنے آپ کو سنبھالیں حوصلہ رکھیں۔ یہ حقیقت ہے کہ میں قریش کی ہی ایک عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھیں۔

اسی طرح روایت کیا ہے اس کو صاعد نے بطور موصول روایت کے۔ اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے محمد بن سلیمان بن فارس نے اور احمد بن یحییٰ بن زہیر نے اسماعیل بن ابوالحارث سے بطور موصول روایت کے۔

(۱۲) اور تحقیق ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے جعفر بن عون نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے اسماعیل نے قیس سے، وہ کہتے ہیں ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ وہ آپ سے بات کررہا تھا، وہ ڈر گیا کانپنے لگا۔ حضور نے فرمایا حوصلہ رکھو میں کوئی ظالم یا خونخوار بادشاہ نہیں ہوں۔ میں قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھاتی تھیں۔

یہ حدیث مرسل ہے اور وہ محفوظ ہے۔

(۱۳) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر محمد بن حسن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے معاویہ بن قرہ سے، اس نے عبداللہ بن مغفل سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ والے دن سورہ فتح تلاوت کی تھی جس سے آپ کی آواز گلوگیر ہوگئی تھی (یعنی رو گئے تھے)۔ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ لوگ سن کر جمع ہوجائیں گے تو میں اسی آواز میں پڑھ کر سناتا۔

فتح مکہ والے دن سورۃ فتح کی تلاوت .... (۱۴) اور ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن محمد بن صباح زعفرانی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شبابہ بن سوار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شعبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے معاویہ بن قرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبداللہ بن مغفل سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا فتح مکہ والے دن اور وہ اپنے اونٹ پر سوار تھے سورۃ الفتح پڑھ رہے تھے، یا کہا تھا کہ سورۃ الفتح میں سے کچھ حصہ پڑھا تھا، آپ اس تلاوت میں گلوگیر ہوگئے تھے (یعنی رو گئے تھے)۔ پھر پڑھا معاویہ ابن مغفل کی قراءت کی نقل کرتے ہوئے اور معاویہ نے کہا کہ اگر اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ جمع ہوجائیں گے تو میں بھی اسی طرز پر گلوگیر ہوکر پڑھ کر دکھاتا جیسے ابن مغفل نے نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہوئے گلوگیر ہوکر دکھایا تھا۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن ابوسریج سے، اس نے شبابہ سے اور بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں کئی طرق سے شعبہ بن حجاج سے۔ (بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب النبی وروایۃ عن ربہ۔ مسلم۔ کتاب الصلوۃ۔ باب ذکر النبی سورۃ الفتح یوم فتح مکہ)

رسول اللہ ﷺ کا باطل کو پاش پاش کرنا .... (۱۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ، ان کو محمد بن ابراہیم نے اور عمران بن موسیٰ نے ، ان کو شیبان بن فروخ نے ، ان کو سلیمان بن مغیرہ نے ، ان کو ثابت بنانی نے عبداللہ بن رباح سے ، اس نے ابوہریرہ سے حدیث فتح مکہ میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ آئے یہاں تک کہ حجر اسود کے پاس آ گئے ۔ آپ نے اس کا استلام کیا اور بیت اللہ کا طواف کیا پھر آپ ایک بُت کے پاس آئے جو بیت اللہ کے پہلو میں نصب تھا مشرکین اس کی عبادت کرتے تھے ۔ حضور ﷺ آئے تو ان کے ہاتھ میں کمان تھی آپ نے کمان کے جھکے ہوئے حصے سے اسے پکڑ رکھا تھا ، جب آپ صنم کے پاس آئے تو آپ نے اس کی گردن میں کچوکے مارے اور فرمایا :

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا ۔ (سورۃ بنی اسرائیل ۔ آیت ۸۱)

حق آ گیا ہے اور باطل بھاگ گیا ہے ۔ بے شک باطل بھاگنے والا ہے ۔

جب آپ طواف سے فارغ ہوئے تو آپ کوہ صفا پر آئے اس کے اُوپر چڑھ گئے حتیٰ کہ آپ نے بیت اللہ کی طرف دیکھا اور اپنے دونوں ہاتھ اُوپر کو اُٹھائے اور اللہ کی حمد کی اور دعا کرتے رہے جس قدر دعا کرنا چاہتے تھے ۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے شیبان بن فروخ سے ۔ (کتاب الجہاد والسیر ۔ حدیث ۸۴ ص ۱۴۰۶)

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحاق نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی بشر بن موسیٰ نے ، ان کو حمیدی نے ، ان کو سفیان نے ، ان کو ابن نجیح نے مجاہد سے ، اس نے ابومعمر سے ، اس نے عبداللہ بن مسعود سے ، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ والے دن مکے میں داخل ہوئے تو اس وقت حالت یہ تھی کہ بیت اللہ کے گرد تین سو ساٹھ بت نصب تھے ۔ حضور ﷺ نے ایک لکڑی کے ساتھ جو آپ کے ہاتھ میں تھی ان کو کچوکے مارنا اور چھبانا شروع کیا اور ساتھ یہ پڑھتے جاتے تھے : [جاء الحق وما يبدئ الباطل وما يعيد]

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا ۔ (سورۃ بنی اسرائیل : آیت ۸۱)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صدقہ بن فضل سے ۔ (کتاب المظالم ۔ باب ھل تکسر الدنان التی فیہا الخمر)

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوبکر بن شیبہ سے ، اور بقیہ سب کے سب نے سفیان سے ۔ (کتاب الجہاد والسیر ۔ حدیث ۷۶/۶)

(۱۷) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے ، ان کو محمد بن یونس نے ، ان کو وہب بن جریر نے بن حازم نے ، ان کو ان کے والد نے محمد بن اسحاق سے ، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر نے علی بن عبداللہ عباس سے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے دن داخل ہوئے تو کعبے پر تین سو بت دھرے ہوئے تھے ۔ حضور ﷺ نے اپنی چھڑی لی اور ایک ایک کرکے تمام بتوں کو مارتے چلے گئے ۔ (مجمع الزوائد ۱۷۶/۶)

(۱۸) اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے ، ان کو عباس بن فضل اسفاطی نے ، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی سوید نے ، ان کو قاسم بن عبداللہ نے ، عبداللہ بن دینار سے اس نے ابن عمر ﷺ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے وہاں پر آپ نے تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے پائے ۔ حضور ﷺ نے ہر بت کی طرف اپنے عصا کا اشارہ کیا اور فرمایا :

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

حق آ گیا ہے اور باطل بھاگ گیا ہے ۔ بے شک باطل تو ہے ہی بھگوڑا ۔

چنانچہ جس بت کی طرف لاٹھی کا اشارہ کرتے تھے وہی گر جاتا تھا لاٹھی لگنے کے بغیر ہی ۔

مصنف فرماتے ہیں کہ یہ اسناد اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس سے پہلے والی روایت اس کی تاکید کرتی ہے ۔ (مجمع الزوائد ۱۷۶/۶)

بیت اللہ میں ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کی مورتیاں .... (۱۹) ہمیں خبر دی ابوعمر محمد بن عبداللہ ادیب نے، ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو قاسم بن زکریا نے، ان کو ہارون بن عبداللہ نے، ان کو عبدالصمد بن عبدالوارث نے، ان کو ان کے والد نے ایوب سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے یہ کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ میں آئے آپ نے بیت اللہ میں داخل ہونے سے انکار کیا کیونکہ اس میں بت رکھے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کے بارے میں حکم دیا وہ باہر نکال دیئے گئے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کی مورتی باہر نکالی گئی تو ان کے ہاتھ میں قسمت جاننے کے تیر دیئے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ ان مشرکین کو مارے۔ بہر حال اللہ کی قسم البتہ تحقیق وہ خوب جانتے ہیں کہ ان دونوں نے (حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام) نے کبھی بھی ان تیروں کے ساتھ قسمت کا حال معلوم نہیں کیا تھا۔

اور ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ بیت اللہ میں داخل ہوئے اور آپ نے اس کے کونے میں تکبیر کہی اور باہر آ گئے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں اسحاق سے، اس نے عبدالصمد سے۔ بخاری کہتے ہیں کہ معمر ایوب سے اس کا متابع لائے ہیں۔

(۲۰) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو محمد بن منصور نے، ان کو عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی معمر نے ایوب سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے جب بیت اللہ میں مورتیاں دیکھیں یعنی کعبے میں تو آپ اس میں داخل نہ ہوئے بلکہ حکم دیا وہ وہاں سے ہٹا دی گئیں اور آپ نے ابراہیم واسماعیل علیہ السلام کے بت دیکھے، ان کے ہاتھ میں قسمت جاننے کے تیر تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اللہ ان (مشرکین) کو ہلاک کرے۔ اللہ کی قسم ان دونوں نے کبھی ان کے ساتھ قسمت معلوم نہیں کی تھی۔ (فتح الباری ۶/۳۸۷۔ حدیث ۳۳۵۲)

(۲۱) ہمیں خبر دی ابوبکر قاضی نے آخرین میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس اصم نے، ان کو ابوالعباس بن محمد نے، ان کو حجاج اعور نے، ان کو ابن جریج نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوالزبیر نے کہ اس نے سنا جابر بن عبداللہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے حکم دیا تھا عمر بن خطاب کو فتح مکہ کے زمانے میں مقام بطحا میں کہ کعبے میں جا کر ہر صورت مٹا دے جو اس میں موجود ہو۔ حضور ﷺ داخل نہ ہوئے حتی کہ اس میں سے ہر صورت مٹا دی گئی۔ (سیرۃ الشامیہ ۵/۳۵۹)

(۲۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابن ملحان نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو لیث نے، وہ کہتے ہیں کہ یونس نے کہا مجھے خبر دی نافع نے عبداللہ بن عمر ؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ کے اوپر کی جانب سے اسامہ بن زید ؓ کو اپنی سواری پر پیچھے بیٹھا کر تشریف لائے، آپ علیہ السلام کے ساتھ بلال ؓ عثمان بن طلحہ بھی تھے یہاں تک کہ اونٹ کو مسجد حرام کے صحن میں بٹھایا اور عثمان کو حکم دیا کہ بیت اللہ کی چابی لائے۔ چنانچہ چابی لائی گئی اور بیت اللہ کا دروازہ کھول کر داخل ہوئے۔ آپ کے ساتھ اسامہ ؓ بلال ؓ اور عثمان ؓ تھے۔ آپ علیہ السلام نے دن کا کچھ حصہ اس میں گزارا پھر باہر تشریف لائے تو لوگ داخل ہونے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھ گئے اور حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سب سے پہلے داخل ہوئے تو بلال ؓ کو دروازے کے پیچھے کھڑا ہوا پایا ان سے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے نماز کہاں پڑھی؟ ہاتھ سے اس مکان کی طرف اشارہ کیا جس میں آپ علیہ السلام نے نماز پڑھی، ابن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ رکعت کی تعداد پوچھنا میں بھول گیا۔ (اخرجہ البخاری فی الصحیح۔ فتح الباری ۴۴)

(۲۳) مجھے خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحاق سے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی محمد بن جعفر بن الزبیر نے عبید اللہ بن عبداللہ بن ثور سے صفیہ بنت شیبہ سے، انہوں نے کہا جب رسول اللہ ﷺ فتح کے دن مطمئن ہو گئے تو اپنے اونٹ پر طواف کیا اور حجر اسود کا استیلام کیا اپنے ہاتھ کی چھڑی سے۔ پھر کعبہ میں داخل ہوئے اس میں لکڑی کا بنا ہوا ایک کبوتر پایا اس کو توڑ دیا پھر کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو گئے میں دیکھ رہی تھی کہ آپ علیہ السلام نے اس کو باہر پھینک دیا۔

باب ۱۶۴

نائلہ بت کی ہلاکت کی دعا

جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح فرمایا اور آپ ﷺ کا فرمان :

لا تغفروا بعد هوا اليوم فكان كما قال ۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشیران نے بغداد میں ، انہوں نے بتایا کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن اسماک نے ، انہوں نے بتایا ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے ، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالربیع نے ، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یعقوب قمی نے ، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن ابی المغیر ہ نے ابن رمزی سے اور کہا جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو ایک بوڑھی حبشیہ آئی جو اپنے چہرے پر مار رہی تھی اور ویل کہہ کر پکار رہی تھی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ نائلہ ہے جو تمہارے اس شہر مکہ میں اپنی عبادت سے مایوس ہو چکی ہے ۔

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر قاضی نے ، دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے زکریا بن ابی زائدہ سے ، انہوں نے عامر سے ، انہوں نے حارث بن مالک سے ، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول ﷺ سے سُنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آج کے بعد سے قیامت تک مکہ میں جہاد نہ ہوگا یعنی آپ علیہ السلام کا مقصد یہ ہے کہ اہل مکہ کے کفر کی طرف لوٹنے کی وجہ سے ان کے خلاف جہاد نہ ہوگا ۔

(۳) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے ، بطور املاء ۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن حسن بن ابوعیسیٰ نے ، ان کو حدیث بیان کی محمد حسین قطان نے ، ان کو علی بن حسن بن ابوعیسیٰ نے ، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی زکریا بن ابوزائدہ نے (ح) ۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر ازار نے ، ان کو محمد بن عبداللہ بن ابویزید نے ، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسحاق ازرق نے ، وہ کہتے ہیں ان کو زکریا بن ابوزائدہ نے شعبی سے ، اس نے عبداللہ ن مطیع سے ، اس نے اپنے والد سے ، وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ، اور اصفہانی کی ایک روایت میں یوں ہے کہ میں نے سُنا مطیع سے ، اس نے اپنے والد سے ، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا نبی کریم ﷺ فتح مکہ والے دن آپ فرما رہے تھے ۔ کوئی قریش آج کے دن کے بعد قیامت تک باندھ کر مجبور کر کے قتل نہیں کیا جائے گا ۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں ۔ (کتاب الجہاد والسیر ۔ حدیث ۸۸ ص ۱۴۰۹)

اور یہ اگرچہ خبر کے طریق پر ہے پس اس کے ساتھ مراد کیا ہے ۔ واللہ اعلم نہی مراد ہوگی ۔

نیز اس میں اشارہ ہے اہل مکہ کے مسلمان ہونے کی طرف ۔ نیز یہ کہ اس کے بعد ہمیشہ کے لئے قتال نہیں ہوگا ۔ جیسے ہم نے روایت کیا ہے حدیث حارث بن برصاء میں ۔

☆☆☆

باب ۱۶۵

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بعثت وادی نخلہ کی طرف، وہاں پر مشہور بُت عزّیٰ تھا اور اس بارے میں جو آثار نبوت ظاہر ہوئے

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں شرک کے بڑے آستانے کی تباہی

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن ابوبکر فقیہ نے، ان کو خبر دی محمد بن ابوجعفر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن علی بن مثنیٰ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوکریب نے، ان کو محمد بن فضیل نے، ان کو ولید بن جمیع نے ابوالطفیل سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تھا اس کے بعد آپ ﷺ نے خالد بن ولید کو وادی نخلہ کی طرف بھیجا تھا اسلئے کہ وہاں پر عرب کا مشہور بت العزّیٰ نصب تھا (گویا کہ یہ مشرکین کا بڑا صنم اور شرک کا بڑا آستانہ تھا)۔ حضرت خالد وہاں پہنچے۔

یہ آستانہ تین درختوں یا تین کیکر کے درختوں میں واقع تھا۔ خالد بن ولید نے اس عمارت اور گھر کو منہدم کر دیا جس کے اندر وہ آستانہ یا بت نصب تھا اور وہ درخت کاٹ دیئے اس کے بعد خالد بن ولید نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ کو خبر دی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا واپس جایئے بے شک آپ نے ابھی تک کچھ بھی نہیں کیا۔ چنانچہ خالد بن ولید دوبارہ گئے اس شرک کے آستانے کے سدنہ اور مجاوروں نے جب خالد بن ولید کو دیکھا وہ باوجود یکہ وہ اس کے دربان اور محافظ تھے وہ پہاڑ کے اندر گھس گئے اور وہ یہ کہہ رہے تھے :

يَا عُزّى خَبِّلِيهْ ، يَا عُزّى عَوِّرِيهْ وَإِلَّا فَمُوتِي بِرَغْمٍ

(گویا ان مشرک مجاوروں اور محافظوں نے اپنے آستانے کے شیطان اور بت کی پکار کی اور کہا) اے عزّیٰ خطرہ ہو گیا ہے نقصان اور ہلاکت ہے (اس دشمن کو اور اس کے خطرے کو) روک دے۔ اے عزّیٰ کو بچا ورنہ ہم مارے جائیں گے خاک آلودگی کے ساتھ یعنی انتہائی ذلت ورسوائی کے ساتھ۔

چنانچہ حضرت خالد حکم رسول پا کر اس آستانے پر پہنچے وہاں یہ منظر دیکھا کہ ایک خوفناک شکل کی ننگی ملنگی عورت ہے جس کے بال بکھرے ہوئے ہیں وہ مارے صدمے اور افسوس کے اپنے سر میں مٹی ڈال رہی ہے۔ خالد نے تلوار سے شدید حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ پھر نبی کریم ﷺ کے پاس واپس لوٹ آئے آ کر حضور ﷺ کو خبر دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا : تِلْكَ الْعُزّى ۔ وہی عزّیٰ تھی۔

(ابن سعد ۲/۔ سیرۃ شامیہ ۶/۳۰۰)

مطلب یہ تھا کہ اس آستانے پر یا اس بت میں یہی مادہ جن اور شیطان چھپی ہوئی تھی جو لاکھوں انسانوں کی گمراہی اور ان کو شرک کر کے جہنم کا ایندھن بنانے کی ذمہ دار تھی جو دیگر بے شمار خبیث جنات کے ساتھ مل کر لوگوں کو گمراہ کرتی تھی۔ رسول اللہ کے عظیم مجاہد شاگرد اور موحد کی للکار نے جس کے اعصاب شل کر دیئے بھاگ نکلنے کی سکت نہ پا کر حضرت خالد کی تلوار سے ماری گئی۔ یوں ہمیشہ کے لئے اس شرک کے اڈے کا خاتمہ ہو گیا۔

☆☆☆

باب ۱۶۶

فتح مکہ والے دن کعبے کی چھت پر کھڑے ہو کر حضرت بلال بن رباح ؓ کا اذان دینا

(۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد اسحاق بن یسار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی بعض آل جبیر بن مطعم نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب مکے میں داخل ہوئے تو انہوں نے حضرت بلال کو حکم دیا، وہ کعبے کی چھت پر چڑھ گئے۔ انہوں نے چھت پر کھڑے ہو کر نماز کے لئے اذان پڑھی۔

چنانچہ بعض جو سعید بن العاص نے کہا البتہ تحقیق اللہ نے عزت دی ہے سعید بن العاص کو جب اس کو قبض کر لیا ہے اس وقت سے قبل کہ وہ اس کالے کو کعبے کی چھت پر دیکھتا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۷)

(۲)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بلال بن رباح کو فتح مکہ والے دن حکم دیا تھا۔ اس نے کعبے کی چھت کے اُوپر اذان پڑھی (مشرکین دیکھ کر غصے سے جل رہے تھے)۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۷)

(۳)　ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد احمد بن عبدالوہاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی جعفر بن عون نے، ان کو ہشام نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بلال کو حکم دیا تھا فتح مکہ والے دن۔ اس نے کعبے کے اُوپر اذان پڑھی تھی۔

(۴)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابواحمد بن منصور رمادی نے، ان کو حدیث بیان کی عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی معمر نے ایوب سے، وہ کہتے ہیں کہ ابن ابوملیکہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ نے فتح مکہ والے دن بلال بن رباح کو حکم دیا تھا، اس نے کعبے کے اُوپر اذان دی تھی۔ چنانچہ قریش میں سے ایک آدمی نے حارث بن ہشام سے کہا، تم دیکھتے ہو اس غلام کی طرف کہاں چڑھ گیا ہے۔ اس نے کہا چھوڑ یئے اس کو اگر اللہ اس کو ناپسند کرے گا تو اس کو بدل ڈالے گا۔　واللہ اعلم

☆☆☆

باب ۱۶۷

نبی کریم ﷺ کا فتح مکہ کے وقت غسل کرنا اور چاشت کے وقت

وقت نماز ادا کرنا اللہ تعالیٰ نے ان کو جو (فتح مکہ) کی نعمت عطا کی تھی اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا

(۱) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابن ملحان نے، ان کو یحییٰ نے یعنی ابن بکیر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی لیث نے یزید بن ابوحبیب سے، اس نے سعید بن ابوہند سے، اس نے ابومُرہ مولیٰ عقیل بن ابوطالب سے، اس سے حدیث بیان کی اُم ہانی بنت ابوطالب نے، اس کو حدیث بیان کی تھی کہ جب فتح مکہ کا سال تھا۔ اُم ہانی کے پاس دو آدمی بنی مخزوم کے بھاگ کر آئے تھے (انہوں نے اُم ہانی سے جوار و پناہ مانگی تھی)۔ چنانچہ اس نے ان پناہ دے دی تھی۔ کہتی ہیں کہ حضرت (میرے بھائی) میرے پاس آئے وہ کہنے لگے کہ کیا میں ان دونوں کو قتل کر دوں؟ وہ کہتی ہیں کہ میں نے جب ان کی یہ بات سنی تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی وہ اس وقت بالائی مکہ میں ہوتے تھے۔ مجھے جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو آپ نے مرحبا اور خوش آمدید کہی اور پوچھا کہ کیسے آنا ہوا اے اُم ہانی؟ میں نے کہا اے اللہ کے نبی میں نے اپنے سسرال میں سے دو آدمیوں کو امان دی ہے مگر علی نے ان کے قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تحقیق ہم نے پناہ دی ہے ان کو جن کو تم نے امان دی ہے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کھڑے ہو گئے غسل کرنے کے لئے۔ سیدہ فاطمہ نے ان کے لئے پردہ تان دیا۔ غسل کے بعد آپ ﷺ نے کپڑا لیا اور اس کو اپنے اوپر ڈال لیا۔ اس کے بعد آپ نے آٹھ رکعت نماز ادا کی چاشت کے وقت (شکرانے کے لئے)۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ہے علی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے احمد نے، ان کو حدیث بیان کی ہے عبید بن شریک نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، پھر اس نے اس روایت کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اسی کی مثل۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۴۵)

اس کو روایت کیا ہے مسلم نے صحیح میں مختصراً محمد بن اصم سے، اس نے لیث سے اور سعید بن ابوہند نے۔ (مسلم۔ کتاب صلوۃ المسافرین۔ حدیث ۸۲۔۸۳)

تعداد رکعت صلوۃ چاشت .... (۳) کہا ہے کہ ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں ان کو احمد بن عبید نے، ان کو خبر دی ابراہیم بن عبداللہ ابومسلم نے، وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی ابوالولید اور سلیمان بن حرب نے، اور یہ الفاظ ابوالولید کے ہیں دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ نے، ان کو عمرو بن مرہ نے، اس نے سُنا ابن ابولیلیٰ سے، انہوں نے کہا ہمیں کسی نے خبر نہیں دی کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ انہوں نے چاشت کی نماز پڑھی سوائے اُم ہانی کے، بے شک وہی ذکر کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ والے دن غسل کیا تھا اُم ہانی کے گھر میں اور انہوں نے آٹھ رکعت نماز پڑھی تھی۔

وہ کہتی ہیں میں نے نہیں دیکھا کہ حضور ﷺ نے اس نماز سے زیادہ کوئی اور ہلکی پھلکی نماز پڑھی ہو۔ پس انہوں نے اس کا رکوع اور سجود مکمل کیا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالولید سے۔ (کتاب الصلوۃ۔ باب الصلوۃ فی الثوب الواحد ملتحفا۔)

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب القاضی نے، ان کو حدیث بیان کی سلمہ بن رجاء نے ان کو حدیث بیان کی شعثاء نے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے ابن ابواوفی کو دیکھا کہ انہوں نے چاشت کے وقت دو رکعتیں پڑھی تھیں اور کہا تھا بے شک رسول اللہ ﷺ نے چاشت کے وقت نماز پڑھی تھی دو رکعتیں جس دن ابوجہل کے سر کاٹ کر لانے کی خوش خبری دیئے گئے تھے اور فتح مکہ والے دن بھی۔

☆☆☆

باب ۱۶۸

خطبۂ رسول ﷺ فتح مکہ والے سال

اور آپ ﷺ کے فتوے واحکام مکہ مکرمہ میں مختصر طریقے پر

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو احمد بن ابراہیم بن ملحان نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی یحییٰ بن بکیر نے، ان کو حدیث بیان کی لیث نے سعید بن ابوسعید مقبری سے، اس نے ابوشریح عدوی سے، بے شک انہوں نے کہا تھا عمرو بن سعید سے۔ وہ مکے کی طرف وفود بھیج رہے تھے۔

اے امیر محترم آپ مجھے اجازت دیجئے میں حدیث بیان کروں اس قول کی جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تھے علی الصبح فتح مکہ والے دن میرے کانوں نے اس قول کو سنا تھا اور میرے دل نے اس کو محفوظ کیا تھا اور میری آنکھوں نے حضور ﷺ کو اس وقت دیکھا تھا جب وہ فرمار ہے تھے بیشک انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی تھی۔ اس کے بعد فرمایا تھا بے شک مکہ کو اللہ نے حُرمت عطا کی ہے مگر لوگوں نے اس کی حرمت بجانہیں لائی۔ کسی آدمی کے لئے یہ حلال نہیں ہے جو اللہ کے ساتھ ایمان رکھتا ہے اور یوم آخرت کے ساتھ بھی یہ کہ وہ مکہ میں خون بہائے اور نہ ہی مکہ میں کسی درخت کو کاٹے۔ اگر کوئی ایک بھی رخصت پکڑے رسول اللہ ﷺ کے قتال کرنے سے مکہ میں تو اس سے کہو بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے اجازت دی تھی اور تمہارے لئے اجازت نہیں دی ہے۔ سوائے اس کے نہیں کہ اللہ نے میرے لئے دن کی صرف ایک ساعت تک اجازت دی تھی اس کے بعد اس کی حرمت پھر لوٹ آئی ہے۔ آج کے دن جیسے کل گذشتہ اس کی حرمت تھی۔ چاہئے کہ ہر موجود شخص ہر غیر موجود شخص تک یہ پیغام پہنچادے۔

ابوشریح سے پوچھا گیا کہ آپ کو عمرو نے کیا کہا تھا۔ اس نے بتایا کہ میں اس بارے میں تجھ سے زیادہ جانتا ہوں اے ابوشریح۔ بیشک حرم نہیں پناہ دیتا کسی نافرمان اور گنہگار کو۔ اور حرم نہیں پناہ دیتا اس کو جو قتل کر کے بھاگ کر حرم میں پناہ حاصل کرے اور نہ ہی اس کو پناہ دیتا ہے جو فساد فی الدین یا فساد فی الارض کر کے آئے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سعید بن شرحبیل سے، اس نے لیث سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۲۹۵۔ فتح الباری ۸/۲۰)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے قتیبہ سے، اس نے لیث سے۔ (کتاب الحج۔ حدیث ۴۴۶ ص ۲/۹۸۷)

حُرمت بلدِ مکہ .... (۲) اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے۔ ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحٰق نے، ان کو سعید بن ابوسعید مقبری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوشریح خزاعی سے وہ کہہ رہے تھے جب عمرو بن سعید نے وفد بھیجا تھا۔ ابن زبیر کی طرف میں ان کے پاس داخل ہوا اور میں نے کہا اے محترم میں آپ کو ایک حدیث بیان کرتا ہوں جس کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا اور انہوں نے حکم دیا تھا کہ جو شخص یہاں موجود ہے وہ ان لوگوں تک اس حکم کو پہنچادے جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تھا تو خزاعہ والوں نے ھذیل والوں کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا چنانچہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ اور ارشاد فرمایا تھا۔

اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ مکہ کو محترم بنادیا تھا اس دن سے جس دن آسمان اور زمین تخلیق فرمائے تھے۔ چنانچہ یہ محترم ہے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت تک محترم ہی رکھے گا۔ کسی آدمی کے لئے حلال نہیں ہے جو اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے کہ وہ حرم مکہ میں خون ریزی کرے (نہ ہی یہ حلال ہے کہ وہ) حرم مکہ میں کوئی درخت کاٹے۔ بے شک کسی کے لئے میرے بعد بھی حلال نہیں ہوگا کہ میرے لئے بھی ہرگز حلال نہیں تھا ہاں مگر صرف یہی ایک ساعت حلال ہوا تھا صرف اہل مکہ پر اپنا غصہ اور ناراضگی دکھانے کے لئے۔ خبردار پھر تحقیق وہ حرمت والا حکم واپس لوٹ آیا ہے اور اس کی گذشتہ حرمت کل والی حالت پر لوٹ آئی ہے۔

خبردار! تم میں ہر موجود شخص کو چاہئے کہ وہ غیر موجود تک یہ پیغام پہنچادے۔ جو شخص تمہیں کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حرم مکہ میں قتال کیا تھا اس سے کہو بے شک اللہ تعالیٰ نے حرم کو اپنے رسول کے لئے حلال کیا تھا تمہارے لئے حلال نہیں کیا (یعنی اس کی حرمت اُٹھالی تھی، دوبارہ بحال کردی ہے)۔ اے قبیلہ خزاعہ کی جماعت تم لوگ قتل کرنے سے ہاتھ اُٹھالو۔ تحقیق بہتر ہے یہ کہ واقع ہو۔ البتہ تحقیق تم لوگوں نے کسی مقتول کو قتل کیا تو اس کی دیت ضرور دینا ہوگی۔ جو شخص آج کے دن کے بعد قتل ہوا تو اس کو دو میں سے ایک اختیا ہوگا اگر وہ پسند کرے تو وہ اپنے قاتل کا خون بہائے اگر پسند کرے تو دیت لے لے۔ (ترمذی۔ کتاب الدیات۔ حدیث ۱۴۰۶ ص ۲۱/۴۔ ابوداؤد ۱۷۲/۴)

(تو عمرو بن سعید نے کہا) آپ واپس چلے جایئے اے شیخ، ہم اس کی حرمت کو تم سے بہتر جانتے ہیں۔ بے شک وہ مکہ ہمیں نہیں روکتا خون بہانے والے سے اور نہ ہی طاعت سے نکل جانے والے سے، نہ ہی تخریب وفساد کرنے والے سے۔ میں نے کہا کہ میں وہاں موجود تھا آپ غائب تھے۔ تحقیق ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ شاہد غائب تک پہنچادے ہم میں سے۔ میں نے آپ تک بات پہنچادی ہے ہمیں جس کے پہنچانے کا حکم ملا تھا۔ اس کے بعد میں لوٹ آیا۔

تحقیق روایت کیا ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ اضافہ قتل کے بارے میں اس کے بعض مفہوم کے ساتھ۔

(۳) ہمیں اس کی خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی ہے احمد بن عبید نے، ان کو ہشام بن علی نے، ان کو ابن رجآء نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ہے حرب نے، ان کو یحییٰ بن ابوکثیر نے، ان کو ابوسلمہ نے، ان کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے۔ بے شک شان یہ ہے کہ فتح مکہ والے سال کہ بنوخزاعہ نے بنولیث کا ایک آدمی قتل کر دیا تھا اپنے ایک مقتول کے بدلے میں جو جاہلیت میں قتل ہوا تھا۔ لہٰذا اس واقعہ پر رسول اللہ ﷺ خطاب فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا۔ بے شک اللہ نے مکہ سے قتل روک دیا ہے اور اللہ نے مکہ پر اپنے رسول کو تسلط اور غلبہ عطا کیا ہے اور اہل ایمان کا غلبہ دیا ہے۔ خبردار ہوشیار رہو مجھ سے قبل کسی کے لئے اس کی حرمت نہیں اُٹھائی گئی نہ ہی میرے بعد کسی کے لئے اس کی حرمت اُٹھائی جائے گی۔

خبردار رہو بے شک میرے لئے ہی صرف دن کی ایک ساعت اس کو حلال کیا گیا تھا (یعنی اس کی حرمت ختم کردی گئی تھی) اور ایک اس ساعت میں بھی یہ شہر محترم ہے۔ نہ اس کی خاردار جھاڑی کاٹی جائے، نہ اس کا درخت کاٹا جائے، نہ ہی اس میں گری ہوئی چیز اُٹھائی جائے ہاں مگر اعلان کرنے کے لئے۔ اور جس کا کوئی مقتول مارا گیا ہو وہ دو میں سے ایک بہتر اختیار کے ساتھ ہے۔ یا تو اس کا فدیہ دیا جائے (یعنی فدیہ قبول کیا جائے یا قصاص لیا جائے) چنانچہ اہلِ یمن میں سے ایک آدمی اُٹھ کھڑا ہوا، اسے ابوشاۃ کہتے تھے۔ اس نے کہا میرے لئے آپ لکھ دیجئے یا رسول اللہ ﷺ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوشاۃ کے لئے لکھ دو۔ اس کے بعد ایک اور آدمی کھڑا ہوا قریش میں سے، اس نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اذخر (گھاس) کو مستثنیٰ فرمادیجئے۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ عبداللہ بن رجآء نے کہا ہے۔ اور بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث شیبان وغیرہ سے، انہوں نے یحییٰ سے۔ (بخاری۔ کتاب اللقطہ۔ مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۴۴۸ ص ۹۸۹/۲)

(۴) ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان سے حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن شیبان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ہے سفیان بن عیینہ نے علی بن زید بن جدعان سے، اُس شخص سے جس نے ان کو حدیث بیان کی تھی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا فتح مکہ والے دن، وہ اُس وقت کعبے کی سیڑھی پر کھڑے تھے اور فرمارہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے خطبۂ فتح مکہ کے اہم نکات

الحمد للّٰه الذی صدق وعدہٗ۔ ونصر عبدہ۔ وھزم الاحزاب وحدہ۔ الخ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے فتح مکہ والا اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور اپنے بندے محمد ﷺ کی نصرت فرمائی۔ اور تمام لشکروں کو اس کے لئے شکست دی۔
خبردار ہوشیار رہو۔ بے شک مقتول عمداً خطاء چابک سے ہو یا ڈنڈے سے اس میں ایک سو اونٹ (بطور دیت دینا ہے)۔ ان میں سے چالیس (خلفہ ہوں گے یعنی
ایسی اونٹنیاں جس کے پیٹ میں ان کے بچے بھی ہوں (یعنی گابھن ہوں)۔

خبردار آگاہ رہو کہ دورِ جاہلیت (یعنی اسلام کی فتح سے قبل کے دور) کی ہر ترجیح کا فیصلہ یعنی ہر رعایت اور خون کا ہر دعویٰ اور مال ومتاع (یا قصاص جاہلیت) میرے ان قدموں تلے دفن ہے (یعنی آج کے بعد) ان چیزوں کا کوئی حق اور کوئی دعویٰ اور کلیم نہیں سنا جائے گا سوائے کعبہ کی سیادت (سرپرستی چابی، اور خدمت کا حق واختیار) اور سقایۃ الحاج (یعنی حجاج کی خدمت کا فریضہ انہیں زم زم پانی پلانے کی ذمہ داری) خدمت حجاج کو میں نے انہیں لوگوں، خاندانوں کے لئے جاری رکھا ہے جو ان کو انجام دیتے آرہے تھے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲۶/۴۔ تاریخ ابن کثیر ۳۰۱/۴)

شراب وسود کی حرمت .... (۵) ہمیں خبر دی ابو عمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے، ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو قتیبہ نے، ان کو لیث نے یزید بن ابو حبیب سے ان کو عطاء بن ابی رباح نے، اس نے جابر سے۔ انہوں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے وہ فتح مکہ والے سال فرماتے تھے۔ بے شک اللہ اور اس کے رسول نے شراب کی بیع اور تجارت کو حرام قرار دیا اور مردار اور خنزیر اور بتوں کی بیع اور تجارت کو حرام قرار دیا۔

عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ آپ مردار چیز کی چربیوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں بے شک ان کے ساتھ کشتیوں کو تر کیا جاتا ہے (یعنی اس کے ساتھ پالش کیا جاتا ہے) اور چمڑوں کو تیل لگایا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اجازت نہیں ہے بلکہ وہ حرام ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت اللہ یہودیوں کو ہلاک کرے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ان پر جب چربیوں کو حرام قرار دیا تھا تو انہوں نے اس کو پگھلایا پھر اس کی بیع اور خرید وفروخت شروع کردی پھر اس کی قیمت کو کھایا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں قتیبہ سے۔

(بخاری۔ کتاب البیوع۔ حدیث ۲۲۳۶۔ فتح الباری ۴۲۴/۴۔ مسلم۔ کتاب المساقاۃ ص ۱۲۰۷/۳)

زکوٰۃ عبادت ہے ٹیکس نہیں .... (۶) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو خبر دی ابو حامد بن بلال بزاز نے، ابو الازہر نے، یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے، ہمارے والد نے ابن اسحٰق سے، عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے سال خطبہ دیا۔

اسی دوران فرمایا اے لوگو! بے شک شان یہ ہے کہ اسلام میں حلف نہیں ہے (عہد وپیمان)۔ اور عہد وپیمان جو حلف جاہلیت میں تھا اسلام نے اس کو مزید شدید کر دیا ہے۔ مؤمنین بزرگ ہیں، برتر ہیں اپنے ماسوا پر۔ ان میں سے ادنیٰ بھی ان کے مخالفین کے خلاف پناہ دے سکتا ہے اور ان کے اقصیٰ کو بھی ان پر رد کر سکتا ہے، ان کے سرداران کے کمزوروں پر خرچ کریں یا ان کے عمدہ مال ان کے اہل پر خرچ کئے جائیں۔ کوئی مؤمن

کسی کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے۔ کافر کی دیت وخون بہا مسلم کی دیت کے مقابلے میں آدھی ہوگی۔ اسلام میں جَلَبْ نہیں ہے، (جلب کہتے ہیں مویشی کو فروخت کرنے کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ کھینچ کر لے جانا۔ یا بلا وجہ کا حق شور مچانا یا دھمکی دینا۔ یہ باتیں اسلام میں نہیں ہیں) اور اسلام میں جنب نہیں ہے (جنب کہتے ہیں کہ زکوٰۃ کا مال وصول کرنے والا کہیں اُتر پڑے اور لوگوں کو تکلیف دے کہ مال مویشی ہانک کر اس کے پاس لائے جائیں تاکہ وہ ان میں سے مال زکوٰۃ وصول کرے۔ یا مطلب ہے کہ اسلام میں اضطراب نہیں ہے۔ ایک مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ اسلام میں ناانصافی اور ایک طرف میلان و جھکاؤ نہیں بلکہ اعتدال ہے)۔ واللہ اعلم

نیز لوگوں سے ان کے صدقات نہ لئے جائیں مگر انہیں کے گھروں پر ہی (یعنی انہیں ادائیگی کے لئے طلب نہ کیا جائے)۔

آج تم پر کوئی اعتراض نہیں .... (۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے سوار بن معصب سے، اس نے عمرو بن شعیب سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو آپ نے اعلان کیا تھا کہ جو شخص ہتھیار اُتار کر رکھ دے اس کو امان ہے۔

راوی نے اس امان کے بارے میں حدیث ذکر کی ہے اور ان لوگوں کے بارے میں بھی ذکر کی ہے جن کو حضور ﷺ نے امان نہیں دی تھی۔ اور حضور ﷺ کے غسل کرنے اور صلوٰۃ الضحیٰ پڑھنے کے بارے میں۔ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ وہ کہہ رہے ہیں یا کہا تھا کہ لوگ کیا گمان کر رہے ہیں؟ صحابہ نے بتایا کہ لوگ کہہ رہے ہیں یہ نبی ہے چچازاد بھائی ہے کرم کرنے والا ہے (یعنی شریف ہے)۔ حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا، تمہارے اُوپر آج کوئی اعتراض والزام نہیں ہے اللہ تمہیں معاف فرمائے، وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ خبردار بے شک ہر ترجیح وسیادت جو دورِ جاہلیت میں تھی وہ میرے ان دونوں پیروں تلے دفن ہے ہاں مگر بیت اللہ کی خدمت والا منصب اور حجاج کو زمزم پلانے والی سیادت اور منصب باقی ہے۔

اس کے بعد راوی نے ذکر کیا خون معاف کرنا اور سود کالعدم کرنے کے بارے میں اور حرمت مکہ کے بارے میں۔ اس کے بعد فرمایا کہ مؤمنوں! مسلمانوں کو ان کے ماسوا پر برتری حاصل ہے ان سب کے خون کی قدر و قیمت برابر ہے۔ کوئی مؤمن کسی کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے اور نہ ہی کوئی صاحب عہد اپنے عہد پر رہتے ہوئے قتل کیا جائے گا۔ کوئی عورت اپنی خالہ پر سوکن نہیں بنائی جائے گی، نہ ہی اپنی پھوپھی پر اور ایک یہ کہ کوئی ایک نماز دو ساعتوں میں ہوگی نہ کوئی روزہ دو دونوں میں ہوگا، نہ ہی دو ملتوں والے ایک دوسرے کے وارث بنیں گے (یعنی مسلم اور کافر)۔ اور مدّعا علیہ قسم کھانے کے لئے موزوں ہوگا ہاں مگر یہ کہ اگر گواہ پیش کر دیئے جائیں۔

اتنے میں ایک آدمی آپ کی طرف کھڑا ہوا کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ ایک آدمی مزدلفہ میں قتل کر دیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا بے شک اللہ کے نزدیک بدترین شخص تین ہیں جو شخص اللہ کے حرم میں قتل کرے یا ناحق قتل کرے یا جاہلیت کے کینہ وبغض دشمنی کی وجہ سے قتل کرے۔ اس شخص نے کہا یا رسول اللہ میں نے جاہلیت میں زنا کیا تھا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی عورت کے ساتھ زنا کرتا ہے وہ اس کا مالک نہیں بنے گا یا کسی قوم کی لونڈی کے ساتھ وہ اس کا مالک نہیں ٹھہرے گا۔ پھر اس کے بعد اگر وہ اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بیٹے کا دعویدار بنے یہ دعویٰ اس کے لئے ناجائز ہوگا۔ نہ یہ آدمی اس کا وارث ٹھہرے گا نہ ہی وہ لڑکا اس آدمی کا وارث بنے گا۔ تم لوگ لِبْسَتَيْن سے بچو اور طُعْمَتَيْن سے بچو۔

چنانچہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ لِبْسَتَيْن سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے بتایا کہ تم میں سے کوئی آدمی اگر اس طرح بڑی چادر یا کوئی کپڑا اس انداز سے لپیٹ کر بیٹھے کہ اس کے اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو (یعنی اُوپر سے ننگا نظر آ رہا ہو ایسا نہ کرے

یا اشتمال صما کر رہا ہو یعنی ایک طرف نکال دے۔ میں نے پوچھا کہ طُعْمَتَیْن کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ اگر کوئی بندہ اپنے بائیں ہاتھ کے ساتھ کھائے یا پیٹ کے بل لیٹ کر کھائے (یعنی ایسا بھی نہ کرے)۔ (مسند احمد ۳/ ۱۸۷)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعمر ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی حسن نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عبداللہ نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو حرملہ بن یحییٰ نے، ان کو عبداللہ بن وہب نے، ان کو یونس نے ابن شہاب سے، ان کو خبر دی عروہ بن زبیر نے سیدہ عائشہ زوجہ رسول سے۔

حدود الٰہی میں سفارش کرنے پر اسامہ کو رسول اللہ ﷺ کی سرزنش
پہلی اُمتوں میں حدود الٰہی میں کوتاہی ہلاکت کا سبب بنی
فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا

سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ قریش کو اس عورت کی اس حالت نے انتہائی پریشان کر دیا تھا جس نے عہد رسول میں غزوۃ الفتح میں کوئی چوری کی تھی۔ لوگوں نے (ڈرتے ڈرتے) کہا کہ اس بارے میں کون رسول اللہ ﷺ کے آگے سفارش کرے گا؟ (پھر سوچ کر بولے) حضور ﷺ کے آگے اس بارے میں کون جرأت کر سکے گا سوائے اسامہ بن زید کے جو رسول اللہ ﷺ کا بہت ہی پیارا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں کے کہنے پر اسامہ نے رسول اللہ ﷺ سے سفارش کی۔ مگر غصے سے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک رنگین ہو گیا۔ فرمانے لگے۔

کیا تم اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے معاملے میں سفارش کرتے ہو؟ اسامہ نے گھبرا کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے لئے استغفار اور معافی کیجئے۔ جب شام ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ انہوں نے اللہ کی حمد و ثنا کی جس قدر وہ حمد و ثنا کا مستحق ہے اس کے بعد فرمایا۔

اما بعد! پکی بات ہے کہ وہ لوگ جو تم سے پہلے گزرے ہیں ان کو اسی بات نے ہلاک و برباد کر دیا تھا کہ جب کوئی ان میں سے معزز آدمی چوری کرتا اس کو تو وہ چھوڑ دیتے تھے اور ان میں جب کوئی ضعیف و کمزور آدمی چوری کرتا اس پر حد قائم کر دیتے تھے۔ اور بے شک میں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔ اس کے بعد حکم دیا گیا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

یونس کہتے ہیں کہ ابن شہاب نے کہا کہ عروہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ نے فرمایا کہ اس عورت کی توبہ اس کے بعد انتہائی خوبصورت قرار پائی۔ اس نے شادی بھی کی تھی۔ اس واقع کے بعد وہ آتی تھی اس کی حاجت میں رسول اللہ کے آگے پیش کرتی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابن ابواویس سے، اس نے ابن وہب سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حرملہ سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۰۴۔ فتح الباری مسلم۔ کتاب الحدود ص ۳/ ۱۳۱۵)

بیٹا اس کا بیوی جس کی، اور زانی کے نصیب میں پتھر

(۸) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابومسلم نے، ان کو ابوعاصم نے، اس نے مالک سے اس نے ابن شہاب سے، اس نے عروہ سے، اس نے سیدہ عائشہ سے یہ کہ عتبہ ابن ابی وقاص نے عہد کیا تھا اپنے بھائی سعد کے ساتھ کہ ابن ولیدہ زمعہ مجھ سے ہے، اس کو میری طرف سے حاصل کر کے لے آنا (اپنے قبضے میں لے کر)۔

جب مسلمانوں نے مکہ فتح کر لیا تو سعد نے اس کو پکڑ لیا۔ لہٰذا عبد بن زمعہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ لڑکا میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی باندی کا بیٹا ہے۔ عروہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا فیصلہ فرمایا دیا عبد بن زمعہ کے حق میں اور ارشاد فرمایا : کہ

الولد للفراش وللعاهر الحجر ۔ (ترجمہ) بیٹا اس کا جس کی بیوی ۔ اور زانی کے لئے پتھر۔

اور اپنی زوجہ سودہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ وہ اس لڑکے سے پردہ کرے۔ اس کے بعد بی بی سودہ نے اس کو نہ دیکھا۔ یہاں تک کہ وہ انتقال کر گیا یا سودہ انتقال کر گئیں۔

چنانچہ بیٹا ثابت ہو گیا صاحب الفراش کے لئے ، وہ شوہر ہی ہوتا ہے اور زانی کے لئے ناجائز ہے کیونکہ بعض عرب نسب زانی کی طرف سے ثابت کیا کرتے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قعنبی وغیرہ سے، اس نے مالک سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۰۲۔ فتح الباری ۲۳/۸)

(۹) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ، ان کو ابو عبد اللہ علی بن عبد اللہ العطار نے بغداد، میں بطور املاء کے اپنی اصل کتاب میں سے، ان کو حدیث بیان کی عباس بن محمد دوری نے ، ان کو یونس بن محمد نے ، ان کو عبد الواحد بن زیاد نے ابو عمیس سے، اس نے ایاس بن سلمہ بن اکوع سے ، اس نے اپنے والد سے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ نے رخصت دی تھی اوطاس والے سال عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے کی تین دن تک اس کے بعد اس عمل سے منع فرما دیا تھا۔

نوٹ : ڈاکٹر عبد المعطی قلعجی لکھتے ہیں کہ یہ تصریح اور توضیح ہے کہ فتح مکہ والے دن متعہ حلال اور جائز قرار دیا گیا اور وہی یوم اوطاس ہے، فتح مکہ اور یوم اوطاس ایک ہی چیز ہے۔ اوطاس طائف میں ایک وادی ہے۔

اس روایت کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابو بکر بن ابو شیبہ سے۔ (مسلم۔ کتاب النکاح۔ حدیث ۱۰۲۳۲/۱۸)

اس نے یونس بن محمد سے۔ اور اوطاس والا سال اور فتح مکہ والا سال ایک ہی ہے۔ یہ حدیث اور ربیعہ بن سبرۃ والی حدیث برابر ہے۔

فائدہ : متعۃ النساء کے بارے میں ڈاکٹر عبد المعطی نے اسی روایت کے تحت طویل حاشیہ میں تحقیق لکھی ہے مختلف کتب کے حوالہ جات کے ساتھ ، جو حضرات تفصیلی مطالعہ کرنا چاہیں وہ اصل کتاب دلائل النبوۃ جلد پنجم صفحہ ۸۹ ۔ ۹۰ ۔ ۹۱ ملاحظہ کریں۔ ہم نے طوالت کے خوف سے اس کو درج نہیں کیا۔ (مترجم)

مسلم و کافر کی وراثت .... (۱۰) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ، ان کو علی بن عمر حافظ نے ، ان کو ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن زیاد نیشاپوری نے اور اسماعیل بن محمد نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس بن محمد نے ، ان کو روح نے ، ان کو محمد بن ابو حفصہ نے اور زمعہ بن صالح نے ، ان دونوں کو ابن شہاب نے علی بن حسین سے ، اس نے عمرو بن عثمان سے ، اس نے اسامہ بن زید سے ، انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ صبح کہاں اتریں گے انشاء اللہ؟ یا یوں کہا گیا تھا آپ صبح کہاں اتریں گے؟ کہا کہ یہ فتح مکہ کا وقت تھا۔ آپ نے فرمایا، کیا عقیل نے کوئی منزل چھوڑی ہے؟ اور فرمایا بے شک شان یہ ہے کہ کوئی کافر کسی مومن کا وارث نہیں بنے گا۔ اور زمعہ نے کہا مسلم (کافر کے بجائے) اور نہ ہی کوئی مومن کافر کا وارث نہیں بنے گا۔ اور زمعہ نے کہا مسلم (مومن کی جگہ) ابن ابو حفصہ نے کہا کہ زہری سے کہا گیا تھا ابو طالب کا وارث کون بنے گا فرمایا کہ عقیل اور طالب بنیں گے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن حاتم سے ، اس نے روح سے دونوں سے۔ (مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۴۴۰ ص ۹۸۵/۲)

اور اس کو بخاری نے نقل کیا ہے دوسرے طریق سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۲۸۲۔ فتح الباری ۱۱۳/۸ دیکھئے تحفۃ الاشراف ۵۷/۱۔ ۵۵)

محمد بن ابو حفصہ سے اس نے معمر سے اور معمر نے کہا ہے کہ زہری سے اور یہ بات نبی ﷺ کے حج میں ہوئی۔

(مسند احمد ۲۰۱/۵۔ مصنف عبد الرزاق ۲۰۲/۵)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ان کو احمد بن محمد نے ،ان کو حماد بن شاکر نے ،ان کو محمد بن اسماعیل نے ،ان کو ابوالیمان نے ، ان کو خبر دی شعیب نے ،ان کو ابوالزناد نے عبدالرحمن نے ،اس نے ابوہریرہ سے ،اس نے نبی کریم ﷺ سے ۔آپ نے فرمایا کہ ہماری منزل انشاء اللہ تعالیٰ جس وقت اللہ نے فتح کی خیف ہے جہاں لوگوں نے کفر پر ایک دوسرے کو قسمیں دی تھیں۔

اس کو بخاری نے نقل کیا ہے اسی طرح۔(فتح الباری ۸/۱۴۔حدیث ۴۲۸۴)

باب ۱۶۹

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یوم الفتح میں لوگوں کا بیعت کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمد بن محمش فقیہ نے ،ان کو ابوبکر محمد بن حسین قطان نے ،ان کو ابوالازہر نے ،ان کو محمد بن شرحبیل نے ابوعبداللہ انباری نے ،ان کو خبر دی ابن جریج نے ،ان کو خبر دی عبداللہ بن عثمان نے یہ کہ محمد بن اسود بن خلف نے ان کو خبر دی کہ ان کے والد اسود نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔حضور ﷺ لوگوں سے بیعت لے رہے تھے فتح مکہ والے دن۔

کہتے ہیں کہ آپ بیٹھے ہوئے تھے مقام قرن مسقلہ کے پاس۔کہتے ہیں قرن مسقلہ وہی ہے جہاں ابن ابوثمامہ کے گھر ہیں۔ وہ دار ابن سمرہ اور اس کے اردگرد کا مقام ہے۔اسود کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ،آپ اس جگہ بیٹھے تو لوگ دھڑا دھڑ آپ کے پاس آ گئے چھوٹے بھی بڑے بھی۔مرد بھی عورتیں بھی۔انہوں نے حضور کے ساتھ بیعت کی اسلام پر اور شہادت (گواہی) پر۔

میں نے پوچھا کہ گواہی کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ مجھے خبر دی ہے محمد نے اسود سے کہ ان لوگوں نے حضور ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی ایمان پر اور شہادت لا الٰہ الا اللہ پر (یعنی شہادت ہی گواہی ہے کہ اللہ کی سوا اللہ اور معبود و مشکل کشا کوئی نہیں۔(مسند احمد ۳/۴۱۵)

باب ۱۷۰

اسلام

ابوقحافہ عثمان بن عامر والد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما فتح مکہ کے وقت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے ،ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ،ان کو احمد بن عبدالجبار نے ،ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن عباد نے اپنے والد عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اسماء بنت ابوبکر صدیق سے ،وہ کہتی ہیں جب فتح مکہ والا سال ہوا رسول اللہ ﷺ وادی طویٰ میں اُترے تھے۔ابوقحافہ نے اپنی بیٹی سے کہا تھا جو ان کی چھوٹی اولاد تھی۔

اے میری چھوٹی بیٹی مجھے جبل ابوقبیس پر چڑھا یئے اس لئے کہ ان کی بینائی رک گئی تھی (وہ نابینا ہو گئے تھے)۔ وہ لڑکی ان کو اوپر چڑھا کر لے گئی۔ انہوں نے پوچھا کہ اے بیٹی! تمہیں کیا نظر آ رہا ہے؟ اس نے بتایا کہ ایک بہت بڑا مجمع اکٹھا ہوا ہے اور میں دیکھ رہی ہوں کہ اس بڑے مجمع کے اندر ایک آدمی آگے آ تا ہوا پیچھے جاتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ ابوقحافہ نے کہا کہ اے بیٹی یہ لشکر ہے اور وہ آدمی اس لشکر کا قائد اور کمانڈر ہے۔

اس کے بعد اس نے پوچھا کہ اور کیا دیکھ رہی ہو؟ اس نے بتایا کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ وہ مجمع پھیل رہا ہے بڑھتا جا رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم اس وقت لشکر ہٹ رہا ہے لہٰذا مجھے جلدی میرے گھر لے چل، وہ جلدی سے لے چلی۔ جب وہ وادی ابطح میں اُتر گی تو اس کو سامنے ایک گھڑ سوار ملا اس لڑکی کے گلے میں چاندی کا ہار تھا وہ اس شخص نے اس کی گردن سے توڑ لیا۔

حضور جب مسجد میں داخل ہوئے تو ابوبکر صدیق گئے اور اپنے والد کو لے آئے۔ ہاتھ سے پکڑ کر لا رہے تھے رسول اللہ نے جب دیکھا کہ نابینا وہ بھی بزرگ کو ہاتھ سے پکڑ کر لا رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم نے اس بزرگ آدمی کو اس کے گھر میں کیوں نہ چھوڑ دیا میں خود اس کے پاس آ تا۔ ابوبکر نے کہا یہ چل کر آپ کے پاس آئے یہ زیادہ مناسب ہے اس بات سے کہ آپ چل کر اس کے پاس جائیں۔ ابوبکر صدیق نے ان کو حضور ﷺ کے سامنے بٹھا دیا پھر حضور ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا، اسلام لے آ ؤ بچ جاؤ گے یا محفوظ رہو گے۔

اس کے بعد ابوبکر صدیق کھڑے ہوئے انہوں نے اپنی بہن کو ہاتھ سے پکڑ کر کہا میں اللہ کی اور اسلام کی قسم دے کر کہتا ہوں میری بہن کا گلوبند کس کے پاس ہے؟ اللہ کی قسم اس کو کسی نے جواب نہ دیا۔ اس نے دوبارہ کہا پھر بھی کسی نے جواب نہ دیا۔ اس کے بعد انہوں نے خود ہی کہا میری چھوٹی بہن اب پہلے اپنے گلوبند پر اللہ سے ثواب کی طالب ہو جائیں۔ اللہ کی قسم آج کے دور میں لوگوں میں امانت داری بہت کم رہ گئی ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۹/۴۔۲۰)

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو بحر بن نصر نے، ان کو عبداللہ بن وہب نے، ان کو خبر دی ابن جریج نے، اس نے ابوزبیر سے، اس نے جابر سے یہ کہ عمر بن خطاب نے ابوقحافہ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں نبی کریم ﷺ کے پاس لے آئے۔ جب انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے تو آپ نے فرمایا، ان کو بدل دو (یعنی بالوں کی سفیدی کو) اور سیاہی کو ان کے قریب نہ لاؤ۔ یا ان کو سیاہی کے قریب نہ کرو۔ (سیرۃ شامیہ ۳۵۲/۵)

ابن وہب کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عمر بن محمد نے زید بن اسلم سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق کو مبارک باد دی تھی ان کے والد کے مسلمان ہونے کی۔ (المغازی للواقدی ۸۲۴/۲۔ البدایہ والنہایہ ۲۹۴/۴)

باب ۱۷۱

قصہ صفوان بن اُمیہ اور عکرمہ بن ابوجہل

اور ان دونوں کی عورتوں کا قصہ

دونوں آگے پیچھے مسلمان ہوئے مگر سابقہ نکاح پر قائم رہے

(۱) ہمیں خبر دی ابواحمد عبداللہ بن محمد بن حسن مہرجانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن جعفر مزکی نے، ان کو محمد بن ابراہیم بوشنجی نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو مالک نے ابن شہاب سے، ان کو خبر پہنچی ہے کہ کچھ عورتیں تھیں عہد رسول میں جو اپنی سرزمین پر (مکے) میں رہتے ہوئے مسلمان ہو گئی تھیں اور انہوں نے ہجرت نہیں کی تھی۔ جب وہ مسلمان ہوئیں اس وقت تک ان کے شوہر کافر تھے۔ ایک تو ولید بن مغیرہ کی بیٹی تھی جو صفوان بن اُمیہ کی بیوی تھی۔ وہ فتح مکہ والے دن مسلمان ہو گئی تھی اور اس کا شوہر صفوان بن اُمیہ اسلام سے فرار ہو گیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کے چچازاد بھائی وہب بن عمیر کو اپنی چادر دے کر اس کے پیچھے بھیجا، یہ دراصل صفوان کے لئے امان تھی اور اس کو اسلام کی دعوت دی تھی اور اس کو اپنے پاس بلایا تھا اگر کسی امر پر راضی ہو جائے تو حضور قبول کر لیں گے ورنہ دو ماہ تک اس کو مہلت دے دیں گے۔ جب صفوان رسول اللہ کی چادر مبارک ساتھ لے کر حضور ﷺ کے پاس آیا تو اس نے سب لوگوں کے سامنے رسول اللہ ﷺ کو آواز لگائی، اے محمد! یہ وہب بن عمیر ہے یہ میرے پاس آپ کی چادر لے کر پہنچا ہے اس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ آپ نے مجھے اپنے پاس آنے کی دعوت دی ہے اس شرط پر کہ اگر میں کسی امر پر راضی ہو جاؤں تو آپ قبول کر لیں گے ورنہ آپ مجھے دو ماہ کی مہلت دے دیں گے سوچنے کی۔

کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے ابووہب آپ نیچے اُتریں۔ اس نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم میں نہیں اُتروں گا جب تک میرے لئے وضاحت نہیں کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تیرے لئے چار ماہ کی مہلت ہے۔

سیرت رسول سے مروّت اعلیٰ ظرفی ...... مذہبی وسیاسی رواداری کی مثال

(اس کے بعد رسول اللہ ہوازن سے قبل حنین کی طرف)

حضور ﷺ نے صفوان کے پاس پیغام بھیج کر اس سے ہتھیار وغیرہ سامان جنگ اُدھار طلب کیا جو اس کے پاس تھا۔ صفوان نے پوچھا کہ کیا مرضی سے دوں یا جبراً (یعنی جبراً مانگ رہے ہیں) آپ نے فرمایا مرضی سے دیجئے۔ چنانچہ اس نے ہتھیار اور دیگر سامان حرب حضور ﷺ کو اُدھار دے دیا۔ اور صفوان خود بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوا حالانکہ وہ کافر تھا۔ مگر حنین میں آموجود ہوا اور طائف کے معرکہ میں۔ حالانکہ وہ کافر تھا اور اس کی بیوی مسلمان تھی۔ حضور ﷺ نے دونوں کی تفریق وعلیحدگی نہیں کی تھی یعنی اس کے اور اس کی بیوی کے مابین۔ حتیٰ کہ صفوان مسلمان ہو گیا اور اس کی بیوی اس کے ساتھ ٹھہری رہ گئی تھی اسی نکاح کے ساتھ۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ صفوان کے مسلمان ہونے اور اس کی بیوی کے مسلمان ہونے کے درمیان ایک مہینے کے قریب قریب مدت تھی۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۳۱-۳۲۔ مغازی للواقدی ۲/۸۵۴)

ابن شہاب سے مروی ہے کہ اُم حکیم بنت حارث بن ہشام عکرمہ بن ابوجہل کی بیوی تھی۔ وہ فتح مکہ والے دن مسلمان ہو گئی تھی اور اس کا شوہر عکرمہ بن ابوجہل اسلام لانے سے فرار ہو گیا تھا حتیٰ کہ یمن میں گیا۔ لہٰذا اُم حکیم نے بھی پیچھے پیچھے سفر کیا اور وہ بھی یمن پہنچ گئی اور بیوی نے جا کر اس کو اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا۔ یہ فتح مکہ والے سال ہوا جب رسول اللہ ﷺ نے اسے آتے دیکھا تو آپ خوشی سے اس کی طرف اُچھل کر لپکے۔ حضور ﷺ نے اس کی بیعت کی اور وہ دونوں اپنے مذکورہ نکاح پر ہی قائم اور ثابت رہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، ان کو قاسم جوہری نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔

اس نے ذکر کیا ہے قصہ صفوان اور قصہ عکرمہ بالکل اسی طرح جیسے ان کی مذکورہ دونوں حدیثوں میں گزر چکا ہے۔ اور عروہ کی روایت کے قصہ میں ہے کہ وہ کشتی میں سوار ہوئے تھے جب بیٹھ گئے تو انہوں نے لات وعزیٰ بتوں کی پکار کی۔ مگر کشتی والوں نے کہا یہاں پر کوئی ایک شخص بھی دریا پار نہیں کر سکتا، ہاں صرف اور صرف وہی جو مخلص ہو کر خالص اللہ کو پکارتا ہے۔ یہ سن کر عکرمہ نے کہا اگر وہ (اللہ) دریا میں اکیلا کافی ہے نجات دینے کے لئے تو پھر خشکی پر (زمین پر بھی) وہی اکیلا کافی ہے۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں محمد ﷺ کی طرف ضرور واپس لوٹ کر جاؤں گا۔ چنانچہ وہ لوٹ آئے اور حضور ﷺ سے بیعت اسلام کر لی۔

دونوں راویوں نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفوان بن اُمیہ کی طرف نمائندہ بھیجا تھا ہتھیاروں کے بارے میں جو اس کے پاس تھے۔ حضور ﷺ نے اس سے وہ مانگے تھے۔ لہٰذا صفوان نے پوچھا تھا کہ پھر امان کہاں گئی، کیا وہ اسلحہ ہم سے چھین رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے ہتھیار اپنے پاس رکھنا چاہو تو رکھ لو اور اگر چاہو تو تم مجھے وہ اُدھار دے دو۔ یہ مجھ پر ضمانت ہوگی کہ وہ تجھے واپس کر دیئے جائیں گے۔ صفوان نے کہا کہ اس میں تو کوئی حرج نہیں ہے میں آپ کو وہ اُدھار دے دیتا ہوں۔ چنانچہ اس نے وہ حضور ﷺ کو دے دیئے تھے اسی دن۔ لوگوں نے کہا کہ وہ ایک سو زرہ تھیں اور ان کا سامان تھا۔ اور صفوان کثیر ہتھیاروں کے مالک تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ مکمل سامان کے ساتھ ہمیں دے دے، اس نے دے دیا۔

یہ الفاظ موسیٰ کی روایت کے ہیں۔ واقدی کا خیال ہے کہ عبداللہ بن یزید ہزلی نے اس کو حدیث بیان کی ہے کہ ابوحصین ہزلی نے کہا ہے کہ رسول اللہ نے تین اشخاص سے قرض مانگا تھا قریش میں سے۔ ایک صفوان بن اُمیہ سے پچاس ہزار درہم، چنانچہ اس نے حضور ﷺ کو قرض دے دیا تھا۔ دوسرے عبداللہ بن ابوربیعہ سے چالیس ہزار درہم اور تیسرے حویطب بن عبدالعزیٰ سے چالیس ہزار درہم۔ آپ نے وہ اپنے اصحاب میں سے اہل ضعف میں تقسیم کر دیا تھا اور اس مال میں سے جذیمہ کی طرف بھیجا تھا۔

یہ تفصیل اس میں ہے جس کو ذکر کیا ہے یہاں شیخ ابوعبداللہ حافظ نے ابوعبداللہ اصفہانی سے، اس نے حسن بن جہم سے، اس نے حسین بن فرج سے، اس نے واقدی سے۔ (مغازی للواقدی ۸۵۱/۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں داخل ہوئے تھے تو ہبیرہ بن ابووہب اور عبداللہ بن زبعری نجران کی طرف بھاگ گئے تھے۔ بہر حال ہبیرہ بن ابووہب نے تو وہیں نجران میں ہی اقامت اختیار کر لی تھی مرنے تک وہ تو مشرک ہی رہ کر مر گئے تھے۔

باقی رہ گئے ابن زبعری وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس لوٹ آئے تھے اور راویوں نے ان کے اسلام کے بارے میں ان کی معذرت کرنے کے بارے میں شعر ذکر کئے ہیں، جن کا مفہوم ہے میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ کا دین سچا دین ہے اور آپ بندوں میں عظیم ہیں۔ مجھے معاف کر دیجئے، آپ کے لئے میرے ماں باپ قربان جائیں۔ غلطی میری تھی آپ تو رحم کرنے والے ہیں اور ایسے ہیں جن پر رحم کیا گیا ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳۲/۴۔۳۳)

باب ۱۷۲

ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ کا اسلام

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحاق فقیہ نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن ابراہیم نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو خبر دی احمد بن ابراہیم بن ملحان نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو لیث نے، ان کو یونس نے ابن شہاب سے، ان کو عروہ بن زبیر نے کہ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ نے کہا تھا یا رسول اللہ ﷺ روئے زمین پر جتنے اخباء ہیں یا کہا تھا اہل احباء ہیں ابن بکیر کا شک ہے یعنی مراد ہے کہ آپ کے اہل سے زیادہ دھرتی پر کوئی میرے نزدیک مبغوض نہیں تھا (مگر آپ کے اسلام لانے کے بعد) روئے زمین پر آپ کے اہل خانہ سے زیادہ محبوب کوئی نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہماری بات یا کیفیت بھی کچھ ایسی ہی ہے۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ ہندہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ

بے شک ابوسفیان انتہائی ہاتھ روک کر رکھنے والا (کنجوس) آدمی ہے۔ کیا میرے اُوپر کوئی گناہ ہے کہ میں اس کی ملکیت میں سے کسی کو کھانا کھلاؤں (یا غلہ وغیرہ دوں)۔ حضور نے فرمایا نہیں اجازت نہیں ہے مگر معروف طریق سے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن بکیر سے اور اس کو روایت کیا ہے۔

(کتاب الایمان والنذور۔ حدیث ۶۶۴۱۔ فتح الباری ۱۱/۵۳۵)

اور ابن مبارک نے یونس بن یزید سے۔ اس نے کہا ہے حدیث میں، اللہ کی قسم نہیں تھا زمین پر کوئی اہل خباء اس روایت میں شک مذکور نہیں ہے۔ اور اس کے آخر میں کہا ہے کہ کھلاؤ اس کو جس کا عیال ہے یعنی عیال دار کو۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابومحمد بن حلیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالموجہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبداللہ نے اس نے ذکر کیا ہے اس کو۔

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبدان سے۔

خاوند کی اجازت کے بغیر مال خرچ کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد احمد بن عبداللہ مزنی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شعیب نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عروہ بن زبیر نے یہ کہ سیدہ عائشہ نے فرمایا کہ ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ (زوجہ ابوسفیان) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم روئے زمین پر کوئی گھرانہ ایسا نہ تھا جس کی ذلت و بے عزتی مجھے محبوب ہو۔ اگر تھا تو وہ صرف اور صرف آپ کا گھرانہ تھا مگر اسلام لانے کے بعد تیرے سوا کوئی گھرانہ نہیں جو مجھے سب سے زیادہ اس کی عزت عزیز ہو۔

اس کے بعد وہ کہنے لگی کہ ابوسفیان انتہائی کنجوس و بخیل آدمی ہے کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے اگر میں اس کی اجازت کے بغیر اس کے عیال پر خرچ کروں۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا نہیں تیرے اُوپر کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم ان کو معروف طریقے پر کھلاؤ۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حدیث معمر سے اور ابن اخی زہری سے، اس نے زہری سے۔

اور رہے بہرحال ابوسفیان تو ان کے اسلام کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

(۴) اور میں نے پڑھا ہے محمد بن سعدی کی کتاب میں محمد بن عبید سے، اس نے اسماعیل بن ابوخالد سے، اس نے ابواسحاق سبیعی سے یہ کہ ابوسفیان بن حرب فتح مکہ کے بعد بیٹھے ہوئے اپنے دل میں سوچ رہے تھے کہ کاش کہ میں محمد کے مقابلہ پر جماعت اور لشکر جمع کرتا۔ وہ یہ بات دل ہی دل میں کہہ رہے تھے۔ اچانک کہیں سے نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ انہوں نے اس کے کندھوں کے درمیان ہاتھ مارا اور فرمانے لگے اس وقت تمہیں اللہ تعالیٰ رسوا کرے۔ کہتے ہیں ابوسفیان نے سر اُٹھا کر دیکھا تو نبی کریم ﷺ اس کے سامنے کھڑے تھے۔ ابوسفیان بولے میں نے اس وقت تک یقین نہیں کیا تھا کہ آپ نبی ہیں میں تو یہ باتیں دل میں کہہ رہا تھا۔

اور اس کو ابوالسفر اور عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے مرسلاً ذکر کیا ہے اسی مفہوم میں۔

فائدہ : الاصول میں مذکور ہے کہ یہ محمد بن سعد الواقدی ہے اور یہ بات کاتبین کی غلطی ہے جبکہ یہ خبر اس طرح ہے جس طرح اس کو ابن سعد نے ابواسحاق سبیعی نقل کیا ہے اور حاکم نے الاکلیل میں ابن عباس سے۔

(۵) تحقیق مجھے خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے بطور اجازت کے۔ انہوں نے کہا مجھے خبر دی ابوحامد احمد بن علی بن حسن مقری نے، ان کو احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو حدیث بیان کی ہے محمد بن یوسف فریابی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن ابواسحاق نے

ابوالسفر سے،اس نے ابن عباس سے،وہ فرماتے ہیں کہ ابوسفیان نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ پیدل چلے آ رہے تھے اور لوگ مل کر پیچھے آ رہے تھے آپ کی ایڑیوں کے ساتھ۔اس نے دل میں سوچا کاش کہ میں اس شخص کے ساتھ لشکر کشی کرتا قتال کے لئے۔رسول اللہ جیسے ہی تشریف لائے انہوں نے اس کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا اُس وقت اللہ تعالیٰ تجھے ناکام ونامراد کرے۔اس نے فوراً کہا میں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور استغفار کرتا ہوں اس سے جو کچھ میں نے دل میں بکا ہے۔

میں نے اسی طرح پایا ہے اپنی کتاب میں موصول کے ساتھ ابواب فتح مکہ میں کتاب الاکلیل سے۔(سیرۃ الشامیہ ۵/۳۷۰)

ابوسفیان کے قول پر رسول اللہ ﷺ کا مطلع ہونا .... (۲)اس میں ہے جس کی مجھے خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے بطوراجازت کے۔ وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے ابوعمرو محمد بن محمد بن احمد الفاحی نے بطوراجازت،وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے ابوعمرو نے،ان کو محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ہے شیخ ابومحمد حسن بن ابوعبداللہ فارسی نے،اس طرح کہ انہوں نے خود پڑھ کر سُنائی،انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوسعید محمد بن عبداللہ بن حمدون نے،ان کو حدیث بیان کی ہے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوحامد بن شرقی نے،ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ ذہلی نے،ان کو محمد بن موسیٰ بن اعین نے یعنی جزری نے،ان کو ان کے والد نے اسحاق بن راشد سے، اس نے زہری سے،اس نے سعید بن مسیب سے کہ جب وہ رات واقع ہوئی جس رات لوگ مکے میں داخل ہوئے تھے فتح مکہ کی رات تو لوگ مستقل تکبیر وتہلیل میں اور بیت اللہ کا طواف کرنے میں لگے رہے تا آنکہ صبح ہوگئی۔ابوسفیان نے ہندہ سے کہا(اپنی بیوی سے) کیا تم دیکھ رہی ہو یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے؟

صبح ہوئی تو ابوسفیان حضور ﷺ کے پاس گیا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے ہندہ سے کیا کہا ہے؟ کہ تم کیا سمجھ رہی ہو کہ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے .... سنو! جی ہاں یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ابوسفیان نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔قسم ہے اس ذات کی ابوسفیان جس کی قسم کھاتا ہے میرے اس قول کو لوگوں میں سے کسی ایک نے بھی نہیں سُنا تھا سوائے اللہ عزوجل کے اور ہندہ کے۔(سیرۃ شامیہ ۵/۳۷۰)

باب ۱۷۳

فتح مکہ والے سال نبی کریم ﷺ کا قیام

(۱) ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حبان نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ نے،وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عاصم نے عکرمہ سے،اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے،وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ میں اُنیس دن قیام فرمایا تھا دو رکعتیں پڑھتے رہے تھے (یعنی چار رکعت والی دو رکعت پڑھتے رہے)۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے،ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے،ان کو یعقوب بن سفیان نے،ان کو عبداللہ بن عثمان نے،وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی عبداللہ نے،اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ اس کی مثل میں۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن عثمان سے۔(فتح الباری ۸/۲۱۔حدیث ۴۲۹۹)

اس میں اختلاف کیا گیا ہے عاصم احول پر اسی طرح کہا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ سترہ دن۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعلی روذ باری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو محمد بن علاء نے اور عثمان بن ابوشیبہ نے یہی مفہوم (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل بن ابراہیم ہاشمی نے، ان کو حسین بن محمد زیاد نے، ان کو ابوکریب نے، ان کو حفص بن غیاث نے عاصم سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے سترہ دن قیام فرمایا تھا، نماز میں قصر کرتے رہے تھے۔

یہ الفاظ حدیث ابن زیاد کے ہیں اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں سترہ دن ٹھہرے رہے تھے، آپ نماز میں قصر کرتے رہے۔ (ابوداؤد ۲/۱۰۔ حدیث ۱۲۳۰)

ابن عباس نے فرمایا کہ جو شخص سترہ دن قیام کرے وہ نماز میں قصر کرے اور جو اس سے زیادہ سفر میں قیام کرے وہ پوری نماز پڑھے۔

حضور ﷺ کا فتح مکہ کے موقع پر نماز میں قصر کرنا

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی روذ باری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو ابراہیم بن موسیٰ نے، ان کو خبر دی ابن علیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن زید نے، اس نے ابونضرہ سے، اس نے عمران بن حصین سے، وہ کہتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ جہاد میں شرکت کی اور میں ان کے ساتھ فتح مکہ میں بھی شامل تھا۔ آپ نے اٹھارہ راتیں قیام فرمایا تھا، آپ صرف دو رکعت ہی پڑھتے رہے یعنی قصر کرتے رہے۔ فرماتے تھے، اے اہل شہر تم لوگ چار رکعت پڑھو ہم لوگ مسافر ہیں۔ (ابوداؤد ۲/۱۰۔ حدیث ۱۲۲۹)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعلی روذ باری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو نفیلی سے، ان کو محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحاق سے، اس نے زہری سے، اس نے عبداللہ بن عبداللہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن مکہ میں پندرہ دن قیام کیا تھا، آپ قصر کرتے رہے۔ ابوداؤد کہتے ہیں روایت کیا اس حدیث کو عبدہ بن سلیمان اور احمد بن خالد الوہبی اور سلمہ بن الفضل نے ابن اسحاق سے، ان لوگوں نے اس میں ابن عباس کا ذکر نہیں کیا ہے۔ (ابوداؤد ۲/۱۰۔ حدیث ۱۲۳۱)

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حسن بن ربیع نے، ان کو ابن ادریس نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو محمد بن مسلم بن شہاب نے اور محمد بن علی بن حسین نے اور عاصم بن عمر بن قتادہ نے اور عمرو بن شعیب نے اور عبداللہ بن ابورھم نے، انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا آپ وہاں پندرہ دن ٹھہرے رہے تھے۔

یہ روایت منقطع ہے اور سب سے زیادہ صحیح ابن مبارک کی روایت ہے عاصم احول سے جس پر بخاری رحمہ اللہ نے اعتماد کیا ہے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس طرائفی نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالیمان سے کہا، کیا آپ کو خبر دی ہے شعیب بن ابوحمزۃ نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے یہ کہ عبداللہ بن عدی بن حمراء زہری نے اس کو خبر دی ہے کہ انہوں نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے، وہ مقام حزورۃ (چھوٹے ٹیلے) پر ٹھہرے ہوئے تھے سوق مکہ میں، فرما رہے تھے بے شک یہ سرزمین (مکہ) البتہ اللہ کی بہترین زمین ہے اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب سرزمین ہے۔ اگر میں اس سرزمین سے نہ نکالا جاتا تو میں از خود یہاں سے نہ نکلتا۔ (ترمذی۔ حدیث ۳۹۲۵۔ ص ۷۲۲/۵)

☆☆☆

باب ۱۷۴

نبی کرم ﷺ کا یہ فرمان کہ فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں ہے

یہ اِس لئے فرمایا تھا کہ جب مکہ فتح ہو گیا تو اب پورا ملک دارالاسلام بن گیا اس لئے مکہ سے ہجرت کرنا ختم ہو گیا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد رودباری نے ان کو ابوبکر محمد بن بکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو جریر نے منصور سے، اس نے مجاہد سے، اس نے طاؤس سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فتح تو دراصل فتح مکہ ہی ہے ہجرت نہیں ہے۔ لیکن جہاد ہے اور نیت و ارادہ۔ اور اگر تم جہاد کے لئے نکالے جاؤ تو ضرور نکلو۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عثمان بن ابوشیبہ سے۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد۔ باب لا ہجرۃ بعد الفتح)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن یحییٰ سے، اس نے جریر سے۔ (مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۸۵ ص ۱۴۸۷)

تحقیق نمبر ۱ : ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی اس کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہجرت نہیں ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے۔ ہمارے اصحاب اور دیگر علماء کہتے ہیں کہ ہجرت یعنی دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف خروج کرنا قیامت تک جاری ہے۔ اور انہوں نے اس حدیث کی دو تاویلیں اور توجیہیں کی ہیں۔

ایک تو یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد مکہ سے ہجرت نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ اب دارالاسلام بن چکا ہے۔ لہٰذا اس سے ہجرت کا تصور ختم ہو گیا ہے۔ دوسری توجیہہ یہ ہے جو کہ زیادہ صحیح ہے کہ ایسی ہجرت جو فاضلہ ہوتی ہے مہمہ اور مقصود و مطلوب ہوتی ہے جس کے ساتھ اہل ہجرت دوسروں سے ظاہری طور پر بھی ممتاز ہوتے ہیں، وہ مکہ فتح ہونے کے ساتھ ساتھ ختم ہو گئی اور ان اہل ہجرت کے لئے گزر چکی ہے جنہوں نے فتح مکہ سے قبل ہجرت کر لی تھی (دراصل جوان ہی خوش قسمت لوگوں کا مقدر تھا)۔ اب چونکہ اسلام قوی ہو چکا ہے، غالب آ چکا ہے فتح مکہ کے بعد نمایاں غلبہ کے ساتھ پہلے کے برعکس، اس لئے وہ اب نہیں رہی۔

تحقیق نمبر ۲ : لیکن جہاد ہے اور نیت۔ اس کا مطلب ہے کہ ہجرت کے ذریعے تحصیل خیر تو فتح مکہ کے ساتھ ختم ہو گیا ہے لیکن اب تم لوگ اس چیز کو جہاد کے اور نیت صالحہ کے ذریعہ حاصل کرو۔ اس ارشاد میں مطلق نیت صالحہ پر اُبھارا گیا ہے۔ کیونکہ ثواب نیت پر ہی دیا جاتا ہے۔

تحقیق نمبر ۳ : جب تم نکالے جاؤ تو نکلو۔ اس کا مطلب ہے کہ جب امام اور حکمران تمہیں جہاد کے لئے نکلنے کا تقاضا کرے تو تم ضرور نکلو یہ دلیل اس پر ہے کہ جہاد فرض عین نہیں ہے بلکہ فرض کفایہ ہے۔ جس وقت اس کو وہ لوگ کریں جن کے ساتھ کفایت حاصل ہو سکے تو باقیوں سے حرج ساقط ہو جاتی ہے اور اگر سارے لوگ اس کو چھوڑ دیں تو سارے گنہگار ہو جائیں گے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحاق نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو ابوخثیمہ نے عاصم سے، اس نے ابوعثمان سے، ان کو مجاشع نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے فتح مکہ کے بعد اپنے بھائی معبد کو ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے کہا میں بھائی کو اس لئے لایا ہوں کہ آپ اس سے ہجرت کے لئے بیعت لیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہجرت اپنے مقتضیٰ سمیت ختم ہو چکی ہے۔ میں نے پوچھا کہ پھر آپ اس سے کس چیز پر بیعت لیں گے یا رسول اللہ ﷺ؟ فرمایا کہ میں اس سے بیعت اسلام لوں گا یا ایمان و جہاد کی بیعت۔

کہتے ہیں کہ بعد میں میں معبد سے ملا اور وہ دونوں میں سے بڑا تھا ابوعثمان کہتے ہیں میں نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ مجاشع نے سچ کہا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن خالد بن ابوخیثمہ سے۔ (کتاب المغازی)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے کئی طرق سے عاصم سے۔ (مسلم۔کتاب الامارۃ ۳/ ۱۴۸۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی حمزہ بن عباس نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن ابوطالب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے عمرو بن مرّہ سے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا تھا ابوالبختری سے، وہ حدیث بیان کرتے تھے ابوسعید خدری سے، وہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت اُتری :

اذا جآء نصر اللّٰہ والفتح

تو حضور ﷺ نے اس کو پڑھا اور پوری ختم کر لی اس کے بعد فرمایا، میں اور میرے اصحاب بہتر ہیں اور لوگ بہتر ہیں۔ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے۔ میں نے یہ حدیث مروان بن حکم کو بیان کی، وہ اس وقت مدینہ پر حاکم لگا ہوا تھا، اس نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو۔ جبکہ اس کے پاس رافع بن خدیج اور زید بن ثابت موجود تھے وہ دونوں اس کے ساتھ چار پائی یا تخت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے کہا یہ دونوں شخص اگر چاہیں تو تمہیں حدیث بیان کر سکتے ہیں لیکن یہ شخص یعنی زید ڈرتا ہے کہ آپ صدقہ کی ذمہ داری سے الگ کر دیں گے اور وہ ڈرتا ہے کہ آپ اس کو اس کی قوم کی سرداری سے الگ کر دیں گے یعنی رافع بن خدیج کو وہ کہتے ہیں کہ اس نے اس پر چابک کے ساتھ سختی کی جب زید اور رافع نے یہ کیفیت دیکھی تو انہوں نے کہا کہ تم نے سچ کہا ہے۔

باب ۱۷۵

فتح مکہ کے بعد سلمہ بن ابوسلمہ جرمی کا اسلام لانا

اورلوگوں کا اللہ کے دین میں فوج درفوج داخل ہونا

جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ حسین بن حسن بن ایوب طوسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوحاتم محمد بن ادریس حنظلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان بن حرب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن زید نے ایوب سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوقلابہ نے عمرو بن سلمہ سے۔ پھر کہا کہ وہ زندہ ہے کیا آپ ان کو مل نہیں لیتے؟ آپ خود اُن سے سن لیں گے۔ چنانچہ میں عمرو سے ملا اس نے مجھے حدیث بیان کی۔ وہ کہتے ہیں ہم راستہ پر بیٹھے تھے ہمارے پاس سے سوار گذر رہے تھے۔ ہم ان سے پوچھتے تھے یہ کیا ماجرا ہے؟ اور لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ تو لوگ ہمیں بتاتے تھے کہ یہاں پر نبی موجود ہے جو یہ دعویٰ رکھتا ہے کہ بے شک اللہ نے ان کو بھیجا ہے اور یہ کہ اللہ نے اس کی طرف یہ یہ وحی کی ہے۔ اور عرب ملامت کئے جا رہے تھے بسبب ان کے اسلام کے فتح کے وقت۔ اور کہہ رہے تھے اس کو دیکھو اگر وہ غالب آ گیا وہ نبی ہے۔ اس کی تصدیق کر دیعنی اس کو سچا مان لو۔

جب فتح مکہ واقع ہو گیا تو ہر قوم نے اپنے اسلام کے ساتھ آواز لگائی میرا والد بھی گیا۔ چنانچہ میری قوم نے بھی اسلام لانے میں جلدی کی میرا والد گیا اور حضور ﷺ کے پاس اتنے اتنے دن ٹھہرا پھر وہاں سے آیا۔ ہم ان سے ملے انہوں نے بتایا کہ میں تمہارے پاس آرہا ہوں اللہ کے رسول کی طرف سے جو سچا رسول ہے۔ اور بے شک وہ تم لوگوں کو ایسے ایسے حکم دے رہے ہیں اور اس طرح نماز کا حکم دے رہے ہیں۔ اور جس وقت نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک آدمی اذان پڑھے اور تم میں سے جس کو قرآن زیادہ یاد ہو وہ تم لوگوں کی امامت کرے۔

چنانچہ ان لوگوں نے ہمارے ارد گرد نظر دوڑائی مگر انہوں نے مجھ سے زیادہ قرآن پڑھا ہوا نہ پایا لہٰذا انہوں نے امامت کے لئے مجھے آگے کر دیا حالانکہ میں سات سال کا تھا۔ اب میں ان کو نماز پڑھانے لگا۔ جب میں سجدہ کرتا تو میرے اوپر کی چادر میرے اُوپر سے ہٹ گئی (اور میں ننگا ہو گیا)۔ ایک عورت نے جب یہ دیکھا تو (از راہِ خوش طبعی) کہنے لگی ہم لوگوں کے سامنے سے اپنے اس قاری کی سُرین تو ڈھانک دو۔ کہتے ہیں کہ پھر میں کپڑا پہنا دیا گیا جو بندھا ہوا ہوتا تھا۔ جو بحرین سے چادر آئی تھی چھ درہم یا سات درہم کی، جس سے میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سلیمان بن حرب سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۰۲۔ فتح الباری ۲۲/۸۔۲۳)

باب ۱۷۶

نبی کریم ﷺ کا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنو جذیمہ کی طرف بھیجنا

(۱) اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وفود بھیجے مکہ کے ارد گرد جو اللہ کے دین کی طرف دعوت دیتے تھے اور انہیں قتال کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ جن جن کو بھیجا تھا ان میں سے خالد بن ولید ﷺ بھی تھے اور ان کو حکم دیا تھا کہ وہ تہامہ کے اسفل میں یعنی زمین کی جانب روانہ ہوں داعی کی حیثیت سے۔ اور انہیں قتال کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا تھا۔ انہوں نے بنو جذیمہ بن عامر بن عبد مناۃ بن کنانہ کو روند ڈالا اور ان میں سے بعض کو قتل کیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴۳/۴)

حضور ﷺ کا اللہ کی بارگاہ میں خالد کے فعل سے اظہارِ لاتعلقی کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عمر بسطامی نے، ان کو ابو بکر اسماعیلی نے، ان کو ابن ناجیہ نے، ان کو اسحٰق بن ابو اسرائیل اور محمد بن ابان اور ابن زنجویہ نے ۔(ح)۔ ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو بکر بن جعفر نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو خبر دی عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے زہری سے، اس نے سالم بن عبداللہ سے، اس نے ابن عمر سے۔ وہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے خالد بن ولید کو بنو فلاں کی طرف، میرا خیال ہے کہ جذیمہ کی طرف بھیجا تھا۔ انہوں نے جا کر ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے اچھا نہ کیا کہ وہ کہتے کہ ہم اسلام لائے یا مسلمان ہو گئے ہیں (یعنی واضح اسلام کے اقرار کے بجائے کہنے لگے) ہم اپنے دین سے پھر گئے ہیں ہم اپنے دین سے پھر گئے ہیں۔ جس پر خالد بن ولید نے انہیں قید کرنا اور قتل کرنا شروع کر دیا۔ اور ہم میں سے ہر ایک شخص کے حوالے ایک ایک قیدی کو کر دیا۔ یہاں تک کہ جب صبح ہوئی تو خالد بن ولید نے حکم دیا کہ ہم لوگوں میں سے ہر شخص اپنے اپنے

قیدی کو قتل کر دے۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اللہ کی قسم میں اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور میرے ساتھیوں میں سے بھی کوئی اپنے اپنے حصے کے قیدی کو قتل نہیں کرے گا۔ لہٰذا وہ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور خالد بن ولید کا یہ فعل ذکر ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا :

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَبْرَءُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ (مَرَّتَيْنِ)۔

اے اللہ میں بری ہوں (لاتعلق ہوں) اس فعل سے جو کچھ خالد نے کیا ہے

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمود سے، اس نے عبدالرزاق سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۳۹۔ فتح الباری ۸/۵۶)

حضور ﷺ کا اُن لوگوں کے خون اور مالوں کا معاوضہ ادا کرنا

(۲) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو حکیم بن حکیم نے، ان کو عباد بن حنیف نے ابوجعفر محمد بن علی سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو خالد بن ولید کو داعی بنا کر بھیجا تھا، انہیں قتال کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا تھا۔ خالد روانہ ہو کر بنو جذیمہ بن عامر بن عبدمناۃ بن کنانہ میں پہنچے۔ وہ اپنے پانی کے گھاٹ پر آباد تھے۔ انہوں نے عہدِ جاہلیت میں ان کے چچا الفاکہ بن مغیرہ اور عوف بن عبدعوف ابوعبدالرحمٰن بن عوف کو قتل کیا تھا۔

روای نے حدیث آگے ذکر کی ہے ان لوگوں کے ہتھیار اُٹھانے پھر رکھ دینے کے بارے میں، کہ خالد نے حکم دیا تھا ان کے بعض مردوں کو قتل کرنے کا۔ چنانچہ وہ قید کر لئے گئے تھے پھر ان کے گردنیں مار دی گئیں۔ یہ خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو فرمایا :

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَبْرَاُ اِلَيْكَ مِمَّا عمل خَالِد بن وليد

(سیرۃ ابن ہشام ۴۔ ۴۳۔۴۴)

اے اللہ جو کچھ خالد بن ولید نے کیا ہے میں اس سے بری ہوں (یعنی اظہار برأت کرتا ہوں)

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابوطالب ﷜ کو بلایا اور فرمایا کہ تم ان لوگوں کے پاس جاؤ ان کے خون بہا بھی اور ان کے مال بھی ادا کر کے آؤ۔ جاہلیت کے معاملے کو میں نے اپنے قدموں تلے دفن کر دیا ہے۔ چنانچہ حضرت علی ﷜ جانے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو مال عطا کیا۔ چنانچہ انہوں نے ان کے خون اور مال ان کو ادا کئے یہاں تک کہ ان کے کتے کے پینے کا برتن تھا اس کی بھی قیمت ادا کر دی۔ اور حضرت علی ﷜ کے پاس کچھ مال بچ گیا تھا وہ بھی انہوں نے ان کو دے دیا یہ کہہ کر کہ یہ میں احتیاطاً دے رہا ہوں ممکن ہے کوئی چیز تمہاری ایسی رہ گئی ہو جو نہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا اور نہ ہی تم لوگوں کو یاد ہو۔ چنانچہ وہ بھی انہی کو دے دیا۔ پھر حضرت علی ﷜ نے آ کر پوری خبر رسول اللہ ﷺ کو بتائی۔ حضور ﷺ نے ان کی تحسین وتصویب فرمائی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴۔ ۴۴۔۴۵)

موت سے لا پرواہ ہو کر گناہ کرنا .... (۳) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن ابن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق نے، ان کو یعقوب بن عقبہ بن مغیرہ بن اخنس نے زہری سے، اس نے ابوحدرد سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں خالد بن ولید کے اس لشکری گروہ میں تھا جس نے بنو جذیمہ کے کچھ لوگوں کو قتل کیا تھا۔ میں نے دیکھا ایک جوان آدمی کے ہاتھ اس کی گردن سے بندھے ہوئے تھے پرانی رسی دُمّہ کے ساتھ۔ اس نے مجھ سے کہا اے نوجوان کیا تم اس کو پکڑ کر کھولو گے؟ میں ان عورتوں کے پاس جا کر اپنی حاجت پوری کر لوں اس کے بعد تم لوگ وہی کرنا جو کچھ تمہاری مرضی ہو۔ میں نے کہا کہ یہ آسان ہے جو کچھ تم نے سوال کیا ہے۔ اس کے بعد میں نے اس کی رسی پکڑی اور میں اس کو ان عورتوں کے پاس لے آیا تو اس نے کہا نجات ختم ہونے پر۔ پھر اس نے شعر کہے جن کا مفہوم اس طرح ہے :

''کیا بات ہے جب میں تم لوگوں کو تلاش کرتا ہوں تو تمہیں مقام حلیہ میں پاتا ہوں یا مقام خوانق میں۔ کیا عاشق زار اس بات کے لائق نہیں ہے کہ اس کو اس کی خواہش پوری کرنے کا عطیہ دیا جائے جس نے رات کے اول حصے سے سفر کرنا شروع کیا ہے وہ بھی سخت گرمی میں۔ میرا کوئی گناہ نہیں ہے جب میں نے کہا ہے ہمارے گھر والے ہمارے ساتھ ہیں مجھے اپنی محبت کے معاوضے سے نوازیے کسی ایک پریشانی سے پہلے مجھے دوستی کی جزا دیجئے۔ اس سے قبل کہ دور ہوا اور وقت کا حکمران جدائی کے مارے عاشق کو دور کردے۔ بیشک میں نے نہیں ضائع کیا راز امانت والا اور نہ ہی میری آنکھ نے تم سے زیادہ خوبصورت دیکھا۔''

اس عورت نے کہا تم تو زندہ ہو سات دن یا دس دن یا سترہ اٹھارہ دن۔ اس کے بعد ہم اس کو لے آئے اور اس کی گردن ماردی۔

ابن اسحق کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوفراس نے بنو ابوسنبلہ اسلمی سے، اس نے اپنی قوم کے کئی شیوخ سے، تحقیق وہ لوگ خالد بن ولید کے ساتھ موجود رہ چکے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب وہ شخص قتل کیا گیا وہ خاتون اس کی طرف اٹھ کر گئی مستقل اس پر روتی حتیٰ کہ اس پر مرگئی۔

یہ الفاظ ہیں حدیث ابوعبداللہ کے، قاضی نے نہیں ذکر کیا اس کو جو کچھ اس کے آخر میں ہے ابوفراس سے مروی ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن حسن بن ایوب طوسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابویحییٰ بن ابومسرہ نے، ان کو حدیث بیان کی حمیدی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو عبدالملک بن نوفل بن مساحق نے کہ اس نے سنا ایک آدمی سے جو قبیلہ مزینہ سے تھا اس کو ابن عصام کہتے تھے۔ اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب کہیں کوئی لشکر بھیجتے تھے تو فرماتے تھے کہ جب تم کہیں کوئی مسجد دیکھو یا تم اذان سنو تو کسی کو قتل نہ کیا کرو۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر میں بھیجا اور ہمیں یہی حکم فرمایا۔ ہم لوگ مقام تہامہ کی طرف نکلے وہاں ہم نے ایک آدمی پایا وہ ہودج نشین عورتوں کو (یعنی ان کی سواری کو) آگے کھینچ رہا تھا۔ ہم نے اس سے کہا تم مسلمان ہو جاؤ۔ اس نے پوچھا کہ اسلام کیا شئی ہے؟ ہم نے اس کو اسلام کے بارے میں آگاہ کیا۔ وہ اس کو نہیں سمجھ رہا تھا اس نے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو اگر میں ایسا نہ کروں۔ یعنی اگر میں مسلمان نہ ہوں تو پھر تم میرے بارے میں کیا کرو گے؟ ہم نے اس کو بتایا کہ پھر ہم تمہیں قتل کردیں گے۔ اس نے پوچھا کہ کیا تم مجھے مہلت دو گے یہاں تک کہ میں عورتوں کو پہنچادوں؟ ہم نے کہا ٹھیک ہے ہم تجھے پہنچادیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس نے کہا عورتوں تک پہنچ جاؤں۔ اس نے کہا نجات پاجائے جیش زندگی کے ختم ہونے سے قبل۔ دوسری نے کہا بچ جا۔ دس اور نو بار طاق عدد اور آٹھ بار مسلسل کہا۔ پھر اس شخص نے مذکورہ اشعار کہے (جن کا مفہوم گذر چکا ہے)۔

کہتے ہیں کہ پھر وہ ہماری طرف واپس لوٹ آیا۔ اس نے کہا (میں آگیا ہوں) تم لوگ اسی حال پر ہو۔ ہم اس کو آگے لائے اور اس کی گردن ماردی۔ دوسری عورت اپنی ہودج (کجاوہ) سے نیچے لڑھک آئی اور اس مقتول پر خوب روئی یہاں تک کہ روتے روتے مرگئی۔

(۵) اور ہمیں خبر دی ہے ابوسعید خلیل بن احمد بن محمد بن یوسف قاضی بُستی نے، جو کہ ہمارے پاس آئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس احمد بن مظفر بکری نے، ان کو خبر دی ابن ابوخثیمہ نے، ان کو ابراہیم بن بشار نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو عبدالملک بن نوفل بن مساحق نے ابن عصام مزنی سے، اس نے اپنے والد سے، وہ اصحاب رسول ﷺ میں سے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکری مہم پر روانہ کیا تھا نجد کی جانب سے۔

آگے راوی نے حدیث ذکر کی ہے (مذکورہ روایت کے مفہوم میں)۔ یہاں تک کہ اس نے کہا وہ شخص ان عورتوں کے پاس آیا اور وہ ان عورتوں میں سے ایک عورت کے کجاوے کے قریب ہوا اور اس نے اس کے حسن و جمال کی تعریف کی اور شعر کہے۔ اور یوں گویا ہوا، کیا دیکھا ہے تم نے ان میں۔ میں نے تمہیں تلاش کیا ہے تو میں تمہارے پاس پہنچ بھی گیا ہوں۔ راوی نے دو شعر ذکر کئے ہیں اس کے بعد کہا ہے کہ عورت نے

کہا جی ہاں۔ راوی کہتے ہیں کہ اس شخص نے کہا تھا میرا کوئی جرم نہیں ہے۔ اس کے بعد اس نے دو شعر اور ذکر کئے ہیں اور دونوں جگہ کہا ہے مجھے دوستی کی جزا دیجئے۔ پھر اس نے (خود ہی کہا) نجات پا جا حُبیش زندگی کے ختم ہونے سے پہلے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس عورت نے کہا مسلمان ہو جا، نو دس بار علیحدہ اور آٹھ بار مسلسل۔

اس کے بعد وہ آیا اور اس نے اپنی گردن (قتل ہونے کے لئے) دراز کر لی اور اس نے کہا کرو جو کچھ تم کرنا چاہتے ہو۔ ہم اُترے اور ہم نے اس کو قتل کر دیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے اس عورت کو دیکھا وہ اپنی ہودج اور کجاوے سے اتری اور اس مقتول پر روئی وہ مسلسل اس پر روتی رہی، روتے روتے مر گئی۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوعلی حسین بن علی بن یزید حافظ نے اور ابومحمد جعفر بن محمد بن حارث مراغی نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی نسائی نے، ان کو محمد بن علی بن حرب مروزی نے، ان کو علی بن حسین بن واقد نے اپنے والد سے، اس نے یزید نحوی سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ یہ کہ نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا۔ کہتے ہیں کہ وہ غنیمت لائے۔ ان میں ایک آدمی تھا اس نے ان لوگوں سے کہا میں ان میں سے نہیں ہوں میں تو ایک عورت سے عشق کرتا ہوں۔ میں اس تک پہنچ گیا ہوں تم لوگ مجھے چھوڑ دو میں اس کو ایک نظر دیکھ لوں اس کے بعد جو تمہاری سمجھ میں آئے میرے ساتھ کرنا۔ یکا یک ہم نے دیکھا کہ وہ ایک لمبے قد کی خوبصورت عورت تھی۔ اس شخص نے اس عورت سے کہا بچ جا نجات پا جا حُبیش، زندگی ختم ہونے سے پہلے۔

اور (راوی نے) پہلے دو شعر بھی ذکر کئے ہیں۔ پھر کہا ہے کہ میں تمہارے اُوپر قربان جاؤں۔ کہتے ہیں کہ مسلمان اس کو پکڑ لائے اور اس کی گردن اتار دی۔ اور وہ عورت آ کر اس مقتول کے اُوپر گر گئی اس نے ایک یا دو بار چیخ ماری اور وہیں مر گئی۔ جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس پہنچے تو انہوں نے حضور ﷺ کو اس بات کی خبر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے اندر کوئی رحم کرنے والا آدمی نہیں تھا؟

باب ۱۷۷

غزوۂ حُنین [1]

اور اس میں رسول اللہ ﷺ پر آثارِ نبوّت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق نے، ان کو حدیث بیان کی عاصم بن عمر بن قتادہ نے عبدالرحمٰن بن جابر سے، اس نے اپنے والد جابر بن عبداللہ سے اور عمرو بن شعیب سے اور زہری سے اور عبداللہ بن ابوبکر بن حزم سے اور عبداللہ بن مکدم بن الرحمٰن ثقفی سے حدیث حنین کے بارے میں، جب رسول اللہ ﷺ اس کی طرف چلے تھے اور وہ لوگ بھی آپ کی طرف بڑھے تھے۔ پس بعض ان میں سے وہ بات بیان کرتے ہیں جو بعض نہیں کرتے مگر سب کی بات متفق ہو چکی ہے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب فتح مکہ سے فارغ ہوئے تو

---

[1] دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/ ۱۴۹۔ سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۵۱۔ بخاری ۵/ ۱۵۳۔ شرح مسلم نووی ۱۲/ ۱۱۳۔ مغازی الواقدی ۳/ ۸۸۵۔ ابن حزم ۲۳۶۔ عیون الاثر ۲/ ۲۴۲۔ البدایہ والنہایہ ۴/ ۳۲۲۔ شرح المواہب ۳/ ۵۔ سیرۃ حلبیہ ۳/ ۱۲۱۔ سیرۃ شامیہ ۵/ ۴۵۹)

مالک بن عوف نصری نے بنونصر کو بنی جُشم کو اور بنوسعد بن بکر کو جمع کیا اور بنو ہلال کے بعض قبائل بھی جب کہ وہ قلیل تھے۔ اور کچھ لوگوں کو بنوعمرو بن عامر میں سے اور عوف بن عامر کو اور اس نے ان کے ساتھ بنو ثقیف میں سے حلیفوں کو بھی ملا لیا اور بنو مالک۔ پھر ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے اور اپنے ساتھ مالوں کو اور عورتوں کو اور بچوں کو بھی ملا کر لے گئے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں سنا تو آپ نے عبداللہ بن ابوحدرد اسلمی کو بھیجا اور فرمایا کہ آپ جائیں اور ان لوگوں میں داخل ہو جائیں اور ان کی خبریں معلوم کر کے لے آئیں۔ وہ گیا اور جا کر ان لوگوں میں ایک یا دو دن رہا۔ واپس آ کر رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب ﷛ کو فرمایا کیا آپ سن نہیں رہے ابوحدرد جو کچھ کہہ رہا ہے؟ حضرت عمر ﷛ نے جواب دیا کہ یہ جھوٹ بولتا ہے۔ ابن حدرد نے کہا کہ اللہ کی قسم اگر آپ نے مجھے جھوٹا قرار دیا ہے اے عمر تو (یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے) آپ تو بسا اوقات حق کو بھی جھٹلا چکے ہیں۔ حضرت عمر ﷛ نے کہا آپ سن رہے ہیں یا رسول اللہ ﷺ ابن ابوحدرد کیا کہہ رہا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر آپ گمراہ تھے پھر اللہ نے آپ کو ہدایت دی ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صفوان بن امیہ کے پاس آدمی بھیجا اس سے زرہیں مانگیں اس لئے کہ اس کے پاس ایک سو زرہیں تھیں اور ان کو ٹھیک کرنے کا سامان بھی۔ صفوان نے پوچھا اے محمد ﷺ کیا آپ غصب کرنا چاہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، بلکہ عاریۃً اور اُدھار مانگ رہے ہیں۔ اس کی ہم ضمانت دیتے ہیں کہ ہم آپ کو یہ واپس لوٹا دیں گے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ روانہ ہو گئے۔

ابوعبداللہ نے اپنی روایات میں اضافہ کیا ہے کہ ابن اسحاق نے ہمیں حدیث بیان کی ہے زہری سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ مقامِ حُنین کی طرف روانہ ہوئے تھے مکے سے دو ہزار افراد کے ساتھ۔ اور دس ہزار تھے جو آپ کے ساتھ تھے آپ ان کے ساتھ چلے تھے۔ ابن اسحاق نے کہا اور رسول اللہ ﷺ نے عتاب بن اسید بن ابی العیص بن اُمیہ بن عبد شمس کو مکہ پر امیر مقرر فرمایا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۵۵)

اور یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ اس نے ابن اسحٰق سے اپنی پہلی اسناد کے ساتھ، یہ کہ مالک بن عوف آیا ان لوگوں میں جو اس کے ساتھ تھے ان میں سے جن کو انہوں نے جمع کیا تھا قبائل قیس میں سے اور ثقیف میں سے اور ان کے ساتھ درید بن صمہ تھا جو کہ شیخ کبیر تھا وہ کجاوے میں آیا تھا یا کھٹولی میں لایا گیا تھا۔ یہاں تک کہ لوگ مقام اوطاس میں اُترے (اوطاس دیار ہوازن میں وادی ہے یہاں پر حنین کا معرکہ پیش آیا تھا اس لئے اس کو غزوۂ اوطاس بھی کہتے ہیں)۔ جب لوگ اوطاس میں اتر گئے تو دُرید نے کہا اس نے اُونٹوں کی بڑبڑاہٹ سنی اور گدھوں کی ڈھینچوں ڈھینچوں اور بکریوں کی منمناہٹ اور چھوٹے بچوں کے رونے کی آوازیں سنیں تو پوچھا کہ تم لوگ یہاں پر کون سی وادی میں ہو؟ لوگوں نے بتایا کہ وادی اوطاس میں ہیں تو بولے بہترین میدان ہے شاہسواروں کے لئے۔ سخت زمین نہیں ہے کم پتھریلی ہے۔ نہ ہی زیادہ نرم ہے (جس میں پیر نہ جمیں) معتدل زمین ہے (نہ ریت ہے نہ پتھریلی)۔ کیا بات ہے میں اونٹوں کی آوازیں سن رہا ہوں اور بچوں کے رونے کی آوازیں اور گدھوں کی آوازیں اور بکریوں کی آوازیں۔ لوگوں نے بتایا کہ کہ مالک بن حارث بن عوف ہیں جنہوں نے لوگوں کے ساتھ ان کے مالوں کو اور ان کی عورتوں اور بچوں کو بھی ساتھ ہانکا ہے۔

ابن دُرید نے پوچھا کہ مالک بن عوف کہاں ہے؟ چنانچہ اس کو بلایا گیا۔ اس نے کہا اے مالک بے شک تم اپنی قوم کے سردار بن چکے ہو اور یہ دن ایسا ہے کہ اس کے بعد بھی ایسے دن آتے رہیں گے اس بات کا داعی اور اسباب کیا تھے؟ آپ ان لوگوں کے ساتھ ان کے مالوں کو اور عورتوں بچوں کو بھی ہانک کر لے آئے ہیں؟ اس نے بتایا کہ میں نے سوچا تھا کہ میں ہر آدمی کے پیچھے اس کے اہل کو اور مال کو کھڑا کر دوں گا تاکہ وہ ان کے دفاع کے لئے لڑے۔

کہتے ہیں کہ درید نے اس کو خوب ڈانٹا (جیسے جانور کو ڈانٹتے ہیں)۔ اور کہا کہ اے بھیڑ بکریوں کے چرواہے اللہ کی قسم شکست کھا جانے والے کے رُخ کو کوئی چیز واپس کر سکتی ہے؟ (یعنی شکست کھا جانے والا جدھر منہ آتا ہے بھاگ جاتا ہے) لہٰذا ان کو لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر جنگ کا انجام تیرے حق میں رہا تو تجھے جوان اپنی تلوار اور نیزے کے ساتھ کافی ہے اور اگر تم شکست سے دوچار ہو گئے تو تم اپنے مالوں اور

عورتوں بچوں کو قید کرا کر رسوا ہو جاؤ گے۔ لہٰذا میری بات مانوں اور مالوں کو اور عورتوں اور بچوں کو ان کی قوم کے بڑوں کے پاس پہنچادو اور ان کو محفوظ مقامات پر پہنچادو۔

اس کے بعد دُرید نے کہا کہ بنو کعب نے اور بنو کلاب نے کیا کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ ان میں سے کوئی بھی یہاں پر نہیں آیا۔ اس نے کہا کہ شجاعت اور تیزی غائب ہوگئی ہے۔ اگر برتری اور رفعت کا دن ہوتا تو بنو کعب اور بنو کلاب غائب نہ ہوتے۔ میں سوچ رہا ہوں کہ اگر تم بھی وہی کچھ کرتے ہو جو کردار کعب اور کلاب نے کیا ہے تو پھر یہاں میدان کارزار میں کون حاضر ہوتا؟ لوگوں نے بتایا کہ عمرو بن عامر اور عوف بن مالک ہی آتے۔ اس نے کہا کہ یہ دونوں نو عمر نہ کوئی نقصان پہنچا سکتے نہ نفع پہنچا سکتے ہیں مگر مالک نے اس بات کو ناپسند کیا اس معاملے میں دُرید کی رائے کو بھی دخل ہو۔ چنانچہ اس نے کہا آپ بڑے ہیں اور آپ کا علم بھی بڑا ہے۔ اللہ کی قسم اے جماعت ہوازان البتہ تم ضرور بات مانو گے یا میں اس تلوار کا سہارا لوں گا یہاں تک کہ نکل جائے میرے پیچھے سے۔ سب لوگوں نے کہا کہ ہم تیری ہی اطاعت کریں گے۔ اس کے بعد مالک نے کہا لوگوں سے جب تم ان کو دیکھو تو تم اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالنا اور یکبارگی حملہ کر دینا۔

(سیرۃ ابن ہشام ۵۲/۴-۵۳۔ تاریخ ابن کثیر ۳۲۳/۴)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے بات بیان کی ہے اُمیہ بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان نے کہ ان کو حدیث بیان کی گئی ہے کہ مالک بن عوف نے جاسوس بھیجے تھے ان لوگوں میں سے جو اس کے ساتھ تھے۔ وہ لوگ واپس جب ان کے پاس آئے تو وہ شدید زخمی تھے۔ مالک نے پوچھا کہ افسوس تمہارے اُوپر، یہ حالت ہو رہی ہے تمہاری؟ انہوں نے بتایا کہ ہمارے پس سفید رنگ کے کچھ مرد آئے جو کہ سیاہ گھوڑوں پر سوار تھے۔ اللہ کی قسم ہم اپنا تحفظ نہیں کر سکے حتیٰ کہ ہمیں یہ پہنچ گئی مگر مالک کو اس کیفیت نے اپنے مقصد و ارادہ سے نہ روکا۔ وہ اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے کوشاں رہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۵۴/۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابو جعفر عیسیٰ رازی سے، اس نے ربیع سے کہ ایک آدمی نے کہا تھا جنگ حنین والے دن، ہرگز نہیں مغلوب ہوا جائے گا قلت سے یعنی آج ہم ضرور جیتیں گے۔ رسول اللہ ﷺ پر یہ بات شاق گزری۔ لہٰذا اللہ نے آیت اُتاری :

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ ۔ (سورۃ توبہ : آیت ۲۵)

یاد کرو اس وقت جب تمہاری کثرت نے تمہیں عجب میں واقع کر دیا تھا۔

ربیع کہتے ہیں کہ مسلمان اس وقت بارہ ہزار کا لشکر تھے۔ ان میں سے دو ہزار تو صرف مکہ سے تھے۔

صحابہ کا مطالبہ اور رسول اللہ ﷺ کی تنبیہ .... (۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے، ان کو ابن اسحاق نے زہری سے، اس نے سنان بن ابوسنان نے، ان کو ابو واقد لیثی نے۔ وہ حارث بن مالک ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حنین کی طرف روانہ ہوئے قریش کے لئے ایک درخت تھا خوب ہرا بھرا تھا اور بہت بڑا درخت تھا، وہ ہر سال اس کے پاس آتے تھے اور وہ اس پر اپنے ہتھیار لٹکا دیتے تھے اور اس کے پاس اعتکاف میں بیٹھتے تھے اور اس کے پاس چڑھاوے کے جانور ذبح کرتے تھے۔ اس کا نام رکھا گیا تھا ذات انواط۔ چنانچہ ہم لوگ بھی ایک بڑے اور ہرے درخت کے پاس سے گزرے اور ہم نے ایک دوسرے کو آواز دی راستے کے دونوں طرف سے جبکہ ہم مقام حنین کی طرف جا رہے تھے۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ بھی ہمارے لئے ذات انواط مقرر کر دیں جیسے مشرکین کا ذات انواط ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ اکبر ! یہ تو ایسی بات ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا تھا :

اِجْعَلْ لَنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ

ہمارے لئے بھی ایک الٰہ اور مشکل کشا بنا دیں جیسے ان لوگوں کے الٰہ ہیں۔

یہی تو سنتیں ہوتی ہیں۔ البتہ ضرور تم لوگ بھی پہلے لوگوں کے طریقوں اور سنتوں کو اختیار کرو گے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۵۶/۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۳۲۵/۴)

(۴) ہمیں حدیث بیان کی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ مکرمہ میں، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے زہری سے، اس نے سنان بن ابو سنان سے، اس نے ابو واقد لیثی سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حنین کا سفر کیا آپ ایک درخت کے پاس سے گزرے۔ مشرکین نے اس پر اپنا اسلحہ لٹکایا ہوا تھا۔ اس کو ذات انواط کہا جاتا تھا۔ صحابہ کرام نے بھی (از راہ خوش طبعی یا حقیقت میں) کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمارے لئے بھی ذات انواط مقرر کر دیں جیسے ان لوگوں کا ذات انواط ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اللہ اکبر! یہ تو ایسی بات ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا موسیٰ علیہ السلام سے :

اِجْعَلْ لَنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۔ (سورۃ الاعراف : آیت ۱۳۸)

ہمارے لئے بھی آپ اسی طرح کوئی الٰہ (پوجا کے لئے) مقرر کر دیں۔ جیسے ان کے الٰہ ہیں۔

تم لوگ ضرور پہلے لوگوں کی سنتوں اور طریقوں پر چلو گے۔ (ترمذی۔ کتاب الفتن۔ حدیث ۲۱۸۰ ص ۴۷۵/۴)

(۵) ہمیں خبر دی ابو علی روذ باری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر بن داسہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوتوبہ نے، ان کو معاویہ بن سلام نے زید سے یعنی ابن سلام سے کہ اس نے سنا ابو سلام سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سلولی نے کہ اس نے ان کو حدیث بیان کی ہے سہل بن حنظلیہ نے کہ وہ لوگ رسول اللہ کے ساتھ چل رہے تھے غزوہ حنین والے دن لمبی دیر چلتے رہے حتیٰ کہ سورج ڈھل گیا اور ظہر کا وقت ہو گیا رسول اللہ ﷺ کے سامنے۔

ایک گھوڑے پر سوار آدمی آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ لوگوں کے آگے گیا تھا حتیٰ کہ میں فلاں فلاں پہاڑ کے اوپر چڑھا تھا۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہوازن کے لوگ اپنے آباء کے طریقوں پر اپنی عورتوں سمیت اور مال مویشی سمیت بکریوں سمیت مقابلے کے لئے نکل آئے ہیں اور مقام حنین کی طرف جمع ہو گئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ یہ خبر سن کر مسکرا دیئے اور فرمایا کہ ان شاء اللہ یہ سارا مال و متاع کل صبح مسلمانوں کا مال غنیمت ہوگا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا آج رات ہمارے لئے چوکیداری کون کرے گا؟ حضرت انس بن ابو مرثد غنوی نے فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ میں کروں گا۔ آپ نے فرمایا بس تو پھر سوار ہو جایئے۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا، اس وادی حنین کا رخ کیجئے حتیٰ کہ تم اس کی بالائی جانب پہنچ جاؤ۔ تجھے دھوکہ میں نہ ڈال دے تیری طرف کوئی رات کی وجہ سے۔

جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اپنی نماز کی جگہ کی طرف نکلے۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر پوچھا کہ کیا تم لوگوں نے اپنے گھڑ سوار کو دیکھا ہے؟ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم نے اس کو نہیں دیکھا ہے۔ اس کے بعد نماز کے لئے تثویب یعنی اقامت کہی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے لگے تو آپ وادی یا گھاٹی کی طرف توجہ فرما رہے تھے۔ آپ نے جب نماز پوری کر لی اور سلام پھیر لیا تو آپ نے فرمایا خوش ہو جاؤ تمہارے پاس تمہارا سوار آ گیا ہے۔ ہم درخت کی طرف گھاٹی میں دیکھنے لگے۔

یکا یک کیا دیکھا کہ وہ آ گیا ہے حتیٰ کہ وہ آ کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکا اور سلام کیا۔ اور بتانے لگا کہ میں اس گھاٹی کی بالائی جانب چلا گیا تھا جہاں پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے اس کی دونوں گھاٹیوں کو اچھی طرح دیکھا مجھے کوئی نظر نہیں آیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کو بتایا تم آج رات گھوڑے سے اُترے بھی تھے یا رات بھر گھوڑے کے اُوپر رہے؟ انہوں نے بتایا کہ میں صرف قضاء حاجت کے لئے یا نماز کے لئے اُترا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ تیرے لئے جنت واجب ہوگئی ہے۔ تیرے اُوپر کوئی گناہ نہیں ہے اگر آپ اس کے بعد کوئی عمل نہ بھی کریں۔

قد او جبت فلا عليك الا تعمل بعدها

(ابوداؤد۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۵۰۱ ص ۹/۳۔۱۰۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۲۲۵۔۲۲۶)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، وہ دونوں کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو عاصم بن عمر بن قتادہ نے عبدالرحمن بن جابر سے، اس نے اپنے والد سے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں مالک بن عوف لوگوں سمیت حنین کی طرف روانہ ہوئے تھے جوان کے ساتھ تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے پہنچ گئے تھے، انہوں نے تیاری کرلی تھی اسلحہ تیار کرلیا تھا۔ اور وادی حنین کے کناروں اور تنگ راستوں کی ناکہ بندی کرلی تھی۔

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب آئے تو صبح کے اندھیرے میں وادی ان لوگوں سے بھر چکی تھی۔ جونہی یہ لوگ اترے تو گھڑسوار ان کے سامنے مقابل آگئے۔ اور انہوں نے سخت حملہ کیا جس سے لوگ شکست خوردہ ہوکر واپس لوٹنے لگے، کوئی کسی کو نہیں دیکھ رہا تھا۔ رسول اللہ دائیں جانب ایک طرف سمٹ گئے اور فرمایا کہ اے لوگوں! میری طرف آؤ میں رسول اللہ ہوں، میں یہاں پر ہوں، میں محمد بن عبداللہ ہوں، کچھ بھی نہیں ہے اور پھر اُونٹوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ترتیب دیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے جب دیکھا تو آپ نے لوگوں کو حکم دیا اور آپ کے ساتھ آپ کے اہل بیت کی ایک جماعت تھی اور دوسری جماعت مہاجرین کی تھی اور عباس رضی اللہ عنہ آپ کے سفید خچر کی لگام تھامے ہوئے تھے حضور اس پر سوار تھے۔ آپ نے اس کو لگام چڑھائی ہوئی تھی۔ کہتے ہیں کہ آپ کے اہل بیت میں سے مندرجہ ذیل لوگ ڈٹے رہے تھے:

"علی بن طالب، ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب فضل بن عباس اور ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب اور ایمن بن اُم ایمن وہ ابن عبید ہے اور اسامہ بن زید۔ اور آپ کے ساتھ مہاجرین میں سے جو لوگ ڈٹے رہے ان میں سے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق تھے"۔

ایک آدمی تھا بنو ہوازن میں سے اپنے سرخ اُونٹ پر سوار تھا اس کے ہاتھ میں سیاہ جھنڈا تھا جو کہ اس نے انتہائی طویل نیزے پر باندھا ہوا تھا۔ وہ اہل ہوازن کے آگے آگے تھا۔ قبیلہ ہوازن کے لوگ اس کے پیچھے تھے وہ جب لوگوں کو پالیتا تو ان کو اپنے نیزے کے ساتھ زخمی کر دیتا۔ اور جب لوگ اس کے مقابل نہ ہوتے تو وہ نیزے کو اُوپر اٹھالیتا۔ پیچھے والوں کی راہنمائی کرنے کے لئے۔ لہٰذا وہ لوگ اس کو دیکھ کر اس کے پیچھے چلتے رہتے۔ وہ اسی نہج پر چل ہی رہا تھا کہ یکا یک حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری صحابی اس کی طرف چلے حملہ کرنے کے لئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے پہنچے انہوں نے اس کے اُونٹ کی کونچیں کاٹ ڈالیں جس سے وہ اپنے چوتڑوں کے بل آگرا ادھر سے انصاری نے اس پر تلوار سے ایسا وار کیا کہ اس کو دو حصوں میں چیر کر رکھ دیا جس سے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور لوگ مضبوط ہوگئے۔

اللہ کی قسم اس کے بعد کیفیت یہ ہوگئی تھی کہ جو بھی گروہ لوگوں میں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی شکست کے بعد لوٹتا تو دیکھتے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کئی کئی مشرکین کی مشکیں کسی ہوئی پہلے قیدی موجود پاتے۔ جب وہ لوگ شکست سے دوچار ہوگئے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اہل مکہ کے تنگ پاؤں لوگوں میں سے تو ان میں سے کچھ مردوں نے وہ کلام کیا جو ان کے دلوں میں کھوٹ تھا۔ چنانچہ ابوسفیان بن حرب نے کہا کہ ان لوگوں کی شکست پوری نہیں ہوگی سوائے سمندروں کے بے شک قسمت میں نکالے جانے والے تیر اس کی ترکش میں چمک رہے تھے۔

اور ابوعبداللہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ ابن اسحاق سے روایت کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے، وہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین کی طرف روانہ ہوئے۔ بے شک وہ اسلام ظاہر کر رہے تھے اور بے شک وہ تیر جن کے ساتھ وہ قسمت کے تیر نکالتے تھے تا حال اس کی ترکش میں تھے۔

مترجم کہتا ہے واللہ اعلم ابن اسحاق کی یہ روایت صحیح ہے یا کسی اصحاب دشمن کی گھڑی ہوئی ہے واللہ اعلم بالصواب

ابن اسحاق کہتے ہیں کلاہ بن حنبل نے چیخ ماری تھی حالانکہ کہ وہ اپنے بھائی صفوان بن اُمیہ کے ساتھ تھا۔ وہ اس کی ماں کی طرف سے بھائی تھا۔ اس وقت مشرک تھا (انہوں نے چیخ کر یہ کہا تھا) خبردار آج سحر باطل ہو گیا ہے۔ صفوان نے کہا تھا چپ ہو جا اللہ تیرا منہ توڑ دے۔ بس اللہ کی قسم ہے البتہ اگر کوئی آدمی میری پرورش کرتا قریش میں سے تو یہ بات میرے نزدیک زیادہ محبوب ہوتی اس سے کہ کوئی آدمی میری پرورش کرتا ہوازن میں سے۔

حضرت حسان نے کہا تھا:

رأيت سوادًا من بعيد فراعني
اذا حنبل يـنـزو على أم حنبل

(سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۵۸)

میں نے دور سے سیاہ ہیولا دیکھا، اس نے مجھے خوف زدہ کر دیا۔ یکا یک دیکھا تو وہ پرانا یوشین تھا اُم حنبل پر یا حنبل کو در با تھا حنبل پر۔

ابن اسحاق نے کہا کہ شیبہ بن عثمان بن ابوطلحہ بنوعبدالدار کے بھائی نے کہا میں آج کے دن اپنا قصاص و بدلہ پالوں گا کیونکہ اس کا باپ یوم اُحد میں قتل ہو گیا تھا۔ (اس نے کہا کہ) آج کے دن میں محمد (ﷺ) کو قتل کر دوں گا۔ چنانچہ (جب سامنے ہوا تو) میں نے ان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا یعنی قتل کرنا چاہا تو دیکھا کہ کوئی چیز میرے سامنے آگئی ہے حتیٰ کہ اس نے میرا دل چھپا اور ڈھو یا دیا۔ لہٰذا میں ایسا نہ کر سکا اور میں سمجھ گیا کہ حضور ﷺ محفوظ کر دیئے گئے ہیں اور وہ قتل نہیں ہو سکتے۔ (مغازی للواقدی ۳/ ۹۱۰)

رسول اللہ ﷺ کی پکار پر جماعت کا تیار ہونا .... (۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس نے وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی احمد نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عاصم بن عمر بن قتادہ نے عبدالرحمن بن جابر سے، اس نے اس کے والد جابر بن عبداللہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم حنین میں کہا تھا جب اس نے لوگوں کو دیکھا، جو کچھ دیکھا تھا اس نے کہا، اے عباس تم آواز لگاؤ، اے انصار کی جماعت، اے اصحاب سمرہ۔ انہوں نے جواب دیا، لبیک لبیک۔ چنانچہ ایک آدمی ان میں سے جاتا تا کہ اپنے اُونٹ کو تیار کرے مگر وہ اس پر قدرت نہ رکھتا۔ لہٰذا وہ اپنے اُونٹ اور زرہ اپنی گردن سے اُتار کر پھینک دیتا اور اپنی تلوار اور کمان اُٹھاتا اور آواز کی جانب رخ کرتا حتیٰ کہ ان میں سے ایک سوافراد رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے وہ لوگوں کے مقابلے پر آئے اور انہوں نے قتال کیا۔ پہلے پہل آواز انصار کو لگائی گئی تھی اس کے بعد بنوخزرج کو وہ لوگ جنگ کے وقت ثابت قدم رہنے والے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مجاہدین میں نظر دوڑائی اور مضبوط لوگوں کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا اب جنگ گرمی پکڑے گی۔ کہتے ہیں اللہ کی قسم لوگوں میں سے جو بھی گروہ لوٹا رسول اللہ کے پاس مشکیں کسے قیدی رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوتے اللہ نے ان کفار میں سے قتل کیا جن کو قتل کرنا تھا اور شکست دی جن کو دینا تھی پھر اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو اس جنگ میں مال غنیمت مال فے عطا کیا۔ ان کے مال میں بھی تو عورتیں بھی اور ان کی اولادیں بھی۔

فتح مکہ سے آپ ﷺ کی آنکھوں کو ٹھنڈک ملنا .... (۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو ابو علاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے (ح)۔ اور ہمیں

خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں اور یہ انہی کے الفاظ ہیں، ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرۃ نے، ان کو اسماعیل بن ابو اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے حنین کا قصد کرنے والے روانہ ہوئے اور تھے اہل حنین۔

اور روایت عروہ میں ہے کہ اہل مکہ گمان کر رہے تھے جب رسول اللہ ﷺ اس کے قریب پہنچے تھے کہ حضور انہیں سے ابتداء کرنے والے ہیں اور عروہ کی ایک روایت میں ہے کہ وہ ہوازن سے ابتداء کرنے والے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے اس سے بھی بہتر کیا کہ ان کے لئے مکہ فتح کر دیا اور اس کے ساتھ ان کی آنکھیں ٹھنڈی کر دی تھیں اور آپ کے دشمن کو سرنگوں کر دیا تھا۔ لہٰذا جب حضور حنین کی طرف نکلے تو اہل مکہ بھی حضور کے ساتھ تھے۔ ان میں سے کسی نے عذر و دھوکہ نہیں کیا تھا۔ لوگ پیدل بھی تو سواریوں پر بھی گئے، یہاں تک کہ ان کے ساتھ عورتیں بھی گئیں حالانکہ غیر دین پر تھیں محض نظارہ کرنے کے لئے اور وہ غنائم کی امید کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے لئے، اصحاب رسول کے لئے ٹکراؤ کو ناپسند نہیں کر رہے تھے۔

اور عروہ کی ایک روایت میں ہے کہ وہ اس کے باوجود اس بات کو ناپسند نہیں کر رہے تھے کہ صدمہ اور ٹکراؤ رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب کے ساتھ ہوگا۔

موسیٰ نے کہا کہ ابوسفیان بن حرب نے یہ کہنا شروع کیا تھا کہ جب بھی کسی کی ڈھال گر جاتی یا تلوار گر جاتی اصحاب رسول کے سامان میں سے وہ رسول اللہ ﷺ کو آواز دے دیتے کہ یہ محمد دے دیں میں اس کو اٹھالوں گا حتیٰ کہ اس نے ایسے سامان سے اپنا اُونٹ لاد لیا تھا۔

موسیٰ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ صفوان بن امیہ بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے تھے۔ حالانکہ وہ کافر تھے اور ان کی بیوی مسلمان تھی حضور نے صفوان کے اور ان کی بیوی کے مابین تفریق نہیں کی تھی پھر وہ دونوں مقصد میں متفق ہو گئے تھے۔

موسیٰ کہتے ہیں کہ ان دنوں مشرکین کے سردار اہل حنین میں سے مالک بن عوف نصری تھے اور ان کے ساتھ درید بن صمہ تھا جو غرور سے اترا رہا تھا عروہ کی ایک روایت میں ہے:

یرعش او یمعش من الکبیر ۔ (ترجمہ) غرور سے اترا رہا تھا یا کانپ رہا تھا۔

غزوۂ حنین میں حضور ﷺ کا اہل حنین کی خبر معلوم کرنے کے لئے ابن ابوحدرد کو جاسوس بنا کر بھیجنا

موسیٰ کہتے ہیں کہ (اہل حنین) کے ساتھ عورتیں تھیں اولادیں تھیں مال مویشی تھے۔ حضور ﷺ نے ابن ابوحدرد اسلمی کو بلایا اور اس کو ان لوگوں کے لشکروں کی طرف بطور جاسوس روانہ کیا۔ وہ گیا حتیٰ کہ رات کے وقت مالک بن عوف (یعنی لشکر کفر کے سردار) کے قریب جا بیٹھا۔ اس نے سنا کہ مالک بن عوف اپنے اصحاب کو وصیت کر رہا تھا کہ صبح کو تم لوگ جب مسلمانوں پر حملہ کرو تو یکبارگی اور ایک ہی آدمی کی طرح حملہ کرنا۔ اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالنا اور اپنے مویشیوں کو ایک صف میں کھڑا کرنا اور عورتوں کو ایک صف میں، اس کے بعد اس قوم پر حملہ کرنا۔

ابن ابوحدرد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے ان کو اس نے خبر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرمایا سنئے یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ ابن ابوحدرد نے وہ سب ذکر کیا جو ان کے مابین بات ہوئی تھی جیسی ابھی گزری ہے۔ وہ کہتے ہیں جب لوگوں نے صبح کی اور بعض نے بعض کو دیکھا۔ ابوسفیان اور صفوان اور معاویہ ابوسفیان الگ ہو گئے اور حکیم بن حزام ٹیلے کے پیچھے سے دیکھ رہے تھے کہ کون پیٹھ دے کر بھاگتا ہے اور لوگوں نے ایک دوسرے کے مقابلے پر صف بندی کی۔ حضور ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار ہوئے اور صفوں کے سامنے آئے اور انہیں حکم دیا اور قتال پر اُبھارا۔ اور انہیں فتح کی بشارت دی اگر صبر کر کے جمے رہے۔ اور ان کو ان کے دین پر سچا قرار دیا۔

مشرکین نے مسلمانوں پر یکبارگی حملہ کر دیا ایک ہی آدمی کی طرح مسلمانوں نے ایک راؤنڈ لگایا مگر پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگے۔ حارثہ بن نعمان نے کہا البتہ تحقیق میں نے ڈرایا ان کو جو باقی رہ گئے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جب لوگ پیٹھ پھیر کر چلے گئے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ ایک سو آدمی ہوں گے۔ چنانچہ ایک آدمی قریش میں سے صفوان بن امیہ کے پاس گذرا اور کہنے لگا کہ تم خوش ہو جاؤ محمد اور اس کے اصحاب کی ہزیمت و شکست کے ساتھ۔ اللہ کی قسم وہ اس کی کبھی تلافی نہیں کر سکیں گے کبھی بھی صفوان نے اس سے کہا کیا تم مجھے بشارت دے رہے ہو دیہاتیوں کے غلبے کی۔ اللہ کی قسم قریش کا ایک سردار مجھے اعراب کے مالک سے بہتر اور مجھے زیادہ پسند ہے۔

عروہ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ صفوان اس کے حسب کی وجہ سے ناراض ہو گیا تھا۔ موسیٰ نے کہا کہ صفوان بن امیہ نے اپنا غلام بھیجا۔ اس کے ذمہ لگایا (کہ ہوازن والوں) کا اشعار کیا ہے؟ یہ معلوم کرے۔ غلام اس کے پاس آیا اس نے بتایا کہ میں نے سنا ہے کہ وہ کہہ رہے ہیں یا بنی عبدالرحمن، یا بنی عبداللہ، یا بنی عبیداللہ۔ صفوان نے کہا کہ محمد غالب آ جائیں گے یہی ان کا شعار تھا جنگ میں۔ اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ کو جب لڑائی نے ڈھانپ لیا تو آپ رکابوں کے اوپر کھڑے ہو گئے تھے۔ آپ ﷺ خچر پر سوار تھے۔ لوگوں نے یہ بھی کہا کہ آپ ﷺ نے اللہ کی طرف دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعا کی تھی۔

اللہ میں تجھے قسم دیتا ہوں اس کی جو کچھ تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ اے اللہ ان لوگوں کو آج ہمارے اوپر غالب نہیں آنا چاہئے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو آواز دی اور انہیں اُبھارا، اے اصحاب بیعت یوم الحدیبیہ اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو اپنے نبی پر حملہ کرنے سے۔ اور کہا جاتا ہے کہ یوں کہا تھا کہ اے اللہ کے مددگارو، اے اس کے رسول کے مددگارو، اے بنی خزرج۔ اور اپنے اصحاب کو آپ ﷺ نے حکم دیا جن جن کو انہیں الفاظ کے ساتھ آواز دی تھی۔ اور آپ ﷺ نے کنکریوں کی مٹھی بھری اور مشرکین کے چہروں پر ماری اور ان کے اتمام اطراف پھینکی اور فرمایا شاهت الوجوه، یہ چہرے رسوا ہو جائیں۔ اور آپ ﷺ کے اصحاب جلدی جلدی آپ کے پاس آئے۔

کہا جاتا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے جلدی کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے اصحاب سورۃ البقرۃ اور لوگوں نے یہ بھی گمان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب جنگ گرم ہو گی۔ پس اللہ نے ان کے دشمنوں کو ہر اس جانب سے شکست دی جس جانب آپ نے کنکریاں پھینکی تھیں اور مسلمانوں نے ان لوگوں کا پیچھا کیا تھا وہ ان سے اسی رُخ پر قتال کرتے رہے۔ اللہ نے ان کو غنیمتیں دیں، مشرکین کی عورتیں بھی تو ان کی اولادیں بھی تو ان کی بکریاں بھی۔

اور مالک بن عوف فرار ہو گیا اور وہ طائف کے قلعے میں جا چھپا کچھ لوگوں کے ساتھ اپنی قوم کے اشراف میں سے۔ اس وقت یہ (منظر دیکھ سن کر) کثیر تعداد میں لوگ مسلمان ہو گئے تھے اہلِ مکہ میں سے۔ جب انہوں نے اللہ کی نصرت دیکھی اللہ کے رسول کے ساتھ اور اللہ کو اپنے دین کی عزت کرتے دیکھا۔

یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ بن عقبہ کے لیکن عروہ کی روایت میں رسول اللہ ﷺ کا رکابیں پر کھڑے ہونے کا ذکر نہیں ہے اور نہ ہی یہ قول ہے یا انصار اللہ۔ اور حصباء و کنکریوں کے بارے میں کہا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے آگے پیچھے دائیں بائیں پھینکی تھیں جس طرف آپ نے کنکریاں پھینکی تھیں وہ لوگ شکست کھا گئے اور مشرکین شکست خوردہ ہو گئے۔ اور اصحاب رسول مائل ہوئے جب مشرکین کو اللہ نے شکست دی۔ لہٰذا دیگر مسلمان بھی اصحاب رسول ﷺ کے پیچھے آ گئے۔

یہ ہے وہ تفصیل جس کو اہلِ مغازی نے رسول اللہ ﷺ کے مشرکین کے منہ پر کنکریاں مارنے کے بارے میں ذکر کیا ہے۔ اس سب کچھ میں جن آثار نبوت کا ظہور ہوا ہے وہ آثار حدیث موصولہ میں موجود ہیں۔

☆☆☆

باب ۱۷۸

نبی کریم ﷺ کا استقلال اور ثابت قدمی

☆ حضور ﷺ کا اپنے رب سے مدد طلب کرنا

☆ حضور ﷺ کا مشرکین کے خلاف بددعا کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے، اور عمر بن ابوزائدہ نے ابواسحق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا براء سے ان سے ایک آدمی نے کہا تھا اے ابوعمارہ کیا تم فرار ہو گئے تھے رسول اللہ ﷺ کے ہاں سے حنین والے دن؟ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا لیکن رسول اللہ ﷺ فرار نہیں ہوئے تھے بے شک قوم ہوازن انتہائی تیر انداز قوم تھے جب ہم لوگ ان سے ٹکرائے۔ اور ہم لوگوں نے ان پر حملہ کیا تھا تو وہ شکست کھا گئے تھے جس پر ہمارے لوگ غنیمتوں کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ اور ان لوگوں نے تیروں سے ہمارے اوپر بوچھاڑ کر دی تھی لہذا مسلمان شکست سے دوچار ہو گئے تھے۔ البتہ تحقیق میں نے اس وقت رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ ابوسفیان بن حارث حضور ﷺ کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھا اور حضور ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے۔ نبی کریم ﷺ یہ فرما رہے تھے:

انا النبی لا کذب ۔ انا ابن عبد المطلب

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث شعبہ بن حجاج سے۔

(بخاری۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۸۶۴۔ فتح الباری ۶/ ۶۹۔ ۷۵/۸۔ ۲۷۔ مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر ،حدیث ۷۸ ص ۳/ ۱۴۰۰)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے بطور املاء کے ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے اور اسماعیل بن قتیبہ نے، اور محمد بن عبدالسلام نے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن یحییٰ نے۔ (ح) اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علاء بن محمد بن ابوسعید اسفرائینی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی بشر بن احمد بن بشر اسفرائینی نے، ان کو ابراہیم بن علی ذہلی نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو خبر دی ابوخیثمہ نے ابواسحق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا تھا حضرت براء رضی اللہ عنہ سے اے ابوعمارہ کیا تم لوگ یوم حنین میں فرار نہیں ہو گئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں رسول اللہ ﷺ پیچھے نہیں مڑے تھے بلکہ آپ کے اصحاب کے کچھ نوجوان اور ہلکے پھلکے لوگ خالی ہاتھ ہونے کی وجہ سے نکل گئے تھے۔ ان پر ہتھیار نہ تھے یا بڑے ہتھیار نہیں تھے۔ کیونکہ وہ لوگ ماہر تیر انداز قوم سے مقابلے پر آئے تھے جن کے تیر کا کوئی نشانہ خطا نہیں ہوا کرتا تھا۔ ہوازن کی جماعت تھی، صاحب مدد تھے۔ انہوں نے ان کو تیروں سے چھلنی کر ڈالا تھا ان کا تیر خطا نہیں ہوتا تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف آ گئے تھے جبکہ حضور ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب سواری کو چلا رہے تھے۔ حضور ﷺ سواری سے اترے اور اللہ سے مدد مانگی اور فرمایا: انا النبی لا کذب۔ انا ابن عبدالمطلب۔ اور حضور ﷺ نے ان کی صف بندی کی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن خالد سے، اس نے زہیر بن خیثمہ سے، مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن یحییٰ سے۔

(مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۷۸ ص ۳/ ۱۴۰۰۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۹۳۰، فتح الباری ۶/ ۱۰۵)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ،ان کو حسن بن سفیان نے ،ان کو ابوبکر بن شیبہ نے ،ان کو ابو اسامہ نے زکریا بن ابوزائدہ سے ،اس نے ابواسحق سے ۔وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت براء سے کہا تھا کیا تم لوگ پیٹھ پھیر گئے تھے حنین والے دن اے ابوعمارہ؟

اس راوی نے مذکورہ حدیث کا مفہوم ذکر کیا ہے جو کچھ کم زیادہ ہوا ہے ۔

اس کے آخر میں کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سواری سے اترے تھے اور اللہ سے دعا کی تھی اور مدد طلب کی تھی :

انا النبی لا کذب ۔ انا ابن عبد المطلب ۔ اے اللہ اپنی نصرت نازل فرما ۔(سیرۃ الشامیہ ۶۱۰/۵)

کہتے ہیں کہ ہم لوگ تھے اللہ کی قسم جب جنگ گھمسان سے لڑی جارہی تھی ہم حضور ﷺ کے ساتھ اپنا بچاؤ کرتے تھے ۔ بے شک حضور ﷺ وہ شجاع تھے جن کے ساتھ بچاؤ کیا جاتا تھا ۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث عیسیٰ بن یونس سے ،اس نے زکریا سے ۔(مسلم ۔کتاب الجہاد والسیر ۔حدیث ۹۷ص۱۴۰۱/۳)

اور ہم نے اس کو روایت کیا ہے حدیث شبابہ بن عاصم سلمی میں یہ کہ نبی کریم ﷺ نے یوم حنین میں فرمایا تھا انا ابن العواتک ۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ،ان کو ابراہیم بن سلیمان برلسی نے ،ان کو محمد بن صباح نے ، ان کو ہشیم نے یحییٰ بن سعید سے ،اس نے عمرو بن سعید بن عاص سے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے شبابہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم حنین میں فرمایا تھا میں ابن عواتک ہوں ۔ تحقیق کہا گیا ہے کہ مروی ہے ہشیم سے ،اس نے یحییٰ بن سعید عمرو بن سعید بن عاص سے ۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوعبداللہ محمد بن عبیداللہ جرجانی نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن اسحق بن ابراہیم نے ، ان کو قتیبہ بن سعید نے ،ان کو ابوعوانہ نے قتادہ سے ۔یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض مغازی میں فرمایا تھا میں ابن عواتک ہوں ۔

قتیبہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی تین دادیاں بنوسُلیم سے تھیں ،ان کا نام عاتکہ تھا ۔لہٰذا جب آپ ﷺ فخر کرتے تو فرماتے تھے کہ میں ابن العواتک ہوں ۔

میں کہتا ہوں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ ان تین میں سے (۱) ام عبد مناف تھی (۲) ام ھاشم اور (۳) آپ ﷺ کی دادی تھیں بنوزہرہ کی طرف سے ۔

باب ۱۷۹

رسول اللہ ﷺ کا کفار کے چہروں پر پتھر پھینکنا

اور وہ رُعب جو اُن لوگوں کے دلوں میں ڈال دیا گیا اور فرشتوں کا نزول

اور اِن تمام انواع میں آثارِ نبوّت کا ظہور

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے املاءً ،انہوں نے حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ،انہوں نے بتایا کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ بن عبدالحکیم نے ،انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابن وہب نے ،ان کو حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ،ان کو محمد بن اسماعیل نے ۔ابوطاہر نے ،ابن وہب نے ،یونس نے زہری سے ،ان کو حدیث بیان کی ہے کثیر بن

عباس بن عبدالمطلب نے، وہ کہتے ہیں کہ عباس نے کہا کہ میں غزوۂ حنین میں حضور کے ساتھ موجود تھا میں عباس اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رسول اللہ کے ساتھ لازم وملزوم رہے، چپکے رہے۔ ان سے جدا نہیں ہوئے تھے۔ حضور اپنے سفید خچر پر سوار تھے جو حضور کو فروہ بن نفاثہ جذامی نے ہدیہ دیا تھا۔ جب مسلمان اور کفار ٹکرائے تو مسلمان پیٹھ پھیر گئے تھے۔ رسول اللہ نے ایڑ لگائی کفار کی طرف۔ عباس کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ کے خچر کی لگام تھامے ہوئے تھا اسے روکے ہوئے تھا کہ جانور جلدی نہ کرے اور ابوسفیان رسول اللہ کے رکاب تھامے ہوئے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عباس اصحاب سمرہ کو (یعنی اصحاب بیعت حدیبیہ) کو آواز لگایئے۔

عباس بلند اور قوی آواز والے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے بلند آواز کے ساتھ پکارا اے اصحاب سمرہ۔ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں نے آواز لگا کر ان اصحاب سمرہ کو ایسے متوجہ کر دیا جیسے گائے اپنے بچے کے پاس بھاگ کر آتی ہے وہ کہتے ہوئے بھاگے یا لبیکاہ یا لبیکاہ۔ چنانچہ اصحاب سمرہ اور کفار خوب لڑے اور قتال کیا۔ اور انصار میں پکار لگائی، کہتے ہیں کہ اے انصار کی جماعت، اس کے بعد دعوت بند کر دی گئی بنو حارث بن خزرج پر انہوں نے کہا اے بنو الحارث بن خزرج رسول اللہ ﷺ نے دیکھا وہ اپنے خچر پر تھے اُونچے ہو کر ان کے قتال کی طرف رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت گھمسان کی جنگ ہو رہی ہے۔

کہتے ہیں اس وقت رسول اللہ ﷺ نے کنکریاں اُٹھائی اور ان کو کفار کے چہروں پر پھینکا اور فرمایا شکست کھا گئے محمد کے رب کی قسم ہے۔ کہتے ہیں کہ میں بھی جا کر قتال کو دیکھنے لگا۔ میں نے دیکھا تو قتال خوف ناک صورت اختیار کر چکا تھا میری نظر میں۔ اللہ کی قسم اس کی وجہ اس کے سوا کوئی نہیں تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو کنکریاں ماری تھیں۔ میں ان کی تیزی مستقل دیکھتا رہا کمزوری تک اور ان کے با تدبیر کام کو۔

یہ الفاظ حدیث ابن عبدالحکم کے ہیں اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو طاہر سے۔

(مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۷۶ ص ۱۳۹۸/۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو اسحاق اور محمد بن رافع نے عبد الرزاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے، اس اسناد ساتھ اس کی مثل سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا ہے فروہ بن نعامہ جذامی اور کہا کہ یہ شکست کھا جائیں گے رب کعبہ کی قسم، اس نے یہ اضافہ کیا ہے حدیث میں، حتیٰ کہ اللہ نے ان کو شکست دی۔ کہتے ہیں کہ گویا میں آج بھی نبی کریم ﷺ کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ وہ ان لوگوں کے پیچھے اپنی سواری کو ایڑ لگا رہے ہیں۔

زہری نے کہا کہ عبدالرحمن بن ازہر حدیث بیان کرتے تھے کہ خالد بن ولید بن مغیرہ اس دن نکلے اور وہ گھڑ سوار دستے پر مقرر تھے رسول اللہ ﷺ کے گھوڑے پر۔ ابراہیم بن ازہر نے کہا ہے کہ پھر میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا اس کے بعد کہ اللہ نے کفار کو شکست دے دی۔ اور مسلمان واپس ہو گئے ان کی طرف چل رہے تھے مسلمانوں میں اور کہہ رہے تھے کون بتائے گا خالد بن ولید کے پیدل دستے کے بارے میں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے اسحاق سے اور محمد بن رافع سے سوائے روایت ابن ازہر کے۔ (مسلم ۱۳۹۹/۳)

سلمہ بن اکوع کا دشمن سے مقابلہ .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعلی حسین بن علی بن یزید حافظ نے، ان کو خبر دی ابویعلیٰ موصلی نے، ان کو زہیر نے بن حرب نے، ان کو عمرو بن یونس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عکرمہ بن عمار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ایاس بن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ جہاد کر رہے تھے حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ۔ جب ہم لوگ دشمن کے باہم مقابل ہوئے تھے میں آگے بڑھا اور گھاٹی کے اُوپر چڑھ گیا میں دشمن کے ایک آدمی کے سامنے آیا اور میں نے ایک تیر مارا، وہ مجھ سے چھپ گیا مجھ کو معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں ہے؟ اس کے بعد میں نے

لوگوں کی طرف دیکھا بس اچانک وہ تحقیق دوسری گھاٹی پر چڑھ آئے تھے۔ چنانچہ وہ لوگ اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ باہم ٹکرائے۔ لہٰذا اصحاب رسول اللہ واپس لوٹے میں بھی شکست خوردہ واپس لوٹا، میرے اُوپر دو چادریں تھیں میں نے ایک کا تہبند باندھا ہوا تھا اور دوسری کواُوپراوڑھا ہوا تھا۔

وہ کہتے ہیں اچانک میری تہبند کی چادر کھل گئی۔لہٰذا میں نے دونوں چادروں کو اکٹھا کرلیا اور شکست خوردہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا وہ اپنے سفید خچر پر تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا البتہ تحقیق ابن اکوع نے بڑی گھبراہٹ دیکھی ہے جب دشمنوں نے رسول اللہ پر حملہ کردیا تو آپ اپنے خچر سے اُترے اور آپ نے زمین کے اُوپر سے مٹی کی مٹھی اُٹھائی پھر دشمنوں کی طرف منہ کر کے فرمایا شاهت الوجوه ۔(رسوا ہوجائیں ذلیل ہوجائیں یہ چہرے)۔اللہ نے جس جس کو بھی پیدا کیا تھا اس کی آنکھیں مٹی سے بھر دی تھیں اس مٹی کی وجہ سے۔ چنانچہ دشمن پیٹھ پھیر کر بھاگے۔ یوں اللہ نے ان کو شکست دی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے مالوں کی غنیمتیں مسلمانوں میں تقسیم کیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں زہیر بن حرب سے۔(مسلم۔باب غزوہ حنین،حدیث ۸۱ص۱۴۰۲)

حضرت بلال ﷺ کا رسول اللہ ﷺ پر سایہ ...... (۴)ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے،وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابن جعفر اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن حبیب نے،ان کو ابوداؤد نے،ان کو حماد بن سلمہ نے یعلیٰ بن عطاء سے،اس نے عبداللہ بن بسار سے ان کی کنیت ابوہمام بیان کی جاتی ہے انہوں نے روایت کی ابوعبدالرحمن فہری سے،وہ کہتے ہیں ہم لوگ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ گرمی کے دن میں شدید گرمی تھی ہم لوگ درخت کے سائے تلے اُترے جب سورج ڈھل گیا تھا تو میں نے اپنی تلوار حمائل کی اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا وہ اس وقت اپنے خیمے میں تھے۔ میں نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ یا رسول اللہ کیا جنگ میں جانے کا وقت ہوگیا؟ آپ نے فرمایا، جی ہاں ہوگیا ہے۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،اے بلال! لہٰذا وہ درخت کے نیچے سے کود کر اُٹھا گویا کہ وہ حضور پر پرندے کی طرح سایہ کر کے کھڑا ہوگیا اور عرض کیا میں حاضر ہوگیا ہوں اور حاضری کی سعادت حاصل کر چکا ہوں اور میں آپ کے اُوپر قربان جاؤں۔حضور ﷺ نے فرمایا میرے لئے میرے گھوڑے پر زین کس دو۔چنانچہ وہ دو دو فتے (گدے) کھجور کی چھال کے بھرے ہوئے لایا ان دونوں میں بال یا کپڑے نہیں تھے۔

کہتے ہیں پھر حضور اپنے گھوڑے پر سوار ہوگئے پھر ہم پورے دن سفر کرتے رہے،پھر ہم لوگ دشمن سے جا ٹکرائے۔ دونوں طرف کے گھڑسواروں نے ایک دوسرے سے بدشگونی لی۔ ہم لوگوں نے ان دشمنوں کے ساتھ قتال کیا۔ چنانچہ مسلمان پیٹھ پھیر کر واپس لوٹ آئے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ چنانچہ رسول اللہ نے یہ فرمانا شروع کیا،اے اللہ کے بندو! میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔اے لوگو! میری طرف آؤ، میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔ پھر حضور اپنے گھوڑے سے اُتر پڑے۔

مجھے اس شخص نے حدیث بیان کی جو میری نسبت حضور کے قریب تھا کہ انہوں نے مٹی کا ایک تھال یا بڑی پلیٹ اُٹھائی اور اس سے کفار کے مونہوں پر مٹی ڈال دی اور فرمایا شاهت الوجوه ذلیل ہوجائیں یہ چہرے۔یعلیٰ بن عطاء نے کہا پس ہم نے ان کے بیٹوں کو خبر دی ان کے والدین کی طرف سے کہ انہوں نے کہا تھا ہم میں سے کوئی باقی نہیں بچا تھا مگر ہر ایک کا منہ اور آنکھیں مٹی سے بھر گئیں تھیں اور ہم نے آسمان سے ایک گھنٹی بجنے کی آواز سُنی تھی جیسے کوئی زنجیر وغیرہ لوہا لوہے کے تھال وغیرہ پر گزرتا ہے۔لہٰذا اللہ نے ان دشمنوں کو شکست دی۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو محمد بن احمد بن بالویہ نے،ان کو اسحاق بن حسن حربی نے،ان کو عفان بن مسلم نے،ان کو عبدالواحد بن زیاد نے،ان کو حارث بن حصیرہ نے،ان کو قاسم بن عبدالرحمن نے اپنے والد سے،وہ کہتے ہیں کہ ابن مسعود نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا حنین والے دن،لوگ ان سے پیٹھ پھیر گئے تھے۔ میں حضور کے ساتھ رہ گیا تھا ان اسی آدمیوں میں جو مہاجرین وانصار میں سے حضور کے ساتھ رہ گئے تھے۔ ہم لوگ اپنے قدموں پر کوئی اسی قدم دبکے تھے ہم پیٹھ پھیرنے والوں کے پیچھے نہیں گئے تھے۔ وہ تو وہ لوگ تھے جن پر اللہ نے سکینہ اُتارا تھا۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے خچر پر سوار تھے اور آگے آگے بڑھتے جا رہے تھے،ان کے خچر نے تیزی کی جس کی وجہ سے آپ زین کے اُوپر سے ذرا سے ہٹ گئے تھے۔ آپ نے اسی طرف زور بھرا تو میں نے کہا اُونچے ہو جائیں آپ ،اللہ تعالیٰ آپ کو اُونچا رکھے۔حضور نے فرمایا مجھے مٹی کی ایک مٹھی اُٹھا کر دو،میں نے اُٹھا کر دی۔حضور نے وہ مٹی کفار کے منہ پر ماری اور آپ نے ان کی آنکھوں کو مٹی سے بھر دیا اور فرمایا ،مہاجرین والانصار کہاں ہیں؟ میں نے بتایا کہ وہ بھی یہیں ہیں۔فرمایا کہ ان کو آواز لگاؤ میں نے آواز لگائی تو وہ لوگ تلواریں اُٹھائے آگئے جیسے کہ وہ آگ کے انگارے ہیں۔ لہٰذا مشرکین پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔(مسند احمد ۱/۴۵۴۔تاریخ ابن کثیر ۴/۳۳۲۔مجمع الزوائد ۶/۱۸۰)

ہوازن کے مقابلے پر حضور ﷺ کے ساتھ بارہ ہزار افراد تھے

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو خبر دی ابوالحسین محمد بن احمد بن تمیم قنطری نے ،ان کو ابوقلابہ نے ،ان کو ابوعاصم نے ،ان کو خبر دی عبداللہ بن عبدالرحمن طائفی نے ،ان کو خبر دی عبداللہ بن عیاض بن حارث انصاری نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ ہوازن کے پاس آئے بارہ ہزار افراد کے ساتھ۔ چنانچہ اہل طائف میں سے قتل کئے گئے تھے حنین میں مثل ان کے جو قتل کئے گئے تھے یوم بدر میں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کنکریوں کی مٹھی اُٹھا کر ہم لوگوں کے منہ پر ماری۔لہٰذا ہم شکست کھا گئے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے تاریخ میں ابوعاصم سے اور عیاض کی طرف نسبت نہیں کی۔(تاریخ ابن کثیر ۴/۳۳۲)

(۷) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ،ان کو احمد بن عبید،ان کو اسفاطی نے ،ان کو مسدد نے ،ان کو جعفر بن سلیمان نے ،ان کو عوف نے ،ان کو عبدالرحمن مولی اُم برثن نے اس شخص سے جو حنین میں موجود تھا اور کافر تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ باہم ٹکرائے تھے ہم اور رسول اللہ اور مسلمان۔ وہ نہیں رُکے تھے ہمارے لئے بکری دوہنے کی دیر (یعنی ذرا بھی مہلت نہ دی) ہم لوگ آئے اپنی تلوار رسول اللہ ﷺ کے آگے پھینک دیں حتیٰ کہ جب ہم ان کے اُوپر آن پہنچے تو اچانک ہمارے اور ان کے درمیان کئی آدمی تھے خوبصورت چہروں والے۔ انہوں نے کہا تھا شاھت الوجوہ یہ چہرے رسوا ہو جائیں واپس ہو جائیں۔ چنانچہ ہم لوگ اسی کلام کی وجہ سے شکست کھا گئے تھے۔
(تاریخ ابن کثیر ۴/۳۳۲۔مواہب ۳/۱۵)

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے ،ان کو یعقوب بن سفیان نے ، ان کو ابوسعید عبدالرحمن بن ابراہیم نے ،ان کو ولید بن مسلم نے ان کو محمد یعنی ابن عبداللہ شعبی نے حارث بن بدل نصری نے ایک آدمی سے اس کی قوم میں سے جو کہ یوم حنین میں حاضر تھا اور عمرو بن ثقفی نے ،ان دونوں نے کہا کہ مسلمان حنین والے دن شکست کھا گئے تھے نہ باقی رہے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مگر عباس بن عبدالملک اور ابوسفیان بن حارث۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے کنکریوں کی مٹھی بھری تھی اور اس کو ان کے چہروں پر مارا تھا۔ وہ کہتے ہیں لہٰذا ہم شکست کھا گئے تھے لہٰذا ہمیں ایسے لگا تھا گویا کہ ہر پتھر اور ہر درخت ایک گھڑ سوار ہے جو ہمیں تلاش کر رہا ہے۔ ثقفی نے کہا میں اپنے گھوڑے پر ہوتے ہوئے عاجز آگیا تھا حتیٰ کہ میں طائف چلا گیا تھا۔(البدایۃ والنہایۃ ۴/۳۳۲)

(۹) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ،ان کو احمد بن عبید صفار نے ،ان کو حدیث بیان کی کدیمی نے ،ان کو موسیٰ بن مسعود نے ،ان کو سعید بن سائب طائفی نے سائب بن یسار سے ،اس نے یزید بن عامر سوائی سے اس نے کہا تھا بٹنے کے وقت مسلمان بٹ گئے تھے یوم حنین میں۔ چنانچہ کفار ان کے پیچھے چلے آئے تھے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے زمین سے ایک مٹھی اُٹھائی پھر مشرکین کی طرف منہ کر کے اس کو ان کے چہروں پر پھینکا اور فرمایا واپس جاؤ رسوا ہو جائیں یہ چہرے۔ کہتے ہیں کہ ان میں سے ہر کوئی اپنے بھائی سے مل کر یہی شکایت کرتا کہ یار میری آنکھوں میں کچھ پڑ گیا ہے اور وہ آنکھیں مسلتا جاتا۔(تاریخ ابن کثیر ۴/۳۳۳)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عمر بن حمامی مقری نے بغداد میں ،وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن سلمان نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن سلام نے ،وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوحذیفہ نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے

اور الفاظ اسی کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن صفار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن محمد برتی قاضی نے، ان کو ابوحذیفہ نے، وہ کہتے ہیں ان کو سعید بن سائب بن یسار طائفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی میرے والد سائب بن یسار نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا یزید بن عامر سوائی نے وہ حنین حاضر تھا مشرکین کے ساتھ پھر اسلام لایا بعد میں۔ وہ کہتے ہیں پس ہم سوال کریں گے اس رعب کے بارے میں جو اللہ نے مشرکین کے دلوں میں ڈالا تھا یوم حنین کے دن کیسے کیا تھا۔ حضور ہمارے کنکریاں مارتے تھے وہ بجتا تھا۔ انہوں نے کہا ہم لوگ اس کو پاتے تھے یا محسوس کرتے تھے ہمارے پیٹوں کے اندر اسی کی مثل۔

اور حسن بن سلام کہتے ہیں کہ اپنے والد سے، اس نے یزید بن عامر سوائی سے، وہ کہتے ہیں ہم نے اس سے پوچھا رعب کیسے تھا؟ اس نے اس کو ذکر کیا۔ ابراہیم بن منذر اس کا متابع بیان کیا ہے معن سے، اس نے سعید بن سائب سے دونوں حدیثوں میں اکٹھے۔

(تاریخ ابن کثیر ۳۳۳/۴)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے (ح)۔ اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالحسین محمد بن حسین بن داؤد علوی رحمہ اللہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبید اللہ بن ابراہیم بن بالویہ مزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن یوسف سلمی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے ہمام بن منبہ سے، انہوں نے کہا یہ ہے وہ جو ہمیں حدیث بیان کی ابوہریرہ نے، وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں مدد کیا گیا ہوں رعب کے ساتھ اور میں جوامع الکلم دیا گیا ہوں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رافع سے، اس نے عبدالرزاق سے۔ (مسلم۔ کتاب المساجد، حدیث ۸ ص ۳۷۲/۱)

رسول اللہ ﷺ کی غیب سے حفاظت ہونا .... (۱۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد احمد بن عبداللہ مزنی نے، ان کو یوسف بن موسیٰ نے، ان کو ہشام بن خالد نے، ان کو ولید بن مسلم نے، ان کو عبداللہ بن مبارک نے ابوبکر ہذلی سے، اس نے عکرمہ مولیٰ ابن عباس سے، اس نے شیبہ بن عثمان سے، وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا یوم حنین میں تو میں نے ایک مرحلہ پر دیکھا کہ وہ اکیلے ہیں کوئی بھی ان کے ساتھ نہیں ہے۔ مجھے اپنا باپ اور چچا یاد آ گئے کہ ان کو علی اور حمزہ نے قتل کر دیا دونوں کو۔ میں نے دل میں ٹھان لی کہ آج میں محمد (ﷺ) سے اپنے خون کا بدلہ لے لوں گا۔

کہتے ہیں کہ میں گیا تاکہ محمد (ﷺ) دائیں سے حملہ کے لئے آؤں تو دیکھتا ہوں عباس بن عبدالملک دائیں طرف سے آ گئے جو آ کر ان کی حفاظت کے لئے کھڑے ہو گئے۔ ان کے اُوپر سفید زرہ تھی جیسے چاندی میں بنی ہوئی ہے وہ ان کا دفاع کرنے لگے۔ میں نے سوچا کہ یہ تو ان کا چچا ہے یہ ان کو اکیلا نہیں چھوڑے گا۔ پھر میں حملہ کرنے کے لئے حضور کے بائیں طرف سے آیا دیکھتا ہوں کہ اس طرف ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب آ جاتا ہے۔ میں نے سوچا کہ یہ تو ان کا چچازادہ ہے یہ ان کو اکیلا نہیں چھوڑے گا۔ پھر میں ان کے پیچھے سے آیا کوئی باقی نہیں تھا میں نے دیکھا کہ وہ میری تلوار کی زد میں ہیں میں یکبارگی حملہ کر دوں مگر اچانک میرے لئے ایک آگ کا شعلہ اُٹھا میرے اور اس کے درمیان جیسے بجلی کوندتی ہے۔ میں ڈر گیا کہ یہ مجھے کھا جائے گی۔ میں نے ڈر کے مارے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا اور فوراً پچھلے قدموں واپس لوٹا۔

اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے پلٹ کر مجھے دیکھا تو فرمایا، اے شیب میرے قریب آ جا۔ اور دعا کی :

اللهم اذهب عنه الشيطان ۔ (ترجمہ: اے اللہ! تو اس سے شیطان کو دور کر دے)۔

میں نے اپنی نظر اُٹھا کر دیکھا تو حضور مجھے اتنے پیارے لگے کہ میری آنکھوں سے بھی زیادہ اور کانوں سے بھی زیادہ اور فرمایا اے شیب کفار کو قتل کرو۔ تحقیق اس کا شاہد گزر چکا ہے مغازی محمد بن اسحاق یسار میں۔ (تاریخ ابن کثیر ۳۳۳/۴۔ سیرۃ ابن ہشام ۵۸/۴)

(۱۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو محمد بن بکیر نے، ان کو ایوب بن جابر نے صدقہ بن سعید سے، اس نے مصعب بن شیبہ سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں حنین والے دن رسول اللہ کے ساتھ نکلا۔ اللہ کی قسم نہ ہی مجھے اسلام نے نکالا نہ اسلام کی معرفت نے، بلکہ مجھے نفرت تھی کہ ہوازن قریش پر غالب نہ آ جائیں۔ میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔

یارسول اللہ ﷺ میں ابلق گھوڑوں کے سوار دیکھ رہا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا! اے شیبہ! بے شک شان یہ ہے کہ نہیں دیکھتا اس کو مگر کافر ہی۔ لہٰذا حضور نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مارا، پھر فرمایا:

اللھم اھد شیبۃ۔ (ترجمہ اے اللہ! شیبہ کو ہدایت دے دے)۔

پھر دوسری بار ہاتھ مارا۔ پھر فرمایا، اے اللہ! شیبہ کو ہدایت دے دے۔ پھر تیسری بار ہاتھ مارا اور فرمایا، اے اللہ! شیبہ کو ہدایت دے دے۔ اللہ کی قسم ابھی تیسری بار انہوں نے اپنا ہاتھ میرے سینے سے اُٹھایا نہیں تھا کہ حضور میرے نزدیک خدا کی ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہو گئے۔

اور انہوں نے حدیث ذکر کی ہے لوگوں کے ٹکرانے کی اور مسلمانوں کی شکست کی اور عباس کے ان کو پکارنے کی اور نبی کریم ﷺ کے مدد طلب کرنے کی یہاں تک کہ اللہ نے مشرکین کو شکست دے دی۔

آسمان سے چیونٹیاں اُترنا .... (۱۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو ان کے والد اسحاق بن یسار نے، اس سے جس نے ان کو حدیث بیان کی تھی جبیر بن مطعم سے، وہ کہتے ہیں کہ بے شک ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے حنین والے دن اور لوگ باہم قتال کر رہے تھے اچانک میری نظر پڑی ایک سیاہ کمبل پر جو نیچے آ رہی ہے آسمان سے حتیٰ کہ وہ ہمارے اور قوم کے درمیان آ گری۔ قریب سے دیکھا تو وہ بکھری ہوئی چیونٹیاں ہیں جن سے وادی بھر چکی ہے۔ پس نہ ہوئی مگر ہزیمت قوم کی۔ ہم لوگ شک نہیں کرتے تھے کہ ملائکہ ہیں۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۹۳۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۳۳)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ابن عوجاء نصری نے کہا تھا:

ولما دنونا من حنین ومائہ رأینا سوادًا منکر اللون اخصفا
وملمومۃ شہباء لو قذفوا بھا شماریخ من عود اذا عاد صفصفا
ولو ان قومی طاوعتنی سراتھم اذا ما لقینا العارض المتکشفا
اذا ما لقینا جند آل محمد ثمانین الفا واستمدوا بخندفا

اور مالک بن عوف نے کہا وہ اپنے اسلام کے بعد ان کی روانگی کا ذکر کر رہے تھے۔

اذکر مسیرھم للناس اذا جمعوا ومالك فوقہ الرایات تختفق
ومالك مالك ما فوقہ احدٌ یومی حنین علیہ التاج یاتلق
حتیٰ لقوا الناس حین الباس یقدمھم علیھم البیض والابدان والدرق

فضاربوا الناس لم یروا احدًا حول النبی و حتی جنة العسق

حتی فنزل جبرائیل بنصرهم فالقوم منهزم منهم و معتلق

منا ولو غیر جبرائیل یقاتلنا لمنعتنا اذا اسیافنا الغلق

وقد وفی عمر الفاروق اذ هزموا بطعنة بل منها سرجه العلق

باب ۱۸۰

قصۂ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مقتول کا سامان سلب کرنے کی بابت اور قصۂ اُمِ سُلیم رضی اللہ عنہا یوم حنین میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے، ان کو ابوبکر محمد بن بکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو قعنبی نے مالک سے، اس نے یحییٰ بن سعید سے، اس نے عمر بن کثیر بن افلح سے، اس نے ابومحمد مولی ابوقتادہ سے، اس نے ابوقتادہ سے کہ انہوں نے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تھے حنین والے سال۔ جب مشرکین سے مقابل ہوئے تو مسلمانوں کا ایک حلقہ بنا ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ میں نے مشرکین میں سے ایک آدمی کو دیکھا۔ وہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی پر چڑھ آیا۔ میں اس کے گرد گھوم گیا حتیٰ کہ میں اس کے پیچھے آ گیا، میں نے اس کو تلوار کے ساتھ رگ گردن پر مارا۔ اس نے پلٹ کر مجھے اس قدر بھینچا کہ میں نے اس کی شدت سے موت کی بو پالی۔ اس کے بعد اس کو موت نے پالیا یعنی وہ مر گیا۔ اس نے مجھے چھوڑ دیا۔

میں عمر بن خطاب سے جاملا۔ میں نے ان کو بتایا کہ کیا ہو گیا ہے لوگوں کو؟ انہوں نے بتایا کہ بس اللہ کی مرضی ہے (یعنی لوگ شکست خوردہ ہو رہے ہیں)۔ اس کے بعد لوگ واپس لوٹے اور رسول اللہ بیٹھ گئے اور فرمانے لگے جو شخص کسی کو قتل کر کے آئے گا اور اس کے پاس اس کا گواہ بھی موجود ہو گا تو اس مقتول کا سارا سامان اسی کو ملے گا۔

کہتے ہیں کہ میں کھڑا ہو گیا، میں نے کہا کون میرے لئے گواہی دیتا ہے پھر میں بیٹھ گیا۔ دوبارہ حضور نے اعلان کیا جو شخص کسی کافر کو قتل کر کے آئے اور اس کے پاس گواہ ہو امقتول کا سارا سامان اسی کا ہے۔ کہتے ہیں میں دوبارہ کھڑا ہو گیا کہ کون میرے لئے گواہی دیتا ہے؟ پھر میں بیٹھ گیا۔ پھر تیسری بار حضور ﷺ نے اعلان فرمایا، پھر میں کھڑا ہو گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا، تمہیں کیا ہوا اے ابوقتادہ؟ میں نے حضور کے سامنے اپنے مقتول کا قصہ بیان کیا۔ لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ سچ کہتا ہے اور اس کے مقتول کا چھینا ہوا سامان میرے پاس ہے۔ آپ ابوقتادہ کو میری طرف سے دے کر راضی کر لیں اور وہ سامان مجھے دے دیں۔ ابوبکر صدیق نے کہا نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ حضور ﷺ متوجہ ہوتے ہیں۔

اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کی طرف جو لڑتا ہے اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف سے۔ اور کیا حضور اس کا چھینا ہوا مال تجھ کو دے دیں۔ رسول اللہ نے فرمایا، ابوبکر نے سچ کہا ہے تم وہ سامان ابوقتادہ کو دے دو۔ ابوقتادہ کہتے ہیں اس شخص نے وہ چھینا ہوا مال مجھے دے دیا۔ میں نے اس کی زرہ فروخت کر کے ایک باغ خریدا، یہ پہلی جائیداد تھی جو میں نے اسلام میں بنائی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قعنبی سے۔ (بخاری۔ کتاب البیوع والسیر۔ حدیث ۱۳۴ ص ۱۴۴۲)

(۲) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم بن عین مصری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا مالک بن انس سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن سعید نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ اسی مذکور کی مثل۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوطاہر سے، اس نے ابن وہب سے۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۴۱ ص ۳/۱۳۷۰)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو عبدالواحد بن غیاث نے، ان کو حماد بن سلمہ نے اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ سے، اس نے انس بن مالک سے یہ کہ قوم ہوازن یوم حنین میں اپنے بچوں اور عورتوں اور اونٹوں بکریوں سمیت آئے تھے۔ انہوں نے سب چیزوں کی صفیں اور قطار بنادیں تھیں تاکہ وہ رسول اللہ ﷺ پر اپنی کثرت دکھائیں۔ لہٰذا جب مسلمان اور مشرکین نے باہم مقابلہ کیا تو پہلے پہل مسلمان پیٹھ دے کر بھاگ گئے، جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

تو رسول اللہ ﷺ نے اعلان کیا تھا، اے اللہ کے بندو میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔ پھر فرمایا، اے انصار کی جماعت میں اللہ کا بندہ ہوں اور رسول ہوں۔ پھر اللہ نے مشرکین کو شکست دی۔ حالانکہ نہ کسی کو تلوار کا زخم لگانہ ہی نیزے کا چھباؤ۔ نبی کریم نے اس دن فرمایا جو شخص کسی کافر کا قتل کر کے آئے اس کا چھینا ہوا مال اس کو ملے گا۔ لہٰذا ابوطلحہ نے، اس نے بیس کافروں کو مارا تھا اور ان کا سامان بھی لیا تھا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو عبدالواحد بن غیاث نے، ان کو حماد بن سلمہ نے اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ سے، اس نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں ابوطلحہ اُم سُلیم سے ملے تھے حنین والے دن، اُم سُلیم کے پاس ایک خنجر تھا۔ اس نے کہا اے اُم سُلیم یہ آپ کے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نے سوچا ہے کہ اگر کوئی فرد میرے قریب آئے گا تو میں یہ اس کے پیٹ میں اُتار دوں گی۔

ابوطلحہ نے نبی کریم ﷺ کو یہ بات بتائی۔ اُم سلیم نے عرض کی یا رسول اللہ کیا میں قتل کر دوں؟ اس کو جو ہم سے عداوت رکھتے ہیں طلقاء ہی سے جو آپ سے شکست کھا چکے ہیں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا، اے اُم سلیم بے شک اللہ عزوجل تحقیق کافی ہے اور وہ بہتر کرتا ہے۔

اس کو مسلم نے نکالا ہے صحیح میں دوسرے طریق حماد بن سلمہ سے۔

(۵) ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے، ان کو عباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ کعب بن مالک نے کہا جب رسول اللہ ﷺ مکہ سے فارغ ہو گئے اور حنین سے بھی اور طائف جانے کا طے کر لیا۔

وقضينا من تهامة كل ريب　　　وخيبر ثم أجممنا السيوفا

نخبرها ولو نطقت لقالت　　　قواطعهن دوسا او ثقيفا

فلست لحاضن ان لم تروها　　　بساحة داركم منا الوفا

اس نے دو شعر دیگر بھی ذکر کئے ہیں:

نجالد ما بقينا او تنيبوا　　　الى الاسلام اذعانا مضيفا

لامر الله والاسلام حتى　　　يقوم الدين معتدلا حنيفا

☆☆☆

باب ۱۸۱

جیش اوطاس کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابویعلی نے، ان کو ابوکریب نے، ان کو ابواسامہ نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعمرو نے، ان کو خبر دی ابوبکر نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو ابوعامر اشعری نے، وہ عبداللہ بن براد ہی ہیں۔ ان کو ابواسامہ نے برید سے، اس نے ابوبردہ سے، اس نے ابوموسیٰ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ فارغ ہوئے تھے غزوہ حنین سے تو آپ نے ابوعامر کو بھیجا تھا ایک لشکر پر مقرر فرما کر مقام اوطاس کی طرف۔ انہوں نے وہاں جا کر درید بن صمہ سے مقابلہ کیا تھا۔ چنانچہ درید مارا گیا تھا اور اللہ نے اس کے ساتھیوں کو شکست دی تھی۔

ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ (حضور ﷺ نے) مجھے بھیجا تھا ابوعامر کے ساتھ۔ کہتے ہیں کہ ابوعامر کو گھٹنے پر تیر لگا تھا بنوجشم کے ایک آدمی نے ان کو تیر مارا تھا جو کہ ان کے گھٹنے میں پیوست ہو کر رہ گیا تھا تو میں پہنچا ابوعامر کے پاس، اس سے کہا آپ کو کس نے یہ تیر مارا، تو ابوعامر نے ابوموسیٰ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ یہ شخص میرا قاتل ہے تم دیکھ لو یہی ہے جس نے مجھے تیر مارا ہے۔ ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے اس کا پیچھا کیا۔ لہٰذا میں اس کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے جب مجھے دیکھا تو وہ مجھ سے پیٹھ دے کر بھاگنے لگا میں بھی اس کے پیچھے لگا اور میں اس کو غیرت دلانے لگا کیا تجھے حیا نہیں آتی؟ کیا تو عربی نہیں ہے؟ کیا تو رکتا نہیں ہے؟ لہٰذا یہ سن کر وہ رُک گیا۔ لہٰذا ہم دونوں بھڑ گئے۔ اس نے مجھ پر اور میں نے اس پر وار کئے۔ بہر حال میں نے اس کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد میں ابوعامر کے پاس آیا اور میں نے اس سے کہا تحقیق اللہ نے قتل کر دیا ہے تیرے قاتل کو۔ ابوعامر نے کہا کہ یہ تیر بھی کھینچ لیجئے میں نے اس کو کھینچا تو اس سے پانی بہہ نکلا۔

اس نے کہا: اے میرے بھتیجے! آپ جائیے رسول اللہ کی خدمت میں، ان کو میرا اسلام کہئے پھر کہئے کہ ابوعامر آپ سے عرض کرتے ہیں کہ آپ میرے لئے استغفار کریں۔ کہتے ہیں اس کے بعد ابوعامر نے مجھے لوگوں پر اپنا خلیفہ اور نائب بنا دیا تھوڑی سی دیر کے بعد وہ فوت ہو گئے۔

جب میں واپس آیا نبی کریم ﷺ کے پاس داخل ہوا حضور اس وقت (یہ بھی روایت میں نہیں ہے) گھر میں موجود تھے تخت کے اُوپر جس پر ریت ڈالی ہوئی تھی اور اس پر بستر پڑا ہوا تھا حضور کے پہلو اور پیٹھ پر بستر کے نشان تھے۔ میں نے جا کر حضور کو اپنی خبر سنائی اور ابوعامر کی خبر سنائی اور میں نے ان سے کہا کہ ابوعامر نے آپ سے دعا اور استغفار کی درخواست کی تھی۔ حضور ﷺ نے پانی منگوایا وضو کیا اس کے بعد آپ ﷺ نے ہاتھ اُوپر اُٹھائے اور کہا:

اللهم اغفر لابی عامر عبدك۔ (ترجمہ: اے اللہ! اپنے بندے ابوعامر کو معاف فرما دے)۔

ہاتھ اس قدر اونچے اٹھائے کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی۔

اس کے بعد فرمایا، اے اللہ! اس کو قیامت کے دن اپنی بہت سی مخلوق سے برتر کیجئے گا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے لئے بھی دعا کیجئے، آپ نے دعا کی اے اللہ! عبداللہ بن قیس کے گناہ معاف فرما اور قیامت کے دن اس کو عزت والے مقام میں داخل فرما۔ ابوبردہ کہتے ہیں کہ ایک دعا ابوعامر کے لئے دوسری ابوموسیٰ کے لئے تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابوکریب سے اور مسلم نے ابوکریب سے اور عبداللہ بن براد سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۲۳۔ فتح الباری ۴۱/۸۔۴۲۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۶۵ ص ۱۹۴۳/۴۔۱۹۴۴)

تذکرہ شہداء غزوۂ حنین .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ جب مشرکین شکست کھا گئے تو وہ طائف میں آئے۔ ان کے ساتھ مالک بن عوف بھی تھے اور ان میں سے کچھ وادی نخلہ کی طرف چلے گئے تھے، جو نخلہ کی طرف گئے تھے ان میں بنو ثقیف میں سے کوئی نہیں تھا سوائے بنو غیرہ کے۔

رسول اللہ ﷺ کے گھڑ سوار مجاہدین نے ان مشرکین کا تعاقب کیا تھا جو نخلہ کی طرف گئے تھے اور ان کا پیچھا نہیں کیا تھا جو گھاٹیوں میں چلے گئے تھے۔ ربیعہ بن رفیع بن وہبان بن ثعلبہ بن ربیعہ بن یربوع بن عوف بن امراء القیس نے درید بن صمہ کو پالیا (ربیعہ کو ابن لذعہ کہا جاتا تھا لذعہ اس کی ماں تھی وہ اس کے نام پر غالب آگئی تھی)۔ ربیعہ نے ابن صمہ کے اونٹ کی نکیل پکڑ لی تھی وہ یہ سمجھا کہ اس کی بیوی نے پکڑی ہے کیونکہ وہ کجاوے تھا اس نے محسوس کیا کہ کوئی کسی آدمی نے سواری کو بٹھایا تو دیکھا کہ اس میں تو شیخ کبیر ہے (بڑا بوڑھا) دیکھا تو وہ درید تھا غلام نے اس کو نہیں پہچانا۔ درید نے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے بتایا کہ تجھے قتل کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے بتایا میں ربیعہ بن رفیع سلمی ہوں۔

کہتے ہیں اس نے اس کے بعد اپنی تلوار سے اس کو مارا مگر وہ کچھ بھی نہ کرسکا۔ درید نے کہا بہت برا ہے جو تیری ماں نے تجھے اسلحہ سکھایا ہے لیجئے میری ہودج اور چھپر کھٹ کے پیچھے میری تلوار لے لیجئے، اس کے بعد وہ تلوار ماریئے، ہڈیوں سے اٹھایئے اور دماغ سے اتاریئے۔ میں اسی طرح مردوں کو قتل کیا کرتا تھا۔ جب تم اپنی ماں کے پاس جاؤ تو اس کو بتانا کہ تم نے درید بن صمہ کو قتل کردیا ہے۔

بعض دن اللہ کی قسم تحقیق میں نے روکا ہے تم میں تیری عورتوں کو چنانچہ اس نے اسے قتل کردیا۔ بنو سُلیم نے گمان کیا کہ ربیعہ نے جب اس کو تلوار ماری اور وہ گرا تو اس کا ستر کھل گیا، اس نے دیکھا تو فرجین کے درمیان کی جگہ اور اس کی رانوں کے اندر کا حصہ سفید ہوچکا تھا کاغذ کی مثل گھوڑوں پر سواری کرنے کی وجہ سے، ننگی پیٹھ گھوڑوں کی وجہ سے۔ ربیعہ جب واپس آیا تو اس نے اپنی ماں کو اس کے قتل کی خبر دی۔ تو وہ کہنے لگی البتہ تحقیق آزاد کردیا تھا اس نے تیری کئی ماؤں کو۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۹۷۔ ۶۸)

ابن اسحاق نے کہا ہے اور رسول اللہ نے بھیجا تھا ابوعامر اشعری کو ان لوگوں کے تعاقب کے لئے جو اوطاس کی طرف منہ کر کے گئے تھے۔ چنانچہ اس نے بعض ان لوگوں کو پالیا جو شکست کھا گئے تھے۔ تو ان لوگوں نے اس کا قتال کیا اس کو تیر مارا گیا جس سے وہ شہید ہوگئے اور ابوموسیٰ اشعری نے جھنڈا لے لیا وہ ان کے چچا کے بیٹے تھے اس نے ان سے قتال کیا اور اس نے ان پر فتح حاصل کرلی، اللہ نے ان لوگوں کو شکست دی۔ اہل مغازی نے گمان کیا ہے کہ سلمہ بن درید ہی تھا جس نے ابوعامر کو تیر مارا تھا اور وہ اس کے گھٹنے پر لگا تھا جس نے اس کو قتل کردیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۶۹)

کہتے ہیں کہ جنگ حنین والے دن جو مسلمان شہید ہوئے تھے قریش میں سے اور بنو ہاشم میں سے وہ مندرجہ ذیل تھے:

بنو ہاشم میں سے: ایمن ابن عبید۔

اور بنو اسد عبدالعزیٰ میں سے: یزید بن زمعہ بن الاسود بن عبدالمطلب جس کے ساتھ گھوڑے نے سرکشی کی تھی اور مارا گیا تھا۔

اور انصار میں سے: سراقہ بن حارث بن عدی عجلانی اور ابوعامر اشعری۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس حنین کے قیدی جمع کیے گئے اور ان کے مال۔ حنین والے دن غنیمتوں پر جو شخص مقرر تھے وہ مسعود بن عمرو تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا قیدیوں اور مال کے بارے میں جعرانہ کی طرف، وہ وہیں روک لیا گیا اور قیدیوں پر محمیہ بن جز کو مقرر کیا گیا جو کہ قریش کا حلیف تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۳۔ ۷۲)

☆☆☆

باب ۱۸۲

نبی کریم ﷺ کا طائف کی طرف روانہ ہونا

یہ شوال ۸ھ کا واقعہ ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو عثمان بن صالح نے ابن لہیعہ سے، ان کو ابوالاسود نے عروہ سے (ح)۔ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے قتال کیا تھا یوم حنین میں اور طائف کا محاصرہ کیا تھا ماہ شوال ۸ھ میں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، اس کو ابوعلاثہ نے، انہیں ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو ابوعتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرۃ نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے، ان دونوں نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ طائف کی طرف روانہ ہوگئے اور قیدیوں کو مقام جعرانہ میں چھوڑ گئے تھے مکے کی جھونپڑیاں اور خیمہ ان سے بھر گئے تھے۔ وہاں جا کر رسول اللہ ایک اونچی جگہ پر اترے تھے طائف کے قلعے کے پاس تقریباً دس راتیں رہے۔ حضور اور صحابہ کرام ان سے لڑتے رہے اور ان سے ثقیف لڑتے رہے قلعے کے پیچھے سے پتھروں اور تیروں کے ساتھ۔ ان کی طرف کوئی ایک بھی باہر نکل کر نہیں آیا سوائے ابوبکرہ بن مسروح کے جو زیاد کا ماں کی طرف سے بھائی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو آزاد کر دیا تھا زخمی بہت ہو گئے تھے۔ مسلمانوں نے کافی مقدار میں ان کے انگور کے باغ ضائع کیے تاکہ وہ اس طرح کفار کو غصہ دلائیں (اور وہ مقابلے پر نکلیں)۔ بنوثقیف والوں نے کہا تھا کہ تم لوگ مال و متاع خراب نہ کرو یہ تو ہمارے یا پھر تمہارے کام آئے گا۔ مسلمانوں نے حضور سے قلعے کے اوپر چڑھنے کی اجازت مانگی تو رسول اللہ نے فرمایا، میں نہیں سمجھتا کہ ہم اس کو فتح کر لیں گے اور ہمیں ابھی تک اس کی اجازت بھی نہیں دی گئی ہے۔ یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ کے۔ اور عروہ اسی کے مفہوم میں ہے۔

موسیٰ کہتے ہیں اور اہل مغازی نے دعویٰ کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ طائف کی جانب لوٹے تھے تو آپ نے حکم دیا تھا کہ مالک بن عوف کا محل جلا دیا جائے اور وہ جلا دیا گیا تھا۔ وہاں پر ایک آدمی بیڑی ڈالا گیا تھا جس کو قتل کر دیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ بے شک وہ پہلا آدمی تھا جو قیدی بیڑی ڈالا گیا تھا اسلام میں۔

اور عروہ نے اپنی روایت میں اضافہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا جس وقت انہوں نے ثقیف کا محاصرہ کیا تھا کہ مسلمانوں میں سے ہر شخص ان لوگوں کے پانچ پانچ کھجور کے درخت کاٹ ڈالے، یا ان کے انگوروں کے پانچ پانچ چھتریاں کاٹ ڈالے۔

عمر بن خطاب حضور ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ بے شک یہ تو عفاء ہیں ان کا پھل بھی نہیں کھایا جائے گا۔ حضور ﷺ نے حکم دیا ان کو کاٹ دیں جن کا پہلا پھل کاٹا جا چکا ہے پھر پہلا۔ آپ نے اعلان کرنے والا بھیجا اس نے اعلان کیا کہ جو شخص قلعہ میں سے نکل کر ہمارے پاس آجائے وہ آزاد ہے۔ لہٰذا اس اعلان کے بعد کچھ افراد ان میں سے اتر آئے۔ ان میں سے ایک ابوبکرہ بن مسروح زیاد بن ابو سفیان کا مادرزاد بھائی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو آزاد کر دیا تھا۔ اور ایک ایک آدمی کو ایک ایک مسلمان کے حوالے کیا جو اس کی ذمہ داری اٹھائے اور اس کی عیال داری کرے۔ (الدرر لابن عبدالبر ۲۲۸-۲۲۹۔ تاریخ ابن کثیر ۳۴۵/۴-۳۴۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ قیدیوں کو اور اموال غنیمت کو مقام جعرانہ میں محفوظ اور بند رکھا جائے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ طائف کے قریب اترے اور آپ کے لشکر نے حملہ کیا جس سے آپ کے اصحاب میں سے کچھ لوگ تیروں کے ساتھ قتل کر دیئے گئے۔

یہ اس لئے ہوا کہ لشکر قریب ہو چکا تھا طائف کی دیوار کے پاس تیر ان کو پہنچ سکتا تھا اور مسلمان ان کے باغ میں یا چہار دیواری میں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ جب یہ چند آدمی کام آ گئے تو لشکر کا ٹھکانہ اُٹھا دیا گیا اس جگہ پر جہاں آج طائف کی مسجد ہے۔ حضور ﷺ نے بیس راتوں سے زیادہ ان کا محاصرہ جاری رکھا۔ حضور کی ازواج مطہرات میں سے دو عورتیں بھی ساتھ تھیں۔ ایک اُم سلمہ بنت ابوامیہ تھیں، جب بنوثقیف مسلمان ہو گئے تو جس جگہ پر رسول اللہ ﷺ نے مصلی بچھا کر نماز پڑھائی تھی اس جگہ پر ابوامیہ بن عمرو بن وہب نے مسجد تعمیر کی تھی۔ اس مسجد میں ایک ستون تھا جس پر سورج کا گزر نہیں ہوتا تھا پورے سال بھر میں۔ اس کے مطابق جو ذکر کرتے ہیں مگر اس کے لئے سُنی گئی تفتیش۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۹۸)

(۴) مروی ہے ابواسحاق بن عبداللہ بن مکدم ثقفی سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اہل طائف کا محاصرہ کیا تھا تو ان کے غلاموں میں سے ایک غلام ابوبکرہ ان کی طرف نکل آیا، وہ غلام تھا حارث بن کلدہ کا اور منبعث نام تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں دراصل اس کا نام مضطجع تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام منبعث رکھا تھا۔

کہتے ہیں تحنس اور وردان بھی ان کے غلاموں کے ایک گروہ میں تھے اور مسلمان ہو گئے تھے۔ جب اہل طائف کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو وہ مسلمان ہو گئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ہمارے غلام ہمیں واپس لوٹا دیں جو آپ کے پاس آ گئے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ نہیں وہ اللہ کے آزاد کردہ ہیں (یعنی اللہ نے ان کو اسلام کے ذریعہ آزادی دی ہے)۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ہر آدمی پر اس کے غلام اور ولاء اسی پر لوٹا دیا اور اس کو اس کے ذمہ لگا دیا۔

تیر نشانے پر لگنا اور جنت میں درجہ ملنا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو عثمان بن احمد بن عبداللہ زاہد نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرحمن بن محمد بن منصور نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے معاذ بن ہشام نے، ان کو ان کے والد نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، دونوں نے کہا ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ہشام بن سنبر سے، اس نے قتادہ سے، اس نے سالم بن ابو الجعد سے، اس نے معدان بن طلحہ سے، اس نے ابونجیح سلمی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طائف کے محل کا محاصرہ کیا تھا۔ میں نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے جو شخص ایک تیر نشانے پر پہنچائے گا اس کے لئے جنت کا ایک درجہ ہے۔ میں نے اس دن سولہ تیر نشانے پر پہنچائے تھے (یعنی صحیح نشانے مارے کافروں کو)۔

نیز میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا فرما رہے تھے جو شخص اللہ کی راہ میں ایک تیر پھینکے گا وہ عدل ہے آزاد کرنے والا۔ اور جو شخص اللہ کی راہ میں بوڑھا ہوا اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگا اور جو شخص کسی مسلمان آدمی کو آزاد کرے گا بے شک اللہ اس کی ہڈیوں میں سے ہر ہڈی کو آزاد کرانے والے کی ہر ہڈی کا بدلہ اور حفاظت کا ذریعہ بنا دے گا۔

اور جو مسلمان عورت کسی مسلمان عورت کو آزاد کرے گی اللہ تعالیٰ کرنے والے ہیں اس کے لئے اس کی ہر ہر ہڈی کو آزاد کرنے والی ہر ہر ہڈی کا بدلہ اور بچاؤ اور حفاظت کا ذریعہ آگ سے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۳۴۹)

دونوں حدیثوں کے الفاظ برابر ہیں۔

مخنث سے پردہ کا حکم .... (٦) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے زینب بنت اُم سلمہ نے اُم سلمہ سے، وہ کہتی ہیں کی میرے پاس ایک مخنث (ہیجڑا) تھا۔ اس نے عبداللہ میرے بھائی سے کہا اگر اللہ نے صبح تم لوگوں کو فتح طائف دی تو میں تجھے غیلان کی بیٹی دکھاؤں گا۔ وہ سامنے آتی ہے چار چار سلوٹ پڑ جاتے ہیں، اور اگر پیٹھ پھیر کر جاتی ہے تو پیچھے سے آٹھ آٹھ بل پڑ جاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات سُن لی تو فرمایا، یہ لوگ یعنی ہیجڑے تم لوگوں کے پاس اندر نہ آیا کریں۔

(بخاری۔ المغازی۔ حدیث ۴۳۲۴۔ فتح الباری ۴۳/۸۔ مسلم۔ کتاب السلام۔ حدیث ۳۲ ص ۱۷۱۵)

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں کئی طرق سے، ہشام سے یہ حدیث دلیل ہے اس بات سے کہ ہیجڑوں سے پردہ لازم ہے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ نے، ان کو عباس نے، ان کو احمد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی خالہ فاختہ بنت عمرو بن عائذ کا ایک مخنث (ہیجڑا) غلام تھا۔ اسے ماتع کہتے تھے۔ وہ رسول اللہ کی عورتوں کے پاس آتا جاتا تھا اور آپ کے گھر میں ہوتا تھا اور رسول اللہ یہ نہیں سمجھتے تھے کہ وہ کچھ سمجھتا ہے عورتوں کے معاملات کو جیسے مردان کو سمجھتے ہیں اور یہ نہیں سمجھا جاتا تھا کہ اس بارے میں اس کی کوئی خواہش بھی ہوتی ہے۔

حضور ﷺ نے اس کو سنا کہ وہ خالد بن ولید سے کہہ رہا تھا۔ اے خالد اگر رسول اللہ نے طائف کو فتح کرلیا تو تم سے بادیہ بنت غیلان بچ کر نا جائے (یعنی تم اس کو ضرور دیکھنا) بے شک اس کے سامنے سے چار شکن ہوتے ہیں اور پیچھے سے آٹھ سلوٹ پڑتے ہیں (جب چلتی ہے) رسول اللہ ﷺ نے اس کی یہ بات جب سنی تو فرمایا، میں نہیں سمجھتا کہ یہ خبیث یہ باتیں سمجھتا اور محسوس کرتا ہے جو میں محسوس کررہا ہوں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے اپنی عورتوں سے کہا تمہارے پاس یہ خبیث ہرگز داخل نہ ہونے پائے۔ لہٰذا اس کو رسول اللہ ﷺ کے گھر سے روک دیا گیا۔

(تاریخ ابن کثیر ۳۴۹/۴)

اسلام میں منجنیق کا استعمال .... (۸) اور اس میں جو ہمارے شیخ ابو عبداللہ حافظ نے ذکر کیا ہے اس حصے میں جس کو میں نے اپنے سماع میں نہیں پایا۔ تحقیق اس نے مجھے اس کے بارے میں خبر دی تھی بطور اجازت کے یہ کہا ابو عبداللہ اصفہانی نے ان کو خبر دی ہے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے اپنے شیوخ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا تھا طائف کے قلعے کے بارے میں۔

چنانچہ سلمان فارسی نے آپ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ ان کے قلعہ کو نشانہ بنانے کے لئے منجیق (توپ دستی) نصب کریں۔ ہم لوگ ارض فارس میں ہوتے تو منجنیق نصب کی جاتیں قلعوں پر اور ہمارے اوپر بھی کی جاتیں۔ ہم اپنے دشمنوں کو مارتے اور وہ ہمیں منجنیق سے نشانہ بناتے۔ اگر منجیق نہ ہوتو (محاصرہ) اور ٹھہرنا طویل ہوجائے گا۔ حضور ﷺ نے حکم دیا اور دستی منجنیق انہوں نے بنائی یعنی سلمان نے خود بنائی۔ اس کو طائف کے قلعے پر نشانہ بازی کے لئے نصب کیا گیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ یزید بن زمعہ منجنیق لایا اور دبابتین (بکتر بند)۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ طفیل بن عمرو لایا یعنی اس نے بنائی اور یہ بھی کیا جاتا ہے کہ خالد بن ولید نے بنائی اور بنوثقیف نے ان پر لوہے کے آگ میں گرم شدہ ٹکڑے پھینکے، جس سے دبابہ جل گئی۔

اس کے بعد رسول اللہ نے ان کے انگوروں کے باغ جلانے کا حکم دیا۔ لہٰذا سفیان بن عبداللہ ثقفی نے اعلان کیا کہ تم لوگ ہمارے مال کیوں ضائع کررہے ہو؟ اگر تم لوگ ہمارے اوپر غالب آ گئے تو تم ہی ان کو لے لو گے یا پھر آپ لوگ ان کو چھوڑ دو گے اللہ کے لئے اور رحم وقرابت کی وجہ سے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں ان اموال کو چھوڑے دیتا ہوں اللہ کے لئے اور رحم ورشتہ وقرابت کے لئے سو آپ نے چھوڑ دیئے۔

بنوالاسود بن مسعود نے کہا تھا ابوسفیان بن حرب سے اور مغیرہ بن شعبہ سے کہ دونوں رسول اللہ ﷺ سے بات چیت کرو کہ وہ ہمیں چھوڑ دیں اللہ کے لئے اور قرابت داری کے لئے۔لہٰذا ان دونوں نے رسول اللہ سے بات کی اور رسول اللہ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔

(مغازی للواقدی ۳/ ۹۲۷_۹۲۸)

باب ۱۸۳

عُیینہ بن حصن بن بدر کا اجازت طلب کرنا بنو ثقیف کے پاس جانے کے لئے

اور اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول کو مطلع کرنا اس پر جو کچھ اس نے ان لوگوں سے کہا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے ،ان کو ابوعلاثہ نے۔وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے ،وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے ،اس نے عروہ سے۔وہ کہتے ہیں کہ عیینہ بن بدر آیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا۔اس نے کہا مجھے اجازت دیجئے یہ کہ میں ان لوگوں سے بات چیت کروں شاید کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے۔حضور ﷺ نے اس کو اجازت دے دی ،وہ چلا گیا۔حتیٰ کہ ان کے قلعے میں ان کے پاس داخل ہوا اور اس نے جا کر ان سے کہا کہ میرے باپ کی قسم تم لوگ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہو۔اللہ کی قسم البتہ ہم لوگ غلاموں سے زیادہ ذلیل اور کمزور ہیں۔اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر (محمد ﷺ) کے ساتھ واقعہ پیش آگیا تو تم لوگ لازمی طور پر عرب کے مالک بن جاؤ گے عزت کے ساتھ اور غلبہ کے ساتھ۔لہٰذا تم لوگ اپنے قلعے کو مضبوطی سے تھامے رہو اور اپنے آپ کو سنبھال کر رکھو اس بات سے کہ تم اپنا ہاتھ دو (یعنی بیعت نہ کرنا)۔اور یہ درخت وغیرہ بھی زیادہ تر نہ کاٹنے دینا۔اس کے بعد عیینہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ آیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ اے عیینہ تم نے کیا کہا ہے ان لوگوں سے؟ بولا کہ میں نے ان لوگوں سے یہ کہا ہے کہ آپ ﷺ نے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی ہے اور ان کو اسلام لانے کا حکم دیا ہے۔اور آپ ﷺ نے انہیں جہنم سے ڈرایا ہے اور آپ نے ان کو جنت کا راستہ دکھایا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تم جھوٹ بولتے ہو بلکہ تم نے ان سے ایسے ایسے کہا ہے۔حضور ﷺ نے اس کو اس کی پوری بات بتا دی۔اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے سچ فرمایا میں اللہ کے آگے توبہ کرتا ہوں اور آپ کے آگے بھی اس بات سے۔جب لوگوں کے اموال کا ٹنا شروع کئے تو عیینہ بن بدر نے یعلیٰ بن مُرّہ سے کہا کہ مجھ پر حرام ہے کہ میں اپنے حصے کے انگور کاٹوں۔یعلیٰ بن مرّہ نے کہا اگر تم چاہو تو تمہارے حصے کے میں کاٹ ڈالوں ،تیرا کیا خیال ہے؟ عیینہ نے کہا میں یہ کہتا ہوں کہ تم جہنم میں چلے جاؤ گے۔یہ بات عیینہ کی طرف سے شک کرنا تھی اپنے دین میں۔رسول اللہ ﷺ نے یہ بات سنی تو اُس سے ناراض ہوئے اور عیینہ کو دھمکایا اور فرمایا کہ تم صاحب عمل ہو تم اولیٰ ہو تیرے لئے پھر اور زیادہ بہتر ہے۔(دلائل النبوۃ لابی نعیم ۴۶۵۔سیرۃ الشامیہ ۵/ ۵۶۲)

☆☆☆

باب ۱۸۴

رسول اللہ ﷺ کا طائف سے واپسی کی اجازت دینا

اور حضور ﷺ کا بنوثقیف کی ہدایت کے لئے دعا کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول کی دعا قبول فرمانا

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ میں، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے۔ (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابویحییٰ بن زکریا بن یحییٰ نے، ان کو سفیان نے عمرو بن دینار سے، اس نے ابوالعباس سے، اس نے عبداللہ بن عمر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل طائف کا محاصرہ کیا تھا مگر وہ ان سے کچھ حاصل نہ کر سکے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ہم لوگ صبح واپس جانے والے ہیں ان شاء اللہ۔ مسلمانوں نے کہا کیا ہم واپس لوٹ جائیں گے حالانکہ ہم نے اس کو فتح بھی نہیں کیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان سے اچھا قتال اور لڑائی پر ہی صبح کرنا (صبح کو انہوں نے لڑائی لڑی) اور انہیں شدید زخم لگے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے شام کو فرمایا کہ ان شاء اللہ ہم صبح واپس جانے والے ہیں لہٰذا لوگوں کو یہ بات بہت پسند آئی نبی کریم ﷺ ہنس دیئے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے، اس نے سفیان سے۔ اور انہوں نے فرمایا کہ یہ عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے بعض نسخوں میں۔ اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے علی بن مدینی سے، اس نے ابن عیینہ سے، اس نے کہا مروی ہے عبداللہ بن عمر سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۲۵)

(۲) ہمیں اس کی خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس بن سلمہ عنزی نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو علی بن مدینی نے، اس نے سفیان سے، اس نے عمرو سے، اس نے ابوالعباس نابینا شاعر سے، اس نے عبداللہ بن عمر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اہل طائف کا محاصرہ کیا تھا تو آپ ان سے کچھ نہ پا سکے تھے۔ ایک دن فرمانے لگے ان شاء اللہ کل ہم واپس لوٹنے والے ہیں۔ مسلمانوں پر یہ بات بھاری گذری اور بولے کیا ہم چلے جائیں گے حالانکہ ہم نے اس کو تا حال فتح بھی نہیں کیا۔ راوی نے حدیث ذکر کی ہے۔

علی کہتے ہیں کہ سفیان نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے۔

کہتے ہیں ہمیں یہ حدیث بیان کی سفیان نے ایک مرتبہ کے علاوہ عمرو سے، اس نے ابن عباس سے، اس نے عبداللہ عمر بن خطاب سے مگر اس نے عبداللہ بن عمرو العاص نہیں کہا ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے علی بن مدینی سے۔ بخاری کہتے ہیں کہ حمیدی نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے یعنی یوں کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوالعباس اعمیٰ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے۔ اس نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اہل طائف کا محاصرہ کیا تھا تو ایک روز فرمانے لگے ان شاء اللہ ہم

کل واپس جانے والے ہیں۔لوگوں نے کہا کیا ہم واپس لوٹ جائیں گے اس کو فتح کرنے سے قبل ہی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انشاء اللہ صبح قتال پر کریں گے۔ کہتے ہیں کہ صبح ہوئی انہوں نے قتال کیا اور شدید زخم کھائے۔ کہتے ہیں کہ اس دن پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انشاء اللہ ہم صبح واپس جانے والے ہیں۔اب ایسے لگا کہ جیسے وہ بھی یہی چاہ رہے ہیں مگر خاموش رہے۔ کہتے ہیں کہ یہ کیفیت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ ہنس دیئے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن اسحق فقیہ نے اور ان کو خبر دی بشر بن موسیٰ نے ،وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حمیدی نے۔پھر اس نے حدیث ذکر کی ہے۔

(۴) اور ہمیں خبر دی ابوعمر و ادیب نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ،ان کو منیعی نے ،وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن ابی شیبہ نے ،ان کو ابن عیینہ نے عمرو سے ،ان کو ابوالعباس شاعر اعمٰی نے عبداللہ بن عمرو سے ،وہ کہتے ہیں کہ ابن ابوشیبہ نے کہا، اس نے ابن عیینہ سے سنا دوسری بار وہ اس کو بیان کرتے تھے ابن عمر سے۔وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے محاصرہ کیا تھا اہلِ طائف کا۔ اور حدیث کو ذکر کیا ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن یحییٰ سکری نے بغداد میں ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ شافعی نے ،ان کو حدیث بیان کی جعفر بن محمد بن ازہر نے ،وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مفضل بن غسان غلابی نے۔ میں گمان کرتا ہوں یحییٰ بن معین سے کہ کہا ابوالعباس شاعر نے ،وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن عمرو سے اور ابن عمر سے طائف کی فتح کے بارے میں (صحیح ابن عمر ہے)۔اور ابوالعباس کا نام سائب بن فروخ مولی بنو کنانہ ہے۔

نبی کریم کا حلم اور حریص ہدایت کفار ...... (۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے ،ان کو ابوعلاثہ نے ،ان کو ان کے والد نے ،ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے ،اس نے عروہ سے۔وہ کہتے ہیں کہ ایک عورت آئی مہاجرات میں سے، وہ اپنے شوہر کے ساتھ تھی لشکر میں۔ اس کو خولہ بنت حکیم کہتے تھے۔وہ ان عورتوں میں سے تھی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی اور اس سے پہلے وہ حضرت عثمان بن مظعون کے نکاح میں تھی بدر سے پہلے۔خولہ رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہوئی اور عرض کرنے لگی یارسول اللہ ﷺ آپ کے لئے کیا چیز مانع ہے کہ آپ اہلِ طائف کے مقابلے کے لئے اُٹھیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ابھی تک ہمیں اس کی اجازت نہیں ملی۔ میں نہیں سمجھتا کہ آج ہم اس کو فتح کرسکیں۔ پس حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آئے وہ خولہ سے ملے رسول اللہ ﷺ سے باہر۔انہوں نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے کوئی شئی ذکر کی تھی۔اس کے بعد خولہ نے بتایا کہ مجھے آپ ﷺ نے خبر دی تھی کہ ان کو اس بارے میں قتال کی اجازت نہیں ملی اہلِ طائف کے ساتھ۔

جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ بات دیکھی تو انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے بات کرنے کی ہمت کرلی۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یارسول اللہ ﷺ کیا آپ اہلِ طائف کے مقابلے کے لئے لوگوں نہیں بلاتے۔آپ انھیں ان کی طرف شاید کے اللہ تعالیٰ طائف کو ختم کردے۔ بے شک آپ کے اصحاب کثیر ہیں ان پر بندر ہنا مشکل گذر رہا ہے اور ان کو گزران میں مشکل ہورہی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیں تا حال اہلِ طائف سے قتال کی اجازت نہیں ملی۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ بات دیکھی تو کہنے لگے کیا میں لوگوں کو کہوں کہ وہ اپنی پیٹھ کو رات بستروں پر نہ جانے دیں حتیٰ کہ صبح وہ روانہ ہوجائیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں۔حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گئے انہوں نے لوگوں میں اعلان کردیا نکلنے کے لئے اور ان سے کہا کہ وہ اپنی پیٹھوں کو آرام نہ دیں۔

چنانچہ صبح ہوگئی تو نبی کریم ﷺ اور صحابہ نے روانگی شروع کردی۔اور نبی کریم ﷺ نے دعا کی جب سوار ہوئے چلتے وقت ،اے اللہ ان کو ہدایت دے اور ان کی مشقت سے ہمیں کفایت فرما۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے اور عبداللہ بن مکدم نے۔ ان میں سے جنہوں نے پالیا ہے اہل علم کو۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل طائف کا محاصرہ کئے رکھا تھا تیس (۳۰) راتیں یا اس کے قریب قریب۔ اس کے بعد ان سے واپس لوٹ آئے تھے اور ان میں اجازت نہیں دی گئی تھی۔ پھر آپ ﷺ مدینے میں آئے تو ان کا وفد آیا حضور ﷺ کے پاس رمضان میں۔ سو وہ مسلمان ہو گئے تھے۔

(۸) ابن اسحق کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا حضرت ابوبکر ؓ سے اور وہ ثقیف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ اے ابوبکر میں نے خواب دیکھا ہے کہ مجھے ایک بڑا پیالہ ہدیہ دیا گیا ہے جو کہ مکھن کا بھرا ہوا ہے ایک مرغ نے اس میں چونچ مار کر وہ سب کچھ گرا دیا ہے جو اس کے اندر ہے۔ حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا میں نہیں گمان کرتا کہ آپ ان سے کچھ بھی پائیں گے آج کے دن جو آپ چاہتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں بھی نہیں سمجھتا کہ ایسا ہو جائے گا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۹۹)

اس کے بعد خولہ بنت حکیم بن امیہ بن الاوقص سلیمیہ نے کہا یا رسول اللہ اللہ تے تیرے اوپر طائف کو فتح کر دیا ہے زیورات بادیہ بنت حیلان بن سلمہ کے یا زیورات فارعہ بنت عقیل کے۔ یہ عورت ثقیف کی عورتوں میں سب سے زیادہ زیورات والی تھی۔ میرے لئے ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا تھا اگر اجازت نہ دی گئی ہو ثقیف کے بارے میں۔ لہٰذا خولہ باہر نکلی اور اس نے یہ بات حضرت عمر بن خطاب ؓ سے ذکر کی۔ وہ حضور ﷺ کے پاس داخل ہوئے اور انہوں نے فرمایا، یا رسول اللہ ﷺ کون سی حدیث ہے جو آپ نے خولہ کو بتائی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کو یہ کہا ہے کہ (حضور ﷺ نے پوری بات حضرت عمر ؓ کو بتادی)۔ حضرت عمر ؓ نے کہا کیا میں لوگوں میں (طائف) کی طرف کوچ کرنے کا اعلان کر دوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا اچھا کر دو۔ چنانچہ حضرت عمر ؓ نے لوگوں کو کوچ کرنے کا حکم دے دیا۔

(البدایہ والنہایہ ۴/ ۳۰۰۔ مغازی للواقدی ۳/ ۹۳۶۔ سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۱۰۰)

باب ۱۸۵

نبی کریم ﷺ کا مقام جعرانہ کی طرف لوٹنا اور غنیمتیں تقسیم کرنا

اور مؤلفۃ القلوب کو عطا کرنا اور انصار کا اس بارے میں کچھ کہنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نکلے ارض دحنا کی طرف (یہ طائف اور جعرانہ کے درمیان جگہ تھی)۔ حتی کہ آپ ﷺ جعرانہ میں جا اترے ان لوگوں کے ساتھ جو آپ کے ہمراہ تھے۔ وہاں پر ہوازن چھ ہزار افراد قید تھے بچے، عورتیں وغیرہ اور اونٹ بکریاں اس قدر جن کا علم نہیں تھا تعداد کے بارے میں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن محمد نے، ان کو عبیداللہ بن معاذ عنبری نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی معتمر بن سلیمان نے۔ (ح)۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو ابوسلمہ یحییٰ بن خلف باہلی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی معتمر بن سلیمان نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی

سمیط نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے مکہ فتح کیا اس کے بعد ہم لوگوں نے حنین کا جہاد کیا۔ چنانچہ مشرکین آئے بہترین قطاروں کے ساتھ جو میں نے دیکھیں۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک صف گھوڑوں کی بنائی، اس کے بعد لڑنے والوں کی بنائی۔ اس کے بعد عورتوں کی صف بنائی اس کے پیچھے بکریوں کی صف بنائی، اس کے بعد مویشیوں کی۔ کہا کہ ہم لوگ بھی کثیر تعداد میں تھے۔ ہم چھ ہزار کی تعداد تک پہنچ گئے تھے۔ میرا گمان ہے کہ وہ انصار مراد لے رہے تھے۔

وہ کہتے ہیں کہ ہمارے مُجَنّبہ پر یعنی میمنہ میسرہ پر ہمارے شہسوار خالد بن ولید تھے اور ہمارے گھڑ سوار ہماری پیٹھ کے پیچھے بھی مڑ کر حفاظت کرنے لگے تھے۔ ہم زیادہ دیر نہیں ٹھہرے تھے کہ ہمارے گھڑ سوار ہار گئے اور اعراب و دیہاتی فرار ہو گئے۔ اور کچھ دیگر لوگ بھی جن کو ہم جانتے تھے۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے (کمال ہمت وشجاعت کا مظاہرہ کیا اور ہارنے والے مجاہدین کو اپنے پاس بلایا)۔ اے مہاجرین اے انصار (میرے پاس آؤ، میرے پاس آؤ)۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ہے عمیہ کی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا لبیک یا رسول اللہ ﷺ۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ آئے۔ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم ہم ان لوگوں کے پاس اس وقت پہنچے تھے کہ اللہ نے ان کو شکست دے دی تھی (یعنی کفار کو)۔ کہتے ہیں کہ ہم نے وہ مال آ کر قبضے میں لیا پھر ہم لوگ طائف کی طرف چلے گئے تھے۔ ہم نے چالیس راتیں ان کا محاصرہ کئے رکھا پھر ہم مکے واپس لوٹ آئے اور ہم وہاں آ کر ہی اُترے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وہاں پر لوگوں کو سوسو اونٹ دینا شروع کئے۔ آپ ﷺ نے سو دیئے تو انصار نے آپس میں کوئی بات کی کہ جس نے قتال کیا تھا اس کو دے رہے ہیں جس نے قتال نہیں کیا اس کو نہیں دے رہے ہیں۔ اور یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچائی گئی۔ پھر آپ ﷺ نے مہاجرین انصار کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ نہ داخل ہوں میرے پاس سوائے انصار کے۔

کہتے ہیں کہ پھر ہم خیمے میں داخل ہوئے یہاں تک کہ ہم نے خیمہ بھر دیا۔ حضور ﷺ نے تین بار فرمایا اے انصار کی جماعت کیا بات ہے جو میرے پاس آئی؟ انہوں نے پوچھا آپ کے پاس کیا پہنچی ہے؟ فرمایا کہ تم لوگ راضی نہیں ہو کہ لوگ مال لے کر جائیں اور تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو اپنے ساتھ لے جاؤ حتی کہ تم ان کو اپنے گھروں میں داخل کرو۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم راضی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگ ایک گھاٹی میں چلے جائیں اور انصار دوسری گھاٹی میں، تو میں انصار کی گھاٹی کو اختیار کروں گا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم راضی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو بس تم لوگ راضی ہو گیا جیسے ہی فرمایا تھا۔ یہ الفاظ ہیں باھلی کی روایت کے۔

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبید اللہ بن معاذ وغیرہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الزکوۃ۔ حدیث ۱۳۶ ص ۷۳۶/۲۔۷۳۷)

انصار کے لئے رسول اللہ ﷺ اور مہاجرین کے لئے مال ومتاع .... (۳) ہمیں خبر دی القاسم زید بن ابو ہاشم علوی نے کوفہ میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو جعفر محمد بن علی بن دحیم نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن حسین بن ابو الحنین نے، ان کو علی بن مدینی نے، ان کو ازہر بن سعد سمان نے، ان کو ابن عون نے، ان کو ہشام بن زید نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو محمد بن ابو بکر نے۔ (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عمرو بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ابو یعلی موصلی نے، ان کو ابراہیم بن محمد بن عرعرہ نے، ان کو معاذ بن معاذ نے، ان کو بن عون نے، ان کو ہشام بن زید نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب یوم حنین ہوا تو قبائل ہوازن اور قبائل غطفان آئے تھے اور دیگر قبائل بھی وہ اپنی اولادوں کو بھی لائے تھے اور مویشیوں کو بھی۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اُس دن دس ہزار کا لشکر تھا۔ آپ ﷺ کے ساتھ طلقاء بھی تھے (یعنی وہ لوگ جن کو فتح مکہ والے دن حضور ﷺ نے احسان کر کے چھوڑ دیا تھا۔ نہ قتل کیا تھا ان کو اور نہ ہی قید کیا تھا)۔

وہ سب لوگ حضور ﷺ سے پیٹھ دے کر ہٹ گئے تھے یہاں تک کہ آپ تن تنہا رہ گئے تھے۔ اس دن حضور ﷺ نے دو آوازیں لگائی تھیں۔ اس میں کسی کو شامل نہیں کیا تھا اپنے دائیں جانب جھکے اور فرمایا اے انصار کی جماعت۔ انہوں نے کہا لبیک یا رسول اللہ ﷺ آپ خوش ہو جائیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ پھر آپ ﷺ بائیں طرف متوجہ ہوئے اور آواز دی اے انصار کی جماعت۔ انہوں نے کہا ہم حاضر ہیں یا رسول اللہ ﷺ آپ خوش ہو جائیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے۔ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نیچے اُترے اور فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں۔ لہٰذا مشرکین شکست کھا گئے۔ کہتے ہیں کہ اس دن رسول اللہ ﷺ کو کثیر غنیمتیں حاصل ہوئیں۔ آپ ﷺ نے وہ مہاجرین میں تقسیم کیں اور طلقاء میں یعنی ان لوگوں میں جن پر احسان کر کے حضور ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا تھا نہ قتل کیا ان کو نہ قید کیا۔ ان میں غنیمتیں تقسیم کر دیں مگر آپ نے انصار کو کوئی چیز نہ دی۔ انصار نے کہا کہ جب معاملہ سنگین ہو گیا تھا تو ہم لوگ بلائے گئے اور آپ غنیمتیں دوسروں کو دے رہے ہیں ہمارے علاوہ۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو ان کو خیمے میں جمع کر کے فرمایا اے انصار کی جماعت یہ کیا بات ہے جو تمہاری طرف سے مجھے پہنچی ہے؟ وہ خاموش ہو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے انصار کی جماعت کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ لوگ اپنے گھروں میں دینار لے جائیں اور آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کو لے کر جاؤ۔

معاذ کی ایک روایت میں ہے، محمد ﷺ جس کو تم اپنے گھروں میں بحفاظت لے جاؤ گے؟ ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جی ہاں ہم راضی ہیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر سارے لوگ مل کر ایک وادی کی طرف چلے جائیں اور انصار دوسری وادی کی طرف تو میں انصار کی وادی کو اختیار کروں گا۔

معاذ کی ایک روایت میں ہے کہ ہشام نے کہا، میں نے کہا تھا اے ابوحمزہ کیا آپ اس بات کے شاہد ہیں؟ انہوں نے فرمایا اور کیا میں اس سے غائب ہو سکتا ہوں۔ دونوں کے الفاظ برابر ہیں مگر وہ جو میں نے بیان کیا ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن مدینی سے، اور محمد بن بشار نے اس کو روایت کیا ہے معاذ سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن مثنی سے اور ابراہیم بن محمد بن عرعرہ نے معاذ بن معاذ سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ باب غزوہ الطائف۔ مسلم۔ کتاب الزکوۃ۔ حدیث ۱۳۵ ص ۲/۷۳۵)

(۴) ہمیں خبر دی ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان کو ابو محمد احمد بن عبداللہ مزنی نے، ان کو خبر دی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابوالیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی شعیب نے زہری سے۔ ان کو حدیث بیان کی انس رضی اللہ عنہ نے کہ انصار میں سے کچھ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ، جب اللہ نے ان کو ہوازن کے مال فئے فرمائے تھے جس قدر فئے فرمائے تو حضور ﷺ نے لوگوں کو سوسو اونٹ دینا شروع کئے تو انصار نے کہا اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو معاف فرمائے قریش کو دے رہے ہیں اور ہمیں نہیں دے رہے حالانکہ ہماری تلوار ابھی تک خون کے قطرے ٹپکا رہی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ کو ان کا قول بتایا گیا۔ حضور ﷺ نے انصار کے پاس پیغام بھیج دیا، آپ کو چمڑے کے ایک خیمہ میں، ان کے سوا خیمے میں کسی کو نہیں چھوڑا۔ جمع فرمایا اور پوچھا کہ یہ بات تمہاری طرف سے میرے پاس پہنچی ہے، ان میں سے سمجھداروں نے حضور سے کہا ہم میں سے تو صاحب رائے لوگوں نے تو کوئی بات نہیں کی، بہرحال ہم میں سے جو نوعمر ہیں انہوں نے کہا ہے اللہ معاف فرمائے رسول اللہ ﷺ کو قریش کو دے رہے ہیں اور انصار کو چھوڑے جا رہے ہیں اور ہماری تلواریں خون ٹپکا رہی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں کچھ لوگوں کو مال دے رہا ہوں اس لئے کہ وہ کفر کے عہد سے نئے نئے اسلام کے عہد میں آئے ہیں، میں ان کی تالیف قلبی کر رہا ہوں کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ لوگ مال لے جائیں اور تم اپنے گھروں کی طرف رسول اللہ کو لے جاؤ؟ اللہ کی قسم جس چیز کو تم لے کر لوٹو گے وہ کہیں بہتر ہے اس خیر سے جو لوگ لے کر جائیں گے۔

انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم راضی ہیں۔ رسول اللہ نے ان سے فرمایا تم لوگ میرے شدید ترجیحی سلوک کو پاؤ گے۔ تم لوگ صبر کرنا حتیٰ کہ تم اللہ کو مل جانا اور اس کے رسول کو حوض کوثر پر۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم صبر نہ کر سکے۔

بخاری نے روایت کیا ہے اس کو صحیح میں ابوالیمان سے، اور بخاری مسلم نے اس کو دوسرے طرق سے نکالا ہے زہری سے۔
(بخاری۔ کتاب فرض الخمس۔ مسلم۔ کتاب الزکوۃ۔ حدیث ۱۳۲ ص ۷۳۳/۲۔۷۳۴)

رسول اللہ ﷺ کا انصار کے لئے فضیلت بیان کرنا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں نے ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو عاصم بن عمر نے بن قتادہ نے محمود بن لبید سے، اس نے ابوسعید خدری سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو کثیر غنیمتیں حاصل ہوگئیں حنین والے دن اور آپ نے قریش مؤلفۃ القلوب لوگوں میں تقسیم کیں اور تمام عرب میں جس قدر تقسیم کرنا تھا اور ان میں سے انصار کو کچھ بھی نہ ملا، نہ کم نہ زیادہ۔ تو انصار کا یہ قبیلہ اپنے دل میں ناراض ہوگیا۔ حتیٰ کہ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا، اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ اپنی قوم قریش کو دے رہے ہیں۔

سعد بن عبادہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور فرمایا، یا رسول اللہ ﷺ انصار کا فلاں قبیلہ دل میں ناراض ہے آپ سے۔ آپ نے پوچھا کس بارے میں؟ اس نے بتایا کہ آپ نے جو غنیمتیں اپنی قوم میں تقسیم کی ہیں اور پورے عرب میں اور ان کا اس میں کوئی حصہ بھی نہیں نکالا۔ رسول اللہ نے فرمایا، تم اپنی قوم میں کس مقام پر ہو اے سعد؟ اس نے کہا میں کچھ نہیں بس اپنی قوم کا ایک فرد ہوں میں کچھ بھی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آپ اپنی قوم کو میرے پاس اس احاطے میں جمع کریں، جب وہ سارے اس میں جمع ہو جائیں تو مجھے آکر بتائیے۔ چنانچہ سعد باہر نکلے انہوں نے ان سب کو آواز لگائی، اس طرح اس نے ان کو اس چہار دیواری کے اندر جمع کرلیا۔ چنانچہ کچھ لوگ مہاجرین میں سے بھی آئے آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی، کچھ دوسرے لوگ بھی آگئے ان کو واپس کر دیا، حتیٰ کہ انصار میں سے باقی کوئی بھی نہیں رہ گیا تھا سب کے سب جمع ہوگئے۔ سعد آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ انصار کے اس قبیلے والے سارے جمع ہوگئے ہیں جہاں آپ نے حکم دیا تھا جمع ہونے کے لئے۔

حضور ﷺ تشریف لائے اور کھڑے ہوکر خطبہ ارشاد فرمایا، انہوں نے اللہ کی حمد وثناء کی جس کا وہ اہل ہے۔ پھر فرمایا، اے انصار کی جماعت کیا میں تمہارے پاس اس وقت نہیں آیا تھا اُس وقت جب تم گمراہ تھے۔ پس اللہ نے لوگوں کو ہدایت عطا کردی اور تنگ دست تھے اللہ نے تمہیں غنی کردیا ہے اور تم باہم دشمن تھے اللہ نے تمہارے دلوں میں اُلفت ڈال دی۔ انہوں نے کہا جی ہاں یہی بات ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم مجھے جواب نہیں دو گے یا میری اجابت نہیں کرو گے اے انصار کی جماعت؟ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ہم آپ کو کون سا جواب دیں؟ اللہ کا اور اس کے رسول کا احسان ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا، خبردار! اگر تم چاہو تو تم کہہ سکتے ہو بلکہ تم سچ کہو گے اور تمہیں سچا بھی قرار دیا جائے گا کہ تم اے محمد ہمارے پاس نکل کر اور بھاگ کر بے سہارا ہوکر آئے تھے۔ ہم نے تمہیں پناہ دی تھی۔ اور تنگ دست تھے ہم نے تیری غمخواری کی تھی اور تم اے محمد! خوف زدہ آئے تھے ہم نے تجھے امان دی تھی، بے یار ومددگار آئے تھے ہم نے تیری نصرت کی تھی۔ انصار نے جواب دیا بلکہ احسان تو اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا ہے جنہوں نے ہمیں اپنی میزبانی کی سعادت بخشی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کچھ تم لوگوں نے دل میں ناراضگی رکھی ہے دنیوی مال ومتاع کے بارے میں تو اس کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ اس کے ذریعہ ایک قوم کی دلجوئی کی ہے تاکہ وہ مسلمان ہو جائیں۔ اور میں نے تمہیں اس کے حوالے کیا ہے اللہ نے جو تمہارے لئے تقسیم فرمائی ہے اسلام کی۔ کیا تم راضی نہیں ہو اے انصار کی جماعت کہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو اُونٹ اور بکریاں لے کر جائیں

اور تم لوگ اپنے گھروں کی طرف رسول اللہ کو لے کر جاؤ؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر سارے لوگ ایک گھاٹی کی طرف چلے جائیں اور انصار دوسری گھاٹی کی طرف تو میں انصاری کی گھاٹی کی طرف جاؤں گا۔ اگر ہجرت ایک حقیقت نہ ہوتی تو میں بھی انصار ہی میں سے ایک فرد ہوتا۔ اے اللہ انصار پر رحم فرما اور انصار کی اولاد پر رحم فرما۔ اس پر لوگ رو پڑے حتیٰ کہ ان کی داڑھیاں تر ہو گئیں۔ اور وہ کہہ رہے تھے ہم اللہ کے ہونے پر راضی ہیں اور محمد کے رسول ہونے پر راضی ہیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ ہٹ گئے اور لوگ متفرق ہو گئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۱۴/۴)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابوعمر نے، ان کو سفیان نے۔

(ح) اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صنعار نے، ان کو معاذ بن مثنیٰ نے، ان کو ابراہیم بن بشار نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو عمر بن سعید نے یعنی ابن مسروق نے اپنے والد سے، اس نے عبایہ بن رفاعہ بن رافع بن خدیج سے، اس نے رافع بن خدیج سے۔ یہ کہ نبی کریم ﷺ نے مؤلفۃ القلوب کو حنین کے قیدیوں میں سے ہر آدمی کو سو سو اونٹ دیئے۔ ابوسفیان بن حرب کو بھی سو اونٹ دیئے۔ صفوان بن امیہ کو سو اونٹ دیئے، یہ دونوں قریشی تھے اور عیینہ بن حصن کو آپ ﷺ نے سو اونٹ دیئے اور اقرع بن حابس کو سو اونٹ دیئے اور علقمہ بن علاثہ کو سو اونٹ دیئے اور مالک بن عوف نصری کو سو اونٹ دیئے اور عباس بن مرداس کو سو سے کم دیئے اس کو دوسروں کے برابر نہیں دیئے۔ جس پر عباس بن مرداس نے شعر کہے :

نهبي و نهب العبيد	بين عيينة والاقرع
فما كان حصن ولا حابس	يفوقان مرداس في المجمع
وقد كنت في الحرب ذاتدرا	فلم أعط شيئاً ولم أمنع
وما كنت دون امرئ منهم	ومن تضع اليوم لا يرفع

یہ الفاظ ہیں حدیث ابراہیم کے اور ابن عمر نے تیسرا شعر ذکر نہیں کیا اور نہ ہی مالک بن عوف، نہ علقمہ بن علاثہ کا۔ اور اس نے اس کے آخر میں اضافہ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے سو اونٹ پورے کر دیئے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوعمر سے۔ (مسلم۔ کتاب الزکوۃ۔ حدیث ۱۳۷ ص ۷۳۷/۲۔۷۳۸)

انصار کی حیثیت جسم سے لگے ہوئے کپڑے کی مانند ہے .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو جعفر بغدادی نے، ان کو ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے۔ (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔ ان دونوں نے کہا کہ یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ بن عقبہ کے۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے غنیمتیں تقسیم کیں یا ان میں سے جس قدر اللہ نے چاہا۔ اکثر تقسیم اہل مکہ کے لئے تھی اور قریش کے لئے اور ان کو بڑے بڑے عطیے دیئے۔ اور ان کے سوا دیگر لوگوں کے لئے تقسیم کی تھیں جو حنین کی طرف نکلے تھے۔ ان کی تالیف قلبی کے لئے یہاں تک کہ ایک ایک آدمی کو سو سو اونٹ بھی دیئے گئے اور دوسرے کو ایک ایک ہزار بکری۔ اور آپ نے اپنے اپنے اصحاب سے تقسیم کو سمیٹا (یعنی کم دیا یا بالکل نہیں دیا) جس پر انصار دل میں ناراض ہو گئے اس بات سے۔ اور کہنے لگے کہ ہم ہر مشکل وقت کے ساتھی ہیں مگر حضور ﷺ نے اپنی قوم کو

ہمارے اوپر ترجیح دی ہے اور ان میں تقسیم کی ہے اور ہمارے لئے تقسیم نہیں کی۔ ہم نہیں دیکھتے اس کو مگر ایسا لگتا ہے کہ جیسے آپ ﷺ انہی کے درمیان رہنا چاہتے ہیں۔ یہ بات جب حضور ﷺ کو پہنچی تو آپ ان کی منزل پر ان کے پاس آئے ان کو جمع کیا اور فرمایا یہاں پر جو شخص انصار کے علاوہ ہے وہ اپنے اپنے مقام پر چلا جائے۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے کلمۂ شہادت پڑھا پھر فرمایا: مجھے یہ بات بتائی گئی ہے کہ تم لوگوں نے غنیمتوں کے معاملے پر اعتراض کیا ہے کہ میں نے اس کی تقسیم کے اندر کچھ لوگوں کے ساتھ ترجیحی سلوک کیا ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ میں نے ایسے لوگوں کی تالیف قلبی کی ہے اسلام کے ساتھ تاکہ وہ اسلام کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ جہاں تک آپ کا تعلق ہے اللہ نے تمہارے دلوں کے اندر ایمان داخل کر دیا ہے اور تمہیں خصوصی اکرام دیا اور تمہارے لئے بہترین نام سے موسوم کیا ہے۔ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو لوگ غنیمتیں لے کر اپنے اپنے گھر جائیں اور تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو لے کر جاؤ گے۔ اللہ کی قسم اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار میں سے ایک آدمی ہوتا۔ اگر سارے لوگ ایک وادی میں چلے جائیں اور تم لوگ دوسری وادی میں چلے جاؤ تو میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ پس راضی ہو جاؤ تم لوگ شعار ہو اور باقی دثار ہیں (یعنی اسلام میں تمہاری حیثیت جسم سے لگے ہوئے اندر والے کپڑے کی ہے اور باقی لوگوں کی حیثیت اُوپر سے ڈھکے ہوئے کپڑے کی ہے)۔

انصار نے رسول اللہ ﷺ کا قول سنا تو وہ رو پڑے ان کا رونا کثیر ہو گیا۔ وہ کہنے لگے اللہ اور اس کا رسول سب سے زیادہ احسان کرنے والے ہیں اور افضل ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میری طرف لوٹ آؤ ان باتوں میں جن میں میں نے تم سے کلام کیا ہے۔ وہ بولے یارسول اللہ ﷺ آپ نے ہمیں اندھیروں میں پایا تھا لہٰذا اللہ نے ہمیں ان اندھیروں سے آپ کے ذریعے جنت کی طرف نکالا ہے۔ اور آپ نے ہمیں جہنم کے گڑھے کے کنارے پر کھڑا ہوا پایا تھا اور اللہ نے ہمیں اس سے آپ کے سبب سے بچالیا ہے۔ آپ نے ہمیں گمراہ پایا تھا اللہ نے ہمیں آپ کے ذریعہ ہدایت بخشی ہے۔ آپ نے ہمیں قلیل اور بے عزت پایا تھا سو اللہ نے ہمیں آپ کے ذریعے عزت دی ہے اور ہمیں کثرت عطا کی۔ لہٰذا ہم اللہ کے رب ہونے پر راضی ہیں اور اسلام کے دین ہونے پر رضی ہیں اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہیں۔ آپ جو چاہیں سو کریں یارسول اللہ ﷺ آپ آزاد ہیں، خود مختار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبردار اللہ کی قسم تم لوگوں نے میری بات مان لی ہے بغیر یہ کہے (تو میں ممنون ہوں) (اور اگر تم یہ کہہ دیتے) تو تم سچے ہوتے میں کہتا کہ تم نے سچ کہا ہے۔

(وہ باتیں یہ ہیں) اگر تم یہ کہتے کہ کیا آپ اپنے شہر سے جلا وطن کئے ہوئے، بھگائے ہوئے ہمارے پاس نہیں آئے تھے۔ ہم نے آپ کو جگہ دی تھی۔ آپ کی تکذیب کر دی گئی تھی سو ہم نے آپ کی تصدیق کی، آپ بے یار و مددگار آئے تھے ہم نے آپ کی نصرت کی۔ آپ ہمارے پاس اس طرح آئے تھے کہ لوگ آپ کے اوپر سرکشی کر رہے تھے (اگر تم مجھے یہ طعنے دیتے اے انصار تو میں یہ کہتا کہ) تم لوگ سچے ہو (مگر قربان جائیں انصار صحابہ کے اسلام کی سچائیوں کے انہوں نے جواب دیا) بلکہ اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے ہمارے اور دیگر لوگوں پر احسان ہے اور فضل ہے۔ پھر انصار دوبارہ رو پڑے یہاں تک کہ ان کا رونا کثیر ہو گیا اس پر رسول اللہ ﷺ بھی اپنے ان رضا کاروں وفاداروں کے ساتھ ہی رو پڑے۔ انصاری صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کے الفاظ سنے تھے وہ ان کے لئے سب سے زیادہ آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہوئے اور مالِ غنیمت سے زیادہ قابل رشک ثابت ہوئے۔

اور عباس بن مرداس سُلمی نے کہا تھا اس نے رسول اللہ ﷺ کو غنیمتیں تقسیم کرتے دیکھا وہ رسول اللہ ﷺ سے مال کی زیادتی طلب کر رہے تھے۔ وہ اشعار جو اس سے قبل روایت میں گذر چکے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ تک اس کا قول پہنچا تو حضور ﷺ نے اس کو بلایا اور پوچھا کہ تم نے یہ الفاظ کہے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سنا تو فرمایا یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ کے اوپر قربان، مرداس نہ تو تم شاعر ہو اور تیرے لئے یہ کہنا مناسب تھا نہ ہی تو شعر کا راوی ہے پھر تم نے کیسے یہ شعر کہے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے

جواب میں شعر کہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ دونوں برابر ہیں ۔ یہ بات کوئی نقصان نہیں دیتی کہ تم نے دو میں سے کس کے نام سے ابتداء کی اقرع کے یا عیینہ کے ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری طرف سے اس کی زبان کاٹ دو ۔ اس بات سے وہ ڈر گیا اور گھبرا گیا ۔ اور لوگوں نے بھی کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے عباس بن مرداس کا مثلہ کرنے کا حکم دے دیا ہے (یعنی واقعی زبان کاٹ دینے کا حکم دیا ہے) ۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ کی مراد اس قول کہ میری طرف سے اس کی زبان کاٹ دو سے (واقعی زبان کاٹنا نہیں تھی بلکہ) یہ تھی کہ زبان کاٹ دو عطیہ کے ساتھ (یعنی اس کی زبان بند کر دو) بھیڑ بکریاں مال مویشی دے کر ۔

ابو علاثہ نے کہا ہے شعر میں ابو العبید سے مراد اس کا گھوڑا مراد تھا ۔ (البدایہ والنہایہ ۴/۳۵۹۔۳۶۰)

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو احمد بن عبد الجبار نے ، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے ، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبد اللہ بن ابو بکر بن حزم نے ۔ انہوں نے کہا جن لوگوں کو مؤلفۃ القلوب میں سے رسول اللہ ﷺ نے قریش میں سے سو سو اُونٹ دیئے تھے وہ مندرجہ ذیل افراد تھے ۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۱۰)

بنو عبد شمس میں سے ابو سفیان بن حرب کو سو اُونٹ ، ان کے بیٹے معاویہ کو سو اُونٹ ، اور بنو اسد بن عبد العزیٰ بن قصی میں سے حکیم بن حزام کو سو اُونٹ اور بنو عبد الدار میں سے نضر بن حارث بن کلدہ بن علقمہ کو سو اُونٹ اور بنو زہرہ میں سے العلاء بن حارثہ ثقفی حلیف بنو زہرہ کو سو اُونٹ اور بنو مخزوم میں سے حارث بن ہشام کو سو اُونٹ اور بنو نوفل بن عبد مناف سے جبیر بن معطم کو سو اُونٹ اور مالک بن عوف نصری کو سو اُونٹ ۔

یہ تمام لوگ اصحاب المائۃ یا اصحاب المئین سو سو اونٹ والے کہلاتے ہیں ۔ جن لوگوں کو سو سے کم دیئے تھے :

قریش میں سے مخرمہ بن نوفل بن اہیب زہری ، عمیر بن وہب جمحی اور ہشام بن عمرو بنی عمر بن لوئ کے بھائی ۔ ان کو سو سے کم دیئے تھے ۔ ان کی تعداد میں محفوظ نہیں کر سکا جو ان کو دیئے تھے ۔

جن کو پچاس پچاس اونٹ دیئے وہ درج ذیل ہیں :

سعید بن یربوع بن عامر بن مخزوم کو پچاس اُونٹ ، قیس بن عدی سہمی کو پچاس اُونٹ ۔

عباس بن مرداس کو کچھ اونٹ دیئے مگر وہ ناراض ہو گیا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کو سرزنش فرمائی تھی اور اس کے اشعار کا ذکر فرمایا ۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جاؤ میری طرف سے اس کی زبان کاٹ دو ۔ لہٰذا صحابہ نے جتنے دیئے تھے اس پر اس قدر اضافہ کر دیا کہ وہ راضی ہو گیا ۔ یہی بات اس کی زبان کاٹ دینا تھی ۔

ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی نے ، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ نے عیینہ بن حصن کو اور اقرع بن حابس کو تو سو سو اونٹ دیئے اور آپ نے جعیل بن سراقہ کو چھوڑ دیا ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ جعیل بن سراقہ اہل زمین کے لوگوں میں سے بہترین شخص ہے عیینہ اور اقرع کی طرح ، لیکن میں نے ان کو تالیف قلب کرنے کے لئے دیا ہے تا کہ وہ مسلمان ہو جائیں اور میں نے جعیل کو اس کے اسلام کے سپرد کیا ہے ۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۱۱ ۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۶۰)

☆☆☆

باب ۱۸۶

اہلِ نفاق کا نبی کریم ﷺ کی تقسیمِ غنیمت پر اعتراض حُنین کے وقت اور نبی کریم ﷺ کا ان کے بارے میں بتادینا کہ وہ دین سے اس طرح نکل گئے ہیں جیسے تیر نشانے سے پار نکل جاتا ہے۔ اور حضور کا ان کی نشانی بتانا اور اس بارے میں جن علاماتِ نبوّت کا ظہور ہوا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوزکریا بن ابواسحٰق مزکی نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے، ان کو جریر نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے، ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی احمد بن علی یعنی ابویعلی نے، ان کو ابوخثیمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے حسن بن سفیان نے، ان کو اسحٰق بن ابراہیم حنظلی نے، ان کو عمران نے، ان کو عثمان یعنی ابن ابوشیبہ نے، جریر نے منصور سے ابووائل سے، اس نے عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب یوم حنین ہوا تو رسول اللہ نے تقسیم غنیمت میں کچھ لوگوں کو ترجیح دی تھی۔ چنانچہ آپ نے اقرع بن حابس کو ایک سو اونٹ دیئے تھے اور عیینہ کو بھی اسی کی مثل دیئے تھے اور اشراف عرب میں سے بھی کچھ لوگوں کو دیئے تھے ان کو بھی اس دن انہوں نے تقسیم میں ترجیح دی تھی۔ ایک آدمی نے کہا اللہ کی قسم یہ ایک ایسی تقسیم ہے جس کے اندر انصاف نہیں کیا گیا اور اس میں اللہ کی رضا کو بھی ملحوظ نہیں رکھا گیا (ظاہر ہے یہ سوچ سراسر رسول اللہ پر الزام تھا، بداعتمادی تھی، بدگمانی تھی۔ اسلام سے اور رسول سے برگشتہ کرنے کی سازش تھی)۔ نعوذ باللہ من ذٰلک

عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے سوچا رسول اللہ کو ضرور اس بات کی جا کر خبر کروں گا۔ چنانچہ میں حضور کے پاس آیا اور میں نے ان کو خبر دی جو کچھ اس آدمی نے کہا تھا۔ لہٰذا یہ سنتے ہی رسول اللہ کا چہرۂ مبارک غصے سے بدل گیا حتی کہ سرخ ہو گیا۔ حضور نے فرمایا کہ جب اللہ اور اس کا رسول انصاف نہ کرے تو پھر کون انصاف کرے گا۔ اس کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے وہ اس سے زیادہ ایذاء پہنچائے گئے تھے مگر انہوں نے صبر کیا تھا۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ (میں نے خبر پہنچا کر آپ کو تکلیف دی ہے) میں لازمی طور پر آج کے بعد کوئی بات نہیں پہنچاؤں گا (کیونکہ اس سے حضور کو تکلیف ہوتی ہے)۔ یہ الفاظ ہیں ابوخثیمہ کی روایت کے اور انہوں نے کہا ہے اسحٰق نے اس کی مثل مگر اس نے یہاں کہا ہے کہ انہوں نے اشراف عرب میں سے کچھ لوگوں کو ترجیح دی تھی اور کہا کہ کیا اس کے ساتھ اللہ کی رضا کا ارادہ نہیں کیا گیا اور حدیث قتیبہ اور عثمان ابوخثیمہ کے الفاظ کے مطابق۔ مگر ان دونوں نے کہا ہے کیا اس سے اللہ کی رضا کا ارادہ کیا گیا ہے۔

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ہے صحیح میں قتیبہ سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوخثیمہ سے اور اسحٰق بن ابراہیم اور عثمان بن ابوشیبہ سے۔ (بخاری۔ کتاب فرض الخمس۔ مسلم۔ کتاب الزکوٰۃ۔ حدیث ۱۴۰ ص ۷۳۹)

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، احمد بن عبید صفار نے، ابن ملحان نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے (ح)۔ ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابونصر فقیہ نے، ان کو تمیم بن محمد نے، ان کو محمد بن رمح نے ان کو لیث نے یحییٰ بن سعید سے، اس نے ابوزبیر سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے کہ ایک آدمی آیا مقام جعرانہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس حضور کے غزوہ حنین سے واپسی کے وقت۔ بلال کے کپڑے میں کچھ چاندی رکھی تھی اور حضور ﷺ اس میں سے مٹھی بھر بھر کر لوگوں کو دے رہے تھے۔ اس شخص نے کہا، اے محمد ﷺ انصاف کریں۔ حضور نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر،

جب میں انصاف نہیں کروں گا تو اور کون انصاف کرے گا؟ اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو میں خائب وخاسر ہو جاؤں گا۔ حضرت عمر نے عرض کی مجھے اجازت دیجئے یارسول اللہ میں اس منافق کو قتل کردوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اللہ کی پناہ لوگ باتیں بنائیں گے کہ میں اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہوں۔ بے شک یہ شخص خود بھی قرآن پڑھتا ہے اس کے اصحاب اور ساتھی بھی پڑھتے ہیں مگر قرآن ان کی ہنسلیوں سے آگے نہیں جاتا، یہ لوگ قرآن مجید سے ایسے نکل جاتے ہیں جیسے تیر نشانے سے نکل جاتا ہے۔

یہ الفاظ حدیث ابن رمح کے ہیں۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رمح سے۔

(مسلم۔ کتاب الزکوۃ۔ حدیث ۱۴۲ ص ۲/۷۴۰)

اگر میں انصاف نہ کروں تو شقی ہو جاؤں ...... (۳) اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد بن عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوسعید بن الاعرابی نے، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ہے عثمان بن عمر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے قرہ بن خالد نے عمرو بن دینار سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ کے حنین کی غنیمتیں تقسیم کرنے کا وقت آیا تو ایک آدمی ان کے سامنے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ آپ انصاف کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں انصاف نہ کروں تو شقی ہو جاؤں گا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے مقسم سے یعنی ابوالقاسم مولی عبداللہ بن حارث بن نوفل سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نکلا اور تلید بن کلاب لیثی ہم لوگ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے ملے۔ وہ کعبے کا طواف کر رہے تھے اس کی دونوں جوتیاں اس کے ہاتھوں میں تھیں۔ ہم نے اس سے کہا کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تھے جس وقت ذوالخویصرہ تمیمی ان سے بات کر رہا تھا۔ اس نے بتایا کہ جی ہاں۔ پھر اس نے ہمیں حدیث بیان کی کہ ذوالخویصرہ تمیمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا۔ حضور حنین میں غنائم تقسیم کر رہے تھے۔ وہ کہنے لگا اے محمد آپ کو میں دیکھ رہا ہوں جو کچھ آپ کر رہے ہیں؟ آپ نے پوچھا کہ کیسے تم نے دیکھا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ میں نے آپ کو انصاف کرتے نہیں دیکھا۔

چنانچہ رسول اللہ ناراض ہو گئے اور فرمایا کہ جب میرے ہاں انصاف نہیں ہوگا تو پھر کس کے پاس ہوگا؟ حضرت عمر نے کہا یارسول اللہ میں اس کی طرف اُٹھ کر اس کی گردن نہ ماردوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم چھوڑ دو اس کو اپنے آپ سے۔ بے شک شان یہ ہے کہ عنقریب اس جیسے لوگ ہوں گے جو دین میں گہرائی میں جائیں گے حتیٰ کہ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر نکل جاتا ہے نشانے سے۔ آپ اس کے بھالے میں دیکھتے ہیں تو کچھ بھی نہیں پاتے، پھر اس کے پیالے میں دیکھتے ہیں تو بھی کچھ نہیں پاتے، اس کے بعد فوق میں دیکھتے ہیں تو کچھ نہیں پاتے۔ وہ خون اور گوبر سے آگے سبقت کر جاتا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۱۱-۱۱۲)

حضور ﷺ کی پیشنگوئیاں جو صحیح ہوئیں اور صاحب رسالت کی وفات کے بعد نبوت ورسالت کی علامات بن گئیں

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو ابوالعباس نے، ان کو احمد نے، وہ کہتے ہیں ان کو یونس نے ابواسحاق سے ان کو ابوجعفر محمد بن علی بن حسین نے، وہ کہتے ہیں کہ ذوالخویصرہ تمیمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، حضور غنیمتیں تقسیم فرما رہے تھے مقام حنین میں ...... اس کے بعد راوی نے مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب اموی نے، ان کو محمد بن خالد بن خلی حمس نے، ان کو بشر بن شعیب بن ابوحمزہ نے اپنے والد سے، اس نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے، ان کو ابوسعید خدری نے، ہمارے درمیان نبی کریم ﷺ بیٹھے غنیمتیں تقسیم کر رہے تھے اچانک آپ کے پاس ذوالخویصرہ آ گیا وہ بنو تمیم میں سے ایک آدمی تھا۔ اس نے کہا یارسول اللہ آپ انصاف کریں؟ رسول اللہ نے فرمایا، ہلاک ہو جائے کون انصاف کرے گا اگر میں انصاف نہ کروں، میں ناکام اور نامراد ہو جاؤں گا اگر میں انصاف نہ کروں۔

عمر بن خطاب نے کہا یارسول اللہ آپ مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن ماردوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھوڑ دیجئے اس کو۔ اس کے دیگر احباب بھی ہیں، تم میں سے ہر آدمی اپنی نماز کو اس کی نماز کے آگے حقیر گردانے گا اور اپنے روزے ان کے روزے کے آگے حقیر گردانے گا۔ وہ قرآن پڑھتے ہیں جبکہ وہ ان کی ہنسلیوں سے نیچے نہیں اترتا۔ وہ اسلام سے ایسے نکل جاتے ہیں جیسے تیر نشانے میں سے نکل جاتا ہے۔ اس کے بھالے کو دیکھا جاتا ہے اس پر کوئی چیز نہیں پائی جاتی، وہ اس کا قدح ہوتا اس میں کوئی چیز نہیں پائی جاتی پھر اس کے پروں کو دیکھا جاتا ہے اس پر کوئی چیز نہیں ہوتی، حالانکہ وہ گوبر اور خون سے گزر چکا ہوتا ہے مگر اس پر کوئی چیز نہیں لگی ہوتی۔ کونسا آدمی ہے ان میں سے سیاہ کالا اس کا ایک بازو عورت کے پستان کی مثل ہے یا مثل بضعہ کے حرکت کرتا ہے۔ وہ لوگ نکلیں گے لوگوں کے تفرق کے وقت۔

ابوسعید نے کہا، میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے یہ بات سُنی تھی رسول اللہ ﷺ سے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ علی بن ابوطالب نے قتال کیا تھا ان لوگوں سے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا اور اس آدمی کے بارے میں انہوں نے حکم دیا، اس کو تلاش کیا گیا اور اس کو پا لیا گیا اور اس کو لایا گیا، حتیٰ کہ میں نے اس کو غور سے دیکھا وہ بالکل اسی صفت پر تھا جو رسول اللہ ﷺ نے اس کی صفت بیان کی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے، اس نے شعیب سے اور امام بخاری مسلم دونوں نے اس کو نقل کیا ہے کئی دوسرے طرق سے زہری سے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ باب علامات النبوۃ فی الاسلام۔ مسلم۔ کتاب الزکوۃ۔ حدیث ۱۴۸۔ ۲/۷۴۴۔۷۴۵)

علامات نبوت کا ظہور

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابونصر فقیہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن رجاء نے، ان کو شیبان بن فروخ نے اور ہدبہ بن خالد نے، دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن فضل نے ابونضرہ سے، اس نے ابوسعید سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں دین سے نکل جانے کا نکل جانے والا (فرقہ)۔ مسلمانوں کی تفریق کے وقت، اس کو قتل کرے گا دو طائفوں میں سے حق کے ساتھ زیادہ مطابقت رکھنے والا طائفہ۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں شیبان بن فروخ سے۔ (مسلم۔ کتاب الزکوۃ۔ حدیث ۱۵۰ ص ۲/۷۴۵)

تبصرہ ۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ

مصنف اس روایت سے قبل والی روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس روایت میں اور اس سے قبل جو روایت ہے اس میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے اطلاع ہے ایک قوم کے آنے کی جن میں ایک ایسا شخص ہوگا جس کا ایک ہاتھ ناقص اور خراب ہوگا۔ یہ لوگ مسلمانوں کے اختلاف کے وقت سامنے آئیں گے۔ اور دوسری یہ اطلاع ہے کہ ایسے لوگوں کو مسلمانوں میں سے وہ طائفہ قتل کرے گا جو دو طائفوں میں سے حق سے زیادہ قریب اور احق ہوگا۔ چنانچہ فی الواقع اور فی الحقیقت ایسے ہی ہوا تھا جیسے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا۔ یہ لوگ اس وقت نکلے تھے جب مسلمانوں میں اختلاف پڑا تھا اہل عراق میں اور اہل شام میں اور ان لوگوں کو دو طائفوں میں اولیٰ بالحق طائفہ نے قتل کیا تھا یعنی امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے۔ اور اس وقت لوگوں نے اس ناقص ہاتھ والے شخص کو بھی پا لیا تھا بالکل اسی طرح جس طرح

نبی کریم ﷺ نے اس کی صفت بیان کی تھی۔ چنانچہ یہ واقعہ ایک علامت بن گیا تھا علامات نبوت میں سے۔ ایسی علامات ونشانی جو صاحب رسالت کی وفات حسرت آیات کے بعد ظاہر ہوا تھا۔

(۸) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابوسعید اعرابی نے، ان کو حسن بن زعفرانی نے، ان کو ہوزہ بن خلیفہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عوف نے محمد سے، وہ ابن سیرین ہیں عبیدہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نہر والوں سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ ان میں تلاش کرو اگر ان لوگوں کے اندر وہ لوگ موجود ہوں رسول اللہ ﷺ نے جن کا ذکر کیا تھا کہ بے شک ان میں ایک شخص ناقص الید ہوگا یا مودن الید یا مثدون الید کہا تھا (سب کا مقصد وہی ناقص ہے)۔

عبیدہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو تلاش کیا تو ہم نے اس کو پا لیا تھا۔ ہم اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بلا لائے۔ وہ آیا اور آ کر ان کے سامنے کھڑا ہو گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین بار اللہ اکبر کہا۔ اللہ کی قسم اگر تم لوگ اپنی اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیتے تو میں تمہیں حدیث بیان کرتا وہ جو اللہ نے فیصلہ کر دیا تھا اپنے رسول کی زبان پر اس شخص کے بارے میں جو ان کو قتل کرے گا۔

(عبیدہ کہتے ہیں) میں نے پوچھا کہ کیا آپ نے خود یہ بات سنی تھی رسول اللہ ﷺ سے، انہوں نے کہا جی ہاں، رب کعبہ کی قسم تین بار یہ فرمایا۔ مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دیگر دو وجوہ سے محمد بن سیرین سے اور اس حدیث کے کئی اور طرق بھی ہیں۔ (مسلم ۲/۷۴۷)

ہم اس طرف ذکر کریں گے ان شاء اللہ جس وقت ہم حضور ﷺ کے بعد ہونے والے واقعات کا ذکر کریں گے۔ وباللہ التوفیق

باب ۱۸۷

مقام جعرانہ میں ہوتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے پاس مسلمان ہو کر وفد ہوازن کی آمد

اور رسول اللہ ﷺ کا ان کو ان کے قیدی واپس کر دینا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن محمد عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے اور عبداللہ بن صالح نے (یہ دونوں مصری ہیں)۔ یہ کہ لیث بن سعد نے دونوں کو حدیث بیان کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عقیل نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ عروہ نے گمان کیا ہے کہ مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ دونوں نے اس کو خبر دی ہے یہ کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے جب ان کے پاس ہوازن والوں کا وفد مسلمان ہو کر آ گیا تھا۔ انہوں نے حضور ﷺ سے التجا کی کہ آپ ان کے مال اور ان کی عورتیں ان کو واپس کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا، میرے پاس یہ ہیں جن جن کو تم مناسب سمجھو۔ اور محبوب ترین بات میرے نزدیک وہ ہوتی ہے جو سب سے زیادہ سچی ہو۔ تم لوگ چُن لو دو چیزوں میں سے ایک چیز ملے گی یا قیدی ملیں گے یا مال ملے گا۔

تحقیق میں ان کے پاس تھا۔ رسول اللہ نے ان کو دس سے کچھ اوپر راتوں کی مہلت دی تھی جب آپ طائف سے واپس آ گئے تھے۔ جب ان لوگوں کے ساتھ یہ بات واضح ہو گئی کہ رسول ان کے مال واپس نہیں کریں گے دو میں سے ایک چیز (یا مال یا قیدی) تو ان لوگوں نے اپنے قیدیوں کو چنا۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ مسلمانوں میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اللہ کی حمد وثناء کی جس کا وہ حق دار ہے۔

پھر فرمایا، امابعد بے شک تمہارے یہ بھائی ہمارے پاس تائب ہو کر آئے ہیں۔ میں نے یہ مناسب سمجھا ہے کہ میں ان کے قیدی واپس کر دوں۔ جو شخص تم میں سے پسند کرے کہ وہ خوشی سے ایسا کرے تو ضرور کرے (یعنی اپنے حصے کا قیدی واپس دے دے) جو تم میں سے پسند کرے کہ اپنے حصے پر قائم رہے (وہ ہمیں اپنے حصے کا قیدی ہمیں واپس دے دے ہم واپس کر دیتے ہیں)۔ اس شرط پر کہ آج کے بعد جیسے ہی اللہ تعالیٰ ہماری طرف مال فئے اور عطا کرے گا ہم اس کے بدلے اس کو دے دیں تو ایسا کر لے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم یہ فیصلہ خوشی سے قبول کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ بے شک نہیں جانتے تم میں سے کس نے خوشی سے اجازت دی ہے اور کس نے خوشی سے نہیں دی۔ تم سب لوگ واپس جاؤ اور اپنے اپنے سمجھ دار و معروف لوگوں کو بھیجو جو تمہارے معاملے کو جانتے ہوں، وہ ہمارے پاس آ کر بتائیں۔ لوگ واپس چلے گئے۔ ان کے عرفاء نے ان سے بات کی پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آئے انہوں نے آ کر حضور کو خبر دی کہ وہ لوگ خوشی سے قیدی واپس کر رہے ہیں اور انہوں نے اجازت دے دی ہے۔ یہ ہے وہ تفصیل جو ہمیں ہوازن کے قیدیوں کے بارے میں پہنچی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سعید بن عفیر سے اور عبداللہ بن یوسف سے، اس نے لیث سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۸/۲۶-۲۷)

قیدی یا اموال میں اختیار دینا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو اسماعیل بن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ طائف سے واپس لوٹے ماہ شوال میں مقام جعرانہ کی طرف، اس مقام میں قیدی تھے۔ لہٰذا حضور ﷺ کے پاس ہوازن قبائل کے وفد مسلمان ہو کر آنے لگے۔ ان میں نو افراد ان کے اشراف اور معززین تھے۔ وہ مسلمان ہو گئے تھے اور رسول اللہ سے بیعت ہوئے اسلام کی بیعت۔ اس کے بعد انہوں نے حضور سے بات کی ان لوگوں کے بارے میں جو پکڑے گئے تھے۔

انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بے شک وہ لوگ جو آپ لوگوں نے پکڑے ہیں مائیں ہیں، بہنیں ہیں، پھوپھیاں ہیں، خالائیں ہیں اور وہ پوری قوم کی عزت ہیں۔ ہم لوگ اللہ کی طرف رجوع ہو گئے ہیں اور آپ کی طرف اے اللہ کے رسول نبی کریم ﷺ، رحیم و کریم تھے، سخی تھے۔ انہوں نے جواب دیا میں اس بات کو طلب کروں گا تمہارے لئے اور تحقیق حصے ہو چکے ہیں اور اپنے اپنے موقع پر اور جگہ پر پہنچ چکے ہیں۔ دو امروں میں جو امر تمہیں پسند ہو وہ میں تم سے طلب کرتا ہوں اور مانگتا ہوں تم لوگوں سے، قیدی یا اموال؟ ان لوگوں نے کہا آپ ہمیں اختیار دیں حسب کے اور مال کے بارے میں، حسب ہماری طرف زیادہ محبوب ہے۔ ہم لوگ بکریوں اور اونٹوں کی بات نہیں کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہرحال وہ قیدی خواتین جو بنو ہاشم میں سے کسی کے پاس ہیں وہ تمہاری ہیں (یعنی وہ واپس ہو جائیں گی)۔ اور جو دیگر مسلمانوں کے پاس ہیں ان کے بارے میں میں ان سے بات کروں گا اور تمہاری سفارش کروں گا، تم لوگ بھی ان سے بات کرو اور اپنے اسلام کو ظاہر کرو اور کہو ہم تمہارے بھائی ہیں دین میں۔ اور حضور نے ان کو کلمہ شہادت تعلیم فرمایا اور یہ بھی سکھایا کہ وہ کیسے بات کریں اور ان کو فرمایا کہ میں نے تمہیں دس راتوں کی مہلت دی تھی۔

حضور ﷺ نے جب ظہر کی نماز پڑھائی تو وہ لوگ کھڑے ہو گئے انہوں نے حضور ﷺ سے اجازت طلب کی بات کرنے کی، حضور نے اجازت دے دی۔ خطیبوں نے بات کی اور پوری پوری بات کی اور اس بلاغت سے کام لیا اور انہوں نے رغبت دلائی قیدیوں کو واپس کرنے کے بارے میں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے جب وہ لوگ فارغ ہو گئے۔

حضور ﷺ نے ان کے لئے سفارش کی اور مسلمانوں کو اس پر ابھارا اور فرمایا کہ تحقیق میں نے وہ قیدی ان کو واپس کر دیئے ہیں جو بنو ہاشم کے افراد کے حصے میں تھے اور وہ بھی جو میرے ہاتھ میں تھے۔ تم لوگوں میں سے جو شخص پسند کرے کہ وہ بغیر کسی جبر کے واپس کر لے وہ ضرور ایسا کرے

(یعنی واپس کر دے) اور جو ایسے واپس کرنا پسند نہ کرے اور اس کا بدلہ یا معاوضہ لینا چاہے تو ان کا بدلہ اور معاوضہ میرے ذمہ ہے۔ لہٰذا وہ افراد واپس کر دیئے جو ان کے قبضے میں تھے۔ مگر تھوڑے سے ان میں سے ایسے تھے جنہوں نے معاوضہ یا بدلہ مانگا تھا۔

اس کی اسناد کے ساتھ انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن عقبہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہا ہے ابن شہاب نے کہ مجھے حدیث بیان کی عروہ بن زبیر نے یہ کہ مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ نے اس کو خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اعلان کیا تھا جب ہوازن کے قیدیوں کو واپس کرنے کے بارے میں کہ میں نہیں جانتا کہ کس نے تم میں سے اجازت دی ہے واپس کرنے اور کس نے نہیں دی، واپس چلے جاؤ یہاں تک کہ تمہارا معاملہ تمہارے لیڈر ہمارے پاس لے آئیں۔ لوگ واپس چلے گئے۔ لہٰذا ان کے لیڈروں نے ان سے بات کی پھر وہ رسول اللہ کے پاس آئے، انہوں نے حضور ﷺ کو اطلاع دی کہ فلاں فلاں راضی ہے اور خوشی سے قیدی واپس کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔

(۳) ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے سعید بن مسیب بن عروہ بن زبیر نے کہ ہوازن کے قیدی جنہیں رسول اللہ ﷺ نے واپس کر دیا تھا وہ چھ ہزار تھے مرد عورتیں بچے۔ بے شک تمام عورتوں (ستر عورتیں) جو رجال کے پاس تھیں ان میں سے عبدالرحمن بن عوف تھے صفوان بن امیہ تھے۔ انہوں نے دو عورتوں کو قیدی کیا تھا جو ان کے پاس تھیں۔ ان دونوں عورتوں نے اپنی قوم کو پسند کیا تھا یعنی واپس چلی گئی تھیں۔

☆ ''اہل سیر نے گمان کیا ہے کہ عیینہ بن بدر نے ان پر انکار کر دیا تھا یعنی قیدی واپس کرنے سے، صرف یہی نہیں بلکہ اس نے ان کو منع کرنے پر بھی اُبھارا تھا۔ چنانچہ ایک آدمی نے کہا ہوازن میں سے، تم کوئی کمی نہ کرو اس بات سے کہ تم ہمارے خلاف اُبھار رہے ہو ان کے بارے میں جو ہم میں سے رہ گئے ہیں۔ ہم نے بھی قتل کر دیا ہے تیری کنواری بیٹی کو اور تیرے دو بیٹوں کو اور تیری ماں نُسیکہ کو طاق سے جنت کر دیا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ کیا واقعی یہ معاملہ ایسے ہی تھا؟ انہوں نے کہا کہ اس میں کچھ تو تھا یا رسول اللہ کچھ لوگوں نے گمان کیا ہے کہ رسول اللہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ مکہ میں جائے اور جا کر قیدیوں کے لئے مقعد کپڑے خریدے اس لئے کہ کوئی آزاد ان میں سے نہ نکلے مگر نئے کپڑے پہنا ہوا، اور فرمایا مالک بن عوف کے اہل خانہ کو مکے میں روک لو ان کی پھوپھی اُم عبداللہ بن اُمیہ کے پاس۔ مگر وفد والوں نے کہا کہ یا رسول اللہ وہ لوگ ہمارے سردار ہیں اور ہمیں بہت پیارے ہیں۔ رسول اللہ نے جواب دیا کہ میں ان کے ساتھ مزید خیر اور بھلائی کا سلوک کرنے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ حضور ﷺ نے مالک بن عوف کے پاس نمائندہ بھیجا حالانکہ وہ فرار ہو چکا تھا طائف کے قلعے میں پناہ لینے کے لئے۔ حضور نے پیغام بھیجا کہ اگر تم مسلمان ہو کر میرے پاس آ جاؤ تو میں تیرے گھر والے تجھے واپس کر دوں گا اور میری طرف سے تیرے لئے ایک سو اُونٹنی بھی ہیں''۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی ربیع نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی شافعی نے انہوں نے کہا ہے اس قصے میں کہ عیینہ راضی نہ ہوا اس نے ایک بڑھیا کو پکڑ لیا اور کہنے لگا کہ میں اس کے ذریعہ ہوازن والوں کو شرم اور غیرت دلاؤں گا۔ نہ نکالا اس بڑھیا کو اس کے ہاتھ سے، یہاں تک کہ اس سے کہا بعض اس شخص نے اس کو دھوکہ دیا تھا اس عورت کے بارے میں۔ اللہ تیری ناک کو خاک آلود کرے، اللہ کی قسم تم نے اس کو پکڑ لیا ہے۔ نہ تو اس کے پستان کھڑے ہوئے ہیں نہ اس کا پیٹ بچے کو جنم دینے والا ہے، نہ اس کے رخسار چمکتے ہیں پھر فائدہ کیا ہوا اس کو رکھنے کا۔ اس نے کہا تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ سچ ہے۔ اس نے کہا جی ہاں اللہ کی قسم ہے۔ اس نے کہا کہ اللہ تجھے اس بڑھیا سے دُور کر دے۔ اور اس نے اس عورت کے بدلے کچھ معاوضہ بھی نہیں لیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۰۵۔ مغازی للواقدی ۳/۹۵۱)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابواسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو

بن شعیب نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، وہ کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے حنین میں۔ جب حضور نے پا لئے ہوازن کے مال جس قدر پا لئے تھے۔ اور ہوازن کے قیدی بھی۔ ہوازن کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس مقام جعرانہ میں آیا اور آ کر ملا، وہ وفد مسلمان ہو چکا تھا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ اور ہمارا خاندان ہے، تحقیق ہمارے اوپر مصیبت آن پڑی ہے جو آپ سے مخفی نہیں ہے۔ آپ ہمارے اوپر احسان کریں اللہ آپ کے اوپر احسان کرے

ان کا خطیب زہیر بن صرد کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ سوائے اس کے نہیں مستورات قید میں، وہ قید ہونے والیاں آپ کی خالائیں ہیں، آپ کی پھوپھیاں ہیں، آپ کو دودھ پلانے والیاں ہیں، وہ عورتیں بھی ہیں جنہوں نے آپ کی کفالت کی تھی۔ اگر ہم لوگ ابن ابوشمر کے ہاں سے یا نعمان بن منذر کے پاس سے دودھ پیتے پھر ہمیں یہی کیفیت پہنچتی ان دونوں سے جو ہمیں آپ سے پہنچی ہے تو ہم امید کرتے ہیں ان کے احسان کرنے کی اور ان کی شفقت کرنے کی جبکہ آپ تو تمام کفالت لئے ہوؤں میں سے بہترین شخص ہیں۔ اس کے بعد اس نے شعر کہے :

امنن علینا رسول اللّٰه فی کرم ... فانك المرء نرجوه وندخر
امنن علی بیضة قد عاقها قدر ... ممزق شملها فی دهرها غیر
ابقت لها الحرب هتافا علی حزن ... علی قلوبهم الغماء والغمر
ان لم تدارکهم نعماء تنشرها ... یا ارجح الناس حلما حین یختبر
امن علی نسوة قد کنت ترضعها ... اذ فوك یملوه من مخضها الدرر
لا تجعلنا کمن شالت نعامته ... واستبق منا فانا معشر زهر
انا لنشکر الاء وان کفرت ... وعندنا بعد هذا الیوم مدخر

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہاری عورتیں اور تمہارے بیٹے تمہیں زیادہ محبوب ہیں یا تمہارے مال؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ہمیں اختیار دیا تھا ہمارے حسب اور مالوں کے بارے میں، ہمارے بیٹے اور ہماری عورتیں ہمیں زیادہ محبوب ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہر حال جو کچھ ان میں سے میرا حصہ تھا اور بنو عبدالمطلب کے لئے وہ تمہارے لئے ہے (یعنی وہ میں واپس کر دیتا ہوں)۔ اور جس وقت لوگوں کو نماز پڑھا لوں اس وقت تم لوگ کھڑے ہو جانا اور کہنا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ سے سفارش کرواتے ہیں اور رسول اللہ کو سفارش پیش کرتے ہیں مسلمانوں کی طرف اور مسلمانوں سے سفارش کرواتے ہیں رسول اللہ کے پاس۔ ہمارے بیٹو اور ہماری عورتوں کے بارے میں میں اس وقت تمہیں دے دوں گا (یعنی تمہارا سوال پورا کر دوں گا)۔ میں خود تمہارے لئے مسلمانوں سے مانگوں گا۔ حضور جب لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھا چکے تو وہ لوگ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے اور وہی بات کہی جو رسول اللہ نے فرمائی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہر حال جو قیدی میرے اور بنو عبدالمطلب کے حصے میں ہیں وہ میں تمہیں واپس کئے دیتا ہوں۔ چنانچہ یہ سنتے ہی مہاجرین نے کہا کہ جو ہمارے حصے کے قیدی ہیں وہ رسول اللہ کے لئے ہیں (یعنی ہم ان کو دیتے ہیں)۔ انصار نے سنا تو یہی کہا جو ہمارے حصے کے ہیں وہ بھی رسول اللہ کے ہیں۔

اقرع بن حابس نے کہا کہ میرے حصے کے اور بنو تمیم کے ہم واپس نہیں کرنا چاہتے۔ ادھر سے عباس بن مرداس سُلیمی نے کہا کہ بہر حال میں اور بنو سلیم والے بھی واپس نہیں کرنا چاہتے۔ بنو سُلیم نے کہا نہیں بلکہ جو ہمارے حصے کے ہیں وہ ہم رسول اللہ ﷺ کو دیتے ہیں۔ ادھر سے عیینہ بن بدر نے کہا بہر حال میں اور بنو فزارہ واپس نہیں کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص اپنا حق روک کر رکھے گا اس کے لئے ہر انسان کے بدلے چھ فرائض ہیں (یعنی چھ اونٹ ہیں)۔ پہلی فئے اور پہلے مال غنیمت سے جو ہمیں حاصل ہوگا۔ لہٰذا آپ لوگ ان لوگوں کی طرف ان کی عورتوں اور بیٹوں کو واپس کر دو

(یہ اعلان فرما کر) رسول اللہ ﷺ سوار ہو گئے اور لوگ آپ کے پیچھے پیچھے ہو لئے۔ وہ کہہ رہے تھے یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمارے لئے تقسیم کر دیجئے ہماری فئے۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے آپ کو ایک درخت کے پاس مجبور کر دیا۔ اس افراتفری میں حضور ﷺ کی چادر جو اُوپر اوڑھے ہوئے تھے لوگوں کے ہاتھوں میں آ گئی۔

رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے، اے لوگو! چادر واپس کر دو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تمہارے واسطے وادی تہامہ کے درختوں کے برابر مویشی ہوں گے تو وہ سب میں تمہارے اُوپر تقسیم کر دوں گا۔ پھر اس وقت تم لوگ مجھے نہ بخیل و کنجوس پاؤ گے، نہ بزدل پاؤ گے، نہ جھوٹا پاؤ گے۔

اس کے بعد رسول اللہ اُٹھے اور اُونٹ کے پہلو میں کھڑے ہوئے اور آپ نے اس کی کوہان کی پشم کو پکڑ کر اپنی اُنگلیوں کے درمیان کیا اور فرمایا، اے لوگو! اللہ کی قسم نہیں ہے میرے لئے تمہاری فئے اور غنیمت میں سے مگر یہ پشم بھی نہیں مگر خمس (پانچواں حصہ) اور خمس بھی تمہارے اُوپر لوٹا دیا گیا ہے۔ لہٰذا تم لوگ سوئی دھاگہ واپس کر دو، بے شک مال غنیمت چوری کرنا عار ہے اور آگ ہے۔ اور قیامت کے دن ایسا کرنے والوں پر ہلاکت ہے۔ یہ سُن کر انصار میں سے ایک آدمی بالوں کی رسیوں کا ایک گچھا لے کر آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے یہ دھاگے کے لئے لئے تھے تاکہ میں اس کے ساتھ اُونٹ کے اُوپر کا میخ سی سکوں۔ رسول اللہ نے فرمایا بہرحال مال غنیمت میں جو میرا حق ہے اسی طرح یہ تیرے لئے ہے مگر اس آدمی نے کہا بہرحال جب معاملہ یہاں تک آ پہنچا ہے تو مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اُس نے اپنے ہاتھ سے اس کو پھینک دیا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابو وجزہ سعدی نے یزید بن عبید سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کے قیدیوں میں سے حضرت علی بن ابوطالب کو ایک لڑکی دی تھی اُسے ریطہ بنت ہلال بن حیان بن عمیرۃ کہتے تھے۔ اور عثمان غنی کو زینب بنت حیان دی تھی اور عمر بن خطاب کو فلانۃ۔ انہوں نے وہ عبداللہ بن عمر کو ہبہ کر دی تھیں۔

(البدایۃ والنہایۃ ۴/۳۵۳۔۳۵۴)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی نافع نے ابن عمر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابن عمر نے دو لڑکیاں بھیجی تھیں میری ننھیال میں بنو جمع میں تاکہ وہ ان کی اصلاح کر دیں میرے لئے حتیٰ کہ میں بیت اللہ کا طواف کرتا پھر میں ان کے پاس آتا جب میں فارغ ہو جاتا۔ چنانچہ میں مسجد سے نکلا اچانک دیکھا کہ لوگ سخت باتیں کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا تم کیوں لڑ رہے ہو؟ انہوں نے بتایا، رسول اللہ ﷺ نے ہماری عورتیں ہمیں واپس کر دیں ہیں اور ہمارے بیٹے بھی۔ میں نے کہا تم ان لڑکیوں کا کیا کرو گے جو میرے پاس ہیں وہ تو بنو جمع میں ہیں وہ لوگ وہاں سے چلے گئے اور جا کر انہوں نے وہ لے لیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۰۵۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۵۴)

جاہلیت کی نذر کا اسلام کے بعد پورا کرنا .... (۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن عبدالاعلیٰ نے (ح)۔ اس نے کہا اور ہمیں خبر دی ہے ابوالولید نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو ابوطاہر نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن وہب نے، ان کو جریر بن حازم نے یہ کہ ایوب نے اس کو حدیث بیان کی ہے کہ اس کو نافع نے حدیث بیان کی ہے یہ کہ عبداللہ بن عمر نے ان کو بیان کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا جس وقت مقام جعرانہ میں تھے طائف سے واپسی کے بعد، عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ میں ایک دن مسجد الحرام میں اعتکاف بیٹھوں گا آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جائیے اور جا کر ایک دن کا اعتکاف کیجئے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے حضرت عمر کو خمس کے مال میں سے ایک لونڈی دی تھی جب رسول اللہ نے تمام قید ہونے والوں کو آزاد کیا تو عمر نے بیٹے سے کہا، اے عبداللہ! جایئے اس لڑکی کے پاس، جا کر اس کا راستہ چھوڑ دیجئے یعنی اس کو اپنے اہل کے پاس جانے دیجئے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوطاہر سے۔

مالک بن عوض کا سلام اور رسول اللہ کی مدح میں قصیدہ کہنا .... (۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو وجزہ نے کہ عثمان گئے اپنی لونڈی کے پاس، اس نے ان کو اپنے چچازاد کے لئے نکاح کا پیغام دیا۔ اس کا شوہر تو تھا مگر وہ ساقط تھا۔ گویا وہ نامرد تھا اس میں کوئی خیر نہیں تھی۔ جب قیدی واپس گئے تو وہ اس کو چلا کر لے آئے، اس کو مدینے میں لے آئے عمر کے زمانے میں یا عثمان کے اس سے ملے اور اسے کوئی چیز عطا کی بسبب اس کے جو اس نے فائدہ اُٹھایا تھا۔ جب عثمان نے اس کے شوہر کو دیکھا تو اس لونڈی سے کہا ہلاک ہو جائے یہ تھا مجھ سے زیادہ پسندیدہ تیرے نزدیک۔ وہ بولی جی ہاں یہ میرا شوہر ہے اور میرا چچازاد بھی۔

بہر حال رہے حضرت علی انہوں نے اپنی لونڈی کی عفت کا خیال کیا اور اس کو قرآن بھی سکھلایا۔ رسول اللہ نے وفد ہوازن سے کہا تھا اور ان سے مالک بن عوف کے بارے میں پوچھا تھا کہ اس نے کیا کیا (یعنی وہ کہاں ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ وہ طائف میں ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو یعنی مالک کو بتادو کہ اگر وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آجائے تو میں اس کے اہل خانہ اس کی طرف واپس کر دوں گا اور اس کا مال بھی اور مزید ایک سو اُونٹ بھی دوں گا۔ چنانچہ مالک اسی شرط پر طائف سے نکل کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا تھا۔ دراصل مالک ڈر رہا تھا بنو ثقیف سے اپنی جان پر کہ ان کو پتہ چل جائے گا جو کچھ رسول اللہ نے اس کے لئے رعایت دی ہے تو وہ اس کو روک لیں گے جانے نہیں دیں گے۔ چنانچہ کہا کہ اس کے لئے اُونٹنی تیار کر کے فلاں مقام پر کھڑی کر دی جائے اور گھوڑا بھی۔ طائف میں لیا جائے، چنانچہ وہ رات کے وقت طائف سے نکلا اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر اس کو ایڑ ھ لگائی اور اپنی اُونٹنی تک پہنچ گیا جہاں پر اس نے کہا تھا۔ وہ اس پر بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ سے جا ملا مالک بن عوف مسلمان ہونے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو اس نے شعر کہے:

ما ان رایت و لا سمعت بمثله — فی الناس کلهم بمثل محمد

اوفی واعطی للجزیل اذا اجتدی — واذا تشا یخبرك عما فی غد

واذا الکتیبة عردت انیابها — أم العدی فیها بکل مهند

فکانه لیث لدی اشباله — وسط الهباءة و خادر فی مرصد

میں نے نہ ہی دیکھا اور نہ ہی سُنا ہے تمام لوگوں میں محمد جیسا ایفاءِ عہد کرنے والا، بڑے بڑے عطیے دینے والا، جب تم چاہو تمہیں کل کے بارے میں بھی بتادے۔ جب لشکر اپنے سامنے کرتا ہے، لڑنے آتا ہے تو وہ تلوار ہندی سے حملہ کرتا ہے گویا کہ محمد ﷺ گھاٹی کا شیر ہے جو اپنے بچوں میں مگن رہے مگر اپنی گھاٹی کے اندر یا باہر گھات میں مستعد رہتا ہے۔

چنانچہ حضور ﷺ نے عوف بن مالک کو ان کی قوم کے ان لوگوں پر ذمہ دار مقرر کر دیا جو مسلمان ہو چکے تھے اور یہ لوگ ثمالہ کے قبائل اور سلمہ کے قبائل تھے۔ اور ان میں وہ قتال کیا کرتا تھا۔ ان کے ساتھ مل کر ثقیف والوں کے ساتھ ان کے لئے جو بھی دستہ بھیجا جاتا وہ اس پر غارت ڈالتے حتیٰ کہ اس کو نقصان پہنچاتے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۰۶۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۶۱)

رضاعی ماں کا احترام .... (۹) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ابوعمرو اسماعیل بن نجید سلمی نے، ان کو خبر دی ابومسلم نے ان کو ابوعاصم نے، ان کو جعفر بن یحییٰ یعنی ابن ثوبان نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ان کے چچا عمارہ بن ثوبان نے، ان کو ابوطفیل نے

خبر دی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں غلام تھا، تعریف کرتا تھا بڑے عطیے کی۔ میں نے دیکھا رسول اللہ گوشت تقسیم کر رہے تھے مقام جعرانہ میں۔ چنانچہ ان کے پاس ایک عورت آئی حضور ﷺ نے اس کے لئے چادر بچھادی۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضور ﷺ کی ماں ہے جس نے ان کو دودھ پلایا تھا۔ (ابوداؤد۔ کتاب الادب)

رضاعی بہن کی سفارش .... (۱۰) ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبدالواحد بن محمد بن اسحاق بن نجار مقری نے کوفے میں، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر بن رحیم نے، ان کو احمد بن حازم نے، ان کو عمرو بن حماد نے حکم بن عبدالمالک سے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب ہوازن کی فتح ہوئی تھی ایک لڑکی نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور بولی یا رسول اللہ میں آپ کی بہن ہوں، میں شیما بنت حارث ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم سچی ہو تو بتاؤ میری طرف سے کوئی نشانی ہے جو ختم نہیں ہوئی تو دکھاؤ؟ کہتے ہیں کہ اس نے اپنا بازو کھول کر دکھایا، پھر بولی جی ہاں یا رسول اللہ میں نے تمہیں اٹھایا تھا آپ چھوٹے تھے مجھے یہ چک کاٹ لیا تھا یعنی منہ سے کاٹ لیا تھا۔ چنانچہ اس کے لئے رسول اللہ نے اپنی چادر بچھادی تھی پھر فرمایا آپ مجھ سے جو مانگئے ملے گا اور کوئی سفارش کیجئے سفارش مانی جائے گی۔ (البدایہ والنہایہ ۳۶۴/۴)

رسول اللہ ﷺ کا رضاعی رشتوں کا احترام .... (۱۱) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو احمد بن سعید ہمدانی نے، ابن وہب نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن حارث نے یہ کہ عمرو بن سائب نے، ان کو حدیث بیان کی ہے اس نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے ایک دن، تو حضور ﷺ کے رضاعی والد آ گئے آپ نے ان کے لئے اپنا کپڑا بچھا دیا وہ اس پر بیٹھ گئے، اس کے بعد رضاعی ماں آ گئی اس کے لئے آپ نے کپڑے کا دوسرا حصہ دوسری جانب سے بچھا دیا وہ اس پر بیٹھ گئی۔ اس کے بعد آپ کا رضاعی بھائی آ گیا لہٰذا حضور خود اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس کو اپنی جگہ پر بٹھا دیا سامنے۔ (تاریخ ابن کثیر ۳۶۴/۴)

باب ۱۸۸

عمرۃ النبی ﷺ جعرانہ سے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی جعفر بغدادی نے، ان کو ابوعلاثہ نے ان کو ابن لہیعہ ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر بن عتاب نے، ان کو قاسم جوہری نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔ وہ دونوں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جعرانہ میں عمرے کا احرام باندھا تھا ذیقعدہ میں پھر آپ مکے میں آئے اور اپنا عمرہ ادا کیا۔ اور نبی کریم ﷺ جب حنین کی طرف نکلے تھے تو پیچھے معاذ بن جبل انصاری کو پھر سلمی کو اہل مکہ پر خلیفہ بنایا اور اس کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو قرآن سکھائیں اور ان کو دین کی فہم دیں اور عمرۂ جعرانہ تین عمروں میں سے ایک تھا جو رسول اللہ ﷺ نے عمرے کئے تھے۔ اس کے بعد نبی کریم مدینہ کی طرف لوٹ گئے تھے اور معاذ بن جبل کو مکے میں اہل مکہ پر خلیفہ بنا گئے تھے۔

آپ مدینے میں آئے اور اللہ نے قرآن نازل کیا۔ ارشاد ہوا :

لقد نصركم الله فى مواطن كثيرة ويوم حنين اذ اعجبتكم كثرتكم فلم تغن عنكم شيئا ۔ وضاقت عليكم الارض بما رحبت ۔ ثم وليتم مدبرين ۔ (سورۂ اعراف آیت ۲۵)

(اس کے بعد والی دو آیات بھی اسی سلسلے میں ہیں)

ارشاد ہوا البتہ تحقیق اللہ نے تمہاری مدد کی ہے بہت سارے مقامات پر۔ خصوصاً حنین والے دن جب تمہاری کثرت تمہیں اچھی لگ گئی تھی مگر تمہیں کوئی فائدہ نہ دیا اور تمہارے اوپر زبردستی تنگی آ گئی تھی اپنی فراخی کے باوجود پھر تم پیٹھ پھیر کر لوٹے تھے۔

موسیٰ نے کہا ہے فتح حنین کی خبر لے کر سب سے پہلے جو مدینے میں پہنچے تھے وہ دو آدمی تھے، نبی عبدالاشہل سے حارث بن اوس اور معاذ بن اویس۔ مکہ میں حضور ﷺ نے عتاب بن اُسید کو اور معاذ بن جبل کو خلیفہ اور نائب مقرر کیا تھا تعلیم قرآن کے لئے اور تفہیم دین کے لئے ۸ ھ میں لوگوں نے حج پرانے طرز پر کیا تھا۔ (الدرر لابن عبدالبر ۲۳۶۔۲۳۷)

عتاب بن اسید کو مکہ میں نائب بنانا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ جعرانہ سے عمرہ کرنے کے لئے نکلے اور آپ نے بقایا غنیمتوں کے بارے میں حکم دیا۔ وہ مقام مجنہ میں روک لی گئیں، وہ اسی علاقے کے کونے کنارے پر واقع تھا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے عمرے سے فارغ ہوئے تو مدینے واپسی کے لئے لوٹے۔ اور اس وقت مکہ میں عتاب بن اُسید کو نائب مقرر کیا اور حضرت معاذ کو ان کا نائب مقرر کیا اس لئے کہ وہ لوگوں کو دین میں سمجھ اور فہم دیں اور ان کو قرآن مجید کی تعلیم دیں۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ عمرہ ماہ ذیقعدہ میں ہوا تھا اس کے بعد آپ مدینے میں تشریف لائے بقیہ ذیقعدہ مدینے میں ذی الحجہ میں آئے تھے۔ اور اسی سال لوگوں نے حج اسی کیفیت پر کیا تھا جس پر عرب حج کرتے تھے۔ اسی سال عتاب بن اسید نے حج کیا تھا ۸ ھ ہجری میں۔ حضور ﷺ نے چار عمرے کئے تھے وہ سارے ذیقعدہ میں تھے سوائے اس کے جو حج کے ساتھ کیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۱۵)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو ہدبہ بن خالد نے، ان کو ھمام نے قتادہ سے، اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کئے تھے اور وہ سارے ماہ ذیقعدہ میں کئے تھے مگر وہ عمرہ جو آپ ﷺ کے حج کے ساتھ تھا حدیبیہ کے زمانے میں یا حدیبیہ سے ذیقعدہ میں۔ اور ایک عمرہ میں گمان کرتا ہوں کہ کہا تھا اگلے سال ذیقعدہ تھا اور ایک عمرہ جعرانہ سے تھا جہاں آپ ﷺ نے حنین کی غنیمتیں تقسیم کیں تھیں ذیقعدہ میں تھا، اور ایک عمرہ وہ جو آپ ﷺ کے حج کے ساتھ تھا۔

بخاری اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ھدبہ بن خالد سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۴۸۔ فتح الباری ۷/۴۳۹۔ مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۲۱۷ ص ۲/۹۱۶)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو موسیٰ نے، ان کو ابوسلمہ نے، ان کو حماد نے عبداللہ بن عثمان بن خثیم نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس سے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ اور اس کے اصحاب نے عمرہ کیا تھا جعرانہ سے۔ اُس وقت انہوں نے بیت اللہ کے طواف میں رمل کیا تھا تین بار اور چار بار معمول کے مطابق چلے تھے۔ اور انہوں نے اپنی احرام کی چادروں کو اپنی بغل کے نیچے کر لیا تھا پھر ان کو اپنے بائیں کندھوں پر ڈال لیا تھا۔ (ابوداؤد۔ کتاب المناسک۔ حدیث ۱۸۸۴ ص ۲/۱۷۷)

حالتِ احرام میں خوشبو کے استعمال سے ممانعت .... (۵) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابونصر فقیہ نے، ان کو محمد بن نصر امام نے، ان کو شیبان بن فروخ نے، ان کو ہمام نے، ان کو عطا بن ابورباح نے صفوان بن یعلی بن منیہ سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا آپ جعرانہ میں تھے، آپ نے جُبہ زیب تن کیا ہوا تھا اس پر خوشبو لگی ہوئی تھی۔ یا کہا تھا پیلے پن کا نشان تھا۔ اس نے پوچھا کہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں کہ میں اپنے عمرے میں کیا کروں؟ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر وحی اُترنے لگی۔ آپ نے کپڑے سے چہرہ چھپا لیا یعلی کہتے تھے میں چاہ رہا تھا کہ میں نبی کریم ﷺ کو دیکھوں جس وقت ان پر وحی اُتر رہی ہو۔

کہتے ہیں کہ اتنے میں حضرت عمر نے آپ کے چہرے سے کپڑا کا کنارہ اُٹھایا اور میں نے دیکھ لیا۔ یکا یک آپ کی آواز تھی جیسے آواز غطیط ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں گمان کرتا ہوں کہ غطیط البکر کی طرح یعنی جیسے جوان اُونٹ کی آواز ہوتی ہے۔ جب وہ کیفیت

حضور ﷺ سے کھل گئی تو فرمایا کہ سائل کہاں ہے عمرے کے بارے میں؟ آپ اپنے سے پیلے کا نشان دھوڈالیں۔ یا کہا تھا خلوق یعنی خوشبو کا نشان دھوڈالیں اور آپ اپنا جُبہ اُتار دیں اور اپنے عمرے میں وہی کچھ کریں جو آپ اپنے حج میں کیا کرتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اس نے ایک آدمی کو منہ سے کاٹا تھا اس نے جب اپنا ہاتھ زور سے کھینچا تو کاٹنے والے کے سامنے والے دونوں دانت گر گئے جن سے کاٹا تھا۔ کہتے ہیں حضور ﷺ نے اس کو باطل کر دیا اور فرمایا کہ تم نے یہ چاہا تھا آپ ایسے کاٹ دیں جیسے نر اُونٹ کاٹ دیتا ہے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے ابونعیم وغیرہ نے اس نے ہشام سے۔ (بخاری۔ کتاب فضائل القرآن۔ حدیث ۴۹۸۵۔ فتح الباری ۹/۹)

اور مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں شیبان بن فروخ سے۔ (مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۶ ص ۸۳۶/۲)

اور بخاری اور مسلم سے نقل کیا ہے منہ سے کاٹنے والی حدیث کئی وجوہ سے عطاء سے اور یہ منہ سے کاٹنے والا قصہ غزوہ تبوک کا ہے۔
(بخاری۔ کتاب الاجارہ کتاب المغازی۔ مسلم۔ کتاب القسامہ ۱۳۰۰/۳۔۱۳۰۱)

نضیر بن حارث کے لئے رسول اللہ ﷺ کی دعا .... (۲) اور میں نے واقدی کی کتاب میں پڑھا ہے کہ ابراہیم بن محمد بن شرجیل سے مروی ہے وہ اپنے والد سے۔ انہوں نے کہا کہ نضیر بن حارث عقل مند لوگوں میں سے تھا، وہ کہتا تھا اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں اسلام کے ساتھ عزت بخشی اور محمد علیہ السلام کے ساتھ ہمارے اُوپر احسان کیا کہ ہم اس حالت پر نہیں مریں گے جس پر ہمارے باپ دادا مر گئے تھے۔ اور جس کیفیت پر ہمارے بھائی، چچا زاد قتل ہو گئے تھے اس کے بعد اس نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس کی عداوت کا ذکر کیا ہے۔ اور وہ اپنی قوم کے ساتھ نکلا تھا حنین کی طرف اس وقت وہ انہی کے دین پر تھا۔

کہتے ہیں کہ ہم لوگ یہ ارادہ کر رہے تھے کہ اگر محمد پر شکست ہوئی تو ہم اس پر غارت اور لوٹ ڈال دیں گے مگر ہمیں اس بات پر قدرت حاصل نہیں ہو سکی جب جعرانہ کا واقعہ ہوا تو اللہ کی قسم بیشک میں اس وقت تک اسی دین پر تھا جس پر تھا۔ میں نہیں سمجھتا تھا مگر رسول اللہ کے ساتھ کہ آپ، مجھے ملے فرمایا: اے نضیر کہتے ہیں کہ میں نے کہا میں حاضر ہوں۔ کہا کہ یہ بہتر ہے اس سے جو تو نے ارادہ کیا تھا حنین والے دن اس میں سے جو اللہ تیرے اور اس کے درمیان حائل ہو گیا تھا۔

کہتے ہیں کہ میں جلدی ان کے پاس آیا۔ پس انہوں نے کہا کہ تحقیق وقت آگیا ہے تیرے لئے یہ دیکھا جائے اس حالت کو جس میں تو واقع ہے۔ میں نے کہا تحقیق میں یہ جانتا ہوں کہ اگر اللہ کے ساتھ اس کے سوا کوئی اور بھی ہوتا تو کچھ تو فائدہ دیتا۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا دی اے اللہ اس کے ثبات واستقامت میں اضافہ فرما۔ نضیر کہتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے ان کو حق کے ساتھ بھیجا ہے گویا میرا دل ثبات واستقامت میں پتھر ہو چکا ہے دین کے معاملے میں۔ اور حق کی بصیرت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے تجھے ہدایت عطا کی۔

☆☆☆

باب ۱۸۹

کعب* بن زہیر کی نبی کریم ﷺ کے پاس آمد
حضور ﷺ کی مدینہ واپسی کے بعد فتح کے زمانہ میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالقاسم عبدالرحمن بن حسن بن احمد اسدی نے ہمدان میں، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن حسین نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن منذر حزامی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حجاج بن ذی الرقیبہ بن عبدالرحمن بن کعب بن زہیر بن ابی سُلمی والمزنی نے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ان کے دادا سے، وہ کہتے ہیں کہ کعب اور بجیر زہیر کے بیٹے رواند ہوئے اور اُبرق عزاف سیانے کے پاس پہنچے۔ بجیر نے کعب سے کہا تھا کہ تم کہیں جلدی سے ٹھہر جاؤ اس جگہ پر اور میں اس آدمی (محمد ﷺ) کے پاس جاتا ہوں اور سُن کر آتا ہوں کہ وہ کیا کہتا ہے۔ چنانچہ کعب ٹھہر گیا اور بجیر چلا گیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا۔ حضور ﷺ نے اس پر اسلام پیش کیا وہ مسلمان ہو گیا۔ کعب کو اس بات کی اطلاع مل گئی، اس نے جواب میں شعر کہے :

الا ابلغا عنی بجیرًا رسالة	علی ای شیء غیر ذلك دلكا
علی خلق لم الف اما ولا ابا	علیه ولم تدرك علیه اخا لكا
سقاك ابو بكر بكاس روية	وانهلك المامون منها وعلكا

بجیر کو میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو کہ آخر کس لئے تم نے غیروں کی تباہی وہلاکت اپنے سر لی ہے۔ تم نے وہ بات اختیار کر لی ہے کہ نہ تو تمہارے والدین نے نہ ہی تمہارے بھائی نے اختیار کی ہے۔ اس نئی بات کو مامون (محمد) نے بار بار سکھایا گویا وہ جام ہے تھی جسے تمہیں دوبارہ پلایا گیا ہے۔

جب حضور ﷺ کے پاس اس کے اشعار پہنچے تو آپ نے اس کا خون ضائع اور رائیگاں قرار دے دیا اور فرمایا کہ جو شخص کعب کو ملے وہ اس کو قتل کر دے۔ لہٰذا بجیر اس کے بھائی نے یہ بات لکھ کر اپنے بھائی کو بھیج دی۔ اس میں اس کو نصیحت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرا خون رائیگاں قرار دے دیا ہے۔ اور اس نے کہا کہ تم بچ جاؤ میں نہیں سمجھتا تم خیر سے لوٹ جاؤ گے۔

اس کے بعد بجیر نے اس کو لکھا کہ اب یقین جانیے کہ رسول اللہ کے پاس جو بھی آدمی یہ شہادت لے کر آتا ہے لا الہ الا اللہ وأن محمدًا رسول اللہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ اس کی یہ شہادت قبول کر لیتے ہیں اور اس کے جتنے گناہ ہوں سب ساقط کر دیتے ہیں جب تیرے پاس میرا خط پہنچے تو تو فوراً اسلام قبول کر لے اور فوراً آجا۔ چنانچہ کعب مسلمان ہو گیا اور رسول اللہ کی مدح میں قصیدہ کہا۔ اس کے بعد وہ آ گیا۔ جونہی اس نے رسول اللہ کی مسجد کے دروازے پر سواری کو بٹھایا اور اندر داخل ہوا رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے۔ ارد گرد صحابہ حلقہ بنائے ہوئے تھے، ایک کے پیچھے ایک حلقے تھے۔ وہ ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگے۔

---

*فائدہ : کعب بن زہیر بن ابوسُلمی مازنی اُونچے طبقے کے شعراء میں سے تھے۔ اہل نجد میں سے تھے، ان لوگوں میں سے ایک تھے جو جاہلیت میں بھی مشہور ہو گئے تھے۔ نبی کریم ﷺ کی اس قدر ہجو کی تھی اور مسلمان عورتوں کے حسن پر اشعار کہے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کا خون ضائع قرار دے دیا تھا۔ اس کے بعد اس نے اسلام ظاہر کیا اور حضور ﷺ سے امان مانگی تھی۔ حضور نے امان دے دی۔ اور اسی پر قصیدہ بہانت سعاد کہا تھا۔ حضور ﷺ نے ان کو معاف کر دیا اور اپنی چادر اُتار کر اس کو دی۔ کعب خود اور اس کا والد زہیر اور بھائی بجیر، بیٹا عقبہ، داماد عوام سب شاعر تھے۔

کعب کہتے ہیں کہ میں نے سواری بٹھائی مسجد کے دروازے پر پھر میں مسجد میں داخل ہوا۔ میں نے رسول اللہ کو ان کی صفت سے پہچان لیا۔ میں لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا جا کر حضور ﷺ کے پاس بیٹھ گیا۔ میں اسلام لے آیا، میں نے جا کر کہا اشھد ان لا الہ الا للہ و انك رسول اللہ .... الامان یا رسول اللہ .... حضور نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے بتایا کہ میں کعب ہوں بن زہیر ہوں۔ فرمایا وہی جو کہتا ہے؟ اس کے بعد ابوبکر کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کیسے کہتے ہوا ے ابوبکر؟ چنانچہ ابوبکر نے میرے شعر کہہ دیئے :

سقاك ابو بكر بكاس روية — وانهلك المامون منها وعلكا

ابوبکر نے تمہیں سیراب کرنے والا پیالہ پلایا۔ پھر ماموں (محمد ﷺ) تمہیں بار بار یہ جام پلائے۔

کعب نے کہا یا رسول اللہ ! میں نے ایسا نہیں کہا تھا، آپ ﷺ نے پوچھا: پھر تم نے کیا کہا تھا؟ تو کعب نے کہا میں نے یوں کہا تھا :

سقاك ابو بكر بكاس روية — وانهلك المامور منها وعلكا

تجھے ابوبکر نے سیراب کر دینے والا پیالہ پلایا ہے۔ مامور یہ جام بار بار پلائے۔

رسول اللہ نے فرمایا کہ واقعی وہ مامور ہے اللہ کی قسم۔ اس کے بعد کعب نے پورا قصیدہ کہہ سنایا، یہاں تک کہ اس کے آخر تک پہنچا۔ اور مجھے اس کا املا کروایا تھا حجاج ذالرقیبۃ نے یہاں تک کہ وہ بھی اس کے آخر میں پہنچا اور وہ قصیدہ یہ تھا :

بانت سعاد فقلبي اليوم متبول — متيم عندها لم يفد مكبول

سعاد مجھ سے دور چلی گئی اس لئے اب میرا دل مریض ہے۔ اور وہ ایسا غلام واسیر ہے جس کے قید عشق سے کوئی فدیہ دیکر بھی رہائی دلانے والا نہیں ہے۔

اس نے کئی شعر ذکر کئے پھر کہا :

تسعى الغواة بدفيها وقيلهم — بانك يا ابن ابى سُلمى لمقتول

مفسدین سعاد کے صحن خانہ میں دونوں طرف چغل خوری کی نسبت سے دوڑ رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ کعب تجھے قتل کی دھمکی دی گئی ہے کہ تمہیں قتل کر دیا جائے گا۔

اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے :

يسعى الوشاة بجنبيها وقولهم — خلوا طريق يديها لا ابا لكم

چغل خور اس کے دونوں طرف ہیں اور ان کی بات

فكل ما قدر الرحمٰن مفعول

میں نے دوستوں سے کہہ دیا کہ تم لوگ مجھے میری راہ پر چھوڑ دو کیونکہ ہر وہ بات جسے اللہ مقدر کر دے ہو کر رہے گی۔

ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا :

خلوا طريقى لا ابا لكم

كل ابن انثى وان طالت سلامته — يوماً على آلة حدباء محمول

نبئت ان رسول الله اوعدنى — والعفو عند رسول الله مأمول

مهلا رسول الذى اعطاك نافلة — الفرقان فيه مواعيظ وتفصيل

کہ چھوڑ دو میرا راستہ تمہارا باپ نہ رہے کہ ہر شخص خواہ اس کی زندگی کتنی طویل ہو جائے ایک نہ ایک دن تنگ اور بلند تابوت پر اُٹھایا جائے گا یعنی آدمی موت سے کیا ڈرے کیونکہ ہر شخص خواہ اس کی عمر کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو ایک نہ ایک دن ضرور مرے گا اور اسے تابوت میں رکھ کر سپرد خاک کیا جائے گا مجھے خبر دی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قتل کی دھمکی دی ہے حالانکہ ہمیں رسول اللہ ﷺ سے عفو و درگزر کی امید ہے۔

اور ایک روایت میں ہے :

مهلا هداك الذی اعطاك نافلة قرآن فیها مواعیظ و تفصیل

لا تاخذنی باقوال الوشاة ولم اجرم ولو كثرت عنی الاقاویل

اے رسول اللہ ﷺ ! آپ مجھے مہلت دیں، مجھ پر رحم فرمائیں، آپ کو وہ اللہ مقصود راہ دکھائے جس نے آپ کو قرآن عطا کیا جس میں وعظ اور تفصیلات ہیں۔ آپ چغل خوروں کی بات پر میرا مواخذہ نہ کریں۔

ابن اسحاق کی ایک روایت میں یوں ہے :

فلم اذنب ، ولو كثرت فی الأقاویل

میں نے کوئی گناہ نہیں کیا اگرچہ میرے بارے میں بہت ساری باتیں کہی گئی ہیں۔ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا اگرچہ میرے بارے میں باتیں بہت مشہور ہیں۔

اس کے بعد کئی بیت ذکر کئے ہیں اور کہا ہے :

ان الرسول لنور یستضاء به وصارم من سیوف اللّٰه مسلول

بے شک رسول اللہ ﷺ ایک ایسا نور ہیں جن سے روشنی حاصل کی جا سکتی ہے اور آپ قاطع تلوار ہیں اللہ کی برہنہ تلواروں میں سے۔

اور ایک روایت میں یوں ہے :

مهند من سیوف اللّٰه

ہندی تلوار اللہ کی تلواروں میں سے ہے۔

فی فتیة من قریش قال قائلهم ببطن مكة لما اسلموا زولوا

آپ ان قریش جوانوں میں سے ہیں کہ جب وہ جماعت وادی مکہ میں اسلام لائی تو ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ یہاں سے نقل مکانی یعنی ہجرت کر جاؤ یعنی جب قریش کی ایک جماعت کو جس نے وادی مکہ میں اسلام قبول کیا تکلیف بھی پہنچائی گئیں تو انہوں نے مکہ سے مدینہ ہجرت کر جانے کا فیصلہ کیا۔

اور قریش کی عصبیت کے بارے میں کہا :

زالوا فما زال انكاس ولا كشف عند اللقاء ولا میل معازیل

ان مسلمان جوان قریش نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی وہ کمزور بوقت جنگ، بے سپر، بے شمشیر یا فن شہسواری میں سے ناواقف اور نہتے نہیں تھے۔

اور ایک روایت میں ہے :

ولا میل معازیل

بغیر شمشیر بغیر ہتھیار نہتے نہ تھے۔

اس کے بعد کئی اشعار ذکر کئے ہیں۔

کہتے ہیں کہ اور مجھے حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے معن بن عیسیٰ نے، ان کو محمد بن عبدالرحمن اوقص نے ابن جدعان سے، وہ کہتے ہیں کعب بن زہیر بن ابو سُلمی نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں شعر سنائے۔ وہ کہتے ہیں اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ کو کعب بن زہیر نے شعر سنائے۔ بانت سعاد۔ مسجد مدینہ میں جب کعب اس شعر تک پہنچا :

ان الرسول لسيف يستضاء به — مهند من سيوف الله مسلول

في فتية من قريش قال قائلهم — ببطن مكة لما اسلموا زولوا

رسول اللہ ﷺ البتہ ایسی تلوار ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ وہ ہندی تلوار ہیں اللہ کی برہنہ تلوار ہیں۔ وہ قریش جوان ہیں۔ جب ان میں سے کہنے والے نے کہا تھا وادی مکہ میں جب مسلمان ہو گئے تھے کہ ہجرت کو چلو تو بہت سوں نے ہجرت کر لی۔

تو رسول اللہ ﷺ نے اشارہ کیا ہاتھ سے لوگوں کی طرف تا کہ آئیں اور اس سے سنیں۔

اور تحقیق ہمارے شیخ نے ہمارے لئے اشعار پورے پورے ذکر کئے تھے۔ اڑ سٹھویں املی میں۔ اس میں کچھ کچھ نقص ہے جسے میں نے نقل نہیں کیا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے مغازی میں، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ مدینے میں آئے طائف سے واپسی کے بعد تو بجیر بن زہیر نے اپنے بھائی کعب کی طرف خط لکھا، لہٰذا اس راوی نے وہ حدیث ذکر کی ہے اور اشعار ذکر کئے ہیں کافی اضافوں کے ساتھ۔ کہتے ہیں کہ سوائے اس کے نہیں کہ کعب نے کہا تھا۔ المأمون۔ قول قریش کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے لئے۔ جو وہ نہیں کہہ سکتے تھے۔

ابن اسحاق نے انصار کے اشعار بھی ذکر کئے ہیں جس وقت وہ ناراض ہو گئے تھے کعب کی طرف سے قریش کی مدح کرنے پر۔ اور یہ سب کچھ آخر میں آئے گا مغازی کی جزء ثالث عشر میں میرے اجزاء کی۔ وبا اللّٰہ التوفیق

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۱۶۔۱۱۷)

باب ۱۹۰

مجموعہ ابواب غزوۂ تبوک

غزوۂ تبوک کی تاریخ کا ذکر۔ اور خوب تیاری کرنا رسول اللہ ﷺ کا اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا اس کی طرف نکلنے کے لئے۔ اس لشکر کی تیاری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کردار۔ اور حضور ﷺ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں خلیفہ مقرر کرنا۔ اور اس جنگ سے پیچھے رہ جانا ان کا جو پیچھے رہ گئے تھے کسی عذر کی بنا پر یا منفعت کی بنا پر۔ اور رسول اللہ ﷺ کے صدقہ کرنے والے کے راز سے متعلق خبر دینا۔۔۔۔۔۔۔ یہ سب آثارِ نبوت ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں پھر اقامت کی رسول اللہ ﷺ نے ذی الحجہ سے رجب تک۔ اس کے بعد آپ نے غزوہ روم کے لئے رومیوں سے جہاد کے لئے تیاری کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۲۸)

ل دیکھئے: سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۲۸۔ طبقات ابن سعد ۲/۱۶۵۔ المغازی للواقدی ۳/۹۸۹۔ بخاری ۶/۲۔ تاریخ طبری ۲/۱۰۰۔ عیون الاثر ۲/۲۷۵۔ البدایۃ والنہایۃ ۵/۲۔ شرح المواہب ۳/۶۳۔ تو یری ۱۷/۳۵۲۔ تاریخ الخمیس ۲/۱۲۲۔ سیرۃ شامیہ ۵/۶۳۶۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد نے ،ان کو یونس نے ابن اسحق سے ۔اس نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے اور عبداللہ بن ابوبکر بن حزم سے ۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ صحیح رُخ پر نکلتے تھے جنگوں کے سفر میں، مگر یہ ظاہر کرتے تھے کہ ان کا ارادہ کسی دوسری طرف کا ہے سوائے غزوۂ تبوک کے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا اے لوگو میں روم جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ان کو بتادیا تھا۔ یہ غزوہ سختی اور گرمی کی شدت میں ہوا تھا اور شہروں میں سخت قحط سالی کے وقت میں۔ اور اُس وقت جبکہ مدینے میں پھل پکے ہوئے تھے اور جب لوگ اپنے پھلوں میں اور سایوں میں رہنا پسند کرتے تھے اور ان سے الگ ہونے کو ناپسند کررہے تھے۔ یکا یک ایک دن رسول اللہ ﷺ اس جہاد کی تیاری میں مصروف تھے کہ اچانک آپ نے جد بن قیس سے فرمایا اے جد کیا تمہیں بنوالاصفر کی بیٹیوں میں دلچسپی ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ البتہ تحقیق میری قوم جانتی ہے۔ بے شک شان یہ ہے کہ کوئی ایک بھی زیادہ سخت نہیں ہے عورتوں کو پسند کرنے میں مجھ سے۔ باقی میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں بنوالاصفر کی عورتوں (رومیوں کی عورتوں کو) دیکھوں اور وہ مجھے فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے اپنے مقصد کے خلاف (یعنی نہ جانے کی) مگر رسول اللہ ﷺ نے اس سے اعراض فرمایا اور فرمایا تحقیق میں نے اجازت دے دی ہے۔ اللہ نے آیت اُتاری:

ومنهم من يقول ائذن لي ولا تفتني الا في الفتنة سقطوا

(سورۃ توبہ : آیت ۴۹)

ان لوگوں میں سے کچھ تو وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمیں نہ جانے کی اجازت دے دیجئے اور ہمیں فتنے میں نہ پڑنے دیجئے۔ خبر دار وہ لوگ فتنے میں پڑ چکے ہیں۔

(اللہ تعالیٰ) بتا رہے ہیں کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے اختلاف کر کے جس قدر فتنے میں پڑ گئے ہیں اور ان کا ذاتی طور پر جہاد سے نفرت کرنا یہ بہت بڑا فتنہ ہے اس فتنہ سے جس سے وہ ڈر رہے ہیں۔ یعنی رومیوں کی عورتوں کو دیکھ کر فتنے میں پڑنے سے۔ اور بے شک جہنم کافروں کا احاطہ کرنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کہنے والوں کے ماسواء کے لئے فرما رہے ہیں۔ اور منافقوں میں سے ایک آدمی نے یہ کہا تھا: لا تنفروا في الحرّ، کہ گرمی میں جہاد کے لئے مت نکلو۔ اللہ نے فرمایا:

قل نار جهنم اشد حرا لو كانوا يفقهون ۔ (سورۃ توبہ : آیت ۸۱)

اے پیغمبر فرما دیجئے کہ جہنم کی آگ اس گرمی سے کہیں زیادہ سخت گرم ہے۔ کاش کہ یہ سمجھ سکیں۔

کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے سفر کے لئے سخت محنت اور کوشش کی اور لوگوں کو بھرپور تیاری کا حکم دیا۔ اور اہل غنیٰ کو خرچ کرنے پر اُبھارا اور اللہ کی راہ میں سامان اور سواری دینے کے لئے۔ دولت مندوں میں سے کئی لوگوں نے سامان بنا کر دیا اور سواریوں کا انتظام کیا اور ثواب کی نیت سے کیا۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس جہاد میں عظیم خرچ کیا کسی نے ان سے زیادہ خرچ نہیں کیا تھا۔ اور انہوں نے دوسو اُونٹ بمعہ سامان کے دیئے۔

حضرت عثمان غنی کا ایثار اور رسول اللہ ﷺ کی ان کے لئے بشارت .... (۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری اسفرائینی نے ،ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے ،ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے ،ان کو عمرو بن مرزوق نے ،ان کو سکن بن ابوکریمہ نے ولید بن ابوہشام سے ،اس نے فرقد بن ابوطلحہ سے ،اس نے عبدالرحمٰن خباب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حاضر ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس انہوں نے جیش العسرہ پر اُبھارا۔ پس حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے ذمے ایک سو اونٹ ہیں اللہ کی راہ میں بمعہ ساز وسامان کے۔ کہتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو (انفاق فی سبیل اللہ کے لئے) ابھارا اور جیش پر دوسری بار۔ چنانچہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ذمے دوسو اُونٹ ہیں بمعہ ساز وسامان کے اللہ کی راہ میں۔

کہتے ہیں کہ پھر تیسری بار رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ابھارا جیش کے لئے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ذمے تین سو اونٹ ہیں بمعہ ساز و سامان کے اللہ کی راہ میں۔ کہتے ہیں کہ عبدالرحمن نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ منبر پر تشریف فرما تھے اور فرما رہے تھے کہ عثمان کے ذمہ کوئی عمل باقی نہیں اس عمل کے بعد۔ یا یوں فرمایا تھا کہ آج کے دن کے بعد۔

(ترمذی۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۷۰۰ ص ۶۲۵/۵)

ابوداؤد طیالسی وغیرہ نے اس کا تابع ذکر کیا ہے سکن بن مغیرہ سے۔

(۴) اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ربیع بن سلیمان نے، ان کو اسد بن موسیٰ نے، ان کو ضمرہ بن ربیعہ نے ابن شوذب سے، اس نے عبداللہ بن قاسم سے، اس نے کثیر مولی عبدالرحمن بن سمرہ سے، اس نے عبدالرحمن بن سمرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ہزار دینار لے آئے تھے جب آپ نے جیش العسرہ کی تیاری کی تھی عثمان نے وہ رسول اللہ ﷺ کی گود میں انڈیل دیئے تھے۔ نبی کریم ﷺ ان کو اُلٹ پلٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے عثمان پر کوئی نقصان نہیں جو کچھ وہ عمل کرے آج کے دن کے بعد۔ بار بار آپ ﷺ نے یہ جملہ فرمایا تھا۔ (ترمذی۔ کتاب المناقب ۶۲۶/۵)

(۵) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے ان کو یونس بن حبیب نے ان کو ابوداؤد نے، ان کو ابوعوانہ نے حصین بن عبدالرحمن سے، اس نے عمرو بن جاوان سے، اس نے احنف بن قیس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت عثمان سے، وہ کہہ رہے تھے سعد بن وقاص سے اور علی اور زبیر اور طلحہ سے میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا جو شخص جیش العسرہ کی تیاری کرادے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا۔ لہٰذا میں نے ان کی تیاری کرادی تھی اس طرح پر کہ ان کے پاس لگام کی کمی چھوڑی تھی نہ پیر کی رسی کی۔ وہ بولے اے اللہ واقعی یہ صحیح ہے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالحمید حارثی نے، ان کو ابواسامہ نے برید سے، اس نے ابوبردہ رضی اللہ عنہ سے، ان کو ابوموسیٰ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے ساتھیوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا کہ میں ان کے لئے حضور ﷺ سے سواری طلب کروں کیونکہ وہ ان کے ساتھ تھے جیش العسرہ میں، یہی غزوہ تبوک تھا۔ میں نے کہا اے اللہ کے نبی میرے ساتھیوں نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ ان کو سواری دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں ان کو کسی شے پر سوار نہیں کرسکتا۔ میں جب ملا تو وہ ناراض بیٹھے تھے مگر میں نہیں سمجھ پایا تھا۔ چنانچہ میں غمگین ہوکر واپس لوٹا رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے کی وجہ سے اور اس بات کے ڈر کی وجہ سے کہ شاید رسول اللہ ﷺ اپنے دل میں مجھ پر ناراض ہوں گے۔

لہٰذا میں اپنے احباب کے پاس آیا اور ان کو وہ بات بتائی جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے کہی تھی۔ میں نہیں ٹھہرا تھا مگر ایک لمحہ میں میں نے دیکھا یکایک آپ نے بلال کو بھیجا وہ اعلان کرنے لگے کہ عبداللہ بن قیس کہاں ہے۔ میں نے ان کو جواب دیا۔ اس نے بتایا تم پہنچو تمہیں رسول اللہ بلا رہے ہیں۔ جب میں رسول اللہ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا یہ لیجئے دو اُونٹ جو دونوں آپس میں بندھے ہوئے ہیں۔ اور یہ دونوں ساتھ بندھے ہوئے ہیں یہ چھ اُونٹ میں نے ابھی ان کو سعد سے خریدا ہے۔ رسول اللہ نے اسی وقت وہ سعد سے خریدے تھے) فرمایا لے جایئے ان کو اپنے احباب کے پاس اور کہئے کہ بے شک اللہ (یا کہا تھا بے شک رسول اللہ) سوار کررہے ہیں تمہیں ان پر۔ پس سوار ہوجاؤ ان پر۔

ابوموسیٰ نے کہا کہ میں اپنے احباب کے پاس گیا اور میں نے کہا بے شک رسول اللہ ﷺ تمہیں سوار کررہے ہیں ان پر لیکن اللہ کی قسم میں تمہیں ایسے نہیں چھوڑوں گا بلکہ تم میں سے کوئی آدمی میرے ساتھ چلے ایسے شخص کی طرف جس نے رسول اللہ ﷺ کی بات سنی ہے جس وقت میں نے تمہارے لئے سواری مانگی تھی۔ اور انہوں نے پہلی باری میں منع کردیا تھا۔ پھر اس کے بعد یہ مجھے انہوں نے دی ہیں۔ تم لوگ

یہ گمان نہ کرنا کہ میں تمہیں کوئی ایسی بات بتا رہا ہوں جو انہوں نے نہیں کہی۔ ان لوگوں نے مجھ سے کہا اللہ کی قسم بے شک آپ ہمارے نزدیک سچ کہنے والے ہیں اور البتہ ہم ضرور وہ کام کریں گے جو آپ پسند کریں گے۔ چنانچہ ابوموسیٰ ان میں سے ایک فریق کو لے کر گئے حتی کہ وہ ایسے بندے کے پاس گئے جس نے رسول اللہ ﷺ کی بات سنی تھی ان کو منع کرنے والی ان لوگوں کے بارے میں۔ پھر اسے سواریاں دی تھیں بعد میں ان لوگوں نے بھی ان کو وہ بات بتائی جو ان کو ابوموسیٰ نے بتائی تھی برابر برابر۔

بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوکریب سے، اس نے ابواسامہ سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۱۵۔ فتح الباری ۸/۱۱۰۔ مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۸ ص ۳/۱۲۶۹)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس ابن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ پھر کچھ مرد مسلمانوں میں سے رسول اللہ کے پاس آئے اور وہ رو رہے تھے، وہ سات آدمی تھے انصار میں سے اور دیگر میں سے۔ ان میں سے جو انصاری تھے وہ سالم بن عمیر اور علبہ بن زید، ابولیلی، عبدالرحمن بن کعب، عمر بن حمام بن جموح، عبداللہ بن مغفل مزنی اور ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو مزنی تھے۔ ہرمی بن عبداللہ اور عرباض بن ساریہ فزاری۔ ان سب نے رسول اللہ ﷺ سے سواری مانگی تھی اور اہل حاجت تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں موجود پاتا جس چیز پر تمہیں سوار کروں۔ لہٰذا وہ اس طرح واپس لوٹے کہ غم ناکامی سے ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور اس پر کہ ان کے پاس اس قدر سرمایہ نہیں ہے جو وہ خرچ کریں۔

مجھے خبر پہنچی کہ یامین بن عمرو بن کعب ملا ابولیلی عبدالرحمن بن کعب اور عبداللہ بن مغفل کو اور وہ دونوں رو رہے تھے۔ اس نے پوچھا کہ تم کیوں رو رہے ہو؟ وہ بولے کہ ہم رسول اللہ کے پاس گئے تھے تاکہ ہمیں سواری دیں، ہم نے ان کے پاس سواری نہیں پائی جس پر وہ ہمیں سوار کریں اور ہمارے پاس بھی اس قدر سرمایہ نہیں ہے جس کے ساتھ ہم روانگی پر قادر ہو سکیں۔ پھر حضور ﷺ نے ان کو پانی برداری کرنے والی اونٹنی ان کو دے دی۔ وہ اس کو لے گئے اور حضور نے ان کو تھوڑا سا سامان سفر بھی دیا دودھ وغیرہ۔ چنانچہ وہ دونوں مجاہد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

بہرحال علبہ بن زید رات کو نکلا، اس نے رات کو نماز پڑھی جس قدر اللہ نے چاہا پھر وہ اللہ کی بارگاہ میں رونے کہ اے اللہ! آپ نے ہی جہاد کا حکم دیا ہے اور اس میں ترغیب دلائی ہے، پھر آپ نے میرے پاس اتنا سرمایہ نہیں دیا جس کے ذریعہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جانے پر قادر ہو سکوں اور آپ نے رسول اللہ کے ہاتھ میں بھی اس قدر نہیں دیا کہ وہ جس سے مجھے سواری دیں اور بے شک میں صدقہ کرتا ہوں ہر مسلم پر ہر زیادتی کے بدلے جو مجھے پہنچی ہے مال میں یا بدن میں یا عزت میں۔ پھر انہوں نے صبح کی لوگوں کے ساتھ اس وقت۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہاں ہیں آج رات صدقہ کرنے والے؟ کوئی بھی نہ اٹھا۔ دوبارہ فرمایا کہ کہاں ہیں صدقہ کرنے والا؟ پھر بھی کوئی نہ اٹھا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ چنانچہ وہ کھڑے ہو گئے اور ان کو خبر دی رسول اللہ نے۔ فرمایا خوش ہو جائیے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ تحقیق لکھ دیا گیا ہے قبول شدہ صدقہ میں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۳۱۔ البدایۃ والنھایۃ ۵/۵)

اور آئے عذر کرنے والے دیہاتیوں میں سے حضور ﷺ کے پاس اللہ نے ان کا عذر قبول نہ کیا۔

(ذکر کیا ہے) کہ وہ بنوغفار کا ایک گروہ تھا۔ کہا یہ کہ مسلمانوں میں سے ایک گروہ تھا ان کی نیت ڈھیلی ہو گئی تھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جانے سے۔ یہاں تک کہ پیچھے رہ گئے تھے بغیر شک اور فریب کے۔ ان میں سے ایک کعب بن مالک تھے جو کہ بنوسلمہ کے بھائی تھے۔ اور مرارہ بن ربیع تھے بنوعمرو بن عوف کے بھائی اور ہلال بن امیہ بنوواقف کے بھائی اور ابوخیثمہ بنوسالم بن عوف کے بھائی۔ یہ سچا گروہ تھا ان کے اسلام میں کوئی تہمت نہیں لگائی جا سکتی۔ کہتے ہیں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ جمعرات کے دن نکلے اور حضور نے اس موقع پر مدینے میں اپنا نائب وخلیفہ مقرر کیا تھا محمد بن مسلمہ انصاری کو۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۳۲۔ تاریخ ابن کثیر ۶۵)

جب رسول اللہ ﷺ نکلے تو اپنے لشکر کو ثنیۃ الوداع پر جمع کیا تھا۔اس کے ساتھ تیس ہزار لوگ تھے اور عبداللہ بن اُبی نے الگ لوگوں کو جمع کیا اللہ کے دشمن نے مقام ذی حدہ پر اپنے لشکر کو ان کے نیچے کی جانب۔لوگوں کے گمان کے مطابق کم لوگ تھے۔جب رسول اللہ ﷺ روانہ ہو گئے تو عبداللہ بن اُبی مسلمانوں سے پیچھے لوٹ آیا ان دیگر لوگوں کے ساتھ جو منافقین میں سے اور اہل شک میں سے پیچھے رہ گئے تھے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۱۳۲/۴۔البدایۃ والنہایۃ ۵/۷)

رسول اللہ ﷺ نے علی المرتضیٰ کو پیچھے چھوڑ دیا تھا اپنے اہل خانہ پر اور ان کو ان میں ٹھہرا رہنے کا حکم دیا تھا جس سے منافقین کاپنے لگے اور کہنے لگے اس کو پیچھے رسول اللہ اس لئے چھوڑ رہے ہیں کہ یہ جانا نہیں چاہتے تھے اور ان کو جانے کی ہمت بھی نہیں تھی۔جب منافقوں نے یہ باتیں کیں تو حضرت علی نے ہتھیار اُٹھائے اور سیدھے رسول اللہ کے پاس پہنچ گئے،اس وقت حضور مقام جُرف میں اُترے ہوئے تھے۔عرض کیا یارسول اللہ منافق لوگ اس طرح باتیں کر رہے ہیں؟

رسول اللہ نے فرمایا کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں بلکہ میں نے تجھے چھوڑا ہے ان لوگوں کی حفاظت کے لئے جن کو پیچھے چھوڑ کر جا رہا ہوں،تم واپس لوٹ جاؤ۔تم میرے گھر میں میری نیابت کرو میرے اور اپنے اہل خانہ میں۔کیا تم راضی نہیں ہوا ے علی کہ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو جاؤ موسیٰ سے مگر فرق یہ ہوگا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔لہٰذا وہ مدینہ واپس چلے گئے اور حضور اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔

بمنزلہ ہارون کے ہو جاؤ موسیٰ سے .... (۸) ہمیں حدیث بیان کی استاذ ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے،ان کو عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے،ان کو یونس بن حبیب نے،ان کو ابوداؤد طیالسی نے،ان کو شعبہ نے حکم سے،اس نے مصعب بن سعد سے،اس نے سعد سے،وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کو اپنے پیچھے چھوڑا تھا غزوہ تبوک کے موقع پر۔انہوں نے عرض کی یارسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں۔حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو جاؤ موسیٰ سے سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اس کو بخاری اور مسلم نے نقل کیا ہے حدیث شعبہ سے اور استشہاد لائے ہیں بخاری ابوداؤد کی روایت کے ساتھ اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے عامر بن سعد بن ابووقاص اور ابراہیم بن سعد بن ابووقاص نے اپنے والد سے۔

(بخاری۔کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ۔مسلم۔کتاب فضائل الصحابہ۔حدیث ۳۰۔۳۱)

باب ۱۹۱

حضرت ابوذر اور ابوخیثمہ رضی اللہ عنہما کا پیچھے سے جا کر رسول اللہ سے ملنا حضور ﷺ کے نکلنے کے بعد اور ان دونوں کی آمد پر جو کچھ فرمایا اس میں جو کچھ ظاہر ہوا اور حضور ﷺ کا ابوذر کی وفات،ان کا حال ذکر کرنا۔آثار نبوّت میں سے ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،ان کو احمد بن عبدالجبار نے،ان کو یونس بن بکیر نے،ان کو ابن اسحاق نے،وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی بریدہ بن سفیان نے محمد بن کعب قرظی سے اس نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ غزوہ تبوک کی طرف روانہ ہو گئے تو بار بار آدمی پیچھے ہو رہے تھے اور کہہ رہے تھے یارسول اللہ ﷺ فلاں شخص بھی نہیں جا رہا۔حضور ﷺ فرماتے چھوڑو اس کو اگر اس جہاد میں اس کا تعاون بہتر ہوا تو عنقریب اللہ تعالیٰ اس کو تمہارے ساتھ ملا دے گا۔اور اگر اس کے علاوہ کوئی بہتری ہے تو یہ سمجھو کہ اللہ نے تمہیں اس سے چھٹکارا دیا ہے۔التاریخ الکبیر ۱:۲:۴)

یہاں تک کہ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! ابوذر پیچھے رہ گئے ہیں اوران کے اُونٹ نے ان کوتاخیر کرادی، تو آپ نے فرمایا: چھوڑ دو اس کو، اگراس کے آنے میں تاخیر ہوئی تو عنقریب اللہ تعالیٰ اس کوتم سے ملادیں گے، اوراگر خیر نہ ہوئی تو تم اللہ کا فیصلہ دیکھ لوگے۔ ابوذر تو اپنے اُونٹ کے ساتھ چپک کررہ گئے جب تاخیر ہوگئی۔ اس نے اپنا سامان اُٹھایا اپنی پیٹھ پرڈالا پھر حضور کے پیچھے پیچھے پیدل نکل گئے۔ حضور اپنی بعض منازل پراُترے تو مسلمانوں میں سے کسی نے دیکھا تو کہا یارسول اللہ! کوئی آدمی راستے پر پیدل چلا آرہا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ کرے ابوذر ہو۔ جب لوگوں نے غور سے دیکھا تو کہنے لگے یارسول اللہ واقعی وہ تو ابوذر ہی ہے اللہ کی قسم۔ رسول اللہ نے دعا دیتے ہوئے فرمایا، اللہ ابوذر پررحم کرے اکیلا اور پیدل چلا آرہا ہے، وہ مرے گا بھی اکیلا ہوگا۔ اوراُٹھایا جائے گا جب قبر سے تو اکیلا ہی ہوگا۔

توانقلاب زمانہ سے ابوذر ربذہ کے مقام پر پہنچ گئے تو جب موت کا وقت قریب ہوا تو اپنی بیوی اور غلام کو وصیت کی کہ میری موت واقع ہوجائے توغسل وکفن کے بعد اُٹھا کر راستہ کے کنارے کھڑے ہوجانا اور تمہارے پاس سے جو پہلا قافلہ گزرے اس کو بتانا یہ ابوذر ہے۔ چنانچہ ان کے انتقال کے بعد انہوں نے ایسا ہی کیا تو دیکھا کہ دُور سے ایک قافلہ آرہا ہے، جب وہ قافلہ قریب آیا تو اس میں ابن مسعود ﷺ بھی تھے۔ پوچھا یہ کون ہے؟ تو بیوی اور خادم نے بتایا کہ یہ ابوذر ﷺ کا جنازہ ہے تو ابن مسعود ﷺ زور سے روئے اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی پیشن گوئی سچی ثابت ہوئی۔ پس وہ اُترا بذات خود ان کو دفن کردیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۳۶۔۱۳۷۔ تاریخ ابن کثیر ۶/۸)

اسی اسناد کے ساتھ ابن اسحاق سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے یہ کہ ابوخیثمہ بنوسالم کا بھائی واپس آیا تھا رسول اللہ ﷺ کی روانگی کے کئی دن بعد اپنے گھر والوں کی طرف سخت گرمی کے دن۔ اس نے اپنی دوعورتوں کو پایا کہ اس کے لئے دونوں خیموں میں جوان دونوں کے لئے تھے باغ کے اندر پانی کا چھڑکاؤ کیا ہوا تھا دونوں نے اپنے اپنے خیمے میں، اور ہرعورت نے ابوخیثمہ کے لئے پانی ٹھنڈا بنایا ہوا تھا اوراس میں اس نے اس کے لئے کھانا تیار کیا ہوا تھا۔ جب داخل ہوا وہ دونوں خیموں کے دروازے پر کھڑا ہوگیا۔ رک کر اس نے ان دونوں عورتوں کی طرف دیکھا اوران کی محنت کو دیکھا جو اس کے لئے کی تھی۔ اس نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ دھوپ میں ہوں، گرم ہوا میں ہوں، شدید گرمی میں ہوں اورابوخیثمہ ٹھنڈے سائے تلے ٹھنڈے پانی میں اور تیار کھانوں میں اور خوبصورت عورتوں میں اپنے مال میں مقیم ہو؟ یہ انصاف نہیں ہے۔ پھر کہنے لگا کہ نہیں اللہ کی قسم میں تم دونوں میں سے کسی کے خیمے میں داخل نہیں ہوں گا بلکہ پہلے رسول اللہ کے پاس جاؤں گا۔ تم دونوں میرے لئے سامان سفر تیار کردو، ان دونوں نے کردیا۔

اس کے بعد اس نے اپنی پانی بردار اُونٹنی کو تیار کیا اوررسول اللہ ﷺ کی تلاش میں جانکلا۔ بھاگتے بھاگتے اس نے ان کو مقام تبوک جاپایا جب وہ وہاں اُتر چکے تھے۔ راستے میں ابوخیثمہ کو عمیر بن وہب جمحی نے پالیا وہ بھی رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلا تھا یوں دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ہوگئے یہاں تک کہ تبوک کے قریب جاپہنچے۔ ابوخیثمہ نے عمیر بن وہب سے کہا میرا ایک گناہ ہے تیرے اُوپر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ تو پیچھے ہوجا، میں پہلے رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا ہوں، اس نے مان لیا۔ یہ خاموشی سے گیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوگیا وہ تبوک میں اُترے ہوئے تھے۔

لوگوں نے کہا کہ یہ کوئی سوار ہے جوراستے پر چلا آرہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوخیثمہ ہونا چاہئے یا یہ کہ ابوخیثمہ ہی ہوگا۔ لوگوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم وہ وہی ہے ابوخیثمہ۔ جب اس نے سواری بٹھائی آیا اور رسول اللہ ﷺ پرسلام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے لئے زیادہ بہتر تھا ابوخیثمہ (یعنی تو ہلاک کے قریب ہوچکا تھا)۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو خبر سُنائی پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا خیر بہت اچھا ہے اوراس کے بعد خیر کی دعا فرمائی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۳۳۔۱۳۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعلاثہ نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے (ح)۔ اورہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم جوہری نے، ان کو ابن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے،

اپنے چچا موسیٰ سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر بے شک رسول اللہ ﷺ نے جہاد کرنے کی تیاری کی، آپ ملک شام کا ارادہ رکھتے تھے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے لوگوں میں نکلنے کا اعلان کر دیا، اسی غزوہ کا ان کو حکم دے دیا۔ وہ واقعہ شدید گرمی میں ہوا تھا اور موسم خریف کی راتوں میں جبکہ لوگ اپنے کھجوروں سے سال بھر کی روزی بنانے میں مصروف تھے۔ لہٰذا اس جہاد سے یا رسول اللہ ﷺ سے کئی لوگ مؤخر ہو گئے اور کہنے لگے کہ رومیوں سے لڑنے کی ہمیں طاقت نہیں۔ لہٰذا منافق پیچھے ہو گئے اور دل میں باتیں بنانے لگے کہ رسول اللہ ﷺ واپس لوٹ کر کبھی بھی ان کے پاس نہیں آئیں گے۔ لہٰذا وہ لوگ بہانے کرنے لگے اور آپ کی اطاعت سے گریز کرنے لگے، اور مسلمانوں میں سے بھی کچھ لوگ پیچھے رہ گئے تھے۔ ان کے لئے اس بارے میں عذر اور مجبوری تھی۔ کچھ ان میں سے بیمار تھے کچھ تنگ دست تھے۔ ان میں سے چھ آدمی حضور ﷺ کے پاس آئے سارے تنگ دست تھے۔ وہ سواری مانگ رہے تھے حضور ﷺ سے، پیچھے رہنے کو پسند نہیں کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا تھا میرے پاس سواری کا انتظام نہیں ہے جس پر میں تمہیں سوار کروں۔

یہ لوگ مایوس ہو کر لوٹے تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اس حزن وغم کی وجہ سے کہ ان کے پاس خرچ کرنے کے لئے نہیں ہے ان میں سے بعض بنو سلمہ سے تھے، عمرو بن عثمہ اور بنو مازن بن نجار میں سے ابو لیلیٰ عبد الرحمن بن کعب۔ اور بنو حارثہ میں سے علبہ بن زید۔ اور بنو عمرو بن عوف میں سے سالم عمیر اور ہرمی بن عبد اللہ۔ وہ بنو بکاء کہہ کر پکارے جاتے تھے اور عبد اللہ بن عمر مزینہ میں سے۔ یہ وہ لوگ تھے جو رو پڑے تھے۔ اللہ نے جھانک لیا تھا ان کے دلوں کے اندر کہ وہ جہاد سے محبت کرتے ہیں۔ اور وہ اس کے لئے دل وجان سے کوشش بھی کر رہے ہیں۔ قرآن مجید کے اندر ان کا عذر بھی اللہ نے بیان فرمایا ہے۔ ارشاد ہوا:

لیس علی الضعفاء ولا علی المرضی ولا علی الذین لا یجدون ما ینفقون حرج اذا نصحوا للّٰہ ورسولہ

(سورۂ توبہ: آیت ۹۲)

کمزوروں اور بیماروں پر کوئی گناہ نہیں اور ان لوگوں پر بھی جن کے پاس خرچ کرنے کے لئے نہیں ہے جبکہ وہ دل سے اللہ اور اللہ کے رسول کے لئے مخلص ہیں۔

(یہ آیت اس کے بعد کی دو آیات)

جد بن قیس سلمی حضور ﷺ کے پاس آیا۔ حضور ﷺ مسجد میں بیٹھے تھے ان کے ساتھ کچھ افراد تھے اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے بیٹھنے کی اجازت دیجئے میں شدید شہوت مردانہ کا مریض ہوں میری بیماری میرے لئے عذر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ تیاری کریں آپ صاحب حیثیت ہیں۔ شاید کہ تو کسی رومی عورت کو سواری پر پیچھے بٹھا کر لے آئے (یعنی جہاد کے نتیجے میں کوئی قیدی عورت غنیمت میں مل جائے)۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے رخصت دے دیں اور مجھے فتنے میں نہ ڈالیں۔ لہٰذا یہ آیت اتری:

ومنھم من یقول ائذن لی ولا تفتنی۔ (سورۂ توبہ: آیت ۴۹)

کچھ ان میں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں ہمیں رخصت دے دیجئے اور ہمیں فتنے میں نہ ڈالیے۔

(اور اس کے ساتھ پانچ آیات اور)

چنانچہ رسول اللہ ﷺ جنگ کے لئے روانہ ہوئے اور مؤمن آپ کے ساتھ تھے۔ جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے ان میں سے غنمہ بن ودیعہ بھی تھا جو عمرو بن عوف میں سے۔ اس سے کہا گیا تمہیں کس چیز نے رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رکھا حالانکہ تو تو صاحب حیثیت اور آسودہ حال ہے؟ اس نے کہا کہ ہم ضروری باتوں میں مصروف ہیں اور کھیل میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ نے اس بارے میں آیت اتاری اور ان لوگوں کے بارے میں جو منافقین میں سے پیچھے رہ گئے تھے۔

وَلَئِنْ سَئَلْتَھُمْ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّمَا کُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ۔ (مسلسل تین آیات)

(سورۂ توبہ آیت ۶۵)

اگر آپ ان سے پوچھیں تو وہ کہیں گے ہم تو باتوں میں مصروف ہیں کھیل میں مشغول ہیں۔

اور ابوخیثمہ پیچھے رہ گئے تھے وہ انصار میں سے ایک آدمی تھے بنو سالم بن عوف میں سے۔ وہ اپنے باغ میں داخل ہوئے اور کھجوریں اپنے پھلوں سے لدی ہوئی تھیں اور عریش و سائبان پانی کا چھڑکاؤ کئے ہوئے تھے اور اس کی بیوی مہندی لگائے تیار ہوئے بیٹھی تھی۔ کہتے ہیں کہ ابوخیثمہ نے اپنی بیوی کو دیکھا تو اس کو بہت ہی اچھی لگی۔

وہ کہنے لگا میں ہلاک ہو گیا رب کعبہ کی قسم، اگر میں اللہ پاک میری توبہ قبول نہ کرلے۔ میں تو گھنی کھجوروں کے سائے میں رہوں گا اور رسول اللہ ﷺ شدید گرمی میں اور شدید گرم ہواؤں میں ہوں گے۔ ان کی گردن میں تلوار لٹکی ہوگی اور حالانکہ اللہ نے ان کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر رکھے ہیں پھر بھی وہ اللہ کی رضا کی تلاش میں نکل گئے ہیں اور دار آخرت کی تلاش میں۔ چنانچہ ابوخیثمہ نے اپنی اونٹنی کی ناک میں نکیل ڈالی اور کھجوروں کا توشہ باندھا تھیلی میں اور پانی کا لوٹا باندھا۔ اس کی بیوی بلاتی رہ گئی جب وہ کوچ کر رہے تھے اے ابوخیثمہ میرے پاس تو آ مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔ اس نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں اپنے گھر والوں کی طرف توجہ نہیں کروں گا حتی کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آؤں گا تاکہ وہ میرے لئے معافی مانگیں۔

اور کہا ہے عبیداللہ بن عمر بن حفص نے، اس کو جو کچھ کہا گیا اس میں تھا کہ کھجوریں تباہ ہو جائیں گی جو اس نے کاشت کی تھیں۔ وہ بولے کہ جہاد کرنا کھجوروں سے زیادہ بہتر ہے۔ لہٰذا وہ اپنی اونٹنی پر بیٹھا اور چلا گیا راستے میں عمیر بن وہب جمحی سے ملاقات ہوئی۔ وہ مکے سے آ رہا تھا اور جہاد کے لئے جا رہا تھا لہٰذا دونوں ساتھ ہو لئے۔

جب تبوک نظر آ گیا تو ابوخیثمہ نے عمیر سے کہا میرا ایک گناہ ہے وہ یہ کہ میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گیا تھا جب حضور ﷺ روانہ ہوئے تھے۔ آپ مجھ سے پیچھے ہو جائیں، آپ کے اوپر میرے ماں باپ قربان جائیں۔ لہٰذا عمیر پیچھے ہو گیا اور ابوخیثمہ چلا گیا۔ جب ابوخیثمہ نے تبوک کا نظارہ کیا تو مسلمانوں نے بھی اس کی طرف دیکھنا شروع کیا اور کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ یہ سوار مدینے سے آ رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوخیثمہ ہوگا چنانچہ ان کے پاس ابوخیثمہ بھی آ گیا اور وہ رو رہا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوخیثمہ جو کچھ تم پیچھے چھوڑ آئے ہو وہ تو تیرے لئے اولی اور بہتر تھا۔ ابوخیثمہ نے کہا اے اللہ کے نبی میں قریب تھا کہ میں ہلاک ہو جاتا آپ سے اپنے تخلف کی بناء پر، کیونکہ دنیا میرے لئے سنور کر آراستہ ہو چکی تھی اور میرا مال میری نظر میں خوبصورت لگ رہا تھا۔ قریب تھا کہ میں اس کو جہاد پر پسند کر لیتا مگر اللہ نے مجھ پر نکلنے کا عزم پکا کر دیا۔ حضور ﷺ نے اس کے لئے استغفار کیا اور اس کے لئے برکت کی دعا کی۔ حضور ﷺ جب نکلے تھے وہ ملک شام کا ارادہ رکھتے تھے اور کفار عرب کا آپ کے قدموں کی انتہا آپ کا تبوک میں اترنا تھا۔

لفظ حدیث موسیٰ بن عقبہ اور حدیث عروہ اسی مفہوم میں ہے مگر شان یہ ہے کہ اس میں قول عبیداللہ بن عمر نہیں ہے۔ اور عروہ میں یہ اضافہ ہے اس کے آخر میں کہ یہ واقعہ اس وقت میں ہوا جب پانی اس میں کم تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے پانی کا چلو بھرا اور اس سے کلی کی۔ اپنے منہ سے پھر اس میں لعاب دہن ڈالا لہٰذا وہ پانی اس سے جوش مارنے لگا یہاں تک کہ برتن بھر گئے۔ یہ اسی طرح ہے اس وقت تک۔

☆☆☆

باب ۱۹۲

غزوۂ تبوک کو العُسرہ نام رکھنے کا سبب اور وجہ تسمیہ اور بقیہ سامانِ سفر میں اور پانی میں نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت کا ظہور نیز منافقین کے قول کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا خبر دینا آپ کی غیر موجودگی میں پھر آپ ﷺ کی اُونٹنی کے مقام کے بارے میں آثارِ نبوت کا ظاہر ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حنبل بن اسحٰق نے، ان کو ابوعبداللہ نے۔ وہ احمد بن حنبل ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابوطالب سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں :

والذین اتبعوہ فی ساعة العسرة ۔ (ترجمہ) وہ لوگ جو (پیغمبر) کے پیچھے گئے عسرۃ (مشکل وقت) میں۔

کہتے ہیں وہ نکلے تھے غزوۂ تبوک میں دو دو تین تین آدمی ایک ایک اُونٹ پر۔ اور شدید گرمی میں نکلے تھے ایک دن ان لوگوں کو شدید پیاس لگی تھی۔ حتی کہ وہ اپنے اُونٹ ذبح کرنے لگے تا کہ وہ ان کے کوہان اور معدے کو نچوڑ کر پانی پی سکیں۔ یہ تنگی اور سختی پانی کی تھی خرچے کی تھی دھوپ گرمی کی تھی۔

قلیل طعام میں برکت کا ظہور .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعلی حافظ نے، ان کو خبر دی ابویعلیٰ موصلی نے، اور ابراہیم بن اسحٰق انماطی نے، ان دونوں نے کہا کہ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن ابوالنضر نے، ان کو حدیث کی ابوالنضر ہاشم بن قاسم نے، ان کو حدیث بیان کی عبید اللہ اشجعی نے مالک بن مغول سے، اس نے طلحہ بن مصرف سے اس نے ابوصالح سے اس نے ابوہریرہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے سفر میں لہٰذا قوم کا سامان ختم ہو گیا تھا حتی کہ کسی کسی نے یہ ارادہ کر لیا کہ وہ اپنے اُونٹ ذبح کر ڈالیں۔ حضرت عمر ﷺ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ جمع کر لیں لوگوں کے پاس جو سامان باقی رہ گیا ہے اور آپ پھر دعا فرما دیں (تو شاید بہتر ہوگا)۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایسے ہی کیا۔ کہتے ہیں جس کے پاس گیہوں کے دانے تھے وہ گیہوں لے آیا کھجوروں والا کھجوریں لایا۔

مجاہد کہتے ہیں جس کے پاس گٹھلیاں تھیں وہ گٹھلیاں لایا۔ انہوں نے پوچھا کہ گٹھلیوں کیا کرتے تھے؟ فرمایا کہ ان کو چوستے تھے (مجبوری کے وقت) اور اس پر پانی پی لیتے تھے۔ کہتے ہیں حضور ﷺ نے اس پر دعا فرمائی حتی کہ لوگوں نے اپنے اپنے تھیلے بھر لئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا :

اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وانی رسول اللّٰہ

میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں، ان دو شہادتوں کے ساتھ جو بھی اللہ کو ملے گا اس حال میں کہ وہ ان میں شک نہ کرتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوبکر بن نضر سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۴۴ ص ۱/۵۵۔۵۶)

(۳) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوعلی حافظ نے ،ان کو عبداللہ بن زیدان نے ،ان کو ابو کریب نے ،ان کو ابو معاویہ نے اعمش سے ،اس نے ابوصالح سے ،اس نے ابو ہریرہ سے یا ابوسعید خدری سے ۔اعمش کو شک ہے ۔وہ کہتے ہیں جب غزوۂ تبوک کا دن تھا لوگوں کو شدید بھوک لگی (کھانے کو کچھ نہیں تھا)۔لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم اپنے پانی بردار جانور ذبح کرلیں ہم کھائیں گے بھی اور ہم چربی کو تیل کے طور پر استعمال کریں گے رسول اللہ نے فرمایا کرلو۔حضرت عمر آئے عرض کیا یارسول اللہ اگر آپ ایسا کریں گے تو سواریاں کم ہو جائیں گے بلکہ آپ ان کا بچا ہوا سامان سفر منگوالیں اور اس پر ان کے لئے اللہ سے برکت کی دعا مانگ لیں شاید کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دے ۔رسول اللہ نے فرمایا جی ہاں ٹھیک ہے ۔حضور نے دستر خوان منگوا کر بچھایا اس کے بعد آپ نے لوگوں کے بقایا زاد سفر منگوائے ۔لوگوں نے مکئی کی مٹھی لانا شروع کی کوئی کھجور کی مٹھی لایا کوئی روٹی کا سوکھا ٹکڑا لایا حتیٰ کہ دستر خوان پر تھوڑا سا سامان جمع ہو گیا۔رسول اللہ نے برکت کی دعا کی پھر کہا ان سے کہ اپنے اپنے برتن لے آؤ اور اپنے برتن ،کھانے کا سامان لے جاؤ حتیٰ کہ پورے لشکر میں کوئی برتن خالی نہ رہا مگر اس کو بھر دیا۔لوگوں نے اس کو کھایا یہاں تک کہ شکم سیر ہو گئے اور مزید بچ بھی گیا رسول اللہ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں ۔جو شخص ان دو کلموں کے ساتھ اللہ سے ملے گا بغیر کسی شک کے وہ جنت سے محروم نہ ہوگا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو کریب سے ۔(مسلم ۔کتاب الایمان ۔حدیث ۴۵ ص ۱/۵۶۔۵۷)

اور روایت کیا گیا ہے سہیل بن صالح سے اس نے اعمش سے ،اس نے ابوصالح سے اس نے ابو ہریرہ ۔سے بغیر شک کے یہ کہ نبی کریم غزوات میں سے ایک غزوہ میں تھے جس میں غزوہ کیا تھا۔اور اس کو روایت کیا ہے عاصم بن عبید اللہ نے اپنے والد سے ،اس نے اس کے دادا عمر بن خطاب سے اور کہا غزوۂ تبوک میں اور روایت کیا ہے عبدالرحمٰن بن ابوعمرہ انصاری سے ،اس نے اپنے والد سے ،وہ کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ کے ساتھ تھے کسی غزوے میں ۔

اور روایت کیا گیا ہے ابوخنیس غفاری سے وہ کہتے ہیں میں نکلا رسول کے ساتھ غزوہ تہامہ میں ۔حتیٰ کہ جب ہم لوگ عسفان میں تھے ۔پس انہوں نے اس قصہ کو ذکر کیا ہے اور اضافہ کیا ہے ۔پھر اجازت دی کوچ کرنے کی جب انہوں نے کوچ کیا بارش ہوگئی جس قدر لوگوں نے چاہا حضور ﷺ اُتر پڑے اور لوگ بھی اُترے اور بارش کا پانی پیا۔

اور احادیث سب کی سب متفق ہیں حضور کی دعا کے بارے میں بقیہ زاد سفر میں ۔اور اللہ کی طرف سے رسول اللہ کی دعا کی قبولیت بصورت برکت کے اس میں ،حتیٰ کہ انہوں نے اپنے اپنے برتن بھر لئے اور مزید بچ گیا۔

حضور ﷺ کی دعا اور بارش کا برسنا .... (۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں ،ان کو خبر دی ابومحمد دعلج نے احمد بن دعلج نے ،ان کو ابن خزیمہ نے ،ان کو یونس بن عبدالاعلیٰ نے ،ان کو خبر دی ابن وہب نے ،ان کو خبر دی عمرو بن حارث نے سعد بن ابو ہلال نے عتبہ بن ابوعتبہ سے ،اس نے نافع بن جبیر سے ،اس نے عبداللہ بن عباس سے ۔بے شک کہا گیا عمر بن خطاب سے ہمیں حدیث بیان کیجئے ساعۃ العسرہ کی حالت کے بارے میں ۔تو حضرت عمر نے فرمایا ہم لوگ تبوک کی طرف نکلے شدید گرمی میں اور ہم لوگ ایک ایسی منزل پر اُترے جس میں ہمیں شدید پیاس لگی حتیٰ کہ ہم یہ گمان کرنے لگے کہ ہماری گردنیں ابھی ٹوٹ جائیں گی ۔یہاں آدمی دوسرے آدمی کو تلاش کرنے جاتے تو واپسی سے پہلے یہ خیال ہوتا کہ ابھی گردن ٹوٹ جائے گی ۔لوگوں نے اپنے اُونٹ ذبح کرنے کا ارادہ کرلیا کہ وہ ان کے پیٹ سے گوبر کو نچوڑ کر پئیں گے اور جو باقی رہے گا اس کو اپنے جگر پر لگائیں گے۔

ابوبکر صدیق نے کہا یارسول اللہ ﷺ اللہ نے آپ کو معاوضہ دیا ہے دعا میں خیر کا ،پس آپ اللہ سے ہمارے لئے دعا کیجئے ۔فرمایا کیا آپ اس بات کو پسند کرتے ہیں؟ فرمایا جی ہاں ۔لہٰذا حضور نے ہاتھ اُٹھا دیئے ۔ابھی واپس نہیں کئے تھے کہ آسمان پر بادل آ گیا سایہ کر کے،

پھر اُچھل پڑا۔ لہذا انہوں نے سارے برتن بھر لئے جوان کے پاس تھے۔ اس کے بعد ہم نے جا کر دیکھا تو وہ بادل صرف لشکر کے اوپر تھا آگے نہیں تھا۔ (الزوائد للہیثمی ۲/۱۹۴۔۱۹۵)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، اس نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ لوگ اس حالت میں ہو گئے کہ ان کے پاس پانی نہیں تھا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف بتائی پس اللہ سے آپ نے دعا کی، اللہ نے بادل بھیجا اس نے بارش برسائی، حتیٰ کہ لوگ سیر ہو گئے اور انہوں نے پانی سے اپنی اپنی ضرورتیں پوری کیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۳۵۔ تاریخ ابن کثیر ۵/۹)

عاصم کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی میری قوم کے کچھ مردوں نے کہ منافقوں میں سے ایک معروف آدمی تھا اس کا نفاق معروف تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا جہاں بھی حضور جاتے تھے جب لوگوں کا معاملہ یا اس کے معاملے میں ہوا جو معروف ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی، اللہ نے بادل بھیجا، بارش برسائی حتیٰ کہ خوب سیر ہو گئے۔ ہم اس منافق کے پاس آئے، ہم نے کہا ہلاک ہو جائے کیا اس دعا کی قبولیت کے بعد کسی شک کی گنجائش رہ گئی ہے؟ کہنے لگا کہ ہاں پس وہ ایک بادل گزر رہا تھا (یعنی اس کم بخت نے دعا، رسول کی برکت کو نہ جانا بلکہ بادل کی اتفاقی آمد کو جانا)۔

بہر حال بے شک رسول اللہ ﷺ چلے حتیٰ کہ ہم لوگ بعض راستے میں تھے کہ حضور کی اُونٹنی گم ہو گئی۔ آپ کے بعض اصحاب اس کی تلاش میں نکل گئے۔ رسول اللہ کے پاس عمارہ بن حزم انصاری بیٹھا ہوا تھا اس کے پاس زید بیٹھا تھا۔ زید نے کہا کیا محمد یہ دعویٰ نہ رکھتا کہ وہ نبی ہے؟ اور تمہیں آسمان کی خبریں بھی دیتا ہے؟ مگر وہ اپنی اُونٹنی کا معاملہ نہیں جانتا؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبکہ عمارہ بن حزم ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی نے کہا کہ محمد تمہیں خبر دیتا ہے کہ وہ نبی ہے اور تمہیں آسمان کی خبر دیتا ہے مگر اس کو یہ نہیں پتا کہ اس کی اُونٹنی کہاں ہے؟ اور بے شک میں نہیں جانتا، اللہ کی قسم مگر صرف وہی جو مجھے اللہ تعالیٰ بتاتا ہے۔ اللہ نے مجھے اس کے بارے میں بتا دیا ہے، یہ اُونٹنی وادی میں ہے درخت نے اس کو روک رکھا ہے اس کے ساتھ اس کی مہار اُلجھ گئی ہے۔ جاؤ جا کر اس کو لے آؤ۔ عمارہ اپنے سامان پر گیا ان کو جا کر اس نے یہ بات بتائی جو رسول اللہ نے بتائی تھی آدمی کی خبر۔ اس آدمی نے کہا جو عمارہ کے سامان پر تھا کہ یہ بات تو زید نے کہی تھی اللہ کی قسم تیرے آدمی سے پہلے۔

پھر عمارہ زید کے پاس آئے اس کی گردن میں کپڑا ڈال کر کہا کہ میرے سامان میں خوفناک چیز ہے، میں نہیں جانتا تم نکل جاؤ ہم سے، اے اللہ کے دشمن ہمارے ساتھ نہ رہ۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ پھر زید نے توبہ کر لی اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ نہیں بلکہ وہ اسی نفاق پر مصر رہا حتیٰ کہ ہلاک ہو گیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۳۵۔۱۳۶)

اور ہم نے سواری کے قصے میں اس کے مشابہ روایت کی ہے حدیث ابن مسعود سے بطور موصول روایت کے۔

☆☆☆

باب ۱۹۳

حضور ﷺ کی اپنے سفر کے دوران حجر ثمود پر آمد

اور آپ ﷺ کا منع کرنا اہل حجر پر داخل ہونے سے اور حضور ﷺ کا خبر دینا ایک قوم کے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ ان کو لے آئے گا جو اپنے آپ کچھ بھی دفاع نہیں کر سکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسے آپ نے فرمایا تھا

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن محمد زعفرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عیینہ نے عبداللہ بن دینار سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو علی بن حسن ہلالی نے، ان کو اسحاق بن عیسیٰ نے، ان کو مالک بن انس نے عبداللہ بن دینار سے، اس نے ابن عمر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے کہا تھا تم لوگ اس عذاب دی ہوئی قوم پر داخل نہ ہونا، ہاں مگر یہ کہ اگر تم جاؤ روتے ہوئے اور اگر تم روتے ہوئے داخل نہ ہو سکو تو مت جاؤ ان پر، کہیں تمہیں بھی وہی عذاب نہ پہنچ جائے جو ان کو پہنچا تھا۔

اور ابن عیینہ کی ایک روایت میں یوں ہے، یہ قوم یعنی اصحاب ثمود۔ اور فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تمہیں انہیں کی مثل عذاب نہ پہنچ جائے جو ان کو پہنچا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابن ابواویس سے، اس نے مالک سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے دوسرے طریق سے عبداللہ سے۔ (فتح الباری ۶/۵۳۰۔ ۸/۳۸۱۔ مسلم ۴/۲۲۸۵)

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو حدیث بیان کی ابوحسین محمد بن محمد بن یعقوب نے ان کو ابوعروبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن مسکین نے، ان کو یحییٰ بن حسان نے، ان کو سلیمان بن بلال نے، ان کو عبداللہ بن دینار نے ابن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ غزوہ تبوک کے موقع پر مقام الحجر میں اترے تھے تو صحابہ کو حکم دیا تھا کہ وہ ان کے کنویں سے پانی نہ پئیں اور نہ وہاں پانی بھریں۔ صحابہ کہتے ہیں کہ تحقیق ہم نے وہاں کے پانی سے آٹا گوندھا لیا تھا اور وہاں سے پانی بھر لیا تھا۔ حضور ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا تھا کہ وہ گوندھا ہوا آٹا پھینک دیں اور وہ بھرا ہوا پانی گرا دیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن مسکین سے، اسی طرح ہے اس روایت میں حکم دیا گوندھے ہوئے آٹے کو پھینکنے کا اور اسی طرح مروی ہے سبرہ بن معبد سے اور ابوالشموس سے، یہ کہ نبی کریم نے حکم دیا تھا طعام پھینک دینے کا۔

(بخاری۔ کتاب الانبیاء۔ باب قول اللہ تعالیٰ والی ثمود اخاہم صالحا)

ارض ثمود کے کنویں کے استعمال سے ممانعت .... (۳) تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو حکم بن موسیٰ نے، ان کو شعیب بن اسحاق نے، ان کو عبیداللہ نے نافع سے، اس نے عبداللہ سے، اس نے اس کو خبر دی ہے کہ لوگ اترے تھے رسول اللہ کے ساتھ مقام الحجر میں ارض ثمود میں سے، انہوں نے ان کے کنویں سے پانی بھر لیا تھا اور آٹا گوندھ لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ اس کنویں سے پانی بھر لو جس پر صالح علیہ السلام کی اونٹنی آیا کرتی تھی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حکم بن موسیٰ سے۔ (مسلم۔ کتاب الزہد والرقائق۔ حدیث ۴۰ ص ۴/۲۲۸۶)

اور بخاری ومسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث انس بن عیاض سے، اس نے عبداللہ بن عمر سے، اسی طرح کہا ہے بخاری نے اور اس کے متابع لایا ہے اسامہ سے وہ نافع سے۔ (بخاری۔ کتاب الانبیاء۔ مسلم ۴/۱۹۴)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حسین بن حسن بن محمد قاسم نے غضائری نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی ہے ابوجعفر محمد بن عمرو بن بختری رزاز نے، ان کو احمد بن خلیل بن ثابت نے، ان کو ابوالنصر ہاشم بن قاسم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مسعودی نے اسماعیل بن واسط سے، ان سے محمد بن ابوکبشہ نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ جب غزوہ تبوک میں تھے تو لوگوں نے مقام حجر کی طرف دوڑنا شروع کیا کہ ان پر داخل ہوں۔ چنانچہ لوگوں میں اعلان کر دیا گیا کہ الصلوٰۃ جامعۃ، جماعت ہو رہی ہے۔ میں حضور ﷺ کے پاس آیا تو آپ اپنے اُونٹ کو روکے ہوئے تھے اور وہ فرما رہے تھے کس لئے تم داخل ہوتے ہو اس قوم پر جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا؟

ایک آدمی نے آواز لگائی اور کہا کہ ان سے تعجب اور عبرت حاصل کریں یارسول اللہ؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی بات کی خبر دوں جو اس سے زیادہ تعجب اور حیرت کی بات ہے؟ ایک آدمی ہے تمہارے اپنے نفسوں میں سے وہ تمہیں خبر دیتا ہے اس واقعہ کی جو تم لوگوں سے پہلے گزر چکا ہے اور یہ بھی خبر دیتا ہے جو کچھ تمہارے بعد ہونے والا ہے۔

سیدھے چلو اور درست چال چلو بے شک اللہ عزوجل کوئی پرواہ نہیں کرتا تمہیں عذاب دینے کے بارے میں کچھ بھی۔ اور عنقریب ایک ایسی قوم کو لے آئے گا جو اپنے آپ سے کسی چیز کو نہیں روک سکیں گے۔

باب ۱۹۴

نبی کریم ﷺ کا تبوک کے چشمے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پہنچنے کا وقت بتانا

اور اس میں جو کچھ ظاہر ہوا۔ اور حضور ﷺ کا اس چشمے سے وضو کرنا اور اس کا پانی زیادہ ہو جانا۔ اور حضور ﷺ کا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے کچھ کہنا اور ویسے ہو جانا جیسے آپ نے فرمایا تھا۔ یہ سب امور آثار نبوت ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن حسن مہرجانی عدل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن جعفر مزکی نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بوشنجی نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو مالک نے ابوزبیر مکی سے، اس نے ابوطفیل عامر بن واثلہ سے، کہ معاذ بن جبل نے اس کو خبر دی ہے کہ وہ لوگ رسول اللہ کے ساتھ نکلے تھے تبوک والے سال۔ نبی کریم ﷺ ظہر اور عصر میں جمع کرتے رہے اور مغرب وعشاء میں۔

کہتے ہیں کہ ایک دن آپ نے نماز میں دیر کی دیر سے آئے اور ظہر وعصر اکٹھے پڑھائی، پھر اندر چلے گئے پھر باہر آئے تو مغرب اور عشاء اکٹھے پڑھائی۔ اس کے بعد فرمایا کہ تم لوگ عنقریب صبح کل انشاء اللہ تبوک کے چشمے پر پہنچ جاؤ گے۔ اور تم لوگ ہرگز نہیں پہنچو گے اس پر مگر اس وقت جب دن چڑھ کر چاشت کا وقت ہو چکا ہوگا۔ جو شخص پہلے تم میں سے پہنچ جائے وہ اس چشمے کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے یہاں تک کہ میں پہنچ جاؤں۔

صحابہ کرام کہتے ہیں کہ ہم لوگ پہنچے تو دو آدمی ہم سے پہلے پہنچے ہوئے تھے اور چشمہ جوتے کے تسمے کی مثل ہلکے سے پانی میں بہہ رہا تھا۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم دونوں نے پانی کو ہاتھ لگایا تھا کچھ؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ آپ نے ان کو برا بھلا کہا اور کہا جو کچھ اللہ نے چاہا۔ اس کے بعد سب نے چشمے سے ایک ایک چلو پانی لیا تھوڑا تھوڑا سا حتیٰ کہ کسی برتن میں کچھ جمع ہو گیا۔ پھر حضور ﷺ نے اس میں اپنا منہ دھویا پھر اس کو واپس چشمے میں ڈال دیا۔ لہٰذا چشمہ اب کثیر کے ساتھ بہنے لگا۔ پس لوگوں نے اس میں سے پانی بھرا۔

اس کے بعد فرمایا کہ قریب ہے یا ممکن ہے اے معاذ کہ اگر تیری زندگی لمبی ہو جائے تو تم اس کے پانی کو دیکھو گے یہاں پر کہ وہ کئی باغات کو اور آبادی کو سیراب کرے گا۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں دوسرے طریق سے مالک بن انس سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل النبی ﷺ۔ حدیث ۱۰ ص ۱۷)

اور ہم نے روایت کی ہے پانی کی زیادتی اس چشمے سے حضور ﷺ کے اس میں کلی کرنے سے عروہ بن زبیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ چشمہ موجودہ وقت تک اسی طرح ہے۔

باب ۱۹۵

اپنے سفر کے دوران رسول اللہ ﷺ کا کھجور کے پھلوں کا اندازہ لگانا

اور حضور ﷺ کا اُس ہوا کے بارے میں خبر دینا جو اس وقت چلنے والی تھی اور حضور ﷺ کا دعا کرنا اس کے لئے جس کی گردن گھٹ گئی تھی اور ہر چیز میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ شیبانی محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن حرشی نے، ان کو قعنبی نے، ان کو سلیمان بن بلال نے، ان کو عمرو بن یحییٰ نے عباس بن سہل سے، اس نے ابوحمید سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تھے غزوہ تبوک میں۔ لہٰذا ہم لوگ وادی قریٰ میں پہنچے، وہاں ایک عورت کا باغ تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے پھلوں کا اندازہ لگاؤ، ہم نے اس کا اندازہ لگایا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کا اندازہ لگایا دس وسق کا (ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے)۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے کہا تم اس کو شمار کرنا یہاں تک کہ ہم واپس آ جائیں انشاء اللہ۔ ہم لوگ چلے گئے۔

تبوک میں پہنچے تو رسول اللہ نے فرمایا عنقریب تمہارے اُوپر ایک شدید ہوا چلے گی آج رات، اس میں تم میں سے کوئی بھی نہ اُٹھے، جس جس کا اُونٹ ہے وہ اس کے پیر میں رسی باندھ کر رکھے۔ لہٰذا سخت ہوا چلی۔ ایک آدمی اُٹھ کھڑا ہوا اس کو ہوا اُٹھا کر لے گئی یہاں تک کہ طئی کے دو پہاڑوں میں جا کر پھینکا۔

اور ایلیا (بیت المقدس) کے سربراہ کا نمائندہ رسول اللہ کے پاس خط لے کر آیا اس کا نام ابن علماء تھا۔ اس نے حضور ﷺ کے لئے سفید خچر ہدیہ کے طور پر دیا۔ حضور ﷺ نے اس کی طرف خط لکھا اور اس کو چادر کا ہدیہ دیا۔ اس کے بعد ہم لوگ واپس آئے یہاں تک کہ وادی القریٰ میں پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت سے اس کے باغ کے پھل کے بارے میں پوچھا کہ کہاں تک اس کا پھل پہنچا ہے؟ وہ بولی دس وسق تک پہنچ گیا ہے (یہی رسول اللہ نے بتایا تھا)۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں جلدی کرنے والا ہوں جانے کے لئے، تم میں سے

جو جلدی کرنا چاہے وہ کر لے اور جو ٹھہرنا چاہے ٹھہرے۔ لہٰذا ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب مدینہ کے در و دیوار نظر آنے لگے آپ نے فرمایا کہ یہ طابہ ہے اور یہ اُحد ہے۔ وہ ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

اس کے بعد فرمایا کہ انصار کے گھروں میں سے بہتر گھر بنونجار کا گھر ہے، اس کے بعد بنوعبدالاشہل کا، اس کے بعد دار بنوحارث بن خزرج، پھر دار بنوساعدہ اور انصار کے سارے دار خیر ہیں۔ اس کے بعد سعد بن عبادہ ہم سے لاحق ہوئے تو ابواُسید نے کہا کیا تم دیکھتے نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے گھروں کو خیر بتایا تو ہماری دار کو آخر میں کیا۔

سعد نے رسول اللہ کو پالیا تو کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے انصار کو ترجیح دی، آپ نے ہمیں آخر میں کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں یہ بات کافی نہیں ہے کہ تم خیار میں سے ہو جاؤ۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قعنبی سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل۔ حدیث ۱۱ ص ۱۷۸۵)

(۲) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ شیبانی نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو سہل بن بکار نے، ان کو وہیب نے، ان کو عمرو بن یحییٰ نے عباس ساعدی سے، اس نے ابوحمید ساعدی سے، اس نے ذکر کی یہ حدیث اسی کے مفہوم میں مگر یہ انہوں نے کہا اور ہدیہ کیا ایلہ کے بادشاہ نے رسول اللہ کے لئے سفید خچر۔ حضور ﷺ نے اس کو اپنی چادر پہنائی اور اس کے لئے لکھا ان کی بحر میں اور فرمایا کہ پھر بنوساعدہ کے گھر ہیں پھر بنوحارث بن خزرج کے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سہل بن بکار سے، وہ کہتے ہیں کہ سلیمان بن بلال نے کہا۔ وہ ارادہ کرتے ہیں حدیث اول کا۔

(بخاری۔ کتاب الزکوۃ۔ حدیث ۱۴۸۱۔ فتح الباری ۳/۳۴۳۔۳۴۴)

رسول اللہ ﷺ کی بات نہ ماننے والوں کو تنبیہ .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے عباس بن سہل بن سعد ساعدی سے یا عباس سے، اس نے سہل بن سعد سے (مجھے شک ہے) یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب مقام حجر پر گزرے، آپ وہاں اُترے لوگوں نے اس کے کنویں سے پانی بھر لیا تھا جب وہاں سے روانہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے کہا اس کے پانی میں سے کچھ بھی نہ پینا اور اس سے نماز کا وضو بھی نہیں کرنا اور جو تم نے اس سے آٹا گوندھا ہے وہ اُونٹوں کو کھلا دو تم اس میں سے کچھ نہیں کھانا۔ اور آج رات تم میں سے باہر کوئی نہ نکلے، نکلے تو اس کے ساتھ اس کا ساتھی ہونا چاہئے۔

لوگوں نے وہی کیا جو انہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا مگر بنوساعدہ کے دو آدمی ان میں سے ایک اپنی حاجت کے لئے نکلا تھا اور دوسرا اپنے اُونٹ کی تلاش میں نکلا تھا۔ بہر حال جو اپنی حاجت کے لئے گیا تھا اس کا اس کے راستے پر گلا گھونٹ دیا گیا تھا اور جو اپنے اُونٹ کی تلاش میں گیا تھا اس کو ہوا اُٹھا کر لے گئی تھی حتیٰ کہ اس کو طئی کے دو پہاڑوں کے بیچ جا کر پھینکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر بتائی گئی تو آپ نے فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ اکیلے کوئی نہ نکلے بلکہ اس کا ساتھی ساتھ ضرور ہو؟ چنانچہ آپ نے اس کے لئے دعا مانگی جو اپنے راستے پر گلا گھونٹ دیا گیا تھا، اس کو شفا مل گئی اور دوسرا خود رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا تھا جب آپ تبوک سے واپس آرہے تھے۔

عبداللہ بن ابوبکر نے کہا میرے لئے عباس نے ان دونوں مردوں کے نام بھی ذکر کئے تھے۔ مگر انہوں نے ان دونوں کو امانت قرار دیا تھا۔ لہٰذا ان کا نام بتانے سے انکار کر دیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۳۴۔۱۳۵)

☆☆☆

باب ۱۹۶

حضور ﷺ کے خطبۂ تبوک کے بارے میں

سرزمین روم میں دیئے گئے ''خطبۂ رسول'' میں جو کچھ مروی ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے اور ابو عبدالرحمن سلمی نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابو امیہ محمد بن ابراہیم طرطوسی نے، ان کو یعقوب بن محمد بن عیسیٰ زہری نے، ان کو عبدالعزیز بن عمران نے، ان کو عبداللہ بن مصعب بن منظور بن جمیل بن سنان نے، ان کو خبر دی ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا عقبہ بن عامر جہنی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے غزوہ تبوک میں۔ رسول اللہ ﷺ نے آرام کیا جب رات ہوئی تو آپ بیدار نہیں ہوئے یہاں تک کہ سورج نیزے برابر اونچا ہو گیا۔ جب بیدار ہوئے تو فرمایا، میں نے کہا نہیں تھا اے بلال ہمارے لئے فجر کا خیال رکھنا؟ اس نے کہا یا رسول اللہ مجھے بھی نیند نے لے لیا تھا اور مجھے بھی وہی ذات لے گئی جو آپ کو لے گئی۔ حضور ﷺ اس منزل سے منتقل ہو گئے۔ تھوڑا سا جا کر نماز پڑھی پھر بقیہ دن بھی اور اگلی رات بھی چلتے رہے پھر تبوک میں جا کر صبح کی۔ پس آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا:

یہ خطبہ جوامع الکلم کا شاہکار ہے اور دنیا اور آخرت کی کامیابی کا دستور العمل ہے

اللہ کی حمد اور اس کی ثناء کی جس کا وہ اہل ہے۔ اس کے بعد فرمایا، اے لوگو! اما بعد

فان أصدق الحديث كتاب الله، واوثق العرى كلمة التقوىٰ، وخير الملل ملة ابراهيم، وخير السنن سنة محمد، واشرف الحديث ذكر الله، واحسن القصص هذا القرآن، وخير الأمور عوازمها، وشر الأمور محدثاتها، واحسن الهدى هدى الأنبياء، واشرف الموت قتل الشهداء، واعمى العمى الضلالة بعد الهدى، وخير الأعمال مانفع، وخير الهدى ما اتبع، وشر العمى عمى القلب، واليد العليا خير من اليد السفلى، وما قل وكفى خير مما كثر والهى، وشر المعذرة حين يحضر الموت، وشر الندامة يوم القيامة، ومن الناس من لا ياتى الجمعة الا دبرا، ومنهم لا يذكر الله الا هجرًا، ومن اعظم الخطايا اللسان الكذاب، وخير الغنى غنى النفس، وخير الزاد التقوىٰ، وراس الحكم مخافة الله عزوجل، وخير ماوقر فى القلوب اليقين، والا رتياب من الكفر والنياحة من عمل الجاهلية، والغلول من حثاء جهنم، والسكر كى من النار، والشعر من ابليس، والخمر جماع الاثم، والنساء حبائل الشيطان، والشباب شعبة من الجنون، وشر المكاسب كسب الربا، وشر الماكل مال اليتيم، والسعيد من وعظ بغيره، والشقى من شقى فى بطن امه، وانما يصير احدكم الى موضع اربع اذرع، والأمر الى الآخرة وملاك العمل خواتمه، وشر الروايا روايا الكذب، وكل ماهو آت قريب، وسباب المؤمن فسق، وقتال المؤمن كفر، واكل لحمه من معصية الله، وحرمة ماله كحرمة دمه، ومن يتالى على الله يكذبه، ومن يغفر يُغفر له، ومن يعف يعف الله عنه، ومن يكظم الغيظ ياجره الله، ومن يصبر على الرزية يعوضه الله ومن يتبع السمعة يسمع الله به ومن يصبر يضعف الله له ومن يعص الله يعذبه الله، اللهم اغفر لى ولامتى اللهم اغفرلى ولأمتى، قالها ثلاثا ثم قال: استغفر الله لى ولكم۔

اے لوگو! اما بعد (۱) بے شک سب سے زیادہ سچی بات (حدیث) اللہ کی کتاب ہے۔ (۲) اور سب سے زیادہ مضبوط کڑا تقویٰ کلمہ (لا الٰہ الا اللہ) ہے۔ (۳) اور تمام مذاہب میں سے بہترین ملت ملت ابراہیم ہے۔ (۴) تمام طریقوں میں بہتر طریقہ (سنت) محمد ﷺ کی سنت وطریقہ ہے۔ (۵) اشرف حدیث (سب سے زیادہ شرف وعزت والی بات) اللہ کا ذکر ہے۔ (۶) اور سب سے زیادہ خوبصورت بیان وقصہ یہ قرآن ہے۔ (۷) تمام امور میں سے بہترین امور ہمت اور سخی عزیمہ ہیں۔ (۸) اور سب سے بدترین بدعات ہیں۔ (۹) بہترین اور خوبصورت ترین سیرتیں انبیاء کرام کی سیرتیں ہیں۔ (۱۰) سب سے زیادہ شرف وعزت والی موت شہداء کی موت ہے۔ (۱۱) سب سے بڑا اندھا پن ہدایت کے بعد گمراہ ہونا ہے۔ (۱۲) تمام اعمال سے بہتر عمل وہ ہے جو نفع مند ہو۔ (۱۳) اور بہترین ہدایت وہ ہے جس کی پیروی کی جائے۔ (۱۴) اور بدترین اندھا پن دل کا اندھا پن ہوتا ہے۔ (۱۵) اوپر والا ہاتھ دینے والا نیچے والے لینے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔ (۱۶) وہ مال جو قلیل ہو مگر ضرورت پوری کر دے وہ اس کثیر مال سے بہتر ہے جو غافل کر دے۔ (۱۷) بدترین معذرت یا مجبوری وہ ہوگی جب موت آن پہنچے گی۔ (۱۸) بدترین شرمندگی اور ندامت قیامت کے دن ہوگی۔ (۱۹) بعض لوگ وہ ہیں جو جمعہ میں سب سے پیچھے آتے ہیں۔ (۲۰) بعض ان میں سے ایسے ہیں جو اللہ کا ذکر نہیں کرتے مگر بیہودہ بات کرتے ہیں۔ (۲۱) بہت بڑے گناہوں میں سے ہے جھوٹی زبان (زیادہ جھوٹ بولنے والی زبان)۔ (۲۲) بہترین غنی ہونا یہ ہے کہ دل غنی ہو۔ (۲۳) بہترین توشہ سفر آخرت تقویٰ ہے۔ (۲۴) تمام دانائیوں کی سردار حکمت ودانائی اللہ سے ڈرنا ہے۔ (۲۵) سب سے بہترین چیز جو دل میں قرار پاتی ہے وہ یقین ہے۔ (۲۶) شک کرنا کفر میں سے ہے۔ (۲۷) نوحہ اور بین کرنا جاہلیت کا کام ہے۔ (۲۸) مال غنیمت کی چوری جہنم کا کوڑا کرکٹ ہے۔ (۲۹) اور نشہ جہنم سے داغ دینا ہے۔ (۳۰) اور شعر گوئی ابلیس کی چالوں میں سے ہے۔ (۳۱) اور شراب نوشی تمام گناہوں کا مجموعہ ہے۔ (۳۲) عورتیں شیطانی جال ہیں۔ (۳۳) اور جوانی جنون کا ایک شعبہ ہے۔ (۳۴) بدترین کمائی سود کی کمائی ہے۔ (۳۵) بدترین کھائی ہوئی چیز یتیم کا مال ہے۔ (۳۶) نیک بخت وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت پکڑے۔ (۳۷) اور بد بخت وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں ہی بد بخت تھا۔ (۳۸) یہ حقیقت ہے کہ ہر ایک تم سے چار ہاتھ جگہ کی طرف لوٹ جائے گا۔ (۳۹) اور یہ امر انجام کے لحاظ سے آخرت کی طرف لوٹتا ہے۔ (۴۰) اصل اور انجام خلاصہ اس کے اختتام سے اور آخرت سے وابستہ ہوتا ہے۔ (۴۱) بدترین نظریات جھوٹ پر مبنی نظریات ہیں۔ (۴۲) ہر وہ چیز جو آنے والی ہے وہ قریب ہے۔ (۴۳) مومن کو گالی دینا فسق واللہ کی نافرمانی ہے۔ (۴۴) مومن سے قتال کرنا کفر ہے۔ (۴۵) مومن کی غیبت کرنا اللہ کی نافرمانی ہے۔ (۴۶) مومن کے مال کی عزت وحرمت اس کے خون کی حرمت جیسی ہے۔ (۴۷) جو شخص اللہ کو قسم دے وہ اس کی تکذیب کرتا ہے۔ (۴۸) جو شخص معاف کرتا ہے اس کو بھی معاف کیا جاتا ہے۔ (۴۹) جو شخص درگزر کرتا ہے اللہ اس سے درگزر کرتا ہے۔ (۵۰) جو شخص اپنے غصے کو دبا لیتا ہے اللہ اس کو اجر دیتا ہے۔ (۵۱) جو شخص مصیبت پر صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس کا بدلہ اور عوض عطا کرتا ہے۔ (۵۲) جو شخص ریاکاری اور شہرت پسندی کے پیچھے جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ شہرت لگا دیتا ہے۔ (۵۳) جو شخص صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دوہرا اجر دیتا ہے۔ (۵۴) جو شخص اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اللہ اس کو عذاب دے گا۔ (۵۵) اے اللہ مجھے معاف کر دے۔ (۵۶) اے اللہ مجھے معاف کر دے۔ (۵۷) اے اللہ مجھے معاف کر دے اور میری امت کو بھی (پھر فرمایا)۔ (۵۸) میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں اپنے لئے اور تم سب کے لئے۔ (البدایہ والنہایہ ۱۳/۵۔۱۴)

باب ۱۹۷

نبی کریم ﷺ کا سرزمین روم میں مقام تبوک میں نماز پڑھانا

حضور ﷺ کا بددعا کرنا اس پر جو ان کے آگے سے گزر گیا تھا اور اس میں آثار نبوت ودلائل کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسن بن محمد روذ باری نے، ان کو خبر دی ابوبکر داسہ نے، ان کو ابوداود نے، ان کو محمد بن سلیمان انباری نے، ان کو وکیع نے، ان کو سعید بن عبدالعزیز نے مولیٰ یزید بن نمران سے، انہوں نے یزید بن نمران سے، وہ کہتے ہیں میں نے ایک آدمی تبوک میں دیکھا معذور تھا۔ اس نے کہا میں نبی کریم ﷺ کے آگے سے گزرا تھا حضور نماز پڑھا رہے تھے اور میں گدھے پر سوار تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا اللہ اس کے پیر کاٹ دے۔ اس کے بعد میں اپنے پیروں پر نہیں چل سکا۔ (ابوداود۔ باب یقطع الصلوٰۃ۔ حدیث ۷۰۵ ص ۱/۱۸۸)

ابوداؤد نے کہا اور ہمیں حدیث بیان کی ہے کثیر بن عبید نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن حیوۃ نے سعید سے اس کی اسناد کے ساتھ اور اس کے مفہوم کے ساتھ ۔ اس نے اضافہ کیا ہے ۔ اس نے ہماری نماز کاٹ دی ہے اللہ اس کے قدم کاٹ دے ۔

(ابوداؤد ۔ باب یقطع الصلوۃ ۔ حدیث ۷۰۶ ص ۱/۱۸۸)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے ، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے ، ان کو ابوداؤد نے ، ان کو احمد بن سعید ہمدانی نے اور سلیمان بن داؤد نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن وہب نے ، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی معاویہ نے سعید بن غزوان سے ، اس نے اپنے والد سے کہ وہ تبوک میں اُترے اور حج کا ارادہ کرنے والے تھے ایک معذور آدمی کو دیکھا تو میں نے اس سے اس کے معاملے کا پوچھا ۔ اس نے کہا کہ میں عنقریب آپ لوگوں کو بات بتاؤں گا اور یہ بات جو آپ سنیں گے آپ کسی اور کو نہیں بتائیں گے ، جب آپ کو معلوم ہو کہ میں زندہ ہوں ۔ ہوا یہ کہ تھا کہ رسول اللہ تبوک میں اُترے تھے کھجور کے پاس اور فرمایا کہ یہ ہمارا قبلہ رخ ہے اس کے بعد آپ نے اس طرف نماز پڑھی میں اور ایک لڑکا ہم دوڑتے ہوئے ان کے آگے آگئے اور آگے سے گزرے ۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس نے ہماری نماز کاٹ دی ہے اللہ ان کے پیروں کو کاٹ دے ۔ کہتے ہیں اس کے بعد سے آج تک میں ان پیروں پر کھڑا نہیں ہو سکا ۔ ...... نمازی کے آگے سے گزرنے پر وعید

(ابوداؤد ۔ باب یقطع الصلوۃ ۔ حدیث ۷۰۷ ص ۱/۱۸۸)

باب ۱۹۸

حضور کا غزوہ تبوک میں حضرت معاویہ بن معاویہ لیثی رضی اللہ عنہ پر نماز جنازہ پڑھانا

اس دن وہ مدینہ میں فوت ہو گئے تھے

(۱) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے ، ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے ، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے ، ان کو یزید بن ہارون نے ، ان کو العلاء ابومحمد ثقفی نے ، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا انس بن مالک سے ، وہ کہتے ہیں ہم لوگ تبوک میں رسول اللہ کے ساتھ تھے اور سورج طلوع ہوا ، خوب روشنی اور شعاع اور نور کے ساتھ جبکہ میں نے اس سے قبل اس طرح سورج کو نہیں دیکھا تھا ۔ جبرائیل علیہ السلام آئے رسول اللہ کے پاس ، آپ نے فرمایا کہ اے جبرائیل کیا بات ہے آج میں دیکھ رہا ہوں سورج طلوع ہوا ہے خاص ضیاء اور شعاع کے ساتھ جبکہ میں نے پہلے ایسا کبھی نہیں دیکھا ۔

اس نے بتایا کہ معاویہ بن معاویہ لیثی مدینے میں آج انتقال کر گیا ہے ۔ اللہ نے ستر ہزار فرشتے بھیجے ہیں جو اس پر نماز جنازہ پڑھیں گے ۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کس وجہ سے ہوا ؟ جبرائیل نے بتایا کہ وہ کثرت کے ساتھ قل ھو اللہ احد پڑھا کرتے تھے دن میں بھی اور رات میں بھی اور چلتے پھرتے ، بیٹھے لیٹے ہر حال میں ۔ کیا آپ کو دلچسپی ہے یا رسول اللہ کہ میں آپ کے لئے زمین کو سکیڑ دوں اور آپ اس کا جنازہ پڑھ سکیں ؟ آپ نے فرمایا کہ جی ہاں ۔ کہتے ہیں کہ حضور نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور پھر لوٹ آئے ۔

اس کا متابع بیان کیا اس کے کچھ متن میں محبوب بن ہلال نے عطا بن ابومیمونہ سے ، اس نے انس رضی اللہ عنہ سے ۔

نماز جنازہ میں ملائکہ کی شرکت .... (۲) ہمیں اس کی خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو ہشام بن علی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن ہیثم نے، ان کو محبوب بن ہلال نے ابن ابومیمونہ سے یعنی عطاء نے انس سے، وہ کہتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام آئے اور فرمایا اے محمد معاویہ بن معاویہ مزنی فوت ہو گیا ہے کیا آپ پسند کریں گے کہ آپ اس پر نماز جنازہ پڑھیں۔ آپ نے فرمایا کہ جی ہاں۔

جبرائیل نے اپنا ہاتھ مارا، لہٰذا نہ کوئی درخت باقی رہا نہ کوئی ٹیلہ مگر برابر ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی اور حضور کے پیچھے فرشتوں کی دو صفیں تھیں ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے۔

کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی اے جبرائیل معاویہ نے یہ مرتبہ اللہ کے ہاں کس وجہ سے پایا؟ انہوں نے بتایا کہ قل ھو اللہ کی محبت سے وہ اس سورۃ کو کھڑے اور بیٹھے، چلتے پھرتے ہر حال میں پڑھتے تھے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۴/۵۔۱۵)

عثمان نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا تھا کہ نبی کریم ﷺ اس وقت کہاں تھے انہوں نے بتایا کہ غزوہ تبوک میں تھے شام کے ملک میں اور معاویہ بن معاویہ مدینے میں فوت ہو گئے تھے اور حضور ﷺ کے لئے ان کی چار پائی اُٹھا کر اونچی کی گئی اس قدر کہ حضور اس کو دیکھ رہے تھے اور اس پر نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

باب ۱۹۹

مقام تبوک میں رہتے ہوئے حضور ﷺ کا تحریر لکھ دینا

یُحَنَّہ بن رَؤبَہ کے لئے اور اہل جَرُبَآء اور اَذْرُحْ کے لئے

(۱) ہمیں ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ تبوک میں پہنچے تو ان کے پاس یُحَنَّہ بن رؤبہ ایلہ کا گورنر آیا (ایلہ شام میں ایک شہر تھا مصر اور مکہ کے درمیان مسافت پر ساحل سمندر پر) رسول اللہ ﷺ سے اس نے صلح کی اور حضور کو اس نے جزیہ دیا۔ اور حضور ﷺ کے پاس اہل جرباء آئے تھے (یہ ملک شام میں شہر تھا سراۃ کے مقابل)۔ اور اہل اَذْرُحْ آئے تھے (یہ بھی ایک شہر تھا بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد فلسطین ہے)۔ انہوں نے بھی حضور ﷺ کو جزیہ دیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے ایک تحریر ان کو لکھ کر دی تھی وہ ان کے پاس تھی۔ آپ نے یُحَنَّہ بن رؤبہ کو جو تحریر لکھ کر دی تھی وہ اس طرح تھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ امان نامہ ہے اللہ کی طرف سے اور محمد رسول اللہ کی طرف سے یُحَنَّہ بن رؤبہ کے لئے اور اہل ایلہ کے لئے۔ ان کے اسقف کے لئے اور ان کے تمام لوگوں کے لئے جو خشکی پر ہیں یا پانی میں (بحر و بر میں) ان سب کے لئے اللہ کی پناہ ہے اور نبی کی پناہ ہے۔ اور یہ تحریر ہے ان کے لئے جو اس کے ساتھ اہل شام میں سے اور اہل یمن میں سے اور اہل بحر میں سے جو شخص ان میں سے معاہدہ توڑے یعنی نئی بات پیدا کرے تو یہ تحریر نامہ اس کے مال کو محفوظ نہیں کرے گا سوائے اس کے نفس کے۔ بے شک شان یہ ہے کہ خوشی ہے اس کے لئے جو اس کو لے یعنی اس پر عمل کرے لوگوں میں سے۔ بے شک شان یہ ہے کہ یہ حلال اور درست نہیں ہوگا کہ ان کو روکا جائے اس سے جو وہ ارادہ کریں جو چاہیں۔ اور نہ ہی کوئی راستہ ان کے لئے ممنوع ہوگا جو چاہیں خشکی پر ہو یا سمندر میں''۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۲۸/۴)

''یہ تحریر نامہ ہے جہیم بن الصلت اور شرحبیل بن حسنہ کا رسول اللہ ﷺ کی اجازت کے ساتھ''۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اہل جرباء واذرح کے لئے یہ لکھا تھا :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''یہ تحریر نامہ ہے محمد نبی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اہل اذرح کے لئے کہ وہ امان میں آگئے ہیں اللہ کی امان میں اور محمد ﷺ کی امان کے ساتھ۔ اور یہ کہ ان کے ذمہ ہے ایک سو دینار ہر ماہ رجب میں جو پورے پورے دینے ہوں گے اور خوشی کے ساتھ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کفیل اور ذمہ دار ہے ان پر خیر خواہی کے ساتھ اور مسلمانوں کی طرف نیکی اور احسان کے ساتھ (یعنی مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہ رہیں گے اور ان کے ساتھ نیکی کریں گے (برائی نہیں کریں گے)۔ خصوصاً اس مسلمان کے ساتھ جو کسی خوف میں ان کے پاس مجبور ہو کر رہ جائے''۔

اور ابن اسحاق نے باقی تحریر کا بھی ذکر کیا ہے۔

کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایلہ کو اپنا بردہ مبارک دیا تھا اس تحریر کے ساتھ جو آپ نے ان کے لئے امان نامہ کے لکھی تھی۔

(بعد میں) اس کو ابوالعباس عبداللہ بن محمد نے تین سو دینار کے بدلے میں خرید کر لیا تھا۔

باب ۲۰۰

جناب رسول اللہ ﷺ کا حضرت خالد بن ولید کو اُکَیْدِر دُوْمَة (ابن عبدالملک) کے پاس بھیجنا

اس کے موجود ہونے کے بارے میں حضور ﷺ کا خبر دینا جبکہ وہ گائے کا شکار کر رہا تھا اس بارے میں جن باتوں کا ظہور ہوا یہ سب دلائل و آثار نبوت ہیں

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، ان کو یزید بن رومان نے اور عبداللہ بن ابوبکر نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا اکیدر بن عبدالملک کی طرف وہ کندہ میں سے آدمی تھا وہ دومۃ پر بادشاہ تھا وہ عیسائی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید سے کہا تھا تم اس کو اس وقت پاؤ گے وہ گائے کا شکار کر رہا ہوگا۔ چنانچہ خالد روانہ ہوئے حتی کہ جب اس کے قلعے کے اتنے قریب پہنچے جتنی دور آنکھ دیکھ سکتی ہے۔

رات کا وقت تھا اور چاند کھلا ہوا تھا اور اس وقت اکیدر اُوپر چھت پر تھا اس کی بیوی بھی ساتھ تھی۔ اتنے میں کہیں سے گائے آگئی اور وہ اس کے محل کے دروازے کو اپنے سینگوں سے رگڑنے لگی۔ اس کی بیوی نے کہا، کیا آپ نے ایسی مثال دیکھی ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، اللہ کی قسم کبھی نہ دیکھی۔ وہ بولی کہ اس کو ایسی حالت میں کون چھوڑے گا۔ اس نے کہا کہ واقعی کوئی نہیں چھوڑے گا۔ لہٰذا وہ نیچے اُترا اس نے حکم دیا اس کے گھوڑے پر زین رکھا گیا۔

وہ گھوڑے پر سوار ہو گیا اس کے ساتھ اس کے گھر والوں میں سے بھی کچھ ساتھ بیٹھ گئے۔ ان میں اس کا بھائی حسان بھی ساتھ تھا۔ وہ لوگ نکلے ان کے ساتھ ان کے چھوٹے نیزے بھی تھے۔ جونہی وہ نکلے تو رسول اللہ کے گھڑ سواروں نے ان کو پا لیا۔ انہوں نے اکیدر کو پکڑ لیا اور اس کے بھائی حسان کو قتل کر دیا (یعنی مقابلہ میں مارا گیا)۔

اس پر دیباج ریشم کی قبا تھی جو سونے سے تیار کی گئی تھی (یعنی اس پر سونے کا کام ہوا ہوا تھا۔ وہ خالد بن ولید نے اس کی اتار لی تھی (مقتول کی)۔ اور وہ اس نے رسول اللہ کے پاس بھیج دی اپنی آمد سے پہلے۔ اس کے بعد خالد اکیدر کو رسول اللہ کے پاس گرفتار کر کے لے آئے۔ حضور ﷺ نے اکیدر کا خون محفوظ قرار دیا اور اس سے صلح کر لی جزیہ دینے کی شرط پر اور اس کا راستہ چھوڑ دیا تھا۔ لہٰذا وہ واپس اپنی بستی میں پہنچ گیا۔

ایک آدمی نے کہا ہو طی، میں سے اس کو بجیر بن بجرہ کہا جاتا تھا وہ رسول اللہ کی بات یاد دلا رہا تھا جو انہوں نے خالد سے کہی تھی کہ تم اس کو عنقریب پا لو گے جب وہ نیل گائے کا شکار کر رہا ہوگا۔ حالانکہ اس وقت رات کو گائے کو کوئی کام نہیں تھا وہاں پر مگر اللہ تعالیٰ ہی اس کو نکال لائے تھے رسول اللہ کا قول سچا کرنے کے لئے۔

تبارك سائق البقرات انى رأيت الله يهدى كل هاد

فمن يك حائدا عن ذى تبوك فانا قد امرنا بالجهاد

برکت والی ہے (وہ ذات) جو گائے کو چلا کر لانے والی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ ہی راستہ دکھاتا ہے۔ ہر راستہ ڈھونڈنے والے کو۔ پس جو شخص تبوک والوں سے ناخوش ہے (ہمیں پرواہ نہیں ہے) ہمیں تو جہاد کرنے کا حکم ہے۔

اس میں کچھ لوگوں نے اضافہ کیا ہے جو کہ ہماری روایت میں نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے کہا تھا کہ اللہ نے تیرا منہ نہیں توڑا؟ کیونکہ وہ جب حضور ﷺ کے پاس آیا تھا تو اس کی عمر نوے سال تھی مگر نہ ابھی تک اس کا کوئی دانت ہلا تھا نہ ہی کوئی داڑھ ہلی تھی۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۳۹۔ تاریخ ابن کثیر ۵/۱۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو جعفر بغدادی نے، ان کو ابو علاثہ نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن لہیعہ نے، ان کو ابو الاسود نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ جب تبوک سے مدینہ واپس لوٹنے لگے تو خالد بن ولید کو بھیجا چار سو بیس گھڑ سواروں کے ساتھ۔ اکیدر دومۃ الجندل کے پاس جب اس کا عہد اس سے کیا تو خالد نے پوچھا یا رسول اللہ دومۃ الجندل کو ہم کیسے فتح کریں گے اس میں تو اس کا اکیدر ہے (یعنی مضبوط حکمران ہے) اور ہم لوگ مختصر جماعت کے ساتھ جا رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شاید اللہ تعالیٰ تجھے براہ راست اکیدر سے ٹکرا دے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ شکار کر رہا ہوگا اور تم چابیاں قبضے میں لے لو گے اور چابیوں سے شکار کر لو گے یوں اللہ تعالیٰ تیرے لئے دومۃ فتح کر لے گا۔ لہٰذا خالد بن ولید روانہ ہو گئے۔ جب دومۃ کے قریب پہنچے تو اس کے پیچھے اتر کر پڑاؤ کیا رسول اللہ ﷺ کی بات کو آزمانے کے لئے کہ شاید تم اس کو شکار کرتا ہوا پا لو گے۔ اس دوران خالد بن ولید اور اس کے اصحاب اپنی منزل میں بیٹھے تھے رات کے وقت۔ اچانک ایک نیل گائے آئی اور قلعے کے دروازے سینگ مارنے لگی۔ اکیدر شراب پی رہا تھا اور گانے کی محفل سجائے بیٹھا تھا اپنی عورتوں میں۔

ایک عورت نے جھانک کر دیکھا تو اس کو نیل گائے نظر آ گئی جو دروازے اور حویلی سے کھجا رہی تھی۔ اس عورت نے کہا میں نے آج رات کی طرح کبھی گوشت آیا ہوا نہیں دیکھا دروازہ پر۔ اکیدر نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ وہ بولی کہ یہ گائے آئی ہوئی تیرے دروازے پر اور دیوار کے پاس۔

اکیدر نے دیکھا تو اُچھل کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا جو پہلے سے اس کے لئے تیار کھڑا تھا۔ اس کے نوکر چاکر اور گھڑ سوار اس کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ حتیٰ کہ اکیدر کا گزر ہوا خالد بن ولید اور اس کے سپاہیوں کے پاس سے۔ انہوں نے اس کو گرفتار کر لیا اور بیڑیوں میں جکڑ دیا۔ خالد کو رسول اللہ کا قول یاد آیا اور خالد نے اکیدر سے کہا آپ بتائیں کہ اگر میں آپ کو چھوڑ دوں تو تم میرے لئے دومۃ کو فتح کر دو گے۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔

لہٰذا چلے گئے، جب اس کے قریب ہوئے تو خالد کے ساتھی کود کر آگے بڑھے کہ فوراً دومۃ فتح کر لیں مگر اکیدر کا بھائی رکاوٹ بن گیا۔ اکیدر نے جب یہ کیفیت دیکھی تو اس نے کہا اے جوان مجھے چھوڑ دے، اللہ گواہ ہے میں اس کو کھول دیتا ہوں۔ تیرے لئے میرا بھائی نہیں کھولے گا، اس کو نہیں معلوم کہ میں تیری قید میں ہوں۔ خالد نے اسے چھوڑ دیا تو اس نے دومۃ اس کے لئے کھول دیا۔ جب وہ داخل ہوا تو اس نے اپنے بھائی کو قید کر لیا اور اس کو کھولا خالد کے لئے۔ پھر کہا کہ آپ جو چاہتے کریں۔ لہٰذا حضرت خالد اور ان کے ساتھی داخل ہو گئے۔

خالد نے رسول اللہ ﷺ کے قول کو بھی یاد کیا اور وہ بھی جو آپ نے اس کو حکم دیا تھا۔ اور اکیدر نے ان سے کہا اللہ کی قسم میں نے ایسا واقعہ کبھی نہیں دیکھا جو ہمیں پیش آیا ہو مگر آج کی رات گائے کے شکار کے ارادے سے نکلے تھے (اور یہ کچھ ہو گیا یعنی خود شکار ہو گئے)۔

البتہ تحقیق اس کو شکار کرنے کے لئے میں اضمر گھوڑے کو استعمال کرتا تھا جب بھی اس کو پکڑنے کا ارادہ کرتا۔ اس کے لئے میں ایک دن دو دن سواری کرتا تھا لیکن اتنی دیر کے لئے (نہیں)۔ پھر کہنے لگا اے خالد اگر تم چاہو تو میں تمہیں یہاں کا حکمران مقرر کر دوں اور اگر تم چاہو تو مجھے مقرر کر دو۔

خالد بن ولید نے فرمایا بلکہ ہم آپ سے وہ مال متاع قبول کر لیں گے جو آپ ہمیں دیں گے۔ لہٰذا اکیدر نے ان کو آٹھ سو قیدی دیئے اور ایک ہزار اُونٹ، چار سو زرہ، چار سو نیزے اور خالد اکیدر کو حضور کی خدمت میں لے گیا اور اس کے ساتھ یحنہ بن دومۃ ایلہ کا بادشاہ بھی آیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے۔ یہ اتفاق ہے کہ اس کی طرف بھی خالد کو آپ ﷺ نے بھیجا تھا جیسے اکیدر کے پاس بھیجا تھا۔ لہٰذا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اکٹھے ہو گئے تھے۔ (تاریخ ابن کثیر ۵/۱۷)

حضور ﷺ نے ان دونوں کے ساتھ فیصلہ فرمایا، دومۃ الجندل کے فیصلہ جیسا اور تبوک اور ایلہ اور تیما کے مطابق اور ان دونوں کو حضور ﷺ نے تحریر نامہ لکھ کر دیا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو سعد بن اوس قیسی نے بلال بن یحییٰ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا مہاجرین پر امیر بنا کر دومۃ الجندل کی طرف اور خالد بن ولید کو بھیجا تھا اعراب پر امیر بنا کر اس کے ساتھ۔ اور فرمایا تھا کہ چلے جاؤ بے شک تم لوگ عنقریب اکیدر دومۃ کو پا لو گے۔ وہ جنگلی جانوروں کا شکار کر رہا ہوگا۔ تم لوگ اس کو پکڑ لینا۔ سو اس کو میرے پاس بھیج دینا اور اس کو قتل مت کرنا اور اس کے علاقے کا محاصرہ کر لینا۔

وہ لوگ گئے انہوں نے دومۃ الجندل کے سربراہ اکیدر کو اسی حالت میں پا لیا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ اس کو گرفتار کر لیا اور اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج دیا اور اہل دومۃ کا محاصرہ کر لیا۔ ابوبکر صدیق نے ان سے کہا یہ بتاؤ کیا تم محمد ﷺ کا ذکر انجیل میں پاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم اس کا ذکر انجیل میں نہیں پاتے۔ اس نے کہا کیوں نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے بے شک ان کا ذکر تمہاری انجیل میں لکھا ہوا ہے مثل صورت قرشتہ کے اور قرشتہ نہیں ہے۔ دیکھو پس انہوں نے دیکھا اور بولے کہ بے شک شیطان نے قلم کے ساتھ شرک بنایا ہے، ہم نہیں جانتے کہ وہ کیا ہے؟

ابوبکر صدیق سے ایک آدمی نے کہا مہاجرین میں سے کیا یہ لوگ کافر ہو گئے ہیں اے ابوبکر؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ اور تم بھی عنقریب کافر ہو جاؤ گے۔ جب مسیلمہ کذاب سے لڑائی ہوگی جب وقت آیا۔ تو اسی آدمی نے پوچھا ابوبکر سے کیا یہی وقت جو آپ نے کہا تھا ہم سے دومۃ الجندل والے دن کہ ہم لوگ عنقریب کافر ہو جائیں گے۔ ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تمہارے بعد والے لوگ (ایسے) ہوں گے۔

باب ۲۰۱

نبی کریم ﷺ کے تبوک کی طرف جانے اور واپس آنے کا سبب جو مروی ہے اگر اس بارے میں روایت صحیح ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو عبدالحمید بن بہرام نے شہر بن حوشب سے، اس نے عبدالرحمن بن غنم سے یہ کہ یہودی آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک دن اور بولے، اے ابوالقاسم! اگر آپ سچے نبی ہیں تو آپ شام کے ملک چلے جائیں اس لئے کہ شام ارض محشر ہے اور انبیاء کی سرزمین ہے۔

حضور ﷺ نے ان کی بات کو سچا مان لیا۔ لہٰذا آپ نے غزوہ کیا غزوہ تبوک نہیں، ارادہ کر رہے تھے مگر شام کا۔ جب آپ تبوک میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی آیات نازل فرمائیں سورۃ کے ختم ہونے کے بعد۔ آیات یہ تھیں :

وان کادوا لیستفزونک من الارض لیخرجوک منها واذا لا یلبثون خلافک الا قلیلا سنة من قد ارسلنا قبلک من رسلنا ولا تجد لسنتنا تحویلا ۔ (سورۂ اسراء آیت ۷۶۔۷۷)

قریب تھا کہ وہ لوگ آپ کو خوف زدہ کر دیں اس جگہ سے تاکہ وہ آپ کو اس میں سے نکال دیں اور اس وقت وہ ٹھہریں گے آپ کے پیچھے مگر تھوڑا سا۔ یہی دستور اور طریقہ بنا ہوا ہے ان رسولوں کا جو تم سے پہلے تھے جو ہم نے تم سے پہلے بھیجے تھے۔ آپ ہمارے دستور میں تبدیلی نہیں پائیں گے۔

پس اللہ نے ان کو حکم دیا مدینہ کی طرف واپسی کا اور اس میں فرمایا کہ اسی میں ہے تیرا جینا بھی اور مرنا بھی اور اسی سے آپ اُٹھائے جائیں گے قیامت کے دن۔ پھر ارشاد فرمایا :

اقم الصلوٰة لدلوک الشمس الی غسق اللیل وقرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشهودا ومن اللیل فتهجد به نافلة لک عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا ۔ (سورۂ اسراء، آیت ۷۸۔۷۹)

آپ نماز قائم کیجئے سورج ڈھلنے کے وقت یا رات کے چھا جانے تک اور فجر کے وقت کا قرآن پڑھنا، بے شک فجر کے وقت قرآن پڑھنا فرشتوں کا حاضری کا وقت ہے اور رات کے وقت آپ تہجد پڑھا کریں، آپ کے لئے اضافی عبادت ہے قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پہ پہنچا دے گا۔

لہٰذا نبی کریم ﷺ واپس آ گئے اور ان کو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ اپنے رب سے سوال کریں اس لئے کہ ہر نبی کا ایک خاص سوال ہوا کرتا تھا جو قبول ہوتا تھا۔ جبرائیل علیہ السلام خیر خواہ تھے۔ نبی کریم ان کی اطاعت کرتے تھے، پوچھا کہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں کہ میں کیا سوال کروں؟ انہوں نے بتایا کہ آپ یوں دعا کیجئے :

رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق ، واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا

(یہ آیات حضور پر تبوک سے واپسی پر نازل ہوئی تھیں) اے میرے رب! مجھے داخل کیجئے سچا داخل کرنا اور مجھے نکالئے سچا نکلنا اور میرے لئے اپنی بارگاہ سے مدد کرنے والا برہان وغلبہ مقدر کر دیجئے۔

☆☆☆

باب ۲۰۲

نبی کریم ﷺ کی غزوۂ تبوک سے واپسی اور ان کا مسجد ضرار کے انہدام کا حکم دینا

اور اس کے ساتھ منافقین کا بُری تدبیر کرنا راستے میں، اور اللہ تعالیٰ کا نبی کریم ﷺ کی حفاظت کرنا اور ان کے مکر سے آگاہ کرنا، اور اس میں جو نبوت کے آثار ودلائل ظاہر ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، ان کو ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ تبوک سے لوٹ کر مدینہ واپس آئے تو راستے میں کچھ لوگوں نے منافقین میں سے جو بظاہر آپ کے ساتھی بنے ہوئے تھے آپس میں یہ بُری تدبیر کی اور ان کے خلاف باہم مشورہ کیا کہ وہ نعوذ باللہ حضور ﷺ کو کسی گھاٹی میں پھینک دیں۔ جب گھاٹی کے پاس پہنچے تو انہوں نے یہ ارادہ کیا وہ حضور کو اپنے ساتھ چلا کر لے جائیں۔

جب وہ رسول اللہ کے اُوپر حاوی ہو گئے تو اللہ نے حضور ﷺ کو ان کی وہ خبر بتادی اور فرمایا جو شخص تم میں سے بطن وادی میں جانا چاہے وہ چلا جائے اور نبی کریم ﷺ نے گھاٹی کا راستہ لے لیا اور دیگر لوگوں نے بطن وادی کا راستہ لے لیا سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکر کیا تھا۔ انہوں نے جب یہ معاملہ سن لیا تو وہ مستعد ہو گئے ڈھاٹا باندھ لیا اور بہت بُرے خطرناک امر کا ارادہ کر لیا۔

ادھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت حذیفہ بن یمان کو حکم دیا اور عمار بن یاسر کو کہ وہ حضور کے ساتھ پیدل چلتے رہیں اور عمار کو حکم دیا کہ وہ حضور ﷺ کی اُونٹنی کی مہار تھامے ہوئے چلے، حذیفہ کو حکم دیا کہ وہ اس کو ہانکتا جائے۔ وہ اسی کیفیت میں چل رہے تھے کہ اچانک انہوں نے اپنے پیچھے سے کچھ لوگوں کا شور سنا جو ان کے پیچھے چلے آرہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے اور حذیفہ سے کہا کہ وہ ان کو واپس لوٹا دے۔ حذیفہ نے رسول اللہ کا غصہ دیکھا تو واپس گیا اس کے ہاتھ میں ڈنڈی اور بید تھا اس نے ان لوگوں کی سواریوں کے منہ پر مارنا شروع کیا۔ ان لوگوں نے ڈھاٹے باندھے ہوئے تھے، حضرت اس کو سمجھ نہ سکے بلکہ وہ یہ سمجھے کہ یہ مسافر ایسا کرتے رہتے ہیں۔ پھر اللہ نے ان کے دل میں رعب ڈال دیا جب انہوں نے حذیفہ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا تو وہ سمجھ گئے کہ ان کا مکر اس کے سامنے ظاہر ہو گیا ہے۔ انہوں نے جلدی کی حتیٰ کہ لوگوں میں مل جل گئے اور حذیفہ واپس آ کر رسول اللہ سے مل گیا۔ جب مل گیا تو آپ نے فرمایا کہ سواری کو ماریئے اے حذیفہ اور تم چلو پیدل اے عمار اور وہ جلدی چلے، حتیٰ کہ اس کے بالائی حصے میں اُوپر چڑھ گئے اور گھاٹی سے نکل گئے اور لوگوں کا انتظار کرنے لگے۔

نبی کریم ﷺ نے حذیفہ سے کہا کیا تم پہچانتے ہو اے حذیفہ یہ گروہ کون لوگ تھے یا کہا تھا کون سوار تھے یا کسی ایک کو ان میں سے جانتے ہو؟ حذیفہ نے کہا کہ میں فلاں اور فلاں کی سواری کو پہچانتا ہوں اور اس نے کہا کہ اندھیری رات تھی انہوں نے ڈھاٹے باندھ رکھے تھے۔ پھر حضور نے پوچھا کہ سواریوں کی کیا کیفیت تھی اور وہ کیا چاہتے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ نہیں اللہ کی قسم یارسول اللہ۔ فرمایا انہوں نے مکر کیا تھا تاکہ وہ میرے ساتھ چلیں جب گھاٹی میں خوب اندھیرا ہو جائے تو وہ مجھے اس سے نیچے پھینک دیں۔ لوگوں نے کہا کیا آپ ان کے بارے میں حکم نہیں دے سکتے تھے یارسول اللہ جب وہ لوگ آپ کے پاس آ جاتے تو ان کو قتل کر دیا جاتا؟ فرمایا کہ میں اس بات کو ناپسند کر رہا تھا کہ لوگ

باتیں بنائیں گے اورکہیں گے کہ محمد ﷺ نے اپنے اصحاب کو قتل کرنا شروع کردیا ہے (یوں بدنامی ہوگی)۔ پھر حضور ﷺ نے ان دونوں کو ان کے نام بتائے اور فرمایا کہ تم ان دونوں کو چھپالینا (ذکر نہ کرنا)۔ (البدایہ والنہایہ ۵: ۱۹)

(۲) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ گھاٹی میں پہنچے تو رسول اللہ کے منادی نے اعلان کیا کہ تم لوگ بطن وادی کو پکڑلو وہ تمہارے لیے زیادہ کشادہ ہے بے شک رسول اللہ نے ثنیہ کو پکڑا ہوا ہے۔ پھر اس نے منافقین کے مکر کے بارے میں حدیث ذکر کی اس کی مثل جو ہم نے ذکر کی ہے عروہ کی روایت میں آپ کے اس قول تک جب حذیفہ سے کہا تھا کیا تم نے پہچانا تھا کون لوگ تھے؟ اس نے بتایا کہ نہیں، لیکن میں ان کی سواریاں پہچانتا ہوں۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے ناموں کی خبر دی ہے اور ان کے باپ کے ناموں کی بھی۔ عنقریب میں تمہیں ان کے بارے میں بتادوں گا انشاء اللہ صبح کے وقت۔

جب صبح ہوئی تو ان کو جمع کیا اور فرمایا عبداللہ کو بلاؤ، میں گمان کرتا ہوں کہ ابن سعد بن ابوسرح اور اصل میں عبداللہ بن ابی کو اور سعد بن ابوسرح کو۔ مگر ابن اسحاق نے اس سے قبل ذکر کیا ہے کہ ابن ابی پیچھے ہٹ گیا تھا غزوہ تبوک میں۔ میں نہیں جانتا کہ یہ کیسے ہے؟

فائدہ : ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ ابن قیم جوزی زادالمعاد میں کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ابوسعد بن ابوسرح کا مسلمان ہونا معلوم نہیں ہوسکا ہے۔

ابن اسحاق کی بیان کردہ تفصیل

• کہ حضور نے فرمایا تھا کہ اور بلاؤ ابوحاضر اعرابی کو اور عامر کو اور ابوعامر کو اور جلاس بن سوید بن صامت کو۔ یہ وہی شخص تھا جس نے کہا تھا ہم نہیں پہنچیں گے، حتیٰ کہ ہم آج رات محمد کو پھینک دیں گے گھاٹی میں۔ اور اگر محمد اور اس کے اصحاب ہم سے اچھے ہوتے تو ہم اس وقت بکریاں ہوتے اور وہ ہمیں چرا رہے ہوتے۔ اور ہمیں کوئی عقل نہ ہوتی اور وہ عقل مند ہوتے۔

اور حضور ﷺ نے عبداللہ سے کہا کہ وہ مجمع بن جاریہ کو بلائے اور فلیح تیمی کو، یہ وہ شخص تھا جس نے کعبہ کی خوشبو چرائی تھی اور اسلام سے مرتد ہوگیا تھا۔ پھر اپنی سرزمین پر بھاگ گیا تھا، پھر معلوم نہ ہوسکا کہ وہ کہاں چلا گیا تھا۔ اور حضور ﷺ نے عبداللہ کو حکم دیا کہ حصین بن نمیر کو بلاؤ جس نے صدقہ کی کھجوروں پر ڈاکہ ڈالا تھا اور انہیں چرالیا تھا حضور ﷺ نے اس سے پوچھا تھا کہ ہلاک ہوجائے تمہیں اس بات پر کس چیز نے ابھارا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے اس بات نے ابھارا تھا کہ مجھے یہ گمان تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر مطلع نہیں کرے گا۔ بہرحال جب اللہ نے آپ کو اس پر مطلع کردیا ہے اور آپ اس کو جان گئے ہیں تو میں آج سے شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں اس وقت سے قبل ہرگز آپ کے ساتھ ایمان نہیں رکھتا تھا۔ رسول اللہ نے اس کی غلطی کو معاف کیا اور اس سے درگزر کرلیا۔ اس کے اس قول کی وجہ سے جو اس نے شہادت دی تھی۔

اور حضور ﷺ نے حکم دیا تھا کہ طعمہ بن اُبیرق کو بلاؤ اور عبداللہ بن عیینہ کو۔ یہ وہی تھا جس نے اپنے احباب سے کہا تھا کہ آج رات آجاؤ سارا سال یا سارا زمانہ سلامتی میں رہو گے۔ اللہ کی قسم تمہارے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ اس آدمی (محمد ﷺ کو) قتل کردو (العیاذ باللہ) حضور ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا کہ ہلاک ہوجائے اگر میں قتل ہوجاتا تو تجھے میرے قتل کا کیا فائدہ ہوتا؟ اس اللہ کے دشمن نے کہا اے اللہ کے نبی! اللہ کی قسم آپ ہمیشہ خیر میں رہنے والے ہیں جو اللہ نے آپ کو نصرت عطا کی ہوئی ہے آپ کے دشمن پر۔ اور ہم لوگ اللہ کے بھی مجرم رہتے اور آپ کے بھی۔ رسول اللہ نے اس کو چھوڑ دیا۔

اور ابوحذیفہ سے فرمایا کہ مرۃ ابن ربیع کو بلاؤ۔ یہ وہی شخص تھا جس نے عبداللہ بن اُبی کے کندھے پر اپنا ہاتھ مارا تھا اور کہا تھا کہ خوب اتراؤ، ساری نعمتیں ہمارے لئے ہوں گی۔ اس کے بعد ہم صرف ایک اکیلے کو قتل کر دیں گے۔ اس کے قتل سے سارے لوگ مطمئن ہو جائیں گے، پس رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا ہلاک ہو جائے تمہیں کس چیز نے اس بات پر اکسایا ہے جو تم نے کہی ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ اگر میں نے اس میں سے کوئی بات کہی ہوتی تو آپ جانتے ہوتے اس کو۔ میں نے تو اس میں سے کوئی بات بھی نہیں کہی۔

رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو جمع کیا، یہ بارہ افراد تھے جنہوں نے اللہ سے اور اللہ کے رسول سے جنگ کر رکھی تھی اور حضور ﷺ کے قتل کا ارادہ کر چکے تھے۔ رسول اللہ نے ان کو جمع کر کے ان کے قول کی خبر دی اور ان کی گفتگو کی خبر دی، ان کے ظاہر و باطن کی خبر دی۔ اللہ نے اپنے نبی کو اس بارے میں آگاہی دی تھی۔ بارہ آدمی منافق ہو گئے تھے اللہ سے دشمنی کرتے اور اس کے رسول سے دشمنی کرتے ہوئے مر گئے تھے۔ یہ بات اللہ کے اس فرمان میں موجود ہے

وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا ۔ (سورۃ توبہ ۔ آیت ۷۴)

کہ انہوں نے اس بات کا قصد کیا تھا جو وہ نہ کر سکے تھے (یعنی اپنا ناجائز اور بھیانک ارادہ پورا نہ کر سکے)۔

(البدایۃ والنہایۃ ۵/۲۰۔ سیرۃ شامیہ ۵/۶۷۰۔۶۷۱)

اور ابو عامر ان کا سردار تھا۔ منافقوں نے اس کے لئے مسجد ضرار بنائی تھی۔ یہ وہ تھا جس کو راہب کہا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام فاسق رکھا تھا۔ وہ ابو حنظلہ غسیل الملائکہ تھا (یعنی ان کا والد تھا)۔ انہوں نے اس کی طرف نمائندہ بھیجا وہ ان لوگوں کے پاس آیا۔ الغرض اللہ نے اس کو بھی اور سب کو ذلیل و رسوا کیا اور وہ ٹکڑا جہنم کی آگ میں جا گرا۔

اور مُجمّع منافق نے کہا تھا جس وقت انہوں نے مسجد بنائی تھی اس مسجد کو جب ہم بنالیں گے تو ہم اس کو اپنی خفیہ باتوں اور اپنی سرگوشیوں اور خفیہ معاملات کا مرکز بنائیں گے، ہمارے ساتھ اس میں کوئی بھی مزاحمت نہیں کرے گا۔ لہٰذا اس میں جو چاہیں گے تذکرہ کریں گے اور اصحاب محمد ﷺ کے لئے یہ خیال پیدا کریں گے کہ ہم احسان کرنا چاہتے ہیں۔

اور محمد بن اسحاق نے ذکر کیا ہے ان اوراق میں جن کو میں نے کتاب المغازی میں بطور سماع کے نہیں پایا۔ اس نے ذکر کیا ہے ثقہ راویوں سے بنو عمرو بن عوف سے یہ کہ نبی کریم ﷺ تبوک سے آئے تھے حتیٰ کہ ذی اوان میں اُترے تھے اس کے اور مدینہ کے درمیان ایک ساعت کا فاصلہ تھا اور اصحاب مسجد ضرار حضور ﷺ کے پاس آئے تھے اس وقت جب آپ تبوک جانے کی تیاری کر رہے تھے۔ وہ لوگ کہنے لگے ہم لوگوں نے مسجد بنائی ہے بیماروں کے لئے اور ضرورت مندوں کے لئے، بارش کی راتوں کے لئے، گرمی کے لئے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ تشریف لائیں اور آپ ہمارے لئے اس میں نماز پڑھائیں۔ رسول اللہ نے فرمایا، میں تو اس وقت سفر کے دوش پر سوار ہوں اگر ہم واپس لوٹ آئے تو انشاءاللہ ہم تمہارے پاس آئیں گے۔ تمہارے لئے اس میں نمازیں پڑھائیں گے واپسی پر۔

جب حضور مقام ذی اوان میں پہنچے تو آپ کے پاس آسمان سے خبر آگئی۔ لہٰذا حضور ﷺ نے مالک بن دُخشم کو اور معن بن عدی کو بلایا، وہ عاصم بن عدی کا بھائی تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس مسجد کی طرف جاؤ جس کے رہنے والے ظالم ہیں اس کو آگ لگادو اور اس کو گرادو۔ لہٰذا وہ دونوں جلدی جلدی گئے حتیٰ کہ اس میں داخل ہوئے۔ اس میں وہ لوگ موجود تھے انہوں نے اس کو جلا دیا اور گرادیا اور وہ لوگ وہاں سے تتر بتر ہو گئے۔ اور اس بارے میں قرآن اُترا جو کچھ اُتر نا تھا۔ (سورۃ توبہ : آیت ۱۰۷)

اور ابن اسحاق نے نام ذکر کئے ہیں جنہوں نے اس کو بنایا تھا۔ ابن اسحاق نے ان میں ثعلبہ بن حاطب کا ذکر بھی کیا ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۴۳)

رسول اللہ ﷺ پر منافقین کا حملہ کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابوعمرو حرانی نے، ان کو ابوالاصبع عبدالعزیز بن یحییٰ حرانی نے، ان کو محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحاق سے، اس نے اعمش سے، اس نے عمرو بن مرہ سے، اس نے ابوالبختری سے، اس نے حذیفہ بن یمان سے، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو اونٹنی کی مہار تھامے اس کو آگے کھینچ رہا تھا اور عمار پیچھے سے ہانک رہے تھے یا کہا تھا کہ میں ہانک رہا تھا اور عمار آگے چل رہے تھے، حتیٰ کہ جب ہم عقبہ میں پہنچے اچانک ہماری طرف بارہ اونٹ سوار بڑھ رہے تھے سامنے عقبہ کے اندر۔ رسول اللہ ﷺ ان کے بارے میں آگاہ ہو گئے تھے۔ آپ نے ان کے بارے میں زور سے کلام کیا۔ چنانچہ وہ پیٹھ پھیر کر چلے گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا کیا تم ان لوگوں کو پہچانتے ہو؟ ہم نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ۔ یہ لوگ ڈھاٹا باندھے ہوئے تھے لیکن ہم نے سواریوں کو پہچان لیا ہے۔ فرمایا کہ یہ لوگ منافقین ہیں قیامت تک اور کیا جانتے ہو کہ وہ کیا چاہتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ نہیں؟ فرمایا کہ وہ چاہتے ہیں کہ رسول اللہ کے ساتھ مزاحمت کریں گھاٹی کے اندر اور اس کو نقصان پہنچائیں۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ ان کے خاندان کی طرف نمائندہ نہیں بھیجتے، یہاں تک کہ ہر طبقہ اپنے منافق کا سر کاٹ کر آپ کے پاس بھیجے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ میں یہ بات ناپسند کرتا ہوں کہ عرب باتیں بنائیں اس بارے میں یہ کہ محمد نے اپنے ہی لوگوں کے ساتھ لڑنا شروع کر دیا ہے۔ جب اللہ ان کے ذریعے اس کو غلبہ دے دیا تو اس نے انہیں قتل کرنا شروع کر دیا۔ پھر فرمایا، اے اللہ! ان کو ہلاک کر دے ذبیلہ پیٹ کے پھوڑے کے ساتھ۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ ذبیلہ کیا ہوتا ہے؟ آپ نے کہا ایک آگ ہے جو واقع ہوتی ہے کسی کے دل کی رگ پر جس سے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر رزاز نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد رودباری نے، ان کو خبر دی ابوالعباس عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن حماد عسکری نے بغداد میں، ان دونوں نے کہا کہ ان کو احمد بن ولید فحام نے، ان کو خبر دی شاذان نے شعبہ سے، اس نے قتادہ سے، اس نے ابونضرہ سے، اس نے قیس بن عبادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عمار سے کہا کیا تم دیکھ رہے ہو اپنے اس عمل کو اس میں جو معاملہ ہے علی کا۔ کیا یہ کوئی رائے ہے محض جو تم لوگوں نے رائے قائم کر لی ہے یا کوئی بات ہے جس کا عہد کیا تھا تمہاری طرف رسول اللہ ﷺ نے۔ اس نے کہا کہ ہماری طرف رسول اللہ نے کوئی عہد نہیں کیا تھا کسی چیز کا جو سب لوگوں سے عہد نہ کیا ہو بلکہ حذیفہ بن یمان نے مجھے خبر دی تھی نبی کریم ﷺ سے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ میرے اصحاب میں بارہ آدمی منافق ہیں۔ ان میں سے آٹھ جنت میں داخل نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں چلا جائے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے، اس نے اسود بن عامر سے، اس نے شاذان سے۔

(مسلم۔ کتاب صفات المنافقین واحکامہم۔ حدیث ۹ ص ۴ ۲۱۴۳).

منافق کی جنت سے محرومی .... (۵) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن بشار نے، ان کو محمد بن جعفر نے، ان کو شعبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا تھا قتادہ سے وہ حدیث بیان کر رہے تھے ابونضرہ سے وہ قیس بن عباد سے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا تھا عمار بن یاسر سے کیا خیال کرتے ہو تم لوگ تمہارے اس قتال کے بارے میں کہ یہ کوئی رائے ہے جو تم لوگوں نے رائے بنالی ہے اپنی۔ تو بے شک رائے تو ایسی چیز ہوتی ہے جو کبھی غلط ہوتی ہے اور کبھی صحیح ہوتی ہے، یا پھر عہد وعدہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے تم سے عہد لے رکھا ہے کسی چیز کا جو دیگر لوگوں سے نہیں لیا تھا۔ شعبہ کہتے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ مجھے حدیث بیان کی حذیفہ نے یہ کہ بے شک میری امت میں بارہ منافق ہیں وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے اور نہ ہی وہ جنت کی خوشبو پائیں گے، حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہو جائے۔ آٹھ ان میں سے وہ ہیں جن کو دبیلہ کافی ہے، جو آگ کا شعلہ ہے جو ان کے کندھوں کے درمیان ظاہر ہوگا حتیٰ کہ ان کے سینوں میں سے پہنچے گا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن بشار سے۔ اور ہم نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ وہ چودہ یا پندرہ آدمی ہوں گے اور میں اللہ کے ساتھ شہادت دیتا ہوں کہ ان میں سے بارہ افراد جنگ ہیں اللہ کے لئے اور اس کے رسول کے لئے حیات دنیا میں اور اس دن جس دن گواہ قائم ہوں گے۔ اور تین کا عذر قبول کرلیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے اعلان نہیں سنا تھا اور نہ ہی ہم جان سکے تھے کہ لوگ کیا کرنا چاہ رہے ہیں۔

مسجد ضرار کے متعلق حضور ﷺ کو اطلاع .... (۶) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق نے، ان کو ابوالحسن طرائفی نے، ان کو عثمان بن سعید نے عبداللہ بن صالح سے، اس نے معاویہ بن صالح سے، اس نے علی بن ابوطلحہ سے، اس نے ابن عباس سے، اس قول کے بارے میں :

والذین اتخذو مسجدًا ضرارًا

وہ لوگ جنہوں نے مسجد ضرار بنائی تھی (وہ لوگ انصار میں سے کچھ لوگ تھے انہوں نے مسجد بنائی تھی)

ابوعامر نے ان سے کہا تھا کہ تم اپنی مسجد بناؤ اور تم سے جس قدر ہو سکے قوت اور طاقت اور اسلحہ تیار کرو۔ میں جا رہا ہوں قیصر شاہ روم کے پاس۔ میں روم سے لشکر لے کر آؤں گا اور محمد کو اس کے اصحاب کو یہاں سے نکلوادوں گا۔ لہٰذا جب وہ مسجد بنا کر فارغ ہوئے تو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم تعمیر مسجد سے فارغ ہو گئے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس میں نماز پڑھائیں اور برکت کی دعا کریں۔

اللہ نے یہ حکم نازل کردیا :

لا تقم فیه ابدا لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم ۔ احق ان تقوم فیه ، فیه رجال یحبون ان یتطهروا سے اس قول تک شفا جرف هار فانهار به فی نار جهنم ۔ واللّٰه لا یهدی القوم الظالمین ۔ لا یزال بنیانهم الذی بنوا ریبة فی قلوبهم ۔ الا ان تقطع قلوبهم ۔ (سورہ توبہ۔ آیت ۱۰۷۔۱۱۰)

کہ آپ اس مسجد ضرار میں کبھی نماز کے لئے کھڑے نہیں ہونا۔ ہاں البتہ وہی مسجد پہلے دن سے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے یعنی مسجد قبا، وہ زیادہ حق دار ہے کہ آپ اس میں عبادت کے لئے کھڑے ہوں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو خوب طہارت وصفائی چاہتے ہیں (یہ سلسلہ کلام چلا گیا یہاں تک)۔ اور وہ جو جہنم کے کنارے پر تھی گرنے والی وہ تو گرگئی جہنم میں یعنی اس کی بنیادیں۔ اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ ان کی بنیاد جو انہوں نے بنیاد رکھی تھی شک بن ان کے دلوں میں۔ مگر یہ کہ کاٹ دیئے جائیں ان کے دل (مراد موت ہے)۔

اسی طرح فرمایا کہ بے شک وہ مسجد جو تقویٰ کی بنیاد پر بنائی گئی وہ مسجد قبا ہے اور اس پر دلالت کرنا جو روایت کی گئی ہے اس قول کے بارے میں

فیه رجال یریدون ان یتطهروا واللّٰه یحب المتطهرین ۔

اساس مسجد تقویٰ پر ہونی چاہئے .... (۷) تحقیق ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن بشار نے، ان کو یحییٰ بن سعید نے، ان کو حمید بن حراط نے، ان کو ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے، وہ کہتے ہیں میرے پاس سے عبدالرحمن بن ابوسعید خدری گزرے۔ میں نے کہا آپ نے اپنے والد سے کیسے سنا تھا؟ وہ کیا کہتے تھے اس مسجد کے بارے میں تقویٰ پر جس کی بنیاد رکھی گئی تھی؟ انہوں نے کہا کہ میرے والد نے کہا تھا کہ میں رسول اللہ کے پاس آیا اور ان کے پاس داخل ہوا ان کی بعض عورتوں کے گھر۔ میں نے کہا یا رسول اللہ دونوں مسجدوں میں سے کونسی مسجد ہے وہ جس کی تقویٰ پر بنیاد رکھی گئی تھی؟

کہتے ہیں کہ انہوں نے کنکریوں کی مٹھی بھری اور اس کو زمین پر مارا اور فرمایا کہ وہ تمہاری یہی مسجد ہے (مسجد نبوی)۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا میں نے تمہارے والد سے سُنا تھا وہ اسی کو ذکر کرتے تھے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن حاتم سے، اس نے یحییٰ سے اور اس نے نقل کیا ہے اس کو حدیث حاتم بن اسماعیل سے، اس نے حمید سے، اس نے ابوسلمہ سے، اس نے ابوسعید سے۔ (مسلم۔ کتاب مناسک الحج۔ حدیث ۵۱۴ ص ۱۰۱۵/۲۔ ترمذی۔ کتاب التفسیر)

انہوں نے کہا کہ یہی یعنی مدینے کی مسجد اور تحقیق اس کے بارے میں روایت گزری ہے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابواحمد حمزہ بن محمد بن عباس نے، ان کو ابراہیم بن عبدالرحیم بن دنوقا نے، ان کو زکریا بن عدی نے، ان کو حاتم نے حمید بن صخر سے، اس نے ابوسلمہ سے، اس نے ابوسعید خدری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا اس مسجد کے بارے میں جو تقوی پر بنائی گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ یہی میری مسجد ہے۔

اس کو روایت کیا ہے اسامہ بن زید نے۔ عبدالرحمٰن بن ابوسعید خدری سے، اس نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا ہے وہ مسجد جس کی بنیاد تقوی پر رکھی گئی وہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد ہے۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحاق نے، ان کو موسیٰ بن اسحاق انصاری نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو وکیع نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ہے اسامہ بن زید نے اس نے اسی مذکورہ حدیث کو ذکر کیا ہے۔

(مسلم۔ کتاب الحج ص ۱۰۱۵/۲)

باب ۲۰۳

رسول اللہ ﷺ کا لوگوں سے ملاقات کرنا جب آپ غزوہ تبوک سے آئے تھے آپ نے عذر کے ساتھ پیچھے رہ جانے والے اعراب کے بارے میں جو کچھ فرمایا اور بغیر عذر پیچھے رہ جانے والوں کے بارے میں جو کچھ فرمایا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن شیبان رملی نے، ان کو سفیان نے زہری سے، اس نے سائب بن یزید سے، اس نے کہا مجھے یاد ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے غزوہ تبوک کیا تھا ہم لوگ ان کو ملنے کے لئے بچوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع کی طرف نکلے تھے۔ (ابوداؤد۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۷۷۹ ص ۹۰/۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن روزباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن السرح نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے زہری سے، اس نے سائب بن یزید سے، وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مدینے میں آئے تھے غزوہ تبوک سے تو لوگ ان سے جا کر ملے تھے۔ میں بھی اپنے بچوں سمیت ان کو جا کر ثنیۃ الوداع پر ملا تھا۔

بخاری نے اس کو نقل کیا صحیح میں حدیث سفیان سے۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۳۰۸۳۔ فتح الباری ۱۹۱/۶)

(۳)　ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابوعمرو بن مطر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوخلیفہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابن عائشہ سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب مدینے میں آئے تھے تو عورتوں اور بچوں اور لڑکیوں نے یوں کہا تھا :

طلع البدر علينا　　　من ثنيات الوداع
وجب الشكر علينا　　　ما دعا لله داع

میں نے کہا کہ یہ بات تو ہمارے علماء ذکر کرتے ہیں حضور ﷺ کے مکہ سے مدینہ ہجرت کے وقت۔ اور ہم نے بھی اسی کو ذکر کیا ہے اسی مقام پر۔ اس موقع پر نہیں جب وہ ثنیۃ الوداع پر تبوک سے آئے تھے۔ واللہ اعلم

اور ہم نے اس کو یہاں پر بھی ذکر کیا ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۵/۲۳۔ سیرۃ شامیہ ۵/۶۷۵)

جبل اُحد سے حضور ﷺ کی محبت ...... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو خالد بن مخلد نے، ان کو سلیمان بن بلال نے، ان کو عمرو بن یحییٰ مازنی نے عباس بن سہل ساعدی سے، انہوں نے ابوحمید ساعدی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ کے ساتھ آئے تھے تبوک سے حتیٰ کہ جب مدینے پر ہماری نظر پڑی تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ طابہ ہے اور یہ اُحد ہے، یہ ایسا پہاڑ ہے جو ہمیں پیارا ہے اور ہم اس کو پیارے ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں خالد بن مخلد سے۔ (فتح الباری ۸/۱۲۵۔ حدیث ۴۴۲۲)

(۵)　ہمیں خبر دی ابومحمد بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو محمد بن عبدالملک دقیقی نے، ان کو یزید بن ہارون نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوطاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے، ان کو خبر دی ابراہیم بن عبداللہ سعدی نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو خبر دی حمید طویل نے انس بن مالک سے یہ کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس لوٹے تھے، جب آپ مدینہ کے قریب پہنچے تو فرمایا کہ مدینے میں کچھ لوگ ہیں تم لوگ جو بھی سفر کرتے ہو اور جو بھی وادی طے کرتے ہو مگر وہ (اجر کے لحاظ سے) تمہارے ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔ لوگوں نے کہا یارسول اللہ حالانکہ وہ تو مدینے میں ہیں؟ فرمایا ہاں، وہ مدینے میں ہیں مگر ان کو مجبوری اور عذر نے روک رکھا ہے۔

یہ الفاظ ہیں حدیث سعدی کے۔ اس کو بخاری نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ابن مبارک سے اور ان کے ماسوا نے حمید سے۔

(بخاری۔ کتاب الجہاد۔ فتح الباری ۶/۴۶۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۲۳۔ فتح الباری ۸/۱۲۶۔ ابوداؤد۔ حدیث ۲۵۰۸۔ مسند احمد ۳/۱۰۳۔۱۰۶۔۱۸۲۔۳۰۰۔ ابن ماجہ۔ حدیث ۲۷۶۴ ص ۲/۹۲۳)

حضرت عباس ﷛ کا حضور ﷺ کی مدح میں اشعار گوئی ...... (۶) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے، بطور املاء کے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالبختری نے عبداللہ بن محمد شاکر نے، ان کو زکریا بن یحییٰ خزاز نے، ان کو میرے والد کے چچا ابوزخر بن حصن نے اپنے دادا حمید بن منیب سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اپنے دادا خریم بن اوس بن حارثہ بن لام سے، وہ کہتے ہیں کہ میں گرمی میں دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تھا تبوک سے ان کی واپسی پر، میں اسلام لے آیا تھا۔ میں نے سنا تھا عباس بن مطلب رضوان اللہ علیہ سے، کہہ رہے تھے یارسول اللہ ﷺ میں چاہتا ہوں کہ میں آپ کی مدح کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہئے، اللہ تعالیٰ آپ کے منہ کی حفاظت کرے۔ چنانچہ عباس نے شعر کہے :

من قبلها طبت في الظلال وفي　　　مستودع حيث يخصف الورق
ثم هبطت البلاد لا بشر　　　انت ولا مضغة ولا علق

بل نطفة تركب السفين وقد　　الجم نسرا واهله الغرق

تنقل من صالب الى رحم　　اذا مضى عالم بدا طبق

حتى احتوى بيتك المهيمن من　　خندف علياء تحتها النطق

وانت لما ولدت اشرقت الار　　ض وضاءت بنورك الافق

فنحن من ذلك النور في الضياء وسبل الرشاد نخترق

(البدایۃ والنہایۃ ۵/ ۲۷-۲۸، شرح المواہب ۳/ ۹۴)

حضور ﷺ کا ایک عورت کے متعلق خبر دینا .... (۷) اس روایت میں ہے جس کی ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اس کو اجازت دی تھی ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن موصل نے، ان کو جعفر بن محمد سوار نے، ان کو حسن بن محمد بن صباح نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالسکین زکریا بن یحییٰ نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ مگر یہ کہا ہے مجھے حدیث بیان کی ہے ابن اوس نے، وہ کہتے ہیں میں نے ہجرت کی پھر اس نے اس کو ذکر کیا اسی کی مثل اور یہ اضافہ کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا یہ ہے مقام حیرۃ بیضاء تحقیق میرے لئے اُٹھا کر لایا گیا ہے (اور اس میں) یہ ہے شیما بنت نفیلہ ازدیہ (سفید خچر پر سوار ہے) کالا دوپٹہ اپنی کمر میں باندھے ہوئے ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر ہم حیرہ میں داخل ہوئے اور میں نے اس کو پالیا جیسے آپ بیان فرمار ہے ہیں تو کیا وہ میرے لئے ہوگی؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ تیرے لئے ہے۔

اہل رِدّت کا معاملہ

کہتے ہیں پھر ردت (مرتد ہونا) سامنے آئی، کوئی مرتد نہ ہو بنو طئی میں سے اور ہم لوگ قتال کرتے تھے ان سے جو ہمارے متصل تھے اسلام پر عرب سے۔ ہم لوگ بنو قیس سے قتال کرتے تھے، اس میں عیینہ بن حصن تھا، اور ہم بنو اسد سے قتال کرتے تھے ان میں طلیحہ بن خویلد تھا اور حضرت خالد بن ولید ہماری مدح کرتا تھا۔ بعض وہ قول جو ہمارے بارے میں کہا گیا یہ تھا :

جزا الله عنا طيئا في ديارها　　بمعترك الابطال خير جزاء

هم اهل رآيات السماحة والندى　　اذا ما الصبا الوت بكل خباء

هم ضربوا قيسا على الدين بعدما　　اجابوا منادى ظلمة وعماء

اللہ تعالیٰ بنوطئی والوں کو بہترین جزادے اپنے دیار میں، انہوں نے میدان کارزار میں بہادری کے جو ہر دکھائے ہیں۔ وہ سخاوت سماحت کے پرچم رکھنے والے ہیں۔ جب بادصبا رُخ کرے ہر خیمے انداز سے۔ انہوں نے بنوقیس کو مارا دین کی بناپر، اس کے بعد کہ انہوں نے اجابت کی منادی تاریکی اور ضلالت کی۔

اس کے بعد خالد بن ولید مسیلمہ کذاب کی طرف بڑھے، ہم لوگ بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب ہم مسیلمہ کے معاملے سے فارغ ہوئے تو ہم بصرہ کے ایک زاویہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ ہم لوگ ان سے جا ٹکرائے مقام کاظمہ پر بڑی جماعت میں جو ہماری جمعیت سے بہت بڑی تھی۔ جبکہ ہرمز سے بڑھ کر اسلام کا اور عربوں کا کوئی ایک دشمن نہیں تھا۔ خالد بن ولید اس کی طرف نکلا اور اس کو مقابلے کے لئے للکارا اور وہ مقابلہ پر آ گیا اور خالد بن ولید نے اس کو قتل کر دیا اور اس کی خبر صدیق کے پاس بھیجی اور ساتھ اس کے جسم سے چھینا ہوا سامان بھی۔ ہرمز کی صرف ٹوپی ایک لاکھ درہم کی تھی اور گھوڑا جب ایک آدمی نے دیکھا تو ایک لاکھ درہم قیمت لگی۔

اس کے بعد ہم لوگ الطف کے راستے پر جیرہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ بس پہلا انسان جو ہمیں ملا وہ شیما بنت افیلہ تھی، جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، سیاہ خچر پر سوار، کالا دوپٹہ کمر میں باندھے ہوئے۔ میں اس سے وابستہ ہوگیا اور میں نے کہا یہ تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہبہ کردی تھی۔ خالد بن ولید نے اس پر مجھ سے گواہ طلب کئے، میں نے پیش کر دیئے وہ گواہ محمد بن مسلمہ اور محمد بن بشیر انصاری تھے تو حضرت خالد نے اسے میرے حوالے کردیا پھر ہمارے اس شیما کا بھائی عبدالمسیح، وہ صلح چاہتا تھا۔ اس نے کہا کہ تم اس کو میرے ہاتھ فروخت کردو۔ میں نے کہا کہ میں اللہ کی قسم اس کو ہزار درہم سے کم نہیں کروں گا۔ اس نے مجھے ہزار درہم دیئے اور میں نے وہ اس کے حوالے کردی۔ کہا گیا کہ اگر تم کہتے ایک لاکھ درہم تو میں تمہیں دے دیتا۔ میں نے کہا میں تو ہزار سے زیادہ عدد اور گنتی جانتا نہیں تھا۔ (تاریخ ابن کثیر ۵/۲۸)

ابولبابہ اور اس کے احباب کی بات یعنی ان کا واقعہ

(۱) ہمیں خبر دی ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان کو ابومحمد احمد بن عبداللہ مزنی نے، ان کو خبر دی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابوالیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی شعیب نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی سعید بن مسیب نے، یہ کہ بنوقریظہ حلیف تھے ابولبابہ کے۔ وہ اس کے پاس گئے وہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے حکم کی طرف بلا رہا تھا۔ انہوں نے کہا اے ابولبابہ آپ ہمیں کیا کہتے ہیں کہ ہم (قلعہ سے) نیچے اتر آئیں؟ اس نے اشارہ ہاتھ کے ساتھ اپنے حلق کی طرف کیا کہ (اترنے کا انجام) ذبح ہوگا۔ حضور ﷺ کو اس بات کی خبر دے دی گئی۔ اس نے کہا کہ میری آنکھوں نے نہیں دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کیا سمجھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھ سے غافل ہے جب تو ہاتھ سے اپنے حلق کی طرف ان کو اشارہ کر رہا تھا۔ وہ ایک وقت تک ٹھہرا رہا اس طرح کہ رسول اللہ ﷺ اس پر ناراض تھے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک لڑا تو یہ غزوہ انتہائی سخت مشکل تھا۔ اس سے بھی ابولبابہ پیچھے رہ گیا تھا جب رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپس لوٹے تو ابولبابہ حضور ﷺ کے پاس آیا، اس نے سلام کیا حضور ﷺ کو۔ حضور ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا جس سے ابولبابہ گھبرا گیا۔ لہٰذا اس نے اپنے آپ کو مسجد کے ستون توبہ کے ساتھ باندھ دیا جو سیدہ اُم سلمہ (زوجۂ رسول اللہ ﷺ) کے دروازے کے قریب تھا۔ سات دن رات سخت گرمی کے اندر اس نے کچھ کھایا نہ پیا ایک قطرہ بھی۔ اور کہا کہ ہمیشہ میرا یہی ٹھکانہ رہے حتیٰ کہ میں دنیا چھوڑ جاؤں گا یا اللہ میری توبہ قبول کرلے۔

وہ ہمیشہ اسی طرح رہا حتیٰ کہ آواز بھی نہیں سن سکتا تھا سختی کی وجہ سے اور رسول اللہ ﷺ صبح و شام اس کی طرف دیکھتے تھے پھر اللہ نے اس کی توبہ قبول کرلی۔ لہٰذا اعلان کیا گیا کہ اللہ نے تیری توبہ قبول کرلی۔ حضور ﷺ نے بندہ بھیجا کہ وہ اس کی رسیاں کھول دے مگر ابولبابہ اس بات سے انکار کردیا کہ کوئی اس کو کھولے سوائے رسول اللہ ﷺ کے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ خود تشریف لائے اور خود اس کے ہاتھ کھول دیئے۔

ابولبابہ جب ہوش میں آیا تو بولا میں نے اپنی قوم کی جگہ چھوڑ دی ہے جس سرزمین پر میں نے گناہ کا ارتکاب کیا تھا اور میں آپ کی طرف منتقل ہوگیا ہوں۔ اب میں آپ کے پاس رہوں گا اور میں نے اپنے مال کو اللہ کی راہ میں صدقہ کردیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تہائی مال تیری طرف سے کافی رہے گا۔ چنانچہ ابولبابہ نے اپنی سرزمین اور وطن چھوڑ دیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس سکونت کرلی۔ اور ایک تہائی مال صدقہ کردیا۔ اس کے بعد ایسی توبہ کرلی کہ اس کے بعد اسلام کے اندر نہ دیکھی اس سے بس خیر ہی خیر۔ حتیٰ کہ دنیا سے چلا گیا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عبدالرحمن بن حسن قاضی نے، ان کو ابراہیم بن حسین نے، کہا آدم نے ان کو ورقاء نے ابن ابونجیح سے، اس نے مجاہد سے اس قول کے بارے میں اعترفوا بذنوبھم۔ فرمایا کہ اس سے مراد ابولبابہ ہے جب اس نے کہا تھا بنوقریظہ سے جو کچھ کہا تھا اور ان کو حلق کی طرف اشارہ کیا تھا کہ محمد تمہیں ذبح کردیں گے اگر تم اس کے حکم پر اتر گئے تو۔

محمد بن اسحاق بن یسار نے گمان کیا ہے اس کا باندھ دینا اسی وقت ہوا تھا۔ جب کہ ہم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے جو دلالت کرتی ہے اس کے بعد مسجد کے ستون کے ساتھ باندھنے پر بوجہ اس کے تخلف کے غزوۂ تبوک سے جیسے کہا ہے ابن مسیب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ اسی بارے میں آیت بھی نازل ہوئی تھی۔

جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں کی توبہ .... (۳) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحٰق مزکی نے، ان کو خبر دی ابوالحسن طرائفی نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو عبداللہ بن صالح نے، ان کو معاویہ بن صالح نے علی بن ابوطلحہ سے، اس نے ابن عباس سے اللہ کے اس قول کے بارے میں:

واخرون اعترفوا بذنوبھم خلطوا عملا صالحا۔ (سورۃ توبہ آیت ۱۰۲)

دوسرے وہ بھی ہیں جنہوں نے اپنے گناہ کا اقرار کرلیا ہے جنہوں نے اچھے اور برے دونوں طرح کے اعمال کئے ہیں۔

(ابن عباس ﷺ نے) فرمایا کہ وہ دس افراد تھے جو غزوۂ تبوک میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ نہیں گئے تھے بلکہ پیچھے رہ گئے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ واپس تشریف لائے تو ان دس میں سے سات افراد نے اپنے کو مسجد کے ستونوں سے باندھ لیا ایسی جگہ پر کہ نبی کریم ﷺ کا راستہ وہی تھا جب آپ مسجد سے واپس جاتے تھے۔ جب حضور ﷺ نے ان کو دیکھا تو پوچھا کہ یہ کون ہیں جنہوں نے خود کو مسجد کے ستونوں کے ساتھ باندھ رکھا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ ابولبابہ ہے اور اس کے ساتھی ہیں، یہ آپ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ ان کو چھوڑ دیں اور ان کا عذر مان لیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں ان کو نہیں چھوڑوں گا اور نہ ہی ان کا عذر مانوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کو کھولے گا۔ انہوں نے مجھ سے نفرت کی تھی اور مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد کرنے سے تخلف کیا تھا۔ ان کو جب یہ بات پہنچی تو انہوں نے کہا ہم بھی اپنے آپ کو نہیں کھولیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی ہمیں کھولے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی:

واٰخرون اعترفوا بذنوبھم خلطوا عملا صالحا واٰخر سیئا عسی اللہ ان یتوب علیھم

دوسرے وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اپنی غلطیوں کا اقرار کرلیا ہے جنہوں نے ملے جلے اعمال کئے ہیں نیک بھی تو برے بھی۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرلے۔

(لفظ عسی استعمال کیا) اور عسی اللہ کی طرف سے واجب ہوتا ہے۔ بے شک توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے ان کے پاس نمائندہ بھیجا اور ان کو چھوڑ دیا اور ان کا عذر مان لیا۔ لہٰذا وہ اپنے مال لے کر حضور ﷺ کے پاس آ گئے۔ بولے یارسول اللہ ﷺ یہ ہمارے مال ہیں ان کو ہماری طرف سے صدقہ کردیں اور ہمارے لئے استغفار کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے حکم نہیں ملا ہے تمہارا مال لینے کا۔ لہٰذا اللہ نے آیت نازل کی:

خذ من اموالھم صدقۃً تطھرھم و تزکیھم بھا و صل علیھم

آپ ان کے مال لے لیجئے بطور صدقہ کے۔ ان کو پاک کیجئے اور ان کا تزکیہ کیجئے۔ اس کے ساتھ ان کے لئے استغفار کیجئے۔

ان صلوٰتک سکنٌ لھم۔ (سورۃ توبہ آیت ۱۰۳)

بے شک آپ کا ان کے لئے استغفار کرنا ان کے لئے تسکین کا باعث ہوگا۔

مراد ہے کہ ان سے صدقہ لے لیجئے اور ان کے لئے استغفار بھی کیجئے۔اور دس میں سے باقی تین وہ تھے جنہوں نے اپنے آپ کو ستونوں سے باندھ لیا تھا اور وہ پیچھے ہو گئے تھے۔نہیں جانتے تھے کہ آیا ان کو عذاب دیا جائے گا یا ان کی توبہ قبول کی جائے گی۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی :

لقد تاب اللّٰہ علی النبی والمهاجرین والانصار الذین اتبعوہ فی ساعة العسرة

البتہ تحقیق اللہ نے رجوع فرمالیا ہے نبی پر اور مہاجرین وانصار پر جنہوں نے نبی کی اتباع کی ہے۔جو تنگی کی ساعت میں حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے چلے ہیں۔(تا آخر آیت)

وعلی الثلاثة الذین خُلّفوا

(اور اللہ نے توبہ قبول کر لی ہے) ان تینوں کی جو پیچھے کر دیئے گئے تھے۔

یہاں تک کہ آیت اتری :

ثم تاب علیهم لیتوبوا ان اللّٰہ هو التواب الرحیم ۔ (سورۃ توبہ آیت ۱۱۷۔۱۱۸)

پھر ان پر اللہ نے رجوع فرمایا ہے تا کہ وہ توبہ کریں بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

(مراد ہے کہ وہ پکے ہو گئے ہیں)۔

اور اسی روایت کے مفہوم میں اس کو روایت کیا ہے عطیہ بن سعد نے ابن عباس ﷺ سے۔

حضرت کعب بن مالک ﷺ اور اس کے ساتھیوں کا واقعہ

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے ،ان کو عبید بن شریک نے (ح)۔اور ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے لفظاً اور سیاق حدیث اس کا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن اسحٰق نے ،ان کو خبر دی عبید بن عبدالواحد یعنی ابن شریک نے ،ان کو یحییٰ بن بکیر نے ان کو لیث نے عقیل سے ،اس نے ابن شہاب سے ، اس نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک ﷺ سے۔یہ کہ عبداللہ بن کعب جو کعب کو لئے لئے پھرتے تھے ان کے بیٹوں میں سے ، جب وہ نابینا ہو گئے تھے۔وہ کہتے ہیں کہ میں نے کعب بن مالک سے سنا تھا وہ اپنی بات بیان کرتے تھے جب وہ رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے غزوۂ تبوک میں۔کعب بن مالک ﷺ فرماتے ہیں :

کہ میں کسی غزوے میں جو حضور ﷺ نے لڑا ہو، پیچھے نہیں رہا تھا سوائے غزوۂ تبوک کے۔ہاں غزوۂ بدر میں بھی میں پیچھے رہ گیا تھا لیکن اس میں اللہ تعالیٰ نے کسی پیچھے رہنے والے کو سرزنش نہیں فرمائی تھی جو اس سے پیچھے رہ گیا تھا۔بدر میں حضور ﷺ نکلے تھے قریش کے قافلہ پر اٹیک کرنے کا ارادہ کر کے۔حتیٰ کہ اللہ نے ان کے اور ان کے دشمن کے درمیان جمع کر دیا تھا بغیر چیلنج کے اور بغیر وقت مقرر کے۔اور البتہ تحقیق میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوا تھا عقبہ والی رات۔(ہمیں اس کی اتنی خوشی تھی کہ) میں اس کے بدلے میں بدر کی حاضری کو ترجیح نہیں دیتا اگرچہ بدر لوگوں میں اس سے زیادہ مشہور تھی۔میری خبر یہ تھی جب میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گیا تھا غزوۂ تبوک میں۔حقیقت یہ تھی میں واقعتاً اس وقت آسودہ حال بھی تھا اور قوی صحت مند تھا جب میں پیچھے رہ گیا تھا۔اس سے پہلے میرے پاس اللہ کی قسم کبھی دو سواریاں جمع نہیں ہوئی تھیں مگر اسی غزوے میں میں نے دو دو سواریاں جمع کی ہوئی تھیں۔

حضور ﷺ جس غزوے میں بھی جاتے تھے صاف صاف نہیں بتاتے تھے بلکہ توریہ کرتے تھے اپنے دشمن کو شک میں ڈالتے کہیں اور جانے کا اظہار کرتے تھے۔مگر اس غزوے میں آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا تھا بلکہ صاف صاف بتا دیا تھا کہ لوگ خوب تیاری کر لیں کیونکہ سخت گرمی کا

موسم تھا۔ آپ دور دراز کے سفر پر متوجہ تھے۔ دور دراز کی لڑائی پر جا رہے تھے دشمن کثیر تعداد میں تھا۔ لہذا مسلمانوں کے لئے ان کا معاملہ واضح کر دیا تھا تا کہ وہ اپنے جہاد کے لئے خوب تیاری کر لیں۔ اور اپنے رخ کے بارے میں بھی واضح بتا دیا تھا جس کی طرف جانا تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسلمان بھی کثیر تعداد میں تھے کوئی محفوظ کرنے والا رجسٹر انہیں محفوظ نہیں کرتا۔ ریکارڈ مراد ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے کوئی ایسا آدمی نہیں تھا جو یہ ارادہ کرتا کہ وہ غائب ہو جائے مگر پھر فوراً یہ گمان کرتا تھا کہ عنقریب اس کو طوق ڈال دیا جائے گا جب تک اس کے بارے میں اللہ کی طرف سے وحی نازل نہ ہو جاتی۔

مسلمانوں نے جب یہ غزوہ کیا تھا اس وقت پھل پکے ہوئے تھے اور چھائیں خوب تھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے جہاد کرنے کی تیاری کی اور مسلمان ان کے ساتھ تھے۔ میں نے سوچا کہ اچھا صبح میں بھی ان کے ساتھ تیاری کروں گا اور میں نے دل میں کسی چیز کا فیصلہ نہیں کیا تھا۔ میں دل میں یہ سوچتا تھا کہ میں تیاری کرنے پر قادر ہوں جب چاہوں گا چلا جاؤں گا۔ مجھ پر مسلسل سستی سوار رہی تھی کہ لوگوں نے کوشش تخت کردی۔ حتی کہ روانگی کی صبح آن پہنچی رسول اللہ ﷺ اور مسلمان تیار ہو گئے مگر میں ابھی تک تیاری کا فیصلہ نہیں کر سکا تھا۔ میں اسی کیفیت میں رہا حتی کہ انہوں نے جلدی جلدی روانگی شروع کر دی میں جانے سے پیچھے رہ گیا۔ اور میں نے سوچ لیا کہ میں کوچ کروں اور میں ان کو پالوں گا۔ اے کاش کہ میں ایسا کر لیتا چلا جاتا۔ مگر شاید میرے مقدر میں نہیں تھا یہ جانا شریک ہونا۔ پھر یہ کیفیت ہوگئی کہ میں جب لوگوں میں نکلتا تھا رسول اللہ ﷺ کی روانگی کے بعد اور ان میں گھومتا پھرتا مجھے یہ بات مغموم کر دیتی کہ میں لوگوں میں سے نہیں دیکھتا مگر ایسے آدمی جو نفاق کے ساتھ متہم تھا اور میں نہیں دیکھتا تھا مگر ایسے شخص کو جس کو اللہ نے معذور بنا رکھا ہے ضعفاء میں سے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی میرا کوئی ذکر نہ کیا حتی کہ تبوک میں پہنچ گئے۔ وہ ایک دن تبوک میں بیٹھے ہوئے تھے تو فرمانے لگے کہ کعب نے کیا کیا ہے۔ بنو سلمہ میں سے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس کو اس کی وہ چادر (لباس) کافی ہے جس کو اپنے پہلو پر دیکھتا ہے یعنی وہ اپنی عیش و عشرت میں مگن ہے، وہ کہاں آتا۔ مگر معاذ بن جبل نے اس سے کہا کہ تم نے بہت برا کیا جو کچھ کہا۔ اللہ کی قسم یا رسول اللہ ﷺ ہم نہیں جانتے اس کے بارے میں مگر خیر ہی۔ لہذا رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپس آ رہے ہیں مجھے اس وقت فکر دامن گیر ہوگئی پھر میں بہانے ڈھونڈنے لگا۔ اور سوچنے لگا اب میں حضور ﷺ کی ناراضگی سے کیسے آزاد ہوں اور اپنے گھرانے کے ہر سمجھدار سے مدد چاہنے لگا۔ جب کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ روانہ ہو چکے ہیں میری ساری بہادری جواب دے گئی۔ اور میں نے جان لیا کہ میں کسی جھوٹ کے ذریعے حضور ﷺ کے غصے سے نہیں نکل سکوں گا۔ لہذا میں نے سچ سچ بتانے کا فیصلہ کر لیا۔ حضور ﷺ صبح مدینے پہنچ گئے۔ آپ کی عادت تھی جب سفر سے آتے تو پہلے مسجد میں جاتے تھے اور اس میں دو رکعتیں پڑھتے تھے اس کے بعد لوگوں کے لئے بیٹھ جاتے تھے۔ حضور ﷺ نے جب حسب عادت ایسا ہی کیا تو پیچھے رہ جانے والے پہنچ گئے اور حضور ﷺ کے آگے اپنے اپنے عذر پیش کرنا شروع کئے اور ان کے سامنے قسمیں کھانے لگے۔ یہ اسی کے لگ بھگ افراد تھے۔ حضور ﷺ نے ظاہری عذر سب کے تقریباً قبول کر لئے اور ان کی بیعت کر لی اور ان کے لئے استغفار بھی کی اور ان کے اندرونی راز اللہ کے حوالے کر دیئے۔ میں بھی حاضر ہوا۔ میں نے جب سلام کیا تو آپ ﷺ نے تبسم فرمایا مگر کڑوی مسکراہٹ کے ساتھ جیسے کہ ناراض ہیں۔ پھر فرمایا آیئے میں آ کر آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ فرمایا کہ کس چیز نے آپ کو پیچھے رکھا؟ کیا تم نے سواری خرید نہیں لی تھی؟ میں نے بتایا کہ جی یا رسول اللہ ﷺ۔ اللہ کی قسم اگر میں آپ کے سوا کسی اور کے پاس بیٹھتا اہل دنیا میں سے تو میں یہ سوچتا کہ میں اس کے غصے سے نکل جاؤں گا کوئی نہ کوئی عذر کر کے میں خوب حجت بازی کر سکتا ہوں، بحث کر سکتا ہوں لیکن اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ اگر میں کوئی جھوٹی بات کہہ کر آپ کو راضی کر بھی لوں تو ممکن ہے کہ اللہ مجھ سے ناراض ہو جائے اور اگر میں سچی بات کہتا ہوں تو آپ مجھ سے ناراض ہو جائیں گے۔ مگر میں امید کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے معافی کی۔ اللہ کی قسم میرا کوئی عذر نہیں تھا اللہ کی قسم نہ اس سے پہلے میں اس قدر قوی تھا نہ اس سے پہلے اس قدر آسودہ حال تھا جب میں آپ سے پیچھے ہوا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہرحال تم نے سچ کہا ہے۔ اٹھوحتی کہ اللہ تیرے بارے میں فیصلہ کرے گا۔ میں اُٹھ گیا بنوسلمہ کے کچھ آدمی اچھل پڑے۔ کہنے لگے اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے کہ آپ نے کوئی گناہ کیا ہے اس سے قبل، کیا تم رسول اللہ کے سامنے عذر نہیں کر سکتے تھے جیسے پیچھے رہ جانے والے دیگر لوگوں نے عذر پیش کئے ہیں۔ اور اگر تیرے اندر کوئی گناہ تھا بھی تو حضور ﷺ تیرے لئے استغفار کر دیتے وہ استغفار تیرے گناہ کے لئے کافی ہوتا۔ اللہ کی قسم وہ بار بار مجھے سرزنش کرتے رہے حتی کہ میں نے ارادہ کرلیا کہ میں جا کر اپنی تکذیب کر دوں۔ میں نے پوچھا کیا کسی اور نے بھی ایسا کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں دو آدمیوں نے ایسے کیا ہے۔ ان کو بھی ایسے ہی کہا گیا ہے جو کچھ آپ سے کہا گیا ہے۔ میں نے پوچھا کہ وہ کون ہیں؟ بتایا کہ مرارہ بن ربیع عمری اور ہلال بن امیہ واقفی۔ لوگوں نے میرے سامنے دو نیک آدمیوں کا ذکر کیا تھا جو بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ ان کے معاملہ میں میرے لئے اسوہ تھا یعنی اچھا نمونہ تھا۔ میں چلا گیا۔ جب لوگوں نے ان دونوں کا میرے سامنے ذکر کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے ہم تین آدمیوں سے کلام کرنے سے منع کر دیا تھا جو ہم حضور ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ لہٰذا لوگوں نے ہم سے اجتناب کرنا شروع کیا اور ہمارے لئے بدل گئے۔ میرے دل میں زمین اجنبی لگنے لگی۔ وہ نہیں تھی جس کو میں پہچانتا تھا ہم لوگ اسی کیفیت پر پچاس راتیں رہے۔

بہرحال میرے دو ساتھی تو تھک کر مایوس ہو گئے اور جا کر گھر میں بیٹھ گئے اور دونوں نے رونا شروع کر دیا۔ باقی رہا میں، میں ان لوگوں میں سے زیادہ جوان بھی تھا اور ان سب میں سے مضبوط بھی۔ میں باہر آتا جاتا تھا مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شامل ہوتا تھا اور بازاروں میں گھومتا تھا۔ مگر میرے ساتھ کلام کوئی نہیں کرتا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا وہ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوتے تھے نماز کے بعد۔ میں سلام کرتا تھا اور دل میں سوچتا تھا کہ کیا حضور ﷺ ہونٹوں کو حرکت دیتے ہیں سلام کے جواب کے ساتھ میرے اوپر یا نہیں؟ پھر میں نماز پڑھتا اور ان کو نظر چرا کر دیکھتا۔ میں جب نماز کے لئے آتا تو میری طرف دیکھتے۔ جب میں ان کی طرف توجہ کرتا تو وہ مجھ سے اعراض کر لیتے۔ جب یہ کیفیت مجھ پر طویل ہوگئی مسلمانوں کی لاپرواہی کی تو میں ابوقتادہ کے باغ کی دیوار پھلانگ کر اندر چلا گیا، وہ میرے چچا کے بیٹے تھے اور سب لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا اللہ کی قسم اس نے میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں نے کہا ابوقتادہ میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم مجھے جانتے ہو کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں؟ کہتے ہیں کہ وہ چپ رہا۔ میں نے دوبارہ اس کو قسم دی مگر وہ چپ رہا۔ کہتے ہیں کہ میں اس کے پاس بیٹھ گیا اور میں نے اس کو تیسری بار قسم دے کر پوچھا تو اس نے یہ کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ لہٰذا میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور میں واپس لوٹا اور دیوار پھلانگ لی۔

کہتے ہیں کہ بس میں چل رہا تھا مدینے کے بازاروں میں اچانک ایک نبطی شام کے نبطیوں میں سے جو غلہ لایا تھا اور وہ اس کو مدینے میں فروخت کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا مجھے کون بتائے گا کعب بن مالک کون ہے۔ لوگوں نے اس کو میری طرف اشارے کرنا شروع کئے وہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھے غسان کے بادشاہ کا خط دیا۔ میں چونکہ خود کاتب تھا اس میں لکھا ہوا تھا

''امابعد مجھے خبر پہنچی ہے تیرے صاحب (نبی نے) تیرے اوپر زیادتی کی ہے۔ اللہ نے تجھے دار ذلت میں نہیں رکھا نہ ہی دار نقصان میں۔ تم ہمارے پاس آ جاؤ ہم تیری غمخواری کریں گے۔''

میں نے خط پڑھا تو میں نے کہا یہ بھی ایک مصیبت ہے۔ میں نے قصد کیا اس کو تنور میں ڈالنے کا میں نے اس کو تنور میں پھینک دیا۔ حتی کہ جب چالیس راتیں گذر گئیں پچاس میں سے۔ ایک نمائندہ یکا یک رسول اللہ ﷺ کا میرے پاس آیا اس نے بتایا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ اپنی بیوی سے علیحدہ ہو جائیں۔ میں نے پوچھا کہ میں اس کو طلاق دے دوں یا اس کا کیا کروں؟ اس نے کہا نہیں بلکہ اس سے علیحدہ ہو جا اور اس کے قریب بالکل نہ جا۔ اور میرے دیگر دو ساتھیوں کی طرف بھی یہی پیغام بھیجا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ۔ اور وہاں جا کر رہو حتی کہ اللہ اس امر کا فیصلہ کرے۔

حضرت کعب فرماتے ہیں ہلال بن امیہ کی عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کرنے لگی یا رسول اللہ ﷺ بے شک ہلال بن امیہ انتہائی بوڑھے اور ضعیف ہیں ان کے لئے کوئی خادم بھی نہیں ہے۔ کیا آپ ناپسند کریں گے اگر میں ان کی خدمت کرتی رہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اجازت تو ہے لیکن وہ تمہارے قریب نہ آئے۔ وہ کہنے لگی اللہ کی قسم بے شک وہ تو ایسے ہیں کہ ان میں کسی چیز کی طرف کو حرکت بھی نہیں ہے۔ اللہ کی قسم وہ مسلسل روتے رہتے ہیں جب سے یہ واقعہ ہوا ہے آج کے دن تک۔ لہٰذا میرے بعض گھر والوں نے کہا اگر آپ بھی رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگ لیتے اپنی بیوی کے بارے میں جیسے حضور ﷺ نے ہلال بن اُمیہ کو اجازت دے دی ہے اور وہ اس کی خدمت کررہی ہے۔ میں نے کہا اللہ کی قسم میں اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہیں مانگوں گا۔ مجھے نہیں معلوم کہ میرے لئے رسول اللہ ﷺ کیا فرمائیں گے اگر میں ان سے اس میں اجازت مانگوں۔ ویسے بھی میں جوان آدمی ہوں۔

اس کے بعد میں مزید دس راتیں ٹھہرا۔ حتیٰ کہ ہمارے لئے پوری پچاس راتیں ہوگئیں رسول اللہ ﷺ کے ہم سے کلام کرنے سے منع کئے ہوئے۔ جب میں نے نماز فجر پڑھی پچاسویں رات کی صبح کو تو میں اپنے گھر کی چھت پر تھا۔ میں اسی حالت پر بیٹھا ہوا تھا جو اللہ نے ہماری ذکر فرمائی ہے کہ میرا نفس مجھ سے تنگ آیا ہوا تھا اور مجھ پر زمین اپنی فراخی کے باوجود تنگ آ گئی تھی۔ اچانک میں نے ایک چیخنے والے کی آواز سنی جو جبل سلع پر چڑھا ہوا تھا۔ اے کعب بن مالک خوش ہو جا۔

کعب کہتے ہیں کہ میں جیسے بیٹھا تھا فوراً سجدے میں گر گیا اور میں سمجھ گیا کہ چھٹکارے کا وقت آ گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے اللہ کے توبہ قبول کرنے کا اعلان کر دیا ہے جب انہوں نے نماز فجر پڑھ لی ہے۔ لہٰذا لوگ ہمیں خوشخبری دینے بھاگے چلے آئے اور میرے دیگر دوساتھیوں کے پاس بھی بشارت دینے والے چلے گئے ایک آدمی نے تو گھوڑا دوڑایا تھا میرے پاس بشارت دینے کے لئے۔ اور بنوسلمہ سے بھی ایک دوڑنے والا دوڑتا ہوا آیا۔ وہ پہاڑ پر چڑھ گیا تھا اور آواز میرے پاس گھوڑے سے بھی زیادہ تیزی سے پہنچ گئی تھی۔

جب میرے پاس وہ آدمی پہنچا بشارت دینے جس کی آواز میں نے سنی تھی تو میں نے اپنی دونوں چادریں اُتار کر اس کو پہنا دیں اس کی بشارت کے صلے کے طور پر۔ اللہ کی قسم میں ان چادروں کے سوا کسی چیز کا مالک نہیں تھا (کپڑوں میں سے) اس دن۔ لہٰذا میں نے اُدھار دو کپڑے مانگے وہ پہنے اور میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ لہٰذا لوگوں نے مجھے فوج در فوج پالیا۔ وہ مجھے مبارک باد دے رہے تھے توبہ قبول ہونے کی اور وہ کہہ رہے تھے، تجھے مبارک ہو اللہ کا تیرے اُوپر توبہ قبول کرنا حتیٰ کہ میں مسجد میں داخل ہوا۔ لہٰذا طلحہ بن عبید اللہ سب سے پہلے کھڑے ہو گئے وہ دوڑ کر آ کر مجھے ملے حتیٰ کہ انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے مبارک باد دی۔ مہاجرین میں سے ان کے سوا میرے لئے کوئی نہ اُٹھا اور میں اس کو نہیں بھولوں گا طلحہ کے لئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبکہ ان کا چہرہ چمک رہا تھا، خوش ہو جا بہترین دن کے ساتھ جو تیرے اُوپر گزر رہا ہے جب تیری ماں نے تجھے جنا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ مہربانی آپ کی طرف سے ہے یا رسول اللہ یا اللہ کی طرف سے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور حضور ایسے تھے انہیں بشارت دی جاتی تو ان کا چہرہ دمک اُٹھتا تھا، حتیٰ کہ جیسے چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم اس کو پہچان لیتے تھے ان سے۔ جب میں حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا تو میں نے کہا یا رسول اللہ میں اپنی توبہ کی خوشی میں صدقہ کرنا چاہتا ہوں اپنے مال میں سے اللہ کی اور رسول کی طرف۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رکھ اپنا بعض مال اپنے پاس یہ تیرے لئے بہتر ہے۔ میں نے کہا میں وہ حصہ روک رکھتا ہوں جو خیبر میں ہے اور میں نے کہا یا رسول اللہ بے شک اللہ عزوجل نے مجھے نجات دی ہے سچ کے بدلے میں۔ بے شک میری توبہ یہ ہے کہ میں ہمیشہ سچی بات کروں گا جب تک میں زندہ رہوں گا۔

اللہ کی قسم میں مسلمانوں میں سے کسی ایک کو نہیں جانتا جس کو اللہ نے سچی بات کہنے پر اس قدر آزمائش میں ڈالا ہو، جب سے میں نے یہ بات رسول اللہ سے ذکر کی تھی اس سے زیادہ خوبصورت آزمائش کے ساتھ جس خوبصورت آزمائش کے ساتھ اللہ نے مجھے آزمایا ہے۔

میں نے جب سے یہ بات رسول اللہ سے ذکر کی تھی اس وقت سے آج کے دن تک میں نے جھوٹ کا ارادہ ہی نہیں کیا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بقیہ زندگی میں بھی میری حفاظت کرے گا۔ اللہ نے اپنے رسول پر یہ آیت اتاری ہے :

لقد تاب اللّٰہ علی النبی والمھاجرین والانصار الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ من بعد ما کاد یزیغ قلوب فریق منھم ، ثم تاب علیھم انہ بھم رؤف رحیم ، وعلی الثلاثۃ الذین خلفوا حتی اذا ضاقت علیھم الارض بما رحبت وضاقت علیھم انفسھم وظنوا ان لا ملجا من اللّٰہ الا الیہ ، ثم تاب علیھم لیتوبوا ان اللّٰہ ھو التواب الرحیم ، یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ وکونوا مع الصادقین ۔

(سورۂ توبہ ۔ آیت ۱۱۷-۱۱۹)

(مفہوم ومطلب) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر مہاجرین وانصار پر رجوع فرمایا ہے (وہ مہاجرین وانصار) جنہوں نے عسرت اور تنگی کے لمحات میں حضور کی اتباع کی ہے۔ اس کے بعد کہ قریب تھا ان میں سے کچھ لوگوں کے دل کجی میں مبتلا ہو جاتے۔ پھر اللہ نے ان پر رجوع فرمایا تھا کہ وہ لوگ توبہ کریں، بے شک وہ اس کے ساتھ مہربان ہے اور اللہ نے رجوع فرمایا ہے ان تین افراد پر پیچھے کر دیئے گئے تھے حتیٰ کہ جس وقت ان پر زمین تنگ آ گئی تھی اپنی کشادگی کے باوجود اور ان کے اپنے نفس ان پر تنگ آ گئے تھے اور انہیں یقین ہو چلا تھا کہ اب اللہ کی طرف سے کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔ تو بس اسی کے پاس ہی ہے۔ پھر اللہ نے ان پر رجوع فرمایا تا کہ وہ توبہ کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی تو رب ہے رحیم ہے۔ اے اہل ایمان اللہ سے ڈرو اور ہو جاؤ سچوں کے ساتھ۔

اللہ کی قسم نہیں انعام فرمایا اللہ نے مجھ پر کسی بھی نعمت کا جب سے مجھے اس نے اسلام کی ہدایت دی ہے۔ ایسا انعام جو میری ذات پر اس انعام سے بڑا ہو (بلکہ سب سے بڑا انعام مجھ پر یہی تھا) کہ میں نے اس دن رسول اللہ ﷺ سے سچ بولا تھا اور اگر میں اس وقت حضور ﷺ سے جھوٹ بولتا تو میں ہلاک ہو جاتا، جیسے وہ لوگ ہلاک ہو گئے جنہوں نے حضور ﷺ سے جھوٹ بولا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولنے والوں کے بارے میں فرمایا جب وحی نازل ہوئی، ایسی بدترین بات ان کے بارے میں کہی جو کسی کے بارے میں نہیں کہی۔ فرمایا : کہ

سیحلفون باللّٰہ لکم اذا انقلبتم الیھم لتعرضوا عنھم فاعرضوا عنھم انھم رجس وماواھم جھنم جزاء بما کانوا یکسبون ، یحلفون لکم لترضوا عنھم فان ترضوا عنھم فان اللّٰہ لا یرضی عن القوم الفاسقین ۔ (سورۂ توبہ ۔ آیت ۹۵-۹۶)

(مفہوم ومطلب) کہ عنقریب یہ لوگ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے جب تم لوٹ کر جاؤ گے۔ یہ اس لئے کریں گے کہ آپ ان سے اعراض کریں۔ آپ اُن سے منہ پھیر لیجئے، وہ لوگ نجس و ناپاک ہیں۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے، یہ ان کے عملوں کی جزاء ہے۔ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے تا کہ آپ ان سے راضی ہو جائیں۔ اگر آپ ان سے راضی ہو بھی گئے تو اللہ تعالیٰ فاسق و نافرمان لوگوں سے راضی نہیں ہوں گے۔

حضرت کعب فرماتے ہیں کہ ہم لوگ پیچھے رہ گئے تھے ایسے تین افراد سے، ان لوگوں کے معاملے سے جن سے رسول اللہ ﷺ نے عذر قبول کر لیا تھا جب انہوں نے قسمیں کھائی تھیں، ان کو بیعت بھی کیا تھا اور ان کے لئے استغفار بھی کیا تھا۔ اور رسول اللہ نے ہمارا معاملہ مؤخر کر دیا تھا یہ کہہ کر کہ اللہ اس بارے میں فیصلہ کرے گا۔ یہی بات اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں فرمائی ہے :

وعلی الثلاثۃ الذین خلفوا

کہ ان تین افراد پر بھی اللہ نے رجوع فرمایا ہے اور توبہ قبول کی ہے جن تین کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کا ذکر آیت میں کیا ہے۔ وہ ہمارا جہاد وغزوہ کے ساتھ تخلف اور پیچھے ہونا نہیں بلکہ ہماری تخلف ہے (یعنی ان کا ہمیں مؤخر کرنا اور پیچھے کرنا ہمارے معاملے کو اُن سے جنہوں نے قسم کھائی اور عذر کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا عذر قبول کیا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن بکیر سے۔ اور مسلم نے دوسرے طرق سے لیث سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۱۸۔ فتح الباری ۱۱۳/۸۔۱۱۶۔ مسلم۔ کتاب التوبہ۔ حدیث ۵۳ ص ۴۱۲۰/۴۔۲۱۲۸)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، ان کو ابوعلاثہ نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب عبدی نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے، ان دونوں نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے جب وہ مدینے کے قریب پہنچے تو ان کو وہ عام لوگ ملے جو ان سے پیچھے رہ گئے تھے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ان میں سے کسی آدمی کے ساتھ کلام نہ کرو اور نہ ہی ان کے ساتھ مجالست کرو۔ یہاں تک کہ میں خود تمہیں اجازت دوں۔ چنانچہ ان سے منہ پھیر لیا رسول اللہ ﷺ نے۔ اور مسلمانوں نے بھی، یہاں تک کہ ایک آدمی اعراض کرتا تھا (ان میں سے) اپنے والد سے اور بھائی سے بھی۔ اور بیوی اعراض کرتی اپنے شوہر سے۔ کئی دن وہ اسی حالت پر رہے حتیٰ کہ سخت کرب و اذیت میں پڑ گئے جو پیچھے رہ گئے تھے۔ لہٰذا وہ رسول اللہ سے عذر و معذرت کرنے لگے مشقت اور بیماریوں کی اور ان کے سامنے قسمیں کھانے لگے۔ حضور ﷺ کو ان پر ترس آ گیا اور حضور نے ان کی بیعت مان لی اور ان کے لئے استغفار بھی کیا۔

موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں اضافے

موسیٰ بن عقبہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اس غزوہ میں تبوک پہنچے ابھی وہاں سے نہیں ہٹے تھے اور آپ دس بارہ راتیں گزار چکے تھے، آپ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ منافقین جو حضور ﷺ کے ساتھ آنے سے پیچھے رہ گئے تھے وہ اسی آدمیوں میں سے کچھ اوپر تھے۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اذرح تھا اس میں جو صلح کی اس دن پھر دونوں فریق متفق ہو گئے۔ جو لوگ رسول اللہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ ان میں وہ تین افراد بھی تھے۔ اللہ نے جن کا ذکر کیا ہے اپنی کتاب میں توبہ کے ساتھ۔

ان میں سے ایک کعب بن مالک سلمی تھے، دوسرے ہلال بن اُمیہ واقفی، تیسرے مرارہ بن ربیع عمری تھے۔ اور ایک روایت میں عروہ عامری مذکور ہے۔ اس کے بعد دونوں نے کعب بن مالک کا ذکر کیا ہے مگر دونوں کم و زیادہ کرتے ہیں۔ دونوں نے جو اضافہ کیا ہے اس میں ملک غسان کا نام بھی ہے جبلہ بن ایہم۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ وہ نکل گئے تھے اپنے گھروں سے میدانوں کی طرف۔ انہوں نے خیمے ڈال لئے راتوں کو ان میں پناہ لیتے اور دن کو دھوپ میں اللہ کی عبادت کرتے، حتیٰ کہ راہبوں کی مثل ہو گئے۔

اس کے بعد دونوں نے ذکر کیا ہے کعب کا جبل سلع کی طرف رجوع کرنا، دن میں عبادت کرتے تھے، روزہ کی حالت میں اور رات کو اپنے گھر میں جگہ پکڑتے۔ اور ان دونوں نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ دو آدمی دوڑتے ہوئے آئے ایک دوسرے سے پیش قدمی کرتے ہوئے، وہ حضرت کعب کو خوشخبری دے رہے تھے ایک نے دوسرے سے سبقت کی جو پیچھے ہو گیا تھا وہ جبل سلع پر چڑھ گیا اور چیخ کر کہنے لگا۔ اے کعب بن مالک خوش ہو جا، اللہ کی طرف سے توبہ قبول کرنے پر، اور تحقیق اللہ نے تم لوگوں کے بارے میں قرآن اُتارا ہے اور اہل سیر نے گمان کیا ہے کہ جو لوگ آگے آگے آئے تھے وہ ابوبکر اور عمر تھے۔ اس کے بعد دونوں نے قصہ کعب ذکر کیا ہے۔

ابن شہاب کہتے ہیں پھر موسیٰ بن عقبہ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جو پیچھے رہ گئے تھے رسول اللہ سے اور انہوں نے جھوٹے عذر کئے تھے اور جھوٹی علل اور وجوہات بیان کیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ و کونوا مع الصدقین ...... لیجزیھما اللّٰہ احسن ما کانوا یعملون

(سورۃ توبہ آیت ۱۱۹۔۱۲۱)

اے اہل ایمان! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ (یہاں تک کہ) تاکہ اللہ ان کو ان کے عملوں کی احسن جزا دے۔

اوراس آیت سے قبل ان کا ذکر ہے جو رسول اللہ ﷺ سے نفاق کے سبب پیچھے رہ گئے تھے۔فرمایا:

فرح المخلفون بمقعدهم خلاف رسول الله

کہ پیچھے رہنے والوں نے رسول اللہ ﷺ کے برخلاف پیچھے بیٹھے رہنے پر خوشی کا اظہار کیا۔ یہ سلسلہ کلام جزاءً بما كانوا يكسبون (سورۃ توبہ آیت ۸۱۔۸۲) تک کئی آیات میں جو ایک دوسری کے بعد مسلسل ہیں۔اس کے بعد اہل عذر کا ذکر فرمایا ہے ان لوگوں میں سے جو پیچھے رہ گئے تھے۔فرمایا لیس علی الضعفاء ولا على المرضى (سورۃ توبہ آیت ۹۱) یہ سلسلہ کلام واللہ غفور رحیم تک ہے اوراس کے بعد ایک آیت،اوران کا ذکر بھی کیا ہے جن کا کوئی عذر نہیں تھا۔تخلف کرنے والوں میں سے فرمایا:

انما السبيل على الذين يستأذنوك وهم اغنياء رضوا بان يكونوا مع الخوالف وطبع الله على قلوبهم فهم لا يعلمون ۔ (سورۃ توبہ آیت ۹۳)

قابل اعتراض بات تو ان کی جو آپ سے اجازت مانگتے پھرتے ہیں حالانکہ وہ صاحب حیثیت ہیں وہ اس پر خوش ہیں کہ وہ رہ جانے والوں میں ہوں۔اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے وہ جانتے ہیں۔(یہ مسلسل چار آیات ہیں)

جُلاس بن سوید کا قول اور عامر بن قیس کا جواب

جُلاس بن سوید نے جب وہ فرمان سُنا جو اللہ نے اُتارا ہے جہاد تبوک سے پیچھے رہ جانے والوں کے بارے میں۔فرمایا اللہ کی قسم اگر محمد ﷺ سچے ہیں تو پھر ہم لوگ بدتر ہیں گدھے سے بھی۔لہٰذا عامر بن قیس نے کہا وہ اس کے چچا کا بیٹا تھا کہا اللہ کی قسم بے شک محمد ﷺ البتہ سچے ہیں اور تم لوگ البتہ گدھے سے بھی بدتر ہو۔ہلاک ہو جاؤ تم رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے جس سے تم منافق ہو گئے۔اللہ کی قسم میں نے یہ بات سُننے کے بعد خاموش رہنا مناسب نہ سمجھا اور رسول اللہ ﷺ نے تحقیق سوید بن صامت کو اُونٹ کے پیر کی رسّی اور صدقہ میں سے دیا تھا۔ پھر عامر بن قیس رسول اللہ کے پاس چلے گئے،اس نے جا کر رسول اللہ ﷺ کو بتا دیا جو کچھ جلاس نے کہا تھا۔رسول اللہ نے اس کے پاس نمائندہ بھیجا۔اس نے اللہ کی قسم کھالی کہ اس نے ہرگز یہ بات نہیں کہی،البتہ عامر بن قیس نے مجھ پر جھوٹ بولا ہے۔عامر نے کہا،اے اللہ تو اپنے رسول پر بیان شافی نازل فرما۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی:

يحلفون بالله ما قالوا ولقد قالوا كلمة الكفر الى قوله في الارض من ولي ولا نصير (سورۃ توبہ آیت ۷۴)

یہ لوگ قسم کھا لیتے ہیں کہ انہوں نے یہ بات نہیں کہی حالانکہ وہ کلمہ کفر کہہ چکے ہوتے ہیں۔(یہ سلسلہ کلام ولا نصیر تک چلتا ہے)

چنانچہ ان کو توبہ کرنے کے لئے کہا گیا اس کے قول سے۔لہٰذا اس نے توبہ کی تھی اوراس نے اپنے گناہ کا اعتراف کیا۔یہ سب غزوہ تبوک کے بارے میں ہے۔یہ رسول اللہ ﷺ کا آخری غزوہ تھا۔

یہ الفاظ موسیٰ بن عقبہ کی روایت کے ہیں اور روایت عروہ اسی کے مفہوم میں ہے۔

حضور ﷺ کا ایک آدمی سے کلام نہ کرنے کا حکم دینا .... (۳) ہمیں خبر دی علی احمد بن عبدان نے،ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن سلمان نے،وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی عمرو بن خالد نے،وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی زہیر نے،ان کو سماک بن حرب نے،وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی سعید بن جبیر نے ابن عباس نے،وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اپنے حجروں میں سے ایک حجرے کے سائے تلے اور آپ کے پاس مسلمانوں کا ایک گروہ بھی تھا،وہ سایہ آپ سے ختم ہونے والا تھا۔حضور ﷺ نے فرمایا عنقریب تمہارے پاس ایک آدمی آئے گا تمہاری طرف دیکھے گا شیطان کی آنکھ کے ساتھ،تم لوگ اس سے کلام نہ کرنا۔

چنانچہ ایک نیل گوں آنکھوں والا شخص داخل ہوا۔ رسول اللہ نے فرمایا، تم کس بنیاد پر مجھے گالیاں دیتے ہو اور فلاں فلاں شخص بھی (کچھ لوگوں کے حضور ﷺ نے نام لے کر فرمایا)۔ وہ شخص چلا گیا جا کر ان لوگوں کو بلا کر لے آیا۔ ان لوگوں نے قسم کھائی اور عذر پیش کیا۔

اللہ نے آیت اُتار دی:

یوم یبعثہم اللّٰہ جمیعا فیحلفون لہ کما یحلفون لکم، ویحسبون انہم علی شیء الا انہم ہم الکاذبون

(سورۃ مجادلۃ : آیت ۱۸)

جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو اُٹھائے گا پھر وہ اس کے آگے بھی ایسے ہی قسمیں کھائیں گے جیسے تمہارے سامنے کھاتے ہیں اور وہ سمجھیں گے کہ شاید یہ قسمیں ان کو بچالیں گی۔ خبردار وہ جھوٹے ہیں۔

اسرائیل نے اس کو روایت کیا ہے سماک سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ (مستدرک للحاکم ۴۸۲/۲۔ الدرالمنثور ۱۸۶/۶)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو اُمیہ نے ان کو یحییٰ بن بکیر کرمانی نے اسرائیل سے، اس نے سماک سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سائے میں بیٹھے ہوئے تھے، سایہ آپ سے ہٹ رہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا (ابن عباس نے) وہی مفہوم ذکر کیا ہے۔

خطبہ رسول میں منافقین پر اطلاع دینا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن اسحاق فقیہ نے، ان کو خبر دی محمد بن غالب نے، ان کو ابوحذیفہ نے سفیان سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن بکر اور نصر بن علی نے اور یہ الفاظ نصر کے ہیں۔ دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابواحمد نے، ان کو سفیان نے سلمہ بن کھیل سے، اس نے عیاض بن عیاض سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابومسعود سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا،

آپ نے اپنے خطبے میں بہت کچھ ذکر کیا جو کچھ اللہ نے چاہا۔

پھر فرمایا، اے لوگو! بے شک بعض لوگ تم میں سے منافق ہیں میں جن جن کا نام لوں وہ کھڑے ہو جائیں۔ فرمایا اے فلانے کھڑے ہو جاؤ، فلانے تم کھڑے ہو جاؤ، یہاں تک کہ حضور ﷺ نے چھتیس آدمی شمار کئے، پھر فرمایا بے شک تمہارے اندر یا کہا تھا کہ بے شک بعض تم میں سے (ایسے ایسے ہیں)۔ لہٰذا تم لوگ اللہ سے عافیت مانگو۔ کہتے ہیں کہ حضرت عمر ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس نے گھونگھٹ نکالا ہوا تھا۔ دونوں کے درمیان جان پہچان تھی انہوں نے فرمایا کیا حال ہے تیرا؟ انہوں نے خبر دی وہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ انہوں نے فرمایا دوری ہے تیرے لئے ہمیشہ (یعنی ہلاکت ہو تیرے لئے)۔ (تاریخ ابن کثیر ۲۷/۵)

☆☆☆

باب ۲۰۴

غزوۂ تبوک سے واپسی کے بعد عبداللہ بن اُبی بن سلول کی بیماری اور وفات کے بارے میں جو روایات آئی ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زہری نے عروہ بن زبیر سے، اس نے اسامہ بن زید سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن اُبی کے پاس داخل ہوئے۔ آپ اس کی مزاج پرسی کرنے گئے تھے اس کے مرض الموت میں۔ حضور ﷺ نے جب اس کی موت کی کیفیت محسوس کی تو فرمایا، خبردار اللہ کی قسم! کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا یہودیوں کے ساتھ محبت کرنے سے۔ اس نے کہا تحقیق اسعد بن زرارہ نے ان سے بغض رکھا تھا پھر کیا ہوا؟ (البدایہ والنہایہ ۳۴/۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ اصبہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن اُبی بن سلول بیمار ہو گئے تھے شوال کے آخری ایام میں اور ذیقعدہ میں مر گئے تھے۔ ان کی بیماری بیس روز تک رہی تھی حضور اس بیماری میں اس کی عیادت کرنے جاتے رہتے تھے۔ جب وہ دن آیا جس دن اس کا انتقال ہوا۔ رسول اللہ ﷺ پہنچے تو وہ اس وقت جان دے رہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تجھے یہودیوں سے محبت کرنے سے روکا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ اسعد بن زرارہ نے بھی تو یہودیوں سے بغض رکھا تھا۔ پس کیا فائدہ ہوا اس کو۔ پھر اس نے کہا یا رسول اللہ یہ وقت ڈانٹنے کا نہیں ہے یہ موت کا وقت ہے، اگر میں مر جاؤں تو آپ میرے غسل میں آنا اور مجھے اپنی قمیض بھی دیجئے اس میں مجھے کفن دیا جائے۔ حضور نے اس کو اپنی اُوپر والی قمیض دے دی، اس وقت آپ کے جسم پر دو قمیصیں تھیں۔ اُبی نے کہا نہیں آپ مجھے وہ قمیض دیجئے جو آپ کی جلد سے لگی ہوئی ہے۔ حضور ﷺ نے اس کو وہ دے دی اُتار کر۔ پھر اس نے کہا مجھے نماز جنازہ آپ پڑھائیے گا اور میرے لئے استغفار کیجئے گا۔ (واقدی ۱۰۵۷/۳)

(۳) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصبہانی نے، ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے عمرو سے، اس نے سُنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہہ رہے تھے کہ حضور ﷺ عبداللہ بن اُبی کی قبر پر آئے جب اس کو گڑھے میں داخل کر دیا تھا۔ آپ نے حکم دیا اس کو باہر نکالا گیا۔ حضور نے اس کو اپنے گھٹنوں پر یا رانوں پر رکھا اور اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور اس کو اپنا کپڑا پہنایا۔ واللہ اعلم اس کو بخاری نے نقل کیا ہے۔ اور مسلم نے صحیح میں حدیث سفیان سے۔

(بخاری۔ کتاب الجنائز۔ حدیث ۱۲۷۰۔ فتح الباری ۱۳۸/۳۔ مسلم۔ کتاب صفات المنافقین۔ حدیث ۲ ص ۱۲۴۰/۴)

اور سفیان بن عیینہ اور اہل علم کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ حضور ﷺ نے یہ سب کچھ اس کا بدلہ دینے کے لئے کیا تھا اس عمل کا جو اس نے حضرت عباس کے ساتھ کیا تھا جب وہ قیدی ہو گئے تھے۔ اور یہ بات سب میں ہے جو ہمیں خبر دی ہے ابومحمد بن یوسف اصبہانی نے، ان کو ابوسعید بن ابواعرابی نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو سفیان نے عمرو سے کہ اس نے سُنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب عباس بن عبدالمطلب مدینے میں تھا تو انصار نے کپڑا طلب کیا اس کو پہنانے کے لئے مگر کوئی ایسی قمیض نہ مل سکی جو ان کے لئے درست ہوتی سوائے عبداللہ بن اُبی کی قمیض کے، لہٰذا اس نے وہ ان کو پہنا دی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن محمد سے، اس نے سفیان سے۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۳۰۰۸۔ فتح الباری ۱۴۴/۶)

حضور ﷺ کو منافقین کی نمازِ جنازہ پڑھانے سے روکنا ...... (۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، اس نے خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو سفیان نے موسیٰ بن ابوعیسیٰ سے، یہ کہ نبی کریم ﷺ کے جسم پر دو قمیصیں تھیں، عبداللہ بن اُبی کے بیٹے نے کہا، اس کو حباب کہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام عبداللہ رکھا تھا (اس نے کہا) یارسول اللہ ﷺ آپ اس کے لئے یعنی میرے باپ کے لئے وہ قمیص دے دیں جو آپ کی جلد سے لگی ہوئی ہے۔

یہ روایت مرسل ہے اور تحقیق ثابت ہوئی بطور موصول روایت کے وہ جس کی ہمیں خبر دی ہے عبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابوجعفر محمد بن صالح بن ہانی نے۔

ان کو حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن طالب نے، ان کو حدیث بیان کی ہے اسحاق بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا تھا ابواسامہ سے۔ میں تمہیں حدیث بیان کرتا ہوں عبیداللہ بن عمر سے، وہ نافع سے، وہ بیان کرتے ہیں ابن عمر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب عبداللہ بن اُبی فوت ہو گیا اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اس نے حضور سے سوال کیا کہ آپ اس کے باپ کے لئے اپنی قمیص دے دیں تا کہ وہ اس کو اس میں کفن دے اس میں۔ حضور ﷺ نے اس کو دے دی، پھر اس نے التجا کی کہ اس پر نمازِ جنازہ پڑھائیں۔ رسول اللہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لئے کھڑے ہو گئے تو عمر بن خطاب کھڑے ہو گئے اس نے حضور کا کپڑا پکڑ لیا اور کہنے لگے یارسول اللہ کیا اس پر آپ جنازہ پڑھائیں گے حالانکہ اللہ نے آپ کو اس سے منع فرمایا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے اختیار دیا ہے:

استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم

آپ ان کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں۔ اگرچہ آپ ان کے لئے ستر بار استغفار کریں اللہ ان کو ہرگز معاف نہیں کرے گا۔ (فرمایا کہ وہ منافق ہے)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں ستر سے زیادہ بار استغفار کرلوں گا۔ لہٰذا رسول اللہ نے اس پر نمازِ جنازہ پڑھا دی۔ پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

ولا تصل على احد منهم مات ابدا ولا تقم على قبره انهم كفروا بالله ورسوله

(سورۃ توبہ آیت ۸۴)

آپ ان میں سے کسی ایک پر بھی نمازِ جنازہ نہ پڑھائیں کبھی بھی جو ان میں سے مر جائے اور اس کی قبر پر بھی دعا کے لئے نہ کھڑے ہوں۔ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے۔

وماتوا وهم فاسقون۔ (ترجمہ) اور وہ فاسق و نافرمان مر گئے۔

ابواسامہ نے اس کا اقرار کیا ہے اور کہا ہے کہ جی ہاں۔ اس کو بخاری مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے حدیث ابواسامہ سے۔

(۵) ہمیں حدیث بیان کی ہے بشر بن سری نے، ان کو رباح بن ابومعروف مکی نے، ان کو سالم بن عجلان نے، ان کو سعید بن جبیر نے ابن عباس سے یہ کہ عبداللہ بن عبداللہ بن اُبی کو اس کے باپ نے کہا تھا، اے بیٹے! کوئی کپڑا مانگ کر لے آنا رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں میں سے، مجھے اس میں کفن دینا۔ اور ان سے کہنا کہ وہ میرا جنازہ خود پڑھائیں۔ کہتے ہیں کہ وہ حضور کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ میرے باپ کا شرف و عزت جانتے ہیں عبداللہ کا، وہ آپ کے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا مانگ رہے ہیں کہ آپ اس کو اسی کا کفن دیں اور نمازِ جنازہ بھی خود پڑھائیں۔ حضرت عمر نے کہا یارسول اللہ ﷺ آپ اس پر جنازہ پڑھائیں گے حالانکہ اللہ نے آپ کو اس پر جنازہ پڑھانے سے منع کر دیا ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کہاں منع کیا ہے؟ عمر نے جواب دیا:

استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم

حضور ﷺ نے فرمایا عنقریب اس سے زیادہ استغفار مانگ لوں گا۔

پھر اللہ نے یہ آیت اُتاری

و لا تصل على احد منهم مات ابدا ، و لا تقم على قبره

ان میں سے جو بھی مر جائے ان پر نماز جنازہ نہ پڑھانا کبھی بھی اور اس کی قبر پر بھی دعا کے لئے نہ کھڑا ہونا۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے عمر کی طرف بھیجا اور ان کو اس بات کی خبر دی۔ (تاریخ ابن کثیر ۵: ۳۵)

باب ۲۰۵

قصہ ثعلبہ بن حاطب اور اس میں جو آثار ظاہر ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو احمد بن کامل قاضی نے، ان کو محمد بن سعد عوفی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ان کے چچا حسین بن حسن بن عطیہ نے، ان کو ان کے والد نے اپنے والد عطیہ بن سعد سے، اس نے ابن عباس سے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے :

و منهم من عاهد الله لئن آتانا من فضله لنصدقن و لنكونن من الصالحين

(سورۃ توبہ آیت ۷۵)

بعض ان میں سے وہ ہیں جو اللہ کے ساتھ عہد کئے بیٹھے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنا فضل ہمیں عطا کر دے تو ہم ضرور صدقہ کریں گے اور نیکوکار بن جائیں گے۔

کہتے ہیں کہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی کہ ایک آدمی تھا اس کو ثعلبہ کہتے تھے انصار میں سے تھا۔ وہ مجلس میں آیا اور ان میں موجود رہا تو وہ کہنے لگا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اپنا فضل عطا کر دے تو میں ہر صاحب حق کو اس کا حق دوں گا اور اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کروں گا اور اس میں قرابت کے ساتھ صلہ رحمی کروں گا۔ پس اللہ نے اس کو آزمائش میں ڈال دیا اور اس کو اپنا فضل عطا کیا مگر اس نے اس وعدہ کی خلاف ورزی کی۔ پس اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو گیا اس کے خلاف وعدہ کرنے کی وجہ سے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس کی حالت بیان فرمائی قرآن میں۔

مال کی بہتات اور یادِ الٰہی سے غفلت .... (۲) اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبدالرحمن محمد بن حسین بن محمد بن موسیٰ سلمی نے، ان کو ابوالحسن محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن عبدہ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن سعید عبدی نے، ان کو حسن بن احمد بن ابوشعیب نے، ان کو مسکین بن بکیر نے، ان کو معاذ بن رفاعہ سلامی نے علی بن یزید سے، اس نے قاسم ابوعبدالرحمن سے وہ قاسم مولیٰ عبدالرحمن ابو یزید بن معاویہ سے۔ اس نے ابوامامہ باہلی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ثعلبہ بن حاطب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے مال دے دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا افسوس ہے اے ثعلبہ وہ قلیل جس کے شکر کی تجھے طاقت مل جائے وہ بہتر ہے اس کثیر مال سے جس کے شکر کی طاقت نہ رکھ سکے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے مال دے دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا افسوس ہے تم پر اے ثعلبہ قلیل مال جس کا کہ تو شکر ادا کرے اس کثیر سے بہتر ہے جس کا تو شکر نہ کر سکے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے مال دے دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا افسوس ہے تم پر اے ثعلبہ کیا تو یہ پسند نہیں کرتا کہ تو میری مثل ہو جائے۔ اگر میں چاہوں تو میرا رب میرے ساتھ

پہاڑ سونے کے بنا کر چلادے تو چلیں گے۔ پھر اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ میرے لئے اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے مالدار کر دے۔ قسم ہے اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر اس نے مجھے مال دے دیا تو میں ضرور ہر صاحب حق کو اس کا حق دوں گا۔ فرمایا افسوس ہے اے ثعلبہ تھوڑا مال تو جس کا شکر ادا کر سکے اس کثیر سے بہتر ہے جس کا شکر تو نہ کر سکے۔ کہا یارسول اللہ ﷺ اللہ سے دعا کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

اللّٰھم ارزقه مالا ۔ (ترجمہ) اے اللہ تو اس کو مال عطا کر دے۔

کہتے ہیں کہ اس نے بکریاں خرید لیں لہٰذا اس کے لئے ان میں برکت دے دی گئی وہ بڑھتی گئیں جیسے کیڑے بڑھتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس کے ساتھ مدینہ تنگ پڑ گیا وہ ان کو لے کر ایک طرف ہو گیا۔ پھر وہ نماز پڑھنے دن میں آتا تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مگر رات میں نہیں پڑھنے آ سکتا تھا۔ پھر مال اور بڑھ گیا جیسے کیڑے بڑھتے ہیں وہ ان کو لے کر ایک طرف ہو گیا۔ پھر وہ نماز کے لئے نہ دن میں آ سکتا تھا نہ رات میں بلکہ جمعہ سے جمعہ تک وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا تھا۔ پھر مال اور بڑھ گیا جیسے کیڑے بڑھتے ہیں چنانچہ اس کی وہ جگہ بھی تنگ ہو گئی پھر وہ دور چلا گیا۔ پھر وہ نہ جمعہ میں آتا نہ جنازے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ پھر وہ اونٹ کے سواروں سے ملتا اور مسلمانوں کی خبریں پوچھ لیتا۔ حضور ﷺ نے اس کو موجود نہ پایا تو اس کے بارے میں پوچھا۔ لوگوں نے بتایا کہ اس نے بکریاں خریدی تھیں ان سے مدینہ بھر گیا تھا انہوں نے پوری خبر حضور ﷺ کو بتائی۔ حضور ﷺ نے فرمایا افسوس ہے ثعلبہ پر افسوس ہے ثعلبہ پر۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ وہ صدقہ وصول کریں۔ اللہ نے آیت اُتاری :

خذ من اموالهم صدقةً تطهرهم و تزكيهم بها ۔ (سورۃ توبہ : آیت ۱۰)

پس رسول اللہ ﷺ نے دو یا ایک آدمی بھیجے قبیلہ جہینہ سے اور ایک بنوسلمہ میں سے کہ وہ صدقہ حاصل کریں اور ان کے لئے اونٹوں اور بکریوں کی عمریں لکھ دیں کہ وہ کیسے وصول کریں۔ ان کے سامنے اور ان کو حکم دیا کہ وہ ثعلبہ بن حاطب کے پاس بھی جائیں اور بنوسلمہ کے ایک آدمی کے پاس بھی۔

وہ دونوں روانہ ہوئے اور وہ ثعلبہ کے پاس پہنچے، انہوں نے اس سے صدقہ طلب کیا۔ اس نے کہا مجھے اپنی تحریر دکھاؤ۔ اس نے اس میں دیکھا اور کہا نہیں یہ مگر ٹیکس ہی ہے دونوں چلے جاؤ جب فارغ ہو جاؤ تو میرے پاس آنا۔ کہتے ہیں کہ وہ دونوں چلے گئے ادھر سلمی آدمی نے ان کے بارے میں سنا تو اس نے ان کا استقبال کیا اور بہترین اونٹ لایا اور کہا کہ اس کے علاوہ جو چاہو لے جاؤ میں اپنے بہترین مال کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ جب وہ فارغ ہو گئے تو پھر ثعلبہ کے پاس گئے اور کہا مجھے تحریر دکھاؤ اس نے اس میں دیکھا تو بولا کہ یہ تو جزیہ ہے ٹیکس ہے ابھی تم لوگ چلے جاؤ میں ابھی سوچوں گا۔ وہ چلے گئے حتیٰ کہ مدینے میں آئے جب ان کو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا آپ نے ان سے کلام کرنے سے پہلے فرمایا ہلاک ہو گیا ثعلبہ بن حاطب اور سُلمی کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔

اور اللہ نے یہ آیت اُتاری :

و منهم من عاهد الله لئن اٰتانا من فضله لنصدّقن و لنكوننّ من الصّالحين ۔ (تین آیات)
(سورۃ توبہ : آیات ۷۵،۷۶،۷۷)

یہ تین آیات اُتریں۔ جب ثعلبہ کے بعض اقرب نے یہ کہانی سنی تو کہا کہ ہلاکت ہے ثعلبہ کی۔ تیرے بارے میں ایسے ایسے آیت اُتری ہے۔ کہتے ہیں کہ پھر ثعلبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور بولا یارسول اللہ ﷺ یہ میرے مال کا صدقہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہے کہ میں تجھ سے مال قبول نہ کروں۔ کہتے ہیں کہ وہ رونے لگا اور اس نے مٹی اپنے سر میں ڈال لی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تیرا بذات خود عمل ہے۔ میں نے تجھے حکم دیا تھا تم نے میری اطاعت نہیں کی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس سے صدقہ قبول نہ کیا۔ حتیٰ کہ حضور ﷺ انتقال فرما گئے۔

اس کے بعد وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بولا اے ابوبکر آپ میرا صدقہ قبول کرلیں۔ انصار کے اندر میرا کیا مقام ہے تم جانتے ہو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اس کو قبول نہیں کیا اور میں کیسے قبول کروں۔ لہٰذا انہوں نے اس کو قبول نہ کیا پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ والی بنے تھے۔ ان کے پاس آیا بولا اے ابوحفص اے امیر المؤمنین میرا صدقہ (زکوٰۃ) قبول کر لیجئے اور اس نے مہاجرین و انصار سے اور ازواج رسول ﷺ سے کہلوایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہ تو اس صدقہ کو رسول اللہ ﷺ نے قبول کیا اور نہ اس کو ابوبکر نے قبول کیا۔ میں کیسے اس کو قبول کروں؟ انہوں نے بھی قبول کرنے سے انکار کردیا پھر وہ واپس لوٹ گیا۔ اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ والی بنے تو وہ پھر آیا اور ثعلبہ عثمان کی خلافت میں ہلاک ہوگیا۔ اور اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

الذین یلمزون المطوعین من المؤمنین فی الصدقات۔ (سورۃ توبہ : آیت ۷۹)

جو لوگ صدقہ کرنے والوں پر طعن کرتے ہیں۔

فرمایا کہ یہ صدقہ کے بارے میں ہے۔ (تاریخ ابن کثیر ۳۵/۵)

ثعلبہ بن حاطب کے قصہ والی روایت پر امام بیہقی کا تبصرہ

(۱) یہ مشہور حدیث ہے اہل تفسیر کے درمیان۔

(۲) اور یہ حدیث موصول طریقے پر بھی مروی ہے مگر ضعیف اسنادوں کے ساتھ۔

(۳) اگر حضور ﷺ کا ثعلبہ کی توبہ کو قبول کرنے سے امتناع اور اس کے صدقہ کو قبول کرنے سے امتناع محفوظ ہے تو گویا کہ (آپ ﷺ نے) اس کا قدیم نفاق پہچان لیا۔ پھر اس کا نفاق زیادہ ہوگیا ہوگا اسی پر اس کی موت کی وجہ سے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ پر آیت نازل فرمائی۔ لہٰذا آپ ﷺ نے اس کو اہل صدقہ میں سے نہ شمار کیا اور نہ ہی اس سے صدقہ وصول کیا۔ واللہ اعلم۔

مترجم کہتا ہے کہ مصنف کی اس روایت پر مذکورہ تبصرہ میں اہل علم کے لئے کئی علمی اشارے موجود ہیں اہل علم خوب سمجھ لیں گے۔ نیز میں نے ایک محقق عالم کی تصنیف کا مطالعہ کیا ہے کتاب کا نام ہے " التنبیہ للطالب علی عدم نفاق ثعلبۃ ابن حاطب "۔ اس کتاب کے مصنف نے یہ ثابت کیا ہے یہ روایت اہل تشیع کی وضع کردہ ہے۔

سب سے پہلے اس کو ابوجعفر طبری نے اپنی کتاب کی زینت بنایا تھا اس کے بعد لوگ نقل کرتے چلے گئے حالانکہ ثعلبہ منافق نہیں تھے بلکہ بدری صحابی تھے۔ یہ کتاب میری ذاتی لائبریری میں موجود ہے اہل علم رجوع کرسکتے ہیں۔ بہرحال سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔ اگر واقعی وہ بدری صحابی تھے تو اس روایت کے بل بوتے پر ان کو منافق کہنا سخت خطرے کی بات ہے ہمارے ایمان کا اور عاقبت کا کیا بنے گا؟ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

☆☆☆

باب ۲۰۶

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حج کرنا ۹ھ میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کے تحت اور سورۃ براءۃ کا نزول ان کی روانگی کے بعد اور رسول اللہ ﷺ کا حضرت علی بن ابوطالب کو بھیجنا تا کہ اس سورۃ کو لوگوں کے سامنے پڑھیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ س حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے۔ کہتے ہیں کہ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ پھر نبی کریم ﷺ تبوک سے واپسی پر بقیہ ایام رمضان کے اور شوال اور ذیقعدہ ٹھہرے رہے تھے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کو امیر حج بنا کر بھیجا تھا ۹ھ میں تا کہ وہ مسلمانوں کے لئے حج قائم کروائیں اور لوگ اہل شرک میں سے اپنے منازل پر اپنے حج میں۔ حضرت ابوبکر روانہ ہوئے اور وہ لوگ بھی جو مسلمان ان کے ساتھ تھے۔ اس وقت سورۃ براء نازل ہوئی اس عہد کو توڑنے کی بابت جو رسول اللہ ﷺ اور مشرکین کے مابین تھا۔ جس پر وہ لوگ قائم تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۱۵۷)

ابن اسحق کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابوطالب رسول اللہ کی اونٹنی عضباء پر سوار ہو کر نکلے۔ یہاں انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق کو راستہ میں پالیا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے جب انہیں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ تم امیر ہو یا مامور ہو۔ حضرت علی نے بتایا مامور ہوں۔ اس کے بعد دونوں ساتھ روانہ ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے لوگوں کے لئے حج قائم کیا (یعنی امیر بن کر حج کروایا اور حج کا خطبہ دیا)۔ حتیٰ کہ جب قربانی کا دن آیا تو حضرت علی بن ابوطالب نے جمرہ کے پاس لوگوں میں اعلان کیا وہ جو رسول اللہ نے ان کو حکم دیا تھا۔

انہوں نے فرمایا :

''اے لوگو! بے شک جنت میں کوئی کافر داخل نہیں ہوگا اور نہ ہی اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کرے گا اور نہ ہی کوئی ننگا (بغیر لباس کے) بیت اللہ کا طواف کرے گا۔ جس جس کا کوئی عہد ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ اس کی مدت تک موجود رہے گا۔ اور لوگوں کی (مہلت کی) میعاد چار ماہ تک ہے۔ اس دن سے جس میں اعلان کیا گیا۔ تا کہ ہر قوم اپنے اپنے شہروں میں اپنی اپنی امن کی جگہ پر پہنچ جائے۔ اسکے بعد نہ کوئی عہد ہوگا نہ کوئی ذمہ۔ ہاں مگر وہ شخص جس کے پاس رسول ﷺ کا کوئی عہد ہوگا تو اس کی مدت تک ہوگا''۔

یہ ہے وہ اعلان جس کو محمد بن اسحق نے مغازی میں ذکر کیا ہے۔ یہ متصل روایات میں موجود ہے۔

حالت شرک میں بیت اللہ کے طواف کی ممانعت .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحاق نے، ان کو خبر دی احمد بن ابراہیم نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو لیث نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوصالح بن ابوطاہر عنبری نے جو یحییٰ بن منصور قاضی کے نواسے تھے یہ کہ میرے نانا نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر عمر بن حفص سدوسی نے، ان کو عاصم بن علی نے، ان کو لیث بن سعد نے عقیل بن خالد سے، اس نے محمد بن مسلم بن شہاب سے، ان کو خبر دی حمید بن عبدالرحمن بن عوف نے یہ کہ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا کہ مجھے حضرت ابوبکر صدیق نے اس حج میں بھیجا تھا اعلان کرنے والوں میں قربانی کے دن جو یہ اعلان کر رہے تھے منیٰ میں ''خبردار! اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کا طواف نہ کرے اور کوئی بغیر لباس کے ننگا ہونے کی حالت میں طواف نہ کرے''۔

حمید بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے علی بن ابوطالب کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ براء کا اعلان کرے اور حضرت علی اس کا اعلان کرتے رہے اہل بحرین میں، "خبردار! اس سال کے بعد کوئی کافر حج نہ کرے، نہ کوئی ننگا طواف کرے"۔ یہ الفاظ حدیث عاصم کے ہیں اور ابن بکیر کی ایک روایت میں ہے۔ وہ حج کے اس گروہ میں تھا جن کو آپ ﷺ نے بھیجا تھا۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث یونس سے، اس نے زہری سے۔

(بخاری۔ کتاب الحج۔ حدیث ۱۶۲۲۔ فتح الباری ۴۸۳/۳۔ مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۴۳۵ ص ۹۸۲/۲)

مشرکین سے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی بیزاری .... (۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے، ان کو باغندی نے، ان کو سعید بن سلیمان واسطی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر محمد بن احمد بن ایوب نے، ان کو خبر دی حسن بن علی معمری نے، ان کو ابراہیم بن زیاد سبلان نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عباد بن عوام نے سفیان بن حسین نے حکم سے، اس نے مقسم سے، اس نے ابن عباس سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ ان کلمات کے ساتھ اعلان کردے اور ان کے پیچھے حضرت علی کو بھیجا۔ یکا یک حضرت ابوبکر صدیق راستے میں تھے کہ اچانک انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی اُونٹنی کی آواز سُنی یعنی اُونٹنی قصواء کی۔ لہٰذا ابوبکر گھبرا کر باہر نکلے۔ اس نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ آگئے ہیں دیکھا تو علی تھے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کا خط ان کو دیا، حضور نے اس کو موسم حج کا امیر مقرر کیا تھا اور علی ﷺ کو حکم دیا تھا کہ ان کلمات کا اعلان کردیں۔ لہٰذا حضرت علی کھڑے ہوگئے ایام تشریق میں۔ انہوں نے یہ اعلان کیا:

"بے شک اللہ تعالیٰ بیزار ہیں مشرکین سے اور اللہ کا رسول بھی۔ تم لوگ اس سرزمین پر چار ماہ تک اسی کیفیت پر چل پھر لو۔ آج کے دن کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے (کیونکہ کافر و مشرک کے حج کی اللہ کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں ہے)۔ اور بیت اللہ کا ننگے ہونے کی حالت میں کوئی طواف نہ کرے۔ اور جنت میں صرف مؤمن ہی جائیں گے"۔

حضرت علی اس کا اعلان کررہے تھے جب وہ تھک جاتے تو ابوہریرہ بھی اعلان کرتے تھے۔ (مسند احمد ۲۹۹/۲)

برہنہ حالت میں طواف کی ممانعت .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر احمد بن اسحاق فقیہ نے، بشر بن موسیٰ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حمیدی نے، ان کو سفیان نے ابواسحاق ہمدانی سے، اس نے زید بن یثیع سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حضرت علی سے پوچھا تھا کہ آپ حج میں کس چیز کے ساتھ بھیجے گئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ چار باتوں کے ساتھ بھیجا گیا ہوں کہ جنت میں داخل نہیں ہوگا مگر نفس مؤمن۔ اور کوئی شخص ننگا بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گا اس سال کے بعد، مسجد الحرام کے اندر کافر و مؤمن اکھٹے نہیں ہوں گے اور جس کا نبی کریم ﷺ کے اور اس کے درمیان کوئی عہد تھا وہ اپنی مدت تک رہے گا اور جس کا کوئی عہد نہیں تھا اس کی مدت چار ماہ ہے۔

(مسند احمد ۷۹/۱۔ تاریخ ابن کثیر ۳۸/۵)

(۵) ہمیں خبر دی فقیہ ابوبکر احمد بن محمد بن احمد بن حارث اصبہانی نے، ان کو ابوالشیخ اصبہانی نے، ان کو محمد بن صالح طبری نے، ان کو ابو حمہ نے ان کو ابوقرہ نے ابن جریج سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن عثمان بن خثیم نے ابوزبیر سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ جب تبوک سے واپس آئے تو ابوبکر کو حج کے لئے بھیجا۔ ہم اس کے ساتھ تھے جب ہم مقام عرج میں پہنچے تو صبح کی نماز کی اذان کہی۔ جب انہوں نے تکبیر کہی تو انہوں نے اپنے پیچھے سے پکار سُنی۔ لہٰذا وہ اللہ اکبر کہتے ہوئے رک گئے اور سوچنے لگے کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ کی اُونٹنی جدعا کی آواز ہے۔ شاید رسول اللہ ﷺ کی حج کرنے کی رائے بن گئی ہے اور وہی اس پر سوار ہوکر آگئے ہیں، دیکھا تو اس پر حضرت علی آگئے تھے۔ ابوبکر نے ان سے پوچھا کہ کیا تم امیر ہو یا نمائندہ ہو؟ انہوں نے بتایا کہ میں نمائندہ ہوں مجھے رسول اللہ ﷺ نے براء کہنے کے ساتھ بھیجا ہے کہ اس کو لوگوں سامنے حج کے مواقف میں پڑھ کر سُنا دوں۔ لہٰذا ہم لوگ مکے میں آئے جب یوم ترویہ سے ایک دن

پہلے کا آیا تو ابوبکر کھڑے ہوئے۔ انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیا اور ان کو ان کے احکام بتائے۔ جب فارغ ہو گئے تو علی المرتضیٰ کھڑے ہوئے انہوں نے لوگوں کے سامنے اعلان براءۃ پڑھا اور اس کو ختم کر لیا۔ پھر انہوں نے خطبہ یوم عرفہ ذکر کیا اور یوم نحر اور روانگی کا پہلا دن اور علی نے لوگوں کے سامنے سورہ براءۃ پڑھی ہر خطبے کے بعد اپنے خطبوں میں سے۔ (نسائی۔ کتاب الحج ۱۸۷)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ۹ھ میں جب لوگوں نے حج کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر کو لوگوں پر امیر کی حیثیت سے بھیجا اور ان کو حج کی سنن و احکام لکھ کر دیئے اور ان کے ساتھ حضرت علی کو بھیجا سورۃ براءۃ کی آیات دے کر اور اس کو حکم دیا کہ مکہ میں اس براءۃ کو اعلان کر و اور منیٰ میں اور عرفات میں۔ اور تمام مشاعر حج میں یہ باتیں کہ اللہ کا اور اللہ کے رسول کا عہد و ذمہ بری ہو چکا ہے ختم ہو چکا ہے ہر مشرک سے جو حج کرے اس سال کے بعد یا بیت اللہ کا طواف کرے ننگا۔ مدت مقرر کر دی چار ماہ کی ان کے لئے جن کا عہد تھا رسول اللہ سے اور حضرت علی رسول اللہ کی سواری پر چلتے رہے سب کے سامنے قرآن پڑھتے جاتے تھے براءۃ من اللہ و رسولہ اور ان پر یہ آیت پڑھی:

یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد۔ (سورۃ اعراف۔ آیت ۳۱)

اے اولاد آدم! ہر نماز کے وقت لباس پہن لیا کرو۔

موسیٰ بن عقبہ نے بھی اسی مفہوم کو ذکر کیا ہے۔

باب ۲۰۷

بنو ثقیف کے وفد کی رسول اللہ ﷺ کے پاس آمد جو اہل طائف تھے اور اس کی تصدیق جو کچھ انہوں نے فرمایا تھا ابن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کے غزوے کے بارے میں اور اللہ تعالیٰ کا بنو ثقیف کی ہدایت کے بارے میں حضور ﷺ کی دعا قبول کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں جب حضرت ابوبکر اور علی رضی اللہ عنہما سامنے آئے اور انہوں نے لوگوں کے لئے حج قائم کیا تو عروہ بن مسعود ثقفی آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو ابوبکر بن عتاب عبدی نے، ان کو جوہری نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق نے لوگوں کے لئے حج قائم کر دیا۔ اور عروہ بن مسعود بن ثقفی رسول اللہ کے پاس آئے اور وہ جا کر مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد اس نے اپنی قوم کے پاس جانے کے لئے اجازت طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ وہ کہیں تمہیں قتل نہ کر دیں۔ اس نے کہا کہ اگر وہ مجھے سویا ہوا پائیں گے تو مجھے جگائیں گے بھی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اجازت دے دی۔

وہ واپس گیا اور شام کے وقت طائف میں پہنچا۔ بنوثقیف اس کے پاس گئے اور انہوں نے سلام کیا اور عروہ بن مسعود نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ اس نے ان کو نصیحت کی۔ ان لوگوں نے اس کو تہمت لگائی اور اس کی نافرمانی کی اور انہوں نے اس کو وہ گالیاں سنائیں جس کی توقع بھی نہیں تھی۔ وہ لوگ اس کے ہاں سے نکلے۔ یہاں تک کہ جب سحر ہوئی پھر فجر ہوئی تو وہ اپنے گھر کے کوٹھے پر چڑھ گیا۔ اس نے نماز کی اذان کہی اور شہادت توحید ور سالت دی۔ چنانچہ بنوثقیف کے ایک شقی نے تیر مار کر عروہ بن مسعود کو شہید کر دیا۔ اہل سیر نے گمان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ان کو اس کے قتل کرنے کی خبر پہنچی کہ عروہ کی مثال صاحب یسین کی جیسی ہے کہ اس نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا تھا اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد ثقیف کی آمد

عروہ بن مسعود کے قتل کے بعد ثقیف کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، وہ دس افراد تھے، وہ ثقیف کے اشراف تھے ان میں کنانہ بن عبد یالیل بھی تھا جو کہ اس وقت ان کا سردار تھا، ان میں عثمان بن ابوالعاص بن بشر تھا وہ اس وفد میں چھوٹا تھا حتیٰ کہ وہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے مدینے میں وہ صلح کے فیصلے کا ارادہ رکھتے تھے کیونکہ وہ دیکھ چکے تھے مکہ فتح ہو چکا ہے اور زیادہ تر عرب مسلمان ہو چکے ہیں۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ نے کہا یا رسول اللہ میں اپنی قوم کے پاس جاتا ہوں اور ان کا اکرام کرتا ہوں، میں ان میں نیا نیا نقصان کر چکا ہوں۔ رسول اللہ نے پوچھا کہ میں تجھے منع نہیں کروں گا تیری قوم کا اکرام کرنے سے، لیکن ان کے ٹھہرنے کی جگہ ایسی ہے جہاں وہ لوگ قرآن سنیں گے۔

مغیرہ بن شعبہ کا جرم ان کی قوم میں یہ تھا کہ وہ بنوثقیف کا اجیر تھا اور وہ لوگ مصر سے آرہے تھے جب وہ مقام بصاق میں پہنچے تو مغیرہ نے ان پر زیادتی کی۔ وہ سورہے تھے اس نے ان کو قتل کر دیا تھا۔ اور ان کا مال لوٹ کر رسول اللہ کے پاس لے آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ اس مال میں سے پانچواں حصہ (خمس) لے لیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ اصل واقعہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں بنوثقیف کا اجیر تھا جب میں نے آپ کے بارے میں سنا تو میں نے ان کو قتل کر دیا اور یہ ان کے مال ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ہم غدر نہیں کرتے۔ لہذا حضور ﷺ نے اس مال میں سے خمس لینے سے انکار کر دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے وفد ثقیف کو مسجد کے صحن میں ٹھہرایا اور ان کے خیمے لگوائے تاکہ وہ قرآن سن سکیں اور لوگوں کو دیکھیں جب وہ نماز پڑھیں۔ اور رسول اللہ کی عادت تھی جب خطبہ دیتے تو اپنا ذکر نہیں کرتے تھے۔ جب وفد ثقیف نے خطبہ سنا تو بولے ہمیں کہتے ہیں کہ ہم شہادت دیں کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور خود اپنے خطبہ میں اس کی شہادت نہیں دیتے۔

جب یہ بات حضور تک پہنچی تو فرمایا کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے شہادت دی کہ اللہ کا رسول ہوں۔ وہ لوگ روزانہ رسول اللہ کے پاس آتے جاتے تھے اور عثمان بن ابوالعاص کو اپنے سامان میں چھوڑ جاتے تھے کیونکہ وہ ان میں چھوٹا تھا۔ جب وفد اس کے پاس واپس آتا اور گرمی کے وقت سو جاتے تو وہ رسول اللہ کے پاس چلا جاتا، ان سے دین کے بارے میں پوچھتا اور ان سے قرآن سیکھتا۔ عثمان بار بار آپ کے پاس آیا گیا، یہاں تک کہ اس نے دین سمجھ لیا اور مان لیا۔ جب حضور ﷺ کو سویا ہوا پاتا تو پھر وہ ابوبکر صدیق کے پاس آتا اور وہ یہ بات اپنے ساتھیوں سے چھپاتا تھا۔ حضور کو اس کی یہ بات پسند آئی اور اس کو پسند فرماتے۔

وفد ٹھہر ا بار رسول اللہ کے پاس آتے جاتے رہے اور حضور ﷺ ان کو اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ لہذا وہ لوگ مسلمان ہو گئے اور کنانہ بن عبد یالیل نے کہا حضور ﷺ سے کہا آپ ہمارے ساتھ کوئی فیصلہ کریں گے تاکہ ہم اپنی قوم کی طرف واپس چلے جائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں، اگر تم لوگ اسلام کا اقرار کرتے ہو تو تمہارے ساتھ فیصلہ کرتا ہوں ورنہ کوئی فیصلہ ہوگا اور نہ ہی ہمارے تمہارے درمیان صلح ہوگی۔

وفد ثقیف کا زنا، سود اور شراب کی اجازت مانگنا اور حضور ﷺ کا صاف منع کرنا

وہ لوگ (وفد ثقیف) کہنے لگا آپ زنا کے بارے میں کیا کہتے ہیں ہم ایسے لوگ ہیں کہ اپنی ملکیت سے باہر بھی ہم یہ کرتے ہیں وہ تو ضروری ہے ہمارے لئے اس کے سوا چارہ نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ تمہارے اُوپر حرام ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولا تقربوا الزنا انه كان فاحشة وساء سبيلا۔ (سورۂ اسراء: آیت ۳۲)

تم لوگ زنا (بدکاری) کے قریب نہ جاؤ بے شک وہ بُرا کام ہے اور بُرا راستہ ہے۔

وہ لوگ بولے کہ ربا (سود) کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں، بے شک ہمارا تو سارا مال سود کا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ راس المال ہے اصل مال تمہارے ہیں تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله وذروا ما بقي من الربا ان كنتم مؤمنين

(سورۂ بقرہ: آیت ۲۷۸)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو ربا (سود) میں سے جو کچھ باقی رہ گیا ہے اگر تم مؤمن ہو۔

انہوں نے پوچھا کہ خمر (شراب) کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ وہ تو ہماری ہی سرزمین کی چیزوں کا نچوڑا ہوا ہوتا ہے اس میں سے کچھ ہمارے لئے ضروری ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے شراب کو حرام قرار دے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يا ايها الذين آمنوا انما الخمر والميسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون۔ (سورۂ مائدہ آیت ۹۰)

اے ایمان والو! بے شک شراب اور جوا اور بت پرستی کرنا اور قسمت معلوم کرنے کے تیر اور پانسے نکالنا یہ سب ناپاک کام ہیں۔ شیطانی کام ہیں ان سے اجتناب کیا کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

وفد ثقیف کا زنا، سود اور شراب کی حرمت مان لینا اور بت شکنی پر پس و پیش کرنا

مذکورہ گفتگو کے بعد وفد والے اُٹھ گئے اور ایک دوسرے کے ساتھ علیحدہ مشورہ کیا اور کہنے لگے ہلاک ہو جاؤ ہمیں خطرہ ہے کہ اگر ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں تو ایک دن ہمارے اُوپر بھی وہی آئے گا جو مکے والوں پر آیا ہے۔ لہٰذا چلو چل کر اسی پر ہم ان سے لکھت پڑھت کر لیتے ہیں۔ لہٰذا رسول اللہ کے پاس آئے اور بولے یا رسول اللہ ﷺ ٹھیک ہے ہمیں یہ باتیں منظور ہیں آپ کی مگر بتوں کے بارے میں آپ بتائیں کہ ہم ان کا کیا کریں؟

حضور ﷺ نے وفد ثقیف کو بُت توڑ دینے کا واضح حکم دیا

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کو توڑ کر گرا دو۔ اور انہوں نے کہا کہ یہ بہت دور ہے یہ ممکن نہیں ہے اگر پتہ چل گیا کہ آپ توڑنا چاہتے ہیں تو جن کے بت ہیں وہ قتل کر دیں گے (یا وہ بت ہلاک کر دیں گے)۔ حضرت عمر نے ان کے سردار سے کہا افسوس ہے تم پر اے عبد یالیل تو کس قدر احمق ہو گیا ہے۔ بُت پتھر محض ہیں۔ اس نے کہا کہ ہم تیرے پاس نہیں آئے اے خطاب کے بیٹے۔

وفد کا حضور ﷺ سے بُت توڑنے کے لئے تعاون طلب کرنا

کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ ان کو گرانے کی ذمہ داری آپ لے لیں باقی ہم ان کو کبھی بھی نہیں توڑیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم ابھی بھیجیں گے کسی کو جو تمہاری طرف سے یہ کام انجام دے دیں گے۔ لہٰذا یہ باتیں انہوں نے حضور ﷺ سے لکھوالیں۔ کنانہ بن عبد یالیل نے کہا ہمیں آپ پہلے اجازت دے دیں اور اپنے نمائندے کو ہمارے پیچھے پیچھے بھیجیں۔ کیونکہ میں اپنی قوم کو خوب جانتا ہوں۔

وفد کی واپسی پر حضور ﷺ کا اس کا اکرام کرنا اورانہیں میں سے ان کا امیر مقرر کرنا

رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی اور ان کا اکرام کیا اور ان کے ساتھ شفقت کی، وہ بولے یا رسول اللہ ﷺ ہمارے اُوپر کسی کو امیر بنادیں جو ہماری امامت کیا کرے۔ لہٰذا حضور ﷺ نے ان میں سے عثمان بن ابوالعاص بن بشر کو امیر مقرر کیا اس لئے کہ آپ دیکھ چکے تھے کہ وہ اسلام کو سیکھنے میں دلچسپی لیتا ہے اور وہ اسی دوران قرآن کی کچھ سورتیں بھی حفظ کر چکا تھا جانے سے قبل۔

واپس جاتے وقت وفد کے سربراہ کا منفی طرز کی حکمت عملی وضع کرنا

کنانہ بن عبد یالیل نے کہا کہ میں ثقیف والوں کو سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں (وہ ہماری بات نہیں مانیں گے، لہٰذا حربہ کو سیدھی بات نہ بتاؤ)۔ فیصلہ جو ہوا ہے اس کو تو ان سے چھپالو اور ان کو خوب ڈراؤ جنگ اور قتال سے اور ان کو خبر دو کہ محمد ﷺ نے ہم سے کئی امور کا مطالبہ کیا ہے جن کا ہم نے انکار کر دیا ہے اور ہم نہیں مانے ہیں۔

اس نے ہم سے مطالبہ کیا ہے کہ ہم لات وعزیٰ کے آستانے ڈھادیں، ہم نے انکار کر دیا ہے۔ اس نے مطالبہ کیا ہے کہ ہم اپنے سود کے مال ضائع کر دیں، ہم نے منع کر دیا ہے۔ اس نے کہا ہے ہم شراب اور زنا کو حرام کر دیں، ہم نے منع کر دیا ہے۔ چنانچہ بنوثقیف باہر نکلے جونہی وفد قریب پہنچا ان سے ملنے کے لئے مگر قبیلہ والوں نے دیکھا کہ وفد والوں کی چال بدلی ہوئی ہے، یا ہم محبت اور مل جل کر چل رہے ہیں، اُونٹوں کو قطار میں لا رہے ہیں، اپنی وضع قطع بھی بدل چکے ہیں تو وہ مغموم ہو گئے اور کرب میں مبتلا ہو گئے۔ انہوں نے کوئی خبر نہیں معلوم کی اور واپس چلے گئے۔

ثقیف والوں نے جب ان کے منہ لٹکے ہوئے دیکھے تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ لگتا ہے وفد والے کسی خیر کے ساتھ واپس نہیں لوٹے کوئی خیر کی خبر نہیں لائے ہیں۔ وفد داخل ہوا اور یہ لوگ سیدھے لات کے آستانے پر گئے وہاں جا کر اُترے۔ (لات ایک گھر تھا آستانہ تھا طائف کے وسط میں)۔ اس پر قربانیوں کے جانور (چڑھاوے) لائے جاتے تھے جیسے بیت اللہ الحرام کے لئے لائے جاتے ہیں۔

یہ کیفیت دیکھ کر ان کا غصہ کم ہوا تو بنوثقیف میں سے کچھ لوگوں نے کہا (جب وفد آستانے پر اُتر گیا) کہ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے یہ لوگ کوئی غلط معاہدہ کر کے نہیں آئے، پھر ہر شخص اپنے اپنے گھر چلا گیا۔ پھر ان کے خاص خاص لوگ آئے ثقیف میں سے، انہوں نے پوچھا کہ تم کیا معاہدہ کر لائے ہو اور کیا منوا کر لائے ہو؟

انہوں نے بتایا کہ ہم انتہائی سخت گو اور ترش رو آدمی کے پاس پہنچے تھے جو ہر بات اپنی منواتا ہے۔ وہ تلوار کے بل بوتے پر غالب آیا ہوا ہے، عرب اس سے ڈرتے ہیں۔ لوگوں نے اس کا دین قبول کر لیا ہے، اس نے ہمارے اُوپر بڑے سخت مطالبے رکھے ہیں کہ لات کا آستانہ توڑ دو، عزیٰ کا بت ڈھادو، سود کے مال چھوڑ دو، بس محض اصل مال تمہارے ہیں اور شراب اور زنا کو حرام کر دو تو ثقیف نے کہا اللہ کی قسم ہم کبھی اس کو قبول نہیں کریں گے۔ یہ کہنے کے بعد وفد نے مشورہ دیا اب یہی حل ہے مسئلے کا کہ اسلحہ تیار کر و اور قتال کے لئے تیار ہو جاؤ اور اپنے قلعے کو مسمار کر دو۔

کنانہ بن عبد یالیل کی ظاہری مخالفت رسول پر مبنی حکمت عملی کامیاب ہوئی اور بنوثقیف اور اہل طائف مرعوب ہو کر اسلام لانے پر آمادہ ہو گئے

عبد یالیل کی بات سننے کے بعد بنوثقیف دو یا تین دن ٹھہرے رہے، وہ جنگ کی اور قتال کی باتیں سوچتے رہے مگر اللہ نے ان کے دل میں رعب ڈال دیا اور کہنے لگے اے عبد یالیل اللہ کی قسم ہمیں ایسے بندے کے ساتھ لڑنے کی طاقت نہیں ہے خصوصاً ایسے حالات میں

جب سارے عرب اس کے مقابلے میں ہتھیار ڈال چکے ہیں۔ تم لوگ (وفد والے) اس کے پاس جاؤ اور اس کو دے دو وہ جو مانگے (یعنی جو جو مطالبہ کرے وہ جا کر مان لو) ان شرائط پر اس کے ساتھ صلح کر کے آؤ۔

وفد والے جو پہلے ہی مسلمان ہو گئے تھے، انہوں نے دیکھ لیا کہ وہ لوگ ڈر گئے ہیں اور انہوں نے جنگ پر اور حرب وضرب پر امن امان کو ترجیح دے دی ہے تو اس وفد نے کہا ہم یہ کام پہلے ہی کر کے آ گئے ہیں۔ بے شک ہم نے باہم فیصلہ کر لیا ہے اور ہم نے وہ ان کو دیا ہے ہم لے جو پسند کیا ہے یعنی ان کی بات مان کر اپنی پسند کا فیصلہ باہم کرا لیا ہے اور ہم نے شرط لگائی ہے جو کچھ ہم چاہتے ہیں اور ہم نے اس شخص (محمد رسول اللہ ﷺ) کو سب لوگوں سے زیادہ متقی پرہیزگار پایا ہے، اور سب سے زیادہ سب لوگوں سے زیادہ سچا پایا ہے۔

تحقیق ہمارے اور تمہارے لئے ان کی طرف سفر کرنے میں برکت ڈال دی گئی ہے یعنی ہمارا ان کے پاس جانا مبارک ثابت ہوا ہے۔ اور اس میں بھی برکت دے دی گئی ہے جو ہم نے ان سے فیصلہ کروایا ہے۔ لہٰذا فیصلہ میں جو کچھ طے ہوا ہے اس کو آپ لوگ سمجھئے اور اللہ کی طرف سے ملنے والی عافیت اور سلامتی کو قبول کیجئے۔ یہ تفصیل سن کر بنوثقیف نے سکھ کا سانس لیا، ڈر اور خوف کی فضا ایک دم ختم ہو گئی تو انہوں نے وفد سے پوچھا کہ پھر تم لوگوں نے یہ بات ہم لوگوں سے کیوں چھپائی تھی؟ اور تم لوگوں نے ہمیں غم دیا اور وہ بھی شدید غم نہیں بلکہ شدید ترین غم دیا۔ انہوں نے بتایا کہ ہم نے یہ چاہا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں سے شیطانی غرور نکال دے، چنانچہ وہ لوگ اسی جگہ پر ہی مسلمان ہو گئے، پھر چند دن ٹھہرے رہے۔

لات وعُزّیٰ کے آستانوں کو منہدم کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے نمائندے خالد بن ولید (سیف اللہ) اور مغیرہ بن شعبہ ودیگر صحابہ طائف میں پہنچ گئے

اس کے بعد ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کے نمائندے پہنچ گئے۔ ان پر حضرت خالد بن ولید سیف اللہ امیر بنائے گئے تھے اور ان میں حضرت مغیرہ بن شعبہ جیسے منجھے ہوئے لوگ بھی تھے۔ جب وہ لات کے آستانہ پرمبنی گھر اور عمارت کو منہدم کرنے کے لئے پہنچے تو سارے بنوثقیف نے رکاوٹ کرنے کی کوشش کی مرد بھی آئے اور عورتیں بھی، بچے بھی۔ یہاں تک کہ کنواری لڑکیاں حجلہ عروسی سے نکل کر آ گئیں (سب نے دفاع کرنے کی کوشش بھی کی اور اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھنے کی بھی) اس لئے کہ زیادہ تر ثقیف والوں کا خیال تھا کہ یہ آستانہ منہدم نہیں کیا جا سکے گا۔ اور وہ گمان کرتے تھے کہ ممنوع اور محفوظ کر دیا گیا ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ کا لات کے آستانے کو گرانا اور ثقیف والوں کا تماشہ دیکھنے کے لئے خود گرنا۔ پھر اُٹھ کر ان کو بنیاد سمیت کھود ڈالنا

حضرت مغیرہ بن شعبہ کھڑے ہو گئے دونوں ہاتھوں میں کدال وہتھوڑے لئے اور اپنے اصحاب سے کہنے لگے کہ آج میں ثقیف والوں کے ساتھ مذاق کر کے ان کو خوب پاگل بناؤں گا۔ چنانچہ دونوں کدالوں کے ساتھ لات کے آستانے پر ضرب لگائی پھر خود ہی گر گئے اور ایڑیاں رگڑنا شروع کر دیں۔ پھر کیا تھا اہل طائف خوش ہو گئے انہوں نے مشرکانہ نعرہ لگایا اس زور کے ساتھ کے پورا طائف لرز اُٹھا ایک چیخ کے ساتھ۔ کہنے لگے اللہ نے حضرت مغیرہ کو ہلاک کر دیا اور اس کو بتوں نے قتل کر دیا اور وہ بنوثقیف بہت خوش ہوئے جب انہیں پڑا ہوا دیکھا۔ مشرک کہنے لگے قریب جا کر، دیکھا تم میں سے ہے کوئی اے مسلمانوں! (مغیرہ کا انجام دیکھا تم نے) جس کو شوق ہو وہ آگے آئے اور پورا کرے۔ اپنی ہی کوشش دکھاؤ اس کو گرانے کے لئے۔ اللہ کی قسم مسلمانو تم ہرگز اس کو نہیں گرا سکتے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ جو صرف ان کو ذلیل کرنے کے لئے ڈرامہ کر رہے تھے کود کر کھڑے ہوئے اور بولے قبحکم اللہ، اللہ تمہیں رسوا کرے۔ثقیف والوں (تمہارے اس آستانے کی کوئی حیثیت نہیں ہے) یہ محض اینٹ پتھر و گارے کی عمارت ہے۔اللہ نے جو تمہیں عافیت دی ہے اس کو قبول کرلو اور صرف اللہ کی عبادت کرو۔(پھر اللہ اکبر کر کے) آستانے کے دروازے پر حملہ کیا اور اس کو توڑ ڈالا۔ اس کے بعد آستانے کی دیوار پر چڑھ گئے اور دیگر لوگ بھی (مسلمان مجاہدین) اُوپر چڑھ گئے۔انہوں نے (دیکھتے ہی دیکھتے شرک کی اور کفر کے آستانے کی اینٹ سے اینٹ بجادی)۔ایک ایک پتھر الگ کر دیا۔حتیٰ کہ انہوں نے اس کو زمین کے برابر کر دیا۔آستانے کا مجاور چابی بردار کہنے لگا بنیاد کھود کر دکھاؤ اس کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ نے مشرک کی بات سنی تو خالد بن ولید سے کہا مجھے چھوڑ یئے میں اس کی بنیاد ہی کیوں نہ کھود ڈالوں۔ چنانچہ انہوں نے اس کو اس قدر کھودا کہ نیچے سے مٹی نکال دی۔

مسلمان وہاں سے سارا مال لوٹ کر لے گئے

(آستانے پر چڑھایا جانے والا چڑھاوا) زیورات اور کپڑے نوچ کر اور کھینچ کر لے گئے۔بنو ثقیف حیران و پریشان ہو کر بڑی حسرت وافسوس کے ساتھ دیکھتے رہ گئے۔ایک بڑھیا نے ان میں سے کہا تھا کمینوں نے اس کا دفاع ترک کر دیا ہے اور تلوار زنی ترک کر دی ہے۔ وفد والے آئے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہوئے وہ لوگ خود ہی وہاں سے لوٹے ہوئے زیورات اور کپڑے وغیرہ بھی خود ہی حضور ﷺ کے پاس لے آئے۔رسول اللہ ﷺ نے اس کو اسی دن تقسیم کر دیا۔وفد والوں نے اللہ کی حمد اور شکر ادا کیا اس پر جو اللہ نے اپنے نبی کی نصرت کی تھی اور اپنے دین کو غلبہ دیا تھا۔

یہ الفاظ حدیث موسیٰ بن عقبہ کے ہیں اور روایت عروہ اسی کے مفہوم میں ہے۔(الدرر ۲۴۷۔۲۵۰)

محمد بن اسحٰق بن یسار کا خیال ہے کہ رسول اللہ تبوک سے مدینے میں ماہِ رمضان میں آئے تھے اور اسی ماہ ان کے پاس ثقیف والوں کا وفد آ گیا تھا۔اور اس نے یہ گمان کیا ہے کہ رسول اللہ جب ان سے لوٹے تھے ان کے پیچھے ان کے قدموں پر، عروہ بن مسعود ثقفی آ گیا تھا۔ اس نے حضور کو مدینہ پہنچنے سے قبل ہی پالیا تھا اور وہ مسلمان ہو گیا تھا۔اور اس نے اسلام کے ساتھ اپنی قوم کی طرف جانے کی اجازت مانگی تھی۔ حضور نے فرمایا تھا کہ وہ لوگ تمہیں قتل کر دیں گے۔

اس کے بعد ابن اسحٰق نے اس کے واپس جانے اور اس کے قتل ہونے کا واقعہ ذکر کیا ہے اور یہ کہ کہا گیا تھا ان سے ان کے دم کے بارے میں اس کے بعد جب تیر مارکر ان کو زخمی کر دیا گیا تھا۔(کس سے اس کا بدلہ لیا جائے)۔عروہ بن مسعود نے کہا تھا یہ عزت ہے اللہ نے جس کے ساتھ مجھے نوازا ہے اور شہادت ہے اللہ جس کو چلا کر میرے پاس لے آئے ہیں۔میرے بارے میں کچھ نہیں مگر وہی جو دیگر شہدا میں ہے جو رسول اللہ کے ساتھ مل کر لڑتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔اس سے قبل کہ وہ کوچ کریں تم مجھے ان کے ساتھ دفن کر دینا، لہٰذا انہوں نے اس کو ان کے ساتھ دفن کر دیا۔بنو ثقیف عروہ بن مسعود کی شہادت کے بعد کئی ماہ تک ٹھہرے رہے تھے۔

پھر (ابن اسحٰق نے) ذکر کیا ہے ثقیف کا نبی کریم ﷺ کے پاس آنا اور ان کا مسلمان ہونا۔اور یہ بھی ذکر کیا ہے اس نے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو سفیان بن حرب کو بھیجا تھا اور مغیرہ بن شعبہ کو کہ وہ جا کر (لات کے) بت خانے کو منہدم کر دیں۔اور ابو سفیان اپنے مال میں ٹھہر گئے تھے اور مغیرہ بن شعبہ چلے گئے تھے اور وہ جا کر اس آستانے کے اُوپر چڑھ گئے تھے اور کدال کے ساتھ اس کو ضرب لگاتے رہے اور اس کے پیچھے بنو معتب کھڑے رہے تھے اس ڈر کے مارے حفاظت کے لئے کہ کہیں اس کو تیر نہ مار دیا جائے اس کو شہید نہ کر دیا جائے جیسے عروہ کو مارا گیا تھا۔چنانچہ ثقیف والوں کی عورتیں سر اور بال کھول کر نکل آئی تھیں جو کہ لات کے آستانے کی تباہی و بربادی پر بُری طرح رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں :

لتبکین دفاع ۔ اسلمها الرضاع ۔ لم یحسنوا المصاع

البتہ ضرور رویا جائے گا دفاع بت اور آستانہ۔ کمینوں نے جس کے دفاع وحفاظت کو ترک کر دیا ہے جو (شاید) لڑائی اور تلوار کا استعمال ہی نہیں جانتے۔

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو عباس اسفاطی نے، ان کو ابراہیم بن حمزہ نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع نے عبدالکریم سے، اس نے علقمہ بن سفیان بن عبداللہ ثقفی سے، اس نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس وفد میں تھے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد لے کر گئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ مغیرہ بن شعبہ کے گھر کے پاس ہمیں ٹھہرایا گیا۔ بلال آتے تھے ہمارے پاس ہمیں افطار کراتے تھے، ہم پوچھتے تھے کیا رسول اللہ ﷺ نے افطار کر لیا ہے؟ وہ کہتے تھے جی ہاں۔ میں اس وقت آیا ہوں جب رسول اللہ نے افطار کر لیا ہے۔ وہ اپنا ہاتھ رکھتے وہ کھاتے اور ہم بھی کھاتے تھے۔ کہتے ہیں بلال ہمارے پاس ہماری سحریوں کے وقت بھی آتے تھے۔

اس دین میں کوئی خیر نہیں جس میں جھکنا نہ ہو .... (۳) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر اصبہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو حماد بن سلمہ نے حمید سے، اس نے حسن سے، اس نے عثمان بن ابو العاص سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ٹھہرایا تھا اس خیمے میں جو مسجد میں تھا تا کہ ان کے دل نرم ہوں قرآن سُن کر اور نمازیوں کو دیکھ کر۔ اور ان لوگوں نے شرط رکھی تھی حضور ﷺ پر جب وہ مسلمان ہوئے تھے کہ نہ وہ ہانکے جائیں، نہ مال کا دسواں حصہ لیا جائے۔ نہ ہی وہ مجبور کئے جائیں کسی امر پر۔ یعنی ان سے ان کے مال میں سے کچھ نہ لیا جائے، جہاد پر مجبور نہ کئے جائیں، نہ ہی کسی اور امر پر۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہاری یہ بات منظور ہے کہ تم سے اس بارے میں نرمی کی جائے گی مگر اس دین میں کوئی خیر نہیں ہے جس میں جھکنا (رکوع کرنا) بھی نہ ہو۔

(ابوداؤد۔ کتاب الخراج۔ حدیث ۳۰۲۶ ص ۱۶۳/۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی روذ باری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد نے، ان کو حسن بن صباح نے، ان کو اسماعیل بن عبدالکریم نے، ان کو ابراہیم نے اپنے والد سے، اس نے وہب سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر سے پوچھا ثقیف والوں کی حالت کے بارے میں جب انہوں نے بیعت کی تھی۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے شرط رکھی تھی نبی کریم ﷺ پر کہ ان پر صدقہ دینا نہیں ہوگا، اور ان پر جہاد کرنا بھی نہیں ہوگا بے شک یہ ہے کہ اس نے سُنا تھا بعد اس کے نبی کریم سے فرما رہے تھے کہ عنقریب وہ صدقہ بھی کریں گے اور وہ جہاد بھی کریں گے جب وہ مسلمان ہو گئے ہیں تو۔ (ابوداؤد۔ کتاب الخراج۔ حدیث ۳۰۲۵ ص ۱۶۳/۴)

امام کو مقتدیوں کی رعایت رکھنا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی عمرو بن مُرّہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا سعید بن مسیب سے، ان کو عثمان بن ابوالعاص نے، وہ کہتے ہیں کہ آخری عہد جو رسول اللہ نے مجھ سے کیا تھا وہ یہ تھا فرمایا تھا کہ جب تم کسی قوم کی امامت کرو تو ان پر نماز ہلکی اور آسان کرنا۔ (مسلم۔ کتاب الصلوۃ۔ حدیث ۱۸۷۔ ۳۴۲/۱)

(۶) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو ہشام بن علی نے، ان کو محمد بن مجیب نے ابو ہمام دلال سے، ان کو سعید بن سائب نے محمد بن عبداللہ بن عیاض سے، اس نے عثمان بن ابوالعاص سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو حکم دیا تھا کہ طائف کی مسجد وہاں بنائے جہاں ان کے یعنی اہل طائف کے بت تھے۔ (ابوداؤد۔ کتاب الصلوۃ۔ حدیث ۴۵۰۔ ۱۲۳/۱)

☆☆☆

باب ۲۰۸

نبی کریم ﷺ کا عثمان بن ابوالعاص ثقفی رضی اللہ عنہ کو وہ تعلیم دینا جو اس کی شفا کا سبب بنی اور حضور ﷺ کا اس کے لئے دعا کرنا حتیٰ کہ شیطان اس سے الگ ہو گیا اور اس سے نسیان بھی دُور ہو گیا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن مثنیٰ نے، ان کو سالم بن نوح نے، ان کو جریری نے ابوالعلاء سے، اس نے عثمان بن ابوالعاص سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ شیطان میرے اور میری نماز کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور میری قراءت کے، کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک شیطان ہوتا ہے اس کو حنزب کہا جاتا ہے۔ جب تم اس کو محسوس کرو تو اس سے اللہ کی پناہ مانگا کرو اور اپنی بائیں طرف تین بار تھوک دیا کرو۔ کہتے ہیں کہ میں نے ایسے ہی کیا تو اللہ نے اس کو مجھ سے دُور کر دیا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن مثنیٰ سے۔ (مسلم۔ کتاب السلام۔ حدیث ۶۸ ص ۱۷۲۸/۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوسہل احمد بن محمد زیاد قطان نے، ان کو زکریا بن یحییٰ ابو یحییٰ ناقد نے، ان کو عثمان بن عبدالوہاب ثقفی نے، ان کو ان کے والد نے یونس سے اور عنبسہ نے حسن سے، اس نے عثمان بن ابوالعاص سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اپنی یادداشت خراب ہونے کی شکایت کی قرآن مجید حفظ کرنے میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک شیطان ہوتا ہے اسے خنزب کیا جاتا ہے۔ میرے قریب آ اے عثمان (میں قریب ہوا تو) حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے پر رکھ دیا، میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے دونوں کندھوں کے درمیان محسوس کی۔ اور حضور ﷺ نے فرمایا نکل جا تو اے شیطان عثمان کے سینے سے۔ کہتے ہیں اس کے بعد میں نے جو بھی بات سنی وہی یاد ہو گئی۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوبکر قاضی نے، ان کو خبر دی ابومنصور محمد بن احمد ازہری نے، ان کو حسین بن ادریس انصاری سے ان کے مولا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے صلت بن مسعود بصری نے، ان کو معتمر بن سلیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا عبداللہ بن عبدالرحمن طائفی سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں اپنے چچا عمرو بن اویس سے، اس نے عثمان بن ابوالعاص سے، وہ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے عامل مقرر کیا تھا اور میں ان چھ افراد میں سے چھوٹا تھا جو وفد کی صورت میں حضور ﷺ کے پاس آئے تھے بنوثقیف میں سے تھے۔ یہ اس لئے ہوا کہ میں سورۃ بقرہ پڑھتا رہتا تھا۔

میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ بے شک قرآن مجھ سے چلا جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور فرمایا کہ اے شیطان تو نکل جا عثمان کے سینے سے۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے میں کوئی بھی چیز نہیں بھولا ہوں جس کو میں یاد کرنا چاہتا ہوں۔

(ابن ماجہ۔ کتاب الطب، حدیث ۳۵۴۸ ص ۱۱۷۴/۲)

ہر درد کا علاج

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذ باری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عبداللہ قعنبی نے مالک سے، اس نے یزید بن حصیفہ سے یہ کہ عمرو بن عبداللہ بن کعب سلمی نے، ان کو خبر دی ہے کہ نافع بن جبیر نے، ان کو خبر دی ہے عثمان بن ابوالعاص سے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، عثمان نے کہا مجھے درد ہے اس قدر کہ لگتا ہے مجھے ہلاک کر دے گا۔ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس جگہ پر سات بار اپنا دایاں ہاتھ پھیریں سات بار اور یہ پڑھیں :

اعوذ بعزة اللّٰہ وقدرته من شر ما اجد

عثمان کہتے ہیں کہ میں نے ایسے ہی کیا، اللہ نے میرا درد دُور کر دیا۔ اس کے بعد میں ہمیشہ اپنے گھر والوں کو اور عزیزوں کو یہی بتاتا ہوں۔ (مسلم۔ کتاب السلام۔ حدیث ۶۷ ص ۳/ ۱۷۲۸۔ ابوداؤد۔ کتاب الطب۔ حدیث ۳۸۹۱ ص ۴/ ۱۱)

مجموعہ ابواب ۲۰۹

رسول اللہ ﷺ کے پاس عرب کے وفود کی آمد [1]

(۱) ہمارے شیخ ابوعبداللہ حافظ نے مغازی میں ذکر کیا ہے اس میں جو میں نے نہیں پایا سماعی نسخہ میں۔ تحقیق مجھے خبر دی اس کے ساتھ بطور اجازت کے۔ یہ کہ ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حدیث بیان کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے۔

وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا اور غزوہ تبوک سے بھی فارغ ہو گئے اور بنوثقیف بھی مسلمان ہو گئے، انہوں نے بیعت بھی کر لی تو اس کے بعد ہر طرف سے رسول اللہ کے پاس عرب کے وفد آنے لگے اور وہ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہوئے، جیسے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے اس کے ذکر کو کہ ان کے پاس ہر طرف سے وفود آنے لگے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۱۷۱۔ تاریخ ابن کثیر ۵/ ۴۰)

[1] وفود کی تفصیل کے لئے دیکھئے : طبقات ابن سعد ۱/ ۲۹۔ سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۱۷۱۔ تاریخ طبری ۱/ ۱۵۵۔ ابن حزم ۲۵۹۔ عیون الاثر ۲/ ۲۹۵۔ البدایہ والنہایہ ۵/ ۴۰۔ سیرۃ شامیہ ۶/ ۳۸۶)

باب ۲۱۰

وفد عطارد بن حاجب بنو تمیم میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں عرب کے وفود رسول اللہ ﷺ کے پاس آنا شروع ہو گئے تھے۔

پس ان کے پاس عطارد بن حاجب بن زرارہ تمیمی وفد لے کر آئے بنو تمیم کے شرفاء کا۔ ان میں اقرع بن حابس تھے، زبرقان بن بدر تھے، عمرو بن الاہتم تھے، حجاب بن یزید تھے، نعیم بن زید اور قیس بن حارث اور قیس بن عاصم تھے بنو تمیم کے عظیم وفد میں۔ ان میں عیینہ بن حصن فزاری تھے اور اقرع بن حابس اور عیینہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ حنین میں، فتح مکہ میں غزوہ طائف میں شریک ہو چکے تھے۔ جب بنو تمیم کا وفد آیا تو اس میں یہ لوگ بھی آئے تھے۔ وفد بنو تمیم جب مسجد میں داخل ہوا تو انہوں نے حجروں کے باہر سے رسول اللہ کو آواز لگادی کہ ہماری طرف باہر آیئے اے محمد ﷺ ہم تیرے پاس آئے ہیں تاکہ ہم تیرے ساتھ فخر کریں۔ آپ ہمارے شاعر کو اور خطیب کو اجازت دیجئے۔ حضور نے فرمایا کہ اچھا ٹھیک ہے۔

جب انہوں نے آواز دی تو اس بات نے رسول اللہ ﷺ کو ایذا اور تکلیف دی یعنی ان کے چیخنے سے آپ باہر تشریف لے آئے۔ آپ جب باہر آئے تو انہوں نے کہا ہم تمہارے ساتھ مفاخرت کرنے آئے ہیں۔ حضور ﷺ نے ان کے خطیب کو اجازت دی کہ میں نے اجازت دی ہے تمہارے خطیب کو کھڑا ہو جائے۔ لہٰذا عطارد بن حاجب کھڑا ہوا، اس نے کہا:

''سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں بادشاہ بنایا۔ اس کو جس کو ہم سب پر فضیلت حاصل ہے، وہ ذات ہے جس نے ہمیں بڑے بڑے مال عطا کئے، ہم ان کے ساتھ بھلائی کے کام کرتے ہیں اور اس نے ہمیں اہل مشرق میں زیادہ عزت و غلبہ دیا اور ان میں اکثریت عطا کی اور اسلحہ وساز و سامان کی تیاری میں زیادتی عطا کی۔ لوگوں میں کون ہے ہم جیسا؟ کیا ہم لوگوں کے سردار نہیں ہیں؟ اور ان میں سے صاحب فضل بھی جو شخص ہم سے مفاخرت کرے اس کو چاہئے کہ ہماری طرح خوبیاں شمار کرائے، اگر ہم چاہیں تو ہم بات زیادہ بھی کر سکتے ہیں، لیکن ہم شرم کرتے ہیں زیادہ عطاؤں کا ذکر کرنے سے۔ میں یہ بات کہتا ہوں تاکہ تم ہماری بات جیسی بات لے آؤ اور کوئی امر ایسا لے آؤ جو افضل ہو ہمارے امر سے، اس کے بعد وہ بیٹھ گیا''۔

رسول اللہ ﷺ کے حکم سے بنو تمیم کے خطیب کا جواب
حضرت ثابت بن قیس بن شماس نے دیا

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس بن شماس سے کہا آپ کھڑے ہو جایئے اور اس کو جواب دیجئے۔ وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا:

''سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں آسمان و زمین جس کی مخلوق ہیں، جس نے آسمان و زمین میں اپنا حکم نافذ کر رکھا ہے۔ کرسی اس کی فراخ ہے اور علم اس کا وسیع ہے، کوئی بھی شئی ہرگز موجود نہیں ہے مگر اس کے فضل سے، پھر یہ بات بھی اسی کے فضل سے ہے کہ اس نے ہمیں بادشاہ بنا دیا، اور اس نے اپنی بہترین مخلوق میں اپنا رسول منتخب فرمایا جو ساری مخلوق سے باعزت نسب کا حامل ہے، سب سے زیادہ بات کا سچا ہے، اور سب سے افضل ہے حسب کے اعتبار سے۔ اللہ نے اس پر اپنی کتاب اُتاری ہے اور امین بنایا ہے اسے اپنی مخلوق پر۔ لہٰذا وہ اللہ کا برگزیدہ ہے سارے جہانوں میں، اس رسول نے لوگوں کو اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دی ہے۔ پس ایمان لائے اس کے سبب سے اس کی قوم میں سے مہاجرین اور اس کے قریبی رشتہ دار، وہ رسول سب لوگوں سے حسب کے اعتبار سے اکرم ہے، چہرے کے لحاظ سے احسن ہے سب

لوگوں سے عمدہ افعال والا ہے، سب لوگوں میں پہلا شخص قبولیت کے اعتبار سے، اللہ نے اجابت کرائی جب بھی اس کو رسول اللہ نے پکارا، ہم تو بس ہم اللہ کے دین کے انصار مددگار ہیں، اللہ کے رسول کے وزیر ہیں، ہم لوگوں سے جہاد وقتال کرتے رہیں گے اس وقت تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔ لہٰذا جو شخص ایمان لاتا ہے اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ وہ اپنے جان ومال کو محفوظ کر لیتا ہے، اور جو شخص عہد شکنی کرے گا ہم اس کے ساتھ اللہ کے دین کے لئے ہمیشہ جہاد وقتال کرتے رہیں گے، اور اس کو قتل کرنا ہمارے لئے آسان ہوگا۔ میں یہی کچھ کہتا ہوں اور اللہ سے استغفار کرتا ہوں مؤمن مردوں اور مؤمنہ عورتوں کے لئے''۔ والسلام علیکم

ابن اسحاق نے اس کے بعد زبرقان بن بدر کے (خطاب) کے لئے اُٹھنے اور اس کے اشعار کہنے کا ذکر کیا ہے۔ اور حضرت حسان کے اس کے جواب دینے کا۔ زبرقان کے اشعار سیرت ابن ہشام میں موجود ہیں، اس کے جواب میں حضرت حسان کا مشہور قصیدہ رائعہ شہیرہ موجود ہے، بخوف طوالت یہاں ذکر نہیں کیا ہے۔

جب حسان اپنے قول سے فارغ ہوئے تو اقرع بن حابس نے کہا یہ شخص ہمارے خطیب سے بڑا خطیب ہے اور رسول اللہ ﷺ کا شاعر ہمارے شاعر سے بڑا شاعر ہے اور ان کی آوازیں بھی ہمارے لوگوں کی آوازوں سے بلند ہیں۔

جب وہ لوگ فارغ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی، اور ان کو عمدہ عطایا دیئے، اور عمرو بن اہتم کو ان کی قوم نے اپنے پیچھے چھوڑ دیا ہے وہ ان سب میں نو عمر تھا۔ چنانچہ قیس بن عاصم نے کہا اور وہ ابن اہتم کو ناپسند کرتا تھا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے اوپر سلام ہو وہ تو ہم میں سے لڑکا تھا ہمارے سامان میں رہتا تھا وہ نو عمر لڑکا ہے۔ رسول اللہ نے اسی طرح دیا جس طرح دیگر افراد کو دیا تھا۔ لہٰذا عمرو بن اہتم نے کہا جب اس کو یہ بات پہنچی یعنی قیس کا قول جس میں اس نے اس کی بُرائی کی تھی۔ لہٰذا کئی اشعار ذکر کئے :

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۷۸۔۴۴، تاریخ ابن کثیر ۵/۴۲۔۴۴)

اس نے کہا :

ان كنتم جئتم لحقن دماء كم — واموالكم ان تقسموفى المقاسم
فلا تجعلوا لله ندا واسلموا — ولا تلبسو زيا كذى الاعاجم

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو محمد بن زبیر حنظلی نے کہ زبرقان بن بدر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور قیس بن عاصم اور عمرو بن اہتم۔ انہوں نے ابن اہتم سے کہا کہ مجھے زبرقان کے بارے میں بتائیے۔ بہرحال یہ بات میں تم سے قیس کے بارے میں نہیں پوچھ رہا۔ اس نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے قیس کو پہچان لیا تھا۔ عمرو نے بتایا زبرقان اپنے حکم میں اطاعت کیا ہوا ہے (یعنی وہ سردار ہے اس کی بات مانی جاتی ہے)۔ سخت مقابلہ کرنے والا ہے، اپنے پیچھے اپنے والوں کی حفاظت کرنے والا ہے۔

کہتے ہیں کہ زبرقان نے کہا کہ تحقیق کہہ چکا وہ جو کچھ اس نے کہنا تھا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ میں افضل ہوں اس سے جو کچھ اس نے کہا ہے۔ کہتے ہیں پس عمرو نے کہا اللہ کی قسم میں نہیں جانتا تجھ کو مگر تم بے مروت ہو کنجوس وبخیل ہو احمق باپ کے بیٹے ہو۔ تمہارے ماموں کمینے ہیں۔ پھر کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میں نے ان دونوں کی گفتگو میں سچ کہا ہے۔ اس نے مجھے راضی کیا ہے تو میں نے اس کی وہ اچھی باتیں بیان کی ہیں جو میں جانتا ہوں اور اس نے ناراض کر دیا ہے مجھ کو تو بُری معلومات کے ساتھ جو اس بارے میں جانتا تھا بیان کی ہیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک بیان جادو آفرین ہے۔

یہ روایت منقطع ہے تحقیق روایت کیا گیا ہے دوسرے طریق سے بطور موصول روایت کے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوجعفر کامل بن احمد مستملی نے ان کو خبر دی محمد بن محمد بن احمد بن عثمان بغدادی نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن حسین علاّف نے بغداد میں، ان کو حدیث بیان کی علی بن حرب طائی نے، ان کو ابوسعد الہیثم نے بن محفوظ نے ابوالمقوم سے ان کا نام تھا یحییٰ بن یزید، اس نے حکم بن عتیبہ سے، اس نے مقسم مولیٰ ابن عباس سے، اس نے عبداللہ بن عباس سے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴۵/۵)

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس قیس بن عاصم اور زبرقان بن بدر اور عمرو بن اہتم یہ سارے تمیمی آکر بیٹھے اور زبرقان نے فخر کیا اور کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ میں بنوتمیم کا سردار ہوں میری اطاعت کی جاتی ہے ان میں۔ اور میری ہر بات کی اجابت کی جاتی ہے۔ میں ان کو ظلم سے بچاتا ہوں اور ان کے حقوق لے کر دیتا ہوں اور یہ موصوف بھی اس بات کو جانتا ہے یعنی عمرو بن اہتم۔

اتنے میں عمرو بن اہتم نے کہا کہ واقعی یہ سخت مقابلہ کرنے والا ہے اپنی جانب کا دفاع کرنے والا ہے، اپنی قوم میں سردار ہے۔ زبرقان بن بدر نے کہا اللہ کی قسم یارسول اللہ البتہ تحقیق یہ میرے بارے میں اس کے علاوہ بھی بہت کچھ جانتا ہے جو کچھ اس نے کہا ہے، اس کے بتانے سے اور کوئی چیز اس کو مانع نہیں ہے بتانے سے مگر حسد ہی مانع ہے ۔عمرو بن اہتم نے کہا میں تم سے حسد کروں گا؟ اللہ کی قسم بے شک تو لئیم الخال ہے، حدیث المال ہے، احمق الولد ہے، کمینے قبیلے میں وضیع ہے، اللہ کی قسم یارسول اللہ ﷺ میں نے بالکل سچ کہا ہے جو کچھ کہا ہے، شروع میں اور میں نے جھوٹ اس میں بھی بولا ہے جو کچھ میں نے آخر میں کہا ہے، لیکن میں ایسا آدمی ہوں کہ جب میں راضی ہوتا ہوں تو میں احسن بات کہتا ہوں جو مجھے معلوم ہوتی ہے اور جب میں ناراض ہوتا ہوں تو میں سب سے زیادہ قبیح بات بتاتا ہوں جو میں پاتا ہوں۔ اللہ جانتا ہے میں نے پہلی مرتبہ بھی سچ کہا تھا اور دوسری مرتبہ بھی سب کچھ سچ کہا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ بیان جادو ہے یہ بیان جادو ہے۔

بیر کے پتے پانی میں اُبال کر غسل کرنے کی حکمت .... (۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو حسن بن سہل المجوز نے، ان کو ابوعاصم نے، ان کو سفیان نے اغر سے، اس نے خلیفہ بن حصین سے، اس نے قیس بن عاصم سے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور مسلمان ہوگیا تو نبی کریم نے اس کو حکم دیا کہ وہ پانی اور بیر کے پتوں کو اُبال کر غسل کرے۔

(۵) ہمیں خبر دی القاضی ابوالہیثم عتبہ بن خیثمہ بن محمد بن خاتم بن خیثمہ نے، ان کو ابوالعباس احمد بن ہارون فقیہ نے، ان کو محمد بن ابراہیم بوشجی نے، ان کو یوسف بن عدی نے، ان کو عبدالرحیم بن سلیمان نے قیس بن ربیع سے، اس نے اغر سے، اس نے خلیفہ بن حصین سے، اس نے اپنے دادا قیس بن عاصم سے کہ وہ آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس اور مسلمان ہوگئے۔ رسول اللہ نے ان کو حکم دیا تھا کہ وہ غسل کرے پانی اور بیری کے ساتھ (یعنی بیری کے پتے پانی میں اُبال کر اس پانی سے غسل کرے تاکہ جسم اچھی طرح صاف ہوجائے)۔ اور یہ حکم دیا کہ وہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے، وہ اس کو سکھائیں گے اور تعلیم دیں گے دین کے بارے میں۔

(ابوداؤد۔ حدیث ۳۵۵ ص ۹۸/۱)

☆☆☆

باب ۲۱۱

وفد بنو عامر اور نبی کریم ﷺ کا عامر بن طفیل کے خلاف بدعا کرنا اور اللہ کا اس کے شر سے کفایت کرنا۔ اور اربد بن قیس کے شر سے بھی اس کے بعد کہ اللہ نے اپنے نبی کو اس سے بچایا تھا اور اس سب کچھ میں جو آثارِ نبوت ظاہر ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے، ان کو اسود بن شیبان نے، ان کو ابوبکر بن ثمامہ بن نعمان راسبی نے یزید بن عبداللہ ابوالعلاء سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے والد وفد لے کر گئے تھے نبی کریم ﷺ کے پاس بنو عامر میں۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے سردار ہیں ہمارے اُوپر صاحب قوت وطاقت ہیں۔ انہوں نے کہا بس ٹھہر ٹھہر کر اپنی بات کہو تمہیں شیطان نہ گھیرے۔ سردار در حقیقت اللہ ہے۔ السید اللہ السید اللہ السید اللہ۔

ہمارے شیخ ابوعبداللہ حافظ نے ذکر کیا ہے ابوالعباس الاصم سے ان کو خبر دی عطاردی نے یونس سے، اس نے ابن اسحق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بنو عامر کا وفد آیا تھا ان میں عامر بن طفیل اور اربد بن قیس، خالد بن جعفر اور حیان بن مسلم بن مالک بھی تھے۔ یہ لوگ اپنی قوم کے سرغنہ تھے اور ان میں سے شیطان تھے۔ لہٰذا عامر بن طفیل آیا اور کہنے لگا اللہ کی قسم میں نے قسم کھائی تھی کہ میں منع نہیں کروں گا ہر اس شخص کو عرب میں سے جو میرے پیچھے پیچھے آئے گا۔ کیا بھلا میں اتباع کروں قریش میں سے اس جوان کی۔ اس کے بعد اربد سے کہا جب ہم محمد کے پاس پہنچ جائیں گے تو میں باتوں باتوں میں محمد کے چہرے کو مشغول کروں گا تم تلوار کے ساتھ ان کا کام تمام کر دینا۔ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو عامر نے کہا اے محمد ﷺ! مجھے خلوت میں ٹائم دیجئے (تاکہ میں اکیلے میں آپ سے باتیں کر سکوں)۔

دوسرا مفہوم ہے کہ آپ مجھے اپنا دوست اور ساتھی بنا لیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں یہ نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ آپ اللہ کے اُوپر ایمان لے آئیں۔ درانحالیکہ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ جب اس پر رسول اللہ ﷺ نے انکار کر دیا تو اس نے کہا خبردار اللہ کی قسم البتہ میں ضرور بھر دوں گا سرخ گھوڑوں کو تیرے خلاف اور مردوں کو۔ جب وہ واپس لوٹا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ عَامِرَ بْنَ الطُّفَيْلِ۔ (ترجمہ) اے اللہ تو مجھ کو عامر بن طفیل کے مقابلے پر کافی ہو جا۔

چنانچہ جب وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے نکلے تو عامر نے کہا اربد سے، ہلاک ہو جا تو اے اربد۔ تم کہاں تھے اس کام سے جو میں نے تیرے ذمہ لگایا تھا؟ اللہ کی قسم روئے زمین پر کوئی ایسا آدمی نہیں جو میرے نزدیک زیادہ خوفناک ہو میرے نفس پر تیرے مقابلے میں۔ اور اللہ کی قسم میں آج کے دن کے بعد کبھی نہیں ڈروں گا۔ اس نے کہا تیرا باپ نہ رہے مجھ پر جلدی نہ کر۔ اللہ کی قسم میں نے نہیں ارادہ کیا اس کا جو تم نے مجھے امر کیا تھا ایک بار بھی۔ میں داخل نہیں ہوا اپنے اور کسی آدمی کے درمیان حتیٰ کہ نہ دیکھوں میں تیرے ماسوا کو۔ پس ماروں گا تجھ کو تلوار۔

اس کے بعد وہ اپنے شہر کی طرف روانہ ہو گئے جب وہ بعض راستے میں پہنچے اللہ نے عامر بن طفیل پر طاعون بھیجا اس کی گردن میں۔ لہٰذا اس کو قتل کر دیا بنو سلول کی ایک عورت کے گھر پر۔ اس کے بعد اس کے اصحاب نکلے جب اس کو دفن کر چکے تھے حتیٰ کہ ارض بنو عامر میں پہنچے تو

ل دیکھئے: سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۰۹۔ طبقات ابن سعد ۱/۳۱۰۔ تاریخ طبری ۳/۱۴۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۵/۵۲۔ ۶۰۔ عیون الاثر ۲/۲۴۵۔ نہایۃ الادب ۱۸/۵۱۔ ۵۸۔ شرح المواہب ۴/۱۱۔ ۱۴)

ان کے پاس ان کی قوم آئی پوچھا کہ پیچھے کیا حالت ہے، کیا کر کے آئے ہو؟ اربد نے کہا اس (محمد ﷺ) نے ہمیں ایک شے کی عبادت کی دعوت دی ہے۔ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ وہ میرے پاس ہو میں اس کو تیر کا نشانہ ماروں حتیٰ کہ میں اس کو قتل کر دوں۔ چنانچہ وہ نکلا بعد اس کے اس مکالمہ کے ایک یا دو دن۔ اس کے ساتھ اونٹ تھا جو اس کے پیچھے آ رہا تھا۔ بس اللہ نے اس پر اور اس کے اونٹ پر بجلی گرا دی اس نے ان کو جلا دیا اور اربد لبید بن ربیعہ کا ماں کی طرف سے بھائی تھا، وہ اس کو رویا اور اس کا مرثیہ کہا تھا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو معاویہ بن عمرو نے، ان کو ابواسحق نے اوزاعی سے، اس نے اسحق بن عبداللہ بن ابوطلحہ سے بیر معونہ کے دو قصوں میں۔ اوزاعی کہتے ہیں کہ یحییٰ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ عامر بن طفیل پر تیس روز تک صبح صبح بد دعا کرتے رہے۔

دشمن کے خلاف بد دعا کرنا

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ عَامِرَ بْنَ طُفَيْلٍ بِمَا شِئْتَ ۔ (ترجمہ) اے اللہ میری طرف سے عامر بن طفیل کی کفایت کر (کافی ہو جا) جیسے تو چاہے۔

وَابْعَثْ عَلَيْهِ دَاءً يَقْتُلُهُ ۔ (ترجمہ) اور اس پر کوئی بیماری بھیج جو اس کو ہلاک کر دے۔

لہٰذا اللہ نے اس پر طاعون بھیجا جس نے اس کو ہلاک کر دیا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن اسحق مزکی نے، ان کو خبر دی ابومحمد عبداللہ بن اسحاق نے، ان کو محمد بن اسماعیل سلمی نے، ان کو عبداللہ بن رجاء نے، ان کو خبر دی ہمام نے اسحق بن ابوطلحہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک ﷺ نے قصہ حرام بن ملحان میں، وہ کہتے ہیں کہ مشرکین کا سردار عامر بن طفیل رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا میں تجھے تین باتوں کا اختیار دیتا ہوں کہ اہل شہر تیرے لئے ہوں گے اور اہل گاؤں میرے لئے ہوں گے (ان پر تیری اور ان پر میری حکومت ہوگی) اور تیرے بعد تیرا خلیفہ یعنی نائب ہوں گا۔ یا پھر میں تیرے ساتھ جنگ کروں گا بنوغطفان کے ذریعے ایک ہزار سرخ وسفید گھوڑوں اور گھوڑیوں کے ساتھ۔ کہتے ہیں کہ پھر (اس کا انجام یہ ہوا کہ ایک عورت کے گھر میں رہتے ہوئے اس کو نیزے کا زخم لگا۔ کہتے ہیں کہ جس سے اس کی زبان ایسے لٹک گئی جیسے جوان اُونٹ باہر نکالتا ہے۔ اس عورت کے گھر میں کہنے لگا کہ میرا گھوڑا لے آؤ۔ اس پر سوار ہوا اور اسی کی پیٹھ پر ہی مر گیا۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ہمام سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۹۱۔ فتح الباری ۳۸۵/۷)

(۴) ہمیں خبر دی ابوسعد عبدالملک بن ابوعثمان زاہد نے، ان کو خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یحییٰ بن طاہر حسینی نے مدینے میں، ان کو محمد بن یحییٰ بن حسین بن نصر نے، ان کو عبداللہ زبیر بن بکار نے، ان کو بیان کی فاطمہ بنت عبدالعزیز بن مؤمل نے اپنے والد سے، اس نے اس کے دادا مؤمل بن جمیل سے۔ وہ کہتے ہیں کہ عامر بن طفیل نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تھا۔ حضور ﷺ نے اس سے کہا تھا کہ اے عامر مسلمان ہو جا۔ اس نے کہا کہ میں اس شرط پر مسلمان ہوتا ہوں کہ دیہات میرے لئے ہوں گے اور شہر تیرے لئے۔ کہتے ہیں کہ جب وہ واپس لوٹا تو وہ کہہ رہا تھا اللہ کی قسم اے محمد میں بھر دوں گا تیرے اُوپر گھوڑے بغیر بالوں والے اور نوجوان چھوکروں سے یا میں ہر ہر کھجور کے درخت کے ساتھ گھوڑا باندھ دوں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے اللہ مجھے کفایت فرما (یعنی میری طرف سے تو کافی ہو جا اور بدلہ لے لے) عامر سے اور اس کی قوم کو ہدایت عطا فرما۔ لہٰذا وہ نکل گیا حتیٰ کہ جب وہ مدینے کی پشت پر پہنچا تو اس نے ایک عورت کی طرف رجوع کیا، جس کو سلولیہ کہا جاتا تھا۔ وہ اپنے گھوڑے سے نیچے اُترا اور اس کے گھر میں سو گیا لہٰذا اس کے حلق میں پھوڑا پیدا ہو گیا۔ وہ اپنے گھوڑے پر بیٹھا اور اس نے اپنا نیزہ ہاتھ میں لیا اور وہ اس پر ادھر اُدھر گھومنے اور گردش کرنے لگا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ یہ اُبھارا ہو گیا ہے جیسے جوان اُونٹ دل نکالتا ہے اور موت ہے سلولیہ کے گھر میں (یعنی یہاں پر میں مر جاؤں گا)۔ ہمیشہ اس کا یہی حال رہا حتیٰ کہ وہ اپنے گھوڑے سے مر کر گر گیا۔ واللہ اعلم

☆☆☆

باب ۲۱۴

وفد عبدالقیس[1] کی آمد اور نبی کریم ﷺ کا ان کی آمد کی خبر دینا ان کی آمد سے پہلے

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک رحمۃ اللہ نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے ابوجمرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب وفد عبدالقیس والے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو حضور ﷺ نے پوچھا تھا کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم بنو ربیعہ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا خوش آمدید ہو وفد کو۔ غیر ناکام وغیر نامراد (یعنی ناکام ونامراد نہیں آئے ہو بلکہ تمہارا آنا کامیابی اور سعادت مندی ہی ہوگا)۔ ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ ربیعہ کا ایک قبیلہ ہیں اور ہم لوگ بہت دور دراز جگہ سے آئے ہیں۔ اور بے شک ہمارے اور تمہارے درمیان کفار مضر کے قبائل پڑتے ہیں۔ ہم آپ کے پاس ہر وقت نہیں آسکتے مگر شہر الحرام کے اندر۔ لہٰذا آپ ہمیں کوئی صاف صاف اور فیصلہ کن بات کا حکم دے دیں جس پر ہم اپنے پیچھے والوں کو بھی دعوت دیں اور اس کے ذریعے ہم جنت میں چلے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں۔

۱۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ کے ساتھ ایمان لانے کا جو اکیلا ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ ایمان باللہ کیا ہوتا ہے؟ یہ شہادت دینا ہوتی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود ومشکل کشا نہیں ہے۔ صرف وہی ہے اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

۲۔ اور نماز قائم کرنا۔ ۳۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔ ۴۔ ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔

اس کے علاوہ تم غنیمتوں میں سے پانچواں حصہ (ہمیں) دیا کرو گے۔ اور میں تمہیں چار چیزوں سے روکتا ہوں۔

چار (طرح کے شراب پینے کے برتنوں کو استعمال کرنے سے) دُبّاء، حَنتم اور نقیر اور مُزفّت۔

(راوی نے کبھی مزفت کی جگہ مُقیّر کہا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان باتوں کو یاد رکھو اور ان کی اپنے پیچھے والوں کو دعوت دو۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے شعبہ کی حدیث سے۔ (مسلم ۱/۱۸۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالفتح ہلال بن محمد بن جعفر حفار نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسین بن یحییٰ بن عیاش نے، ان کو ابوالاشعث نے، ان کو خالد بن حارث نے، ان کو سعید بن ابوعروبہ نے قتادہ سے، اس نے متعدد لوگوں سے جو وفد کو مل گئے تھے، اور ذکر کیا ہے ابونضر کو، اس نے حدیث بیان کی ابوسعید خدری سے یہ کہ جب وفد عبدالقیس رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو انہوں نے بتایا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ ربیعہ کا ایک قبیلہ ہیں ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر کے قبائل واقع ہیں۔ ہم لوگ آپ کے پاس نہیں آسکتے مگر شہر الحرام میں آپ ہمیں کسی ایسی چیز کا حکم دیں جس کی طرف ہم اپنی قوم کو دعوت دیں اور اس کے ذریعے ہم جنت میں داخل ہو جائیں جب ہم اس پر عمل کریں۔ فرمایا میں آپ کو چار چیزوں کا حکم کروں گا اور چار چیزوں سے منع کروں گا۔

یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہ کرو۔ اور نماز کی پابندی کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو اور تم غنیمتوں میں سے خمس (پانچواں حصہ) ادا کرو۔ اور چار چیزوں سے تمہیں روکتا ہوں۔ کدو کا پیالہ، سبز گھڑا، روغنی برتن، لکڑی کو کھود کر بنایا ہوا پیالہ۔

[1] دیکھئے: سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۸۶۔ طبقات ابن سعد ۱/۳۱۴۔ تاریخ طبری ۳/۱۳۶۔ ۱۳۷۔ عیون الاثر ۲/۲۹۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۵/۴۶۔ ۴۸۔ نہایۃ الارب ۱۸/۶۵۔ شرح المواہب ۴/۱۳۔ ۱۹)

لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ نقیر کے بارے میں آپ کا علم کیا ہے؟ فرمایا کہ کھجور کا یا لکڑی کا تنا جسے تم کرید کر بیچ سے خالی کرتے ہو پھر اس کے اندر قطیا اور کھجور خشک ڈال کر اس پر پانی اُونڈیل دیتے ہو یہاں تک کہ وہ جوش مارتا ہے جب وہ بیٹھ جاتا ہے تم اس کو پیتے ہو جس سے اس قدر خمار چڑھتا ہے کہ ایک شخص تم میں سے اپنے چچا کے بیٹے کو بھی نہیں پہچانتا اور اس کو قتل کر دیتا ہے۔

کہتے ہیں کہ ان لوگوں میں ایک آدمی بیٹھا تھا اس کے ساتھ اسی طرح واقعہ ہو چکا تھا۔ اس نے کہا کہ میں اس واقعہ کو چھپاتا تھا رسول اللہ ﷺ سے شرم کرتے ہوئے۔ لوگوں نے پوچھا کہ پھر ہم کس چیز میں پیا کریں یارسول اللہ ﷺ، فرمایا کہ پینے کی حلال چیزیں چمڑے کے برتن میں پیا کرو جن کے اُوپر منہ پر کپڑا باندھا گیا ہو۔ لوگوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ ہماری سرزمین کثیر چوہوں والی ہے یہاں پر چمڑے کے پینے کے برتن باقی نہیں رہتے۔ آپ نے فرمایا کہ خواہ ان کو چوہے کھا جائیں آپ نے دو مرتبہ کہا یا تین مرتبہ پھر آپ ﷺ نے اشج عبدالقیس سے کہا تیرے اندر دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ بھی پسند کرتا ہے ایک حوصلہ، دوسرے رجوع کرنے ماننے کا مادہ یا وقار۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ابن ابوعروبہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۲۶ ص ۱/ ۴۸۔۴۹)

حضور ﷺ کا منذر راشج کی تعریف کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے، ان کو اسماعیل بن محمد بن اسماعیل صفار نے، ان کو حسین بن فضل بن سمح نے، ان کو قیس بن حفص دارمی نے، ان کو طالب بن حجیر عبدی نے، ان کو ہود بن عبداللہ بن سعید نے۔ اس نے سُنا مزیدۃ العصری سے۔ (اسد الغابۃ ۱/ ۹۶۔۴/ ۳۱۷)

انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کو حدیث بیان فرما رہے تھے اچانک انہوں نے ان سے کہا عنقریب تمہارے اُوپر یہاں سے سوار نمودار ہوں گے وہ اہل مشرق کے بہتر لوگ ہوں گے۔ حضرت عمر کھڑے ہو گئے اور ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔ لہٰذا وہ تیرہ سواروں سے ملے، ان سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا کہ بنو عبدالقیس سے۔ کیا چیز تمہیں ان شہروں میں لے آئی ہے کیا تجارت؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا خبردار نبی کریم ﷺ نے ابھی ابھی تمہارا ذکر خیر کیا ہے۔ اس کے بعد عمر چلتے ہوئے ان کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس آ گئے۔ حضرت عمر نے لوگوں سے کہا کہ یہ ہیں وہ صاحب جن سے تم ملنا چاہتے ہو۔ لہٰذا وہ اپنے اپنے اُونٹوں سے کود گئے۔ بعض ان میں سے چل کر بعض دوڑ کر بھاگ کر نبی کریم ﷺ کے پاس آ گئے۔ انہوں نے نبی کریم کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس کو بوسے دیئے اور اشج پیچھے رہ گیا تھا سواریوں میں اس نے ان کو بٹھایا اور ساتھیوں کا سامان جمع کیا بعد میں چل کر آیا۔ اس نے بھی حضور ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیا۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا تیرے اندر دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ اور اللہ کا رسول پسند کرتے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ وہ فطرت ہے جس پر میں پیدا کیا گیا ہوں یا میری طرف سے بناوٹ ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا بلکہ وہ فطرت ہیں اس نے کہا اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے ایسی فطرت پر بنایا ہے اللہ اور رسول جس کو پسند کرتے ہیں۔ (تاریخ ابن کثیر ۵/ ۴۷۔۴۸)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد محمد بن عیسیٰ نے، ان کو مطر بن عبدالرحمن اعنق نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی اُم ابان بنت وازع بن زادع نے اپنے دادا زارع سے اور وہ وفد عبدالقیس میں تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے ایک دوسرے سے جلدی کی اپنی سواریوں سے بھاگ کر، ہم حضور ﷺ کے ہاتھ چومنے لگے اور منذر راشج نے انتظار کیا حتیٰ کہ وہ اپنے سامان پر آیا اس نے کپڑے بدلے پھر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ حضور ﷺ نے اس سے کہا کہ تیرے اندر دو خصلتیں ہیں جنہیں اللہ پسند کرتا ہے حلم اور اناءۃ و وقار۔ اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ کیا میں نے وہ عادتیں خود اختیار کر رکھی ہیں یا اللہ نے مجھے ان پر تخلیق کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بلکہ اللہ نے تجھے ان پر تخلیق کیا ہے۔ اس نے کہا اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے ان خصلتوں پر بنایا ہے اللہ جن کو پسند کرتا ہے اور رسول بھی۔ (مسند احمد ۴/ ۲۰۶)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابوطاہر دقاق نے بغداد میں، ان کو خبر دی احمد بن سلمان نے، وہ کہتے ہیں پڑھی گئی تھی ابوقلابہ عبدالملک بن محمد رقاشی پہ حدیث، اور میں سن رہا تھا۔ وہ کہتا ہے ہمیں حدیث بیان کی رجاء بن سلمہ نے، ان کو ابن مبارک نے ابراہیم بن طہمان نے ابوجمرۃ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ پہلا جمعہ جو جمعہ قائم کیا گیا تھا مدینے کے جمعہ کے بعد وہ بحرین کا جمعہ تھا مقام جواثا میں۔ وہ ایک بستی ہے عبدالقیس کی بستیوں میں سے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حبان سے وہ مبارک سے۔ (فتح الباری ۴/ ۳۷۹۔ ۸/ ۸۹)

دین اسلام قبول کرنے پر جنت کی ضمانت .... (۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس جارود بن معلّی بن عمرو بن نے حنش بن یعلی عبدی نے، وہ نصرانی تھا وہ وفد عبدالقیس میں تھا اس نے کہا یا رسول اللہ میں اپنے دین پر ہوں اور بے شک میں اب اپنا دین تیرے دین کے لئے چھوڑ دیتا ہوں آپ میرے ضامن بن جائیں اس میں جو کچھ ہے۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے میں ضامن ہوں تیرے لئے۔ بے شک وہ چیز میں جس کی طرف دعوت دیتا ہوں وہ بہتر ہے اس سے جس پر تو ہے۔ لہٰذا وہ مسلمان ہو گیا اور اس کے احباب مسلمان ہو گئے۔ پھر اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمیں سواری دیجئے۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میرے پاس اتنا نہیں ہے کہ جس میں تمہیں اس پر سواری دوں۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان خطرناک حملہ آور لوگ ہیں، ہم ان پر سے گزر کر آتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں وہ تو آگ کا جلانا ہے۔

پھر ذکر کیا ابن اسحاق نے جارود کا رجوع کرنا اپنی قوم کی طرف اور بے شک اچھے اسلام کا حامل تھا اپنے دین پر پکا رہا حتیٰ کہ انتقال ہو گیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۱۸۲۔ ابن کثیر ۵/ ۴۸)

باب ۲۱۳

وفد بنو حنیفہ [1]

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد یعقوب نے، ان کو عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کے پاس بنوحنیفہ کا وفد آیا ان میں مسیلمہ کذاب بھی تھا ان کے قیام کی جگہ انصار کی ایک عورت کا گھر تھا بنونجار میں سے۔ لہٰذا مسیلمہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ انہوں نے اسے کپڑوں میں چھپایا ہوا تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی تھی۔ وہ جب رسول اللہ کے پاس پہنچا وہ اس کو کپڑوں میں چھپا رہے تھے۔ اس نے رسول اللہ سے بات کی اور ان سے سوال کیا (مانگا)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس سے کہ اگر تم مجھ سے کھجور کی یہ ڈنڈی مانگو گے تو میں تمہیں یہ بھی نہیں دوں گا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک شیخ نے کہا تھا اہل یمامہ میں سے بنوحنیفہ میں سے کہ اس کی بات اس کے برخلاف تھی۔ اس نے یہ دعویٰ کیا کہ وفد حنیفہ رسول اللہ کے پاس آئے تھے اور مسیلمہ کو اپنے سامان میں پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ جب وہ لوگ مسلمان ہو گئے تو انہوں نے حضور سے مسیلمہ کا مقام ذکر کیا اور بولے یا رسول اللہ بے شک ہم لوگ اپنے صاحب کو پیچھے اپنے سامان میں چھوڑ آئے ہیں اور اپنی سواریوں میں

[1] دیکھئے۔ طبقات ابن سعد ۱/ ۳۱۶۔ سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۱۸۷۔ تاریخ طبری ۳/ ۱۳۷۔ عیون الاثر ۲/ ۳۹۹۔ بخاری ۶/ ۴۲۔ البدایہ والنہایہ ۵/ ۴۸۔ شرح مواہب ۴/ ۱۹)

وہ ہمارے لئے اس کی حفاظت کر رہے ہیں۔ حضور نے اس کے لئے حکم دیا اس کی مثل جو آپ نے قوم کے لئے دیا تھا اور فرمایا تھا کہ کیا وہ تم سب میں سے بدتر مرتبہ کا حامل نہیں ہے؟ (یعنی کمتر)۔ اس لئے تو وہ اپنے ساتھیوں کے سامان کی حفاظت کر رہا ہے۔ وہ واقعی اسی طرح تھا جو رسول اللہ کی مراد تھی۔ اس کے بعد وہ لوگ واپس لوٹ گئے تھے۔

جب وہ لوگ یمامہ میں آئے تو وہ اللہ کا دشمن مرتد ہو گیا (دین سے پھر گیا)۔ اور اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور کہا جس وقت تم لوگوں نے میرا اس سے ذکر کیا تھا تو اس نے کہا تھا: کیا وہ (مسیلمہ) تم سے بدترین آدمی نہیں ہے؟ یہ سب کچھ نہیں تھا مگر اسی لئے کہ وہ جانتا ہے کہ میں اس معاملے میں اس کے ساتھ شریک کیا گیا ہوں۔ اس کے بعد اس نے سجعے ملانا شروع کئے، وہ ان سے کہتا تھا قرآن کے مشابہ کلام بنانے کے لئے (اس نے یہ عبارت بنائی تھی)۔

۱۔ لقد انعم اللّٰه علی الحبلی ، اخرج منها نسمة تسعی بین صفاق و حشی ۔

۲۔ اس نے لوگوں سے نماز ساقط کر دی (معاف کر دی)۔

۳۔ اس نے شراب حلال کر دی تھی۔

۴۔ اور زنا (حرام کاری) کو جائز کر دیا تھا۔

۵۔ مگر وہ کمبخت اس سب (خباثت کے باوجود) شہادت دیتا تھا کہ رسول اللہ کے بارے میں کہ وہ نبی ہیں۔

۶۔ بعض بنو حنیفہ نے بھی اس سب کچھ پر اس کے ساتھ اتفاق کر لیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۸۹/۴۔۱۹۰)

مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف خط

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مسیلمہ بن حبیب نے رسول اللہ کی طرف خط لکھا تھا۔

یہ خط اللہ کے رسول مسیلمہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کی طرف، آپ کے اُوپر سلام ہو

اما بعد! بے شک میں شریک کر دیا گیا ہوں اس امر میں آپ کے ساتھ اور بے شک ہمارے لئے معاملہ (نبوت و رسالت وغیرہ) نصف نصف ہوگا اور نصف معاملہ قریش کے لئے۔ لیکن قریش ایسے لوگ ہیں جو زیادتی کرتے ہیں (حد سے بڑھ جاتے ہیں)۔ لہٰذا اس کے دو نمائندے یہ خط لے کر حضور ﷺ کے پاس پہنچے تھے۔

حضور ﷺ کا مسیلمہ کذاب کے نام جوابی خط

رسول اللہ ﷺ نے مسیلمہ کی طرف لکھا :

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

یہ محمد رسول اللہ کی طرف سے (جوابی خط ہے) مسیلمہ کذاب کی طرف۔ سلام ہو اس پر جو ہدایت کا پیروکار رہا۔

امابعد! بے شک دھرتی ساری اللہ کی ہے وہ اس کا وارث بناتا ہے اپنے بندوں میں سے جس کو وہ چاہتا ہے۔ اور (آخر میں اچھا) انجام متقین اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ واقعہ ۱۰ھ کے آخر میں ہوا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۱۰/۴۔۲۱۱)

قاصدوں کو قتل کرنے کی ممانعت .... (۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو سعید بن ابو عمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے

سعد بن طارق نے سلمہ بن نعیم بن مسعود سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں میں نے سنا تھا رسول اللہ ﷺ سے جب آپ کے پاس مسیلمہ کذاب کے نمائندے خط لے کر آیا تھے، ان سے فرما رہے تھے کیا تم بھی وہی بات کہتے ہو جو وہ کہتا ہے؟ ان دونوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا خبردار! اللہ کی قسم اگر یہ بات نہ ہوتی کہ قاصد اور نمائندے قتل نہیں کئے جاتے تو میں تم دونوں کی گردنیں مار دیتا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۱۰/۴)

(۳) ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے یونس بن حبیب سے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو مسعودی نے، ان کو عاصم نے ابووائل سے، اس نے عبداللہ بن مسعود سے، وہ کہتے ہیں کہ ابن نواحہ اور ابن اثال دو نمائندے مسیلمہ کے رسول اللہ کے پاس آئے تھے۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا تھا کیا تم شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ان دونوں نے کہا ہم شہادت دیتے ہیں کہ مسیلمہ رسول اللہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسول پر، اگر میں قاصدوں، نمائندوں کو قتل کرتا ہوتا تو میں تم دونوں کو قتل کروا دیتا۔

(نسائی سیر کبری۔ تحفۃ الاشراف ۴۸/۷)

عبداللہ کہتے ہیں کہ لہٰذا سنت چلی آئی ہے کہ نمائندے قتل نہیں کئے جاتے۔

کہا عبداللہ نے بہرحال ابن اثال کو اللہ نے ہماری طرف سے کفایت کی تھی (یعنی اللہ نے اس کو خود ہی ہلاک کیا تھا)۔ باقی رہا ابن نواحہ تو میرے دل میں یہ خواہش رہتی تھی کہ اگر مجھے موقع ملے تو میں اس کا کام تمام کردوں، حتیٰ کہ اللہ نے مجھے اس پر قدرت دے دی۔

مصنف فرماتے ہیں کہ بہرحال ثمامہ ابن اثال، بس بے شک وہ مسلمان ہو گیا تھا۔ تحقیق اس کے اسلام کے بارے میں حدیث گزر چکی ہے۔ بہرحال ابن نواحہ بے شک ابن مسعود نے اس کو کوفے میں قتل کیا تھا جب اللہ نے اس کو قدرت دی۔

من گھڑت قرآن کی تلاوت .... (۴) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو خبر دی جعفر بن عون نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن ابوخالد نے قیس بن ابوحازم سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی آیا عبداللہ بن مسعود کی طرف۔ اس نے کہا میں بعض مساجد بنوحنیفہ کے پاس گزرا، وہ لوگ اس طرح قراءت کررہے تھے جس طرح اس کی قرأت کی جاتی ہے جس کو اللہ نے محمد پر اتارا ہے وہ یوں پڑھ رہے تھے:

الطاحنات طحنا و العاجنات عجنا ، و الخابزات خبزا ، و الثاردات ثردًا و اللاقمات لقمًا

کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود نے ان کو بلا بھیجا۔ ان لوگوں کو لایا گیا، وہ ستر آدمی تھے، ان کا سردار عبداللہ بن نواح تھا۔ کہتے ہیں کہ عبداللہ نے اس کے بارے میں حکم دیا اسے قتل کردیا گیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہم لوگ ان لوگوں کے شیطانی چکر سے پریشان نہیں ہیں اور نہ ہی ان کو شام کی طرف جانے دیتے ہیں شاید کہ اللہ تعالیٰ خود ہمارے لئے ان سے کفایت کرلے۔

معبودانِ باطلہ کی کوئی حقیقت نہیں .... (۵) ہمیں خبر دی ابن بشران نے، ان کو خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو حسن بن ربیع نے، ان کو مہدی بن میمون نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابورجاء عطاردی سے، وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم مبعوث ہو گئے اور ہم نے ان کے بارے میں سن بھی لیا پھر ہم مسیلمہ کذاب کے ساتھ لاحق ہو گئے یعنی جا ملے تو گویا ہم آگ سے جا ملے۔

کہا کہ ہم لوگ جاہلیت میں پتھروں کو پوجتے تھے۔ جس وقت ہمیں پہلے سے بہتر یا خوبصورت پتھر مل جاتا تو پہلے والے کو پھینک دیتے تھے اور اچھے پتھر کی پوجا شروع کردیتے تھے اور جب ہمیں کوئی اپنے مقصد کا پتھر نہیں ملتا تو مٹی کے چلو جمع کرلیتے تھے، پھر بکری کو پکڑ کر لے آتے تھے اس کا دودھ اس پر دوہ دیتے تھے، پھر ہم اس کے گرد طواف شروع کردیتے تھے یعنی اس کے گرد چکر لگاتے تھے۔ اور جاہلیت میں ہم ایسا کرتے تھے کہ جب رجب کا مہینہ آتا تھا تو ہم کہتے تھے کہ نیزوں کے کند کرنے والا مہینہ آ گیا۔ لہٰذا ہم ان میں نہ لوہا چھوڑتے تھے نہ تیر چھوڑتے تھے۔ ہم سب کچھ نکال کر پھینک دیتے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں صلت بن محمد سے، اس نے مہدی بن میمون سے۔ (بخاری ۴/۶)

باب ۲۱۴

مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کذاب دونوں کذابوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا خواب دیکھنا اور اللہ سبحانہ کا تصدیق کرنا حضور کے خوابوں کی اور اس بارے میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے امالی میں، ان کو خبر دی ابو جعفر احمد بن عبید بن ابراہیم حافظ نے ہمدان میں، ان کو ابو اسحاق ابراہیم بن حسین دیزیل نے، ان کو ابوالیمان نے، ان کو شعیب بن ابو حمزہ نے عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابو حسین سے، اس نے نافع بن جبیر سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب عہد رسول میں مدینے میں آیا تھا۔ اس نے کہنا شروع کیا کہ اگر محمد اپنے بعد یہ معاملہ میرے لئے طے کر دے تو اس کی اتباع کر لیتا ہوں اور وہ اپنی قوم کے بہت سے آدمیوں کے ساتھ آیا تھا۔

حضور تشریف ﷺ لائے ان کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس تھا۔ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں کھجور کی ڈنڈی کا ٹکڑا تھا۔ آپ مسیلمہ اور اس کے اصحاب کے پاس ٹھہر گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم لکڑی کا یہ ٹکڑا مانگو گے تو میں یہ بھی نہیں دوں گا۔ اللہ کا یہ امر ہرگز تیری طرف آئے گا (یعنی تم نبی نہیں ہو گے)۔ اور البتہ اگر تم پیچھے ہٹ کر گئے تو اللہ تجھے ذلیل کر دے گا، تیری ٹانگیں کاٹ دے گا اور بے شک میں نے تجھے دیکھا ہے اس میں جو میں دکھا گیا ہوں۔ میں نے جو (خواب) دیکھا ہے اور یہ قیس بن ثابت بن قیس بن شماس تجھے جواب دے گا میری طرف سے۔ اس کے بعد وہ واپس چلا گیا تھا۔

حضرت عباس کہتے ہیں کہ میں نے اس قول رسول کے بارے میں دریافت کیا انک اللذی اریت فیه ما اریت پس مجھے خبر دی ابوہریرہ نے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا، میں نے خواب دیکھا کہ میرے دونوں ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن ہیں مجھے ان کی کیفیت نے پریشان کر دیا پھر اللہ نے میری طرف نیند میں وحی کی کہ ان کو پھونک مار دیجئے۔ لہٰذا میں نے پھونک ماردی اور وہ دونوں اڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ نکالی کہ میرے بعد دو کذاب آئیں گے ایک ان میں سے یا اسود عنسی صاحب صنعاء ہے اور دوسرا مسیلمہ کذاب صاحب یمامہ ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن سہل بن عسکر سے ابوالیمان سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو طاہر محمد بن محمد بن محمش فقیہ نے، ان کو خبر دی ابو بکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو عبد الرزاق نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی معمر نے ہمام بن منبہ سے، وہ کہتے ہیں یہ ہے وہ جس کی ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوہریرہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سویا ہوا تھا اچانک میرے سامنے زمین کے خزانے لائے گئے اور دو کنگن سونے کے میرے آگے رکھے گئے۔ مجھے وہ دونوں بہت بھاری گزرے اور انہوں نے مجھے فکر مند کر دیا۔ لہٰذا میری طرف وحی کی گئی کہ ان کو پھونک مار دے۔ لہٰذا میں نے دونوں کو پھونک ماری تو وہ دونوں اڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر دو کذاب نکالی ہے وہ ہیں میں جن کے مابین ہوں۔ ایک صنعاء کا والی اور دوسرا یمامہ کا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسحاق بن نصر سے، مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن رافع سے، ان دونوں نے عبدالرزاق سے، تحقیق اللہ نے اپنے نبی کا خواب سچا کر دکھایا۔ بہر حال اسود صاحب صنعاء کو قتل کر دیا فیروز بن دیلمی نے۔

☆☆☆

مدعی نبوت اسود عنسی کو فیروز دیلمی نے قتل کیا تھا

(۳) ہمیں خبر دی اس کے بارے میں ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر بن نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو زید بن مبارک صنعانی اور عیسیٰ بن محمد مروزی نے جو کہ مکہ کا مجاور رہا تھا مرنے تک۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحاق صنعانی نے، ان کو سلیمان بن وہب نے نعمان بن بزرج نے، وہ کہتے ہیں کہ اسود کذاب نکلا، وہ قبیلہ عنسی کا آدمی تھا اس کے ساتھ دو شیطان لگے ہوئے تھے ایک کا نام سحیق تھا اور دوسرے کا نام تھا شقیق، وہ دونوں اس کو ہر شی کی خبر دیتے تھے جو لوگوں کے معاملے میں نئی وجود میں آتی تھی۔ اسود روانہ ہوا حتیٰ کہ اس نے ذمار کو پکڑا جبکہ اس وقت باذان بیمار تھا صنعاء میں۔ وہ جب مر گیا تو اس کا شیطان اسود کے پاس آ گیا وہ قصر ذمار پر تھا اس نے باذان کی موت کی خبر دی۔ اور اسود نے اس بات کا اپنی قوم میں اعلان کر دیا۔

اے آل یحابر (اور یحابر ایک گوشتی مراد ہے) یہ کہ سحیق نے تحقیق ذمار کو ٹھکانہ بنا لیا ہے۔ اور تمہارے لئے صنعاء کو مباح کر دیا ہے۔ (اس نے، راوی نے) بات بیان کی ہے اس کے خروج کی صنعاء کی طرف اور صنعاء کو ٹھکانہ پکڑنے تک اور اس کے نکاح کرنے تک مرزبانہ کے ساتھ وہ باذان کی عورت تھی اور اس عورت کو داذویہ تک پہنچانے کی جو خلیفہ تھا باذان کا۔ اور فیروز اور خرزاذ، بن بزرج اور جرجست شیطان تھے۔

انہوں نے اس کے ساتھ مشورہ کیا۔ اور میں تمہیں اس کی طرف سے کافی رہوں گا۔ اور انہوں نے اس کے قتل کا مشورہ کیا قیس بن عبد یغوث کے ساتھ۔ لہٰذا داذویہ اور فیروز نے اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور اسود کے دروازے پر ہزار آدمی اس کی حفاظت کر رہے تھے اور مرزبانہ عورت اس کو خالص شراب پلاتی تھی۔ جس وقت وہ کہتا شوبوہ تو وہ اس کے لئے اور شراب انڈیل دیتی تھی۔ وہ پیتا جاتا تھا حتیٰ کہ نشہ میں آ جاتا تھا۔ لہٰذا وہ باذان کے بستر میں گھس جاتا جو کہ پروں سے بنا ہوا تھا۔ وہ بستر کو اپنے اُوپر اُلٹ لیتا تھا اور داذویہ اور اس کے ساتھی دیوار پر سرکہ کے چھینٹے دینے لگ جاتے تھے اور اس کو کھودنے لگتے تھے مثل اہل بزرج کے گھر وکے لوہے کے ساتھ، حتیٰ کہ انہوں نے اس کو کھول لیا اس کے قریب سے۔

پھر اس نے ذکر کی ہے بات داذویہ کے دخول کی اور جرجست کی، مگر اس قتل کو نہ کر سکے اور یونہی نکل گئے۔ بس فیروز داخل ہوا اور ابن بزرج۔ عورت نے دونوں کو اشارہ کیا کہ وہ بستر میں ہے (اسود)۔ لہٰذا فیروز نے اس کے سر کو اور داڑھی کو پکڑا اور اس کی گردن کو اس نے مروڑ دیا اور اس کو کاٹ دیا اور ابن بزرج نے خنجر کے وار کے ساتھ اس کو گلے کی ہنسلیوں سے زیر ناف تک چیر ڈالا۔ اس کے بعد اس نے اس کا سر کاٹ دیا اور یہ کام کر کے وہ نکل گئے اور اس عورت کو بھی نکال کر ساتھ لے گئے اور گھر کا سامان بھی جو پسند آیا اس کو لے گئے۔ اور حدیث ذکر کی۔

(المعرفۃ والتاریخ ۲۶۲/۳)

بہر حال مسیلمہ کا قتل جنگ یمامہ میں ہوا تھا ابوبکر صدیق کے عہد میں۔ وہ مشہور ہے عنقریب ہم اس پر بھی آیا چاہتے ہیں ذکر ایام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ان شاء اللہ عزوجل۔

☆☆☆

باب ۲۱۴

وفد بنوطیء[1] ان میں زید الخیل اور عدی بن حاتم تھے

اور وہ بات جو آپ نے زید سے کہی تھی اور حضور ﷺ کا عدی کو خبر دینا

بعض ان امور کی جو حضور ﷺ کے بعد ہوئے

اور اس میں جو آثار نبوت ظاہر ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کے پاس بنی طی کا وفد آیا ان میں زید الخیل تھے۔ جب آپ کے پاس پہنچ گئے اور ان سے انہوں نے بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان پر اسلام پیش کیا۔ چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے اور ان کا اسلام بھی بہت اچھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں ذکر کیا گیا میرے لئے کسی آدمی کا عرب میں سے بطور فضیلت کے۔ اس کے بعد وہ آیا ہو میرے پاس مگر میں نے اس کو ویسا نہیں دیکھا جیسا ذکر کیا گیا تھا۔ بلکہ اس سے کمتر دیکھا سوائے زید الخیل کے۔ اس کی خوبیاں اس سے کہیں زیادہ ہیں جو ذکر کی گئی ہیں۔

اس کے بعد حضور نے اس کا نام زید الخیر رکھا۔ آپ ﷺ نے اس کو انعام اور اکرام دیا اور دو زمین کے خطے بھی۔ اور آپ نے اس بارے میں اس کے لئے ایک تحریر لکھ دی تھی۔ لہٰذا وہ رسول اللہ کے اہل سے اپنی قوم کی طرف روانہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ کرے بچ جائے یا کہا تھا کہ شاید ہی بچ جائے زید مدینے کے بخار سے، کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ نے اس بخار کا نام عمومی بخار کے نام سے ہٹ کر نام رکھا تھا یعنی عام نام حمی یا اُم ملدم تھا بخار کا۔ اس کا نام کوئی اور رکھا تھا وہ محفوظ نہ کر سکے لوگ۔

زید جب بلد نجد میں ایک پانی کے گھاٹ پر پہنچے اس کے پانیوں میں سے اس کو قردہ کہتے ہیں۔ وہاں پر اس کو بخار آ گیا اس سے وہ فوت ہو گئے تھے۔ جب فوت ہو گئے تو اس کی عورت آئی، اس نے وہ تحریر لے لیں جو اس کے پاس تھیں اور ان کو آگ میں اس نے جلا دیا۔

اس کے بعد ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے حدیث عدی بن حاتم کی اور اس کے فرار ہونے کی اور رسول اللہ کے گھڑ سواروں کا اس کی بہن کو لے لینا اور اس کو رسول اللہ کے پاس لے آنا یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اس عورت پر احسان کیا تھا اور اس کو کپڑے پہنائے تھے اور اس کو خرچہ نفقہ دیا تھا۔ لہٰذا وہ قافلے کے ساتھ چلی گئی تھی حتیٰ کہ شام میں پہنچ گئی۔ اس نے اپنے بھائی کو رسول اللہ کے پاس جانے کا اشارہ دیا وہ حضور ﷺ کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۸۹/۴)

صدقہ کی کثرت نار جہنم سے حفاظت .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن جعفر قطیعی نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن جعفر نے، ان کو شعبہ نے۔ (مسند احمد ۴/ ۲۵۸ ۔۳۷۹۔ ترمذی کتاب التفسیر۔ حدیث ۲۹۵۳ ص ۲۰۲/۵۔۲۰۴)

وہ کہتے ہیں میں نے سنا سماک بن حرب سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عباد بن حبیش سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں عدی بن حاتم سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے گھڑ سوار آئے یا کہا تھا کہ ان کے نمائندے اور قاصد آئے تھے۔ میں عقرب میں تھا انہوں نے میری پھوپھی کو

---

[1] دیکھئے ابن سعد ۳۲۱/۱۔ سیرۃ ابن ہشام ۱۸۸/۴۔ عیون الاثر ۲/ ۳۰۱۔ تاریخ طبری ۱۱۱/۳۔ نہایۃ الارب ۷۶/۱۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۶۳/۵۔ شرح المواہب ۱۵/۴)

اور کچھ دیگر لوگوں کو بھی جب وہ ان کو رسول اللہ کے پاس لے آئے اور حضور کے سامنے ان کی قطار بنادی تو اس عورت نے کہا یا رسول اللہ وافد غائب ہو چکا ہے اور اولاد منقطع ہو چکی ہے اور میں بڑی بوڑھی ہوں، خدمت کرنے کے قابل بھی نہیں رہی ہوں۔ لہٰذا مجھ پر احسان کریں اللہ آپ کے اوپر احسان کرے گا۔

حضور ﷺ نے پوچھا تیرا وافد کون تھا؟ بولی کہ عدی بن حاتم تھا۔ آپ نے فرمایا کہ وہی جو اللہ اور اللہ کے رسول سے فرار ہوا تھا؟ وہ بولی کہ بس احسان کیجئے مجھ پر۔ کہتی ہے کہ جب آپ اُٹھے واپس ہٹے اور ایک آدمی ان کے پہلو میں تھا، وہ خیال کرتی ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اس نے کہا آپ ان سے سواری طلب کیجئے۔

کہتے ہیں کہ اس عورت نے آپ ﷺ سے سواری مانگی آپ نے اس کے لئے سواری دینے کا حکم دے دیا (یا بکری کا بچہ مانگا اور آپ نے دے دیا)۔ کہتے ہیں کہ پس وہ میرے پاس آئی اور کہنے لگی تم نے تو ایسا کام کیا ہے جو تیرے والد بھی نہیں کرتے تھے، لے آتو اس کو خوشی یا ناخوشی سے۔ تحقیق ان کے پاس فلاں آدمی آیا اس نے وہ اس سے پالیا۔ کہتے ہیں کہ میں آیا ان کے پاس یکا یک، ان کے پاس ایک عورت بیٹھی تھی اور بچے تھے یا بچہ تھا، اس نے ان کی قربت ذکر کی نبی کریم ﷺ کے ساتھ۔ کہتے ہیں کہ اس نے سمجھ لیا کہ یہ نہ تو کسریٰ کی حکومت ہے نہ ہی قیصر کی ہے۔

آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا، اے عدی بن حاتم کس قدر بھاگتے ہو اس بات سے کہ یہ کہا جائے لا الٰہ الا اللہ بھلا بتاؤ کیا اللہ کے سوا واقعی کوئی الٰہ مشکل کشا ہے؟ تم کس قدر بدکتے ہو اس بات سے کہ کہا جائے اللہ اکبر کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔ بھلا بتاؤ اللہ سے کوئی اور بھی بڑا ہے؟ لہٰذا کہتے ہیں کہ میں مسلمان ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کا چہرہ خوشی سے دمک اُٹھا۔ اور فرمایا کہ مغضوب علیہم یہود ہیں اور ضالین نصاریٰ (عیسائی) ہیں۔ پھر انہوں نے آپ سے کچھ پوچھا تو انہوں نے اللہ کی حمد وثناء کی۔

اس کے بعد فرمایا:

امابعد! تمہیں چاہئے اے لوگو! کہ تم ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ فضل کے اندر، نجات حاصل کرے۔ ایک شخص ایک صاع کے ساتھ (ساڑھے چار سیر جو یا کھجور کا پیمانہ) یا بعض صاع کے ساتھ۔ یا ایک مٹھی یا بعض مٹھی کے ساتھ۔ شعبہ کہتے ہیں کہ شاید فرمایا تھا زیادہ تر میرا علم یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ ایک کھجور کے ساتھ یا نصف دانہ کھجور کے ساتھ۔ بے شک تم میں سے ایک آدمی اللہ کو ملے گا تو اللہ تعالیٰ پوچھے گا اس سے کیا میں نے تجھے سننے والا اور دیکھنے والا نہیں بنایا تھا؟ کیا میں نے تجھے مال اور اولاد نہیں دی تھی؟ لہٰذا تم نے آگے کے لئے کیا کچھ بھیجا تھا؟ پھر وہ انسان اپنے آگے پیچھے دیکھے گا دائیں بائیں دیکھے گا مگر کچھ بھی موجود نہیں پائے گا۔ پس تمہیں بچاؤ کرے گا آگ سے مگر چہرے کے ساتھ (یعنی منہ کو ہی سب سے پہلے آگ کا سامنا کرنا پڑے گا)۔

پس بچو تم آگ سے اگرچہ نصف کھجور کے ساتھ، پس اگر نہ پائے نصف کھجور بھی تو پھر نرم کلمہ کے ساتھ، بے شک میں نہیں ڈرتا تمہارے اوپر فاقہ اور بھوک سے، البتہ ضرور اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ یا کہا تھا کہ البتہ ضرور تمہیں عطا کرے گا یا کہا تھا کہ ضرور تمہیں فتح دے گا، یہاں تک کہ ایک باپردہ عورت چلے گی حیرہ اور یثرب کے درمیان، یا اس سے زیادہ۔ وہ چوری کا خوف نہیں کرے گی اپنے ہودج پر اپنے سامان یا زیورات وغیرہ پر۔

حاتم طائی کی بیٹی کی سیرت وصورت کا تذکرہ .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر محمد بن عبداللہ بن یوسف عمانی نے، ان کو ابوسعید عبید بن کثیر بن عبدالواحد کوفی نے، ان کو ضرار بن صرد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عاصم بن حمید نے ابوحمزہ سے اور وہ دونوں ثمالی ہیں عبدالرحمن بن جندب سے، اس نے کمیل بن زیاد نخعی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نے کہا

سبحان اللہ اللہ نے بہت سے لوگوں کو کس قدر بے رغبت بنایا ہے مال و دولت سے، تعجب اور حیرانی ہے۔ اس آدمی پر جس کے پاس اس کا کوئی مسلمان بھائی حاجت و ضرورت لے کر آتا ہے مگر وہ اس کو مال کا حقدار و اہل ہی نہ سمجھتا، کچھ بھی نہیں دیتا۔ اگر وہ ثواب کی امید بھی نہیں رکھتا اور عذاب سے بھی نہ ڈرتا تو یہ تو اس کے لئے مناسب تھا کہ وہ مکارم اخلاق (عمدہ اخلاق و اخلاق کی اعلیٰ اقدار کے لئے) ضرور مسارعت اور جلدی کرتا۔ یہ چیز نجات و کامیابی کی راہیں دکھاتی ہیں۔ (یہ سن کر) ایک آدمی آپ کی طرف اٹھ کھڑا ہوا اور بولا میرے ماں باپ آپ کے اوپر قربان جائیں اے امیر المؤمنین، کیا یہ بات آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ جی ہاں ان سے بہتر کوئی نہیں تھا۔

جب بنو طی کے قیدی لائے گئے تو ایک لڑکی آکر کھڑی ہوئی۔ خوبصورت، سیاہی مائل سرخ ہونٹوں والی، سیدھی اور ہموار ناک والی، لمبی گردن والی، اونچی ناک، میانہ خوبصورت سر والی، میانہ قد و قامت والی، آنکھوں میں سرخ ڈوروں والی گوشت سے بھری ہوئی پنڈلی والی، گوشت سے پُر رانوں والی، دونوں طرف خالی کوکھ یعنی پتلی کمر والی، دبلے اور کمزور پہلوؤں والی، صاف اور شفاف پیٹھ کے دونوں پہلو والی۔ میں اس کو دیکھ کر فریفتگی کی حد تک حیرت زدہ ہو گیا۔ اور میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے ضرور طلب کروں گا کہ اس کو میرے مال فئے کے حصے میں کر دیں۔ اس نے جب کلام کیا تو میں اس کی فصاحت کو دیکھ کر اس کے حسن و جمال کو بھول گیا۔

اس نے کہا اے محمد ﷺ اگر آپ مناسب سمجھیں کہ آپ ہم لوگوں کو آزاد اور علیحدہ کر دیں اور میرے بارے میں عرب کے قبائل کو نہ بتائیں۔ اور بے شک میرا والد اہل حفاظت کی حفاظت کرتے تھے اور قیدیوں کو چھڑاتے تھے اور بھوکوں کو پیٹ بھر کر کھلاتے تھے اور بے لباسوں کو پہناتے تھے اور مہمان کو مہمانی دیتے تھے۔ لوگوں کو غلہ دیتے تھے، سلام کو عام کرتے تھے اور پھیلاتے تھے۔ کسی صاحب حاجت کو ہرگز خالی نہیں لوٹاتے تھے۔ میں حاتم طائی کی بیٹی ہوں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے لڑکی یہ سچے مؤمنوں کی صفات ہیں اگر تیرا والد مسلمان ہوتا تو ہم اس پر ضرور رحم کرتے۔ صحابہ سے کہا کہ اس کو آزاد کر دو کیونکہ بے شک اس کا باپ مکارم اخلاق کو (یعنی عمدہ اخلاق کو) پسند کرتا تھا۔ ابو بردہ بن دینار اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا اللہ تعالیٰ مکارم اخلاق کو پسند کرتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کوئی ایک جنت میں داخل نہیں ہوگا مگر حسن اخلاق کے ساتھ۔ (البدایہ والنہایہ ۵/۶۷۔۶۸)

اسلامی زندگی ضمانت ہے دنیاوی چین وسکون کی .... (۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل بن اسحق قاضی نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو حماد بن زید نے ایوب سے، اس نے محمد یعنی ابن سیرین سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوعبیدہ بن حذیفہ نے کہا کہ ایک آدمی نے کہا میں لوگوں سے عدی بن حاتم کی کہانی پوچھ رہا تھا حالانکہ وہ میری پہلو میں موجود تھا۔ میں اس سے نہیں پوچھ رہا تھا لہٰذا میں اس کے پاس آیا۔ اس نے کہا کہ اللہ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تو میں نے اس کو ناپسند کیا جس قدر میں کسی شے کو شدید ناپسند کر سکتا تھا۔ لہٰذا میں عرب کی سرزمین کی آخری حدود تک نکل گیا جو سرزمین روم کے متصل ہے۔ لہٰذا مجھے پہلے سے بھی زیادہ کراہت و نفرت ہوئی۔ لہٰذا میں مدینے میں آیا میں نے سوچا کہ میں خود جاؤں محمد ﷺ کے پاس جا کر ان سے سنوں کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ لہٰذا میں ان کے پاس مدینے میں آیا لوگوں نے نظریں اٹھا اٹھا کر مجھے دیکھا اور بولے کہ عدی بن حاتم طائی آگیا ہے، عدی بن حاتم طائی آگیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عدی بن حاتم اسلام قبول کر لے، بچ جائے گا۔ میں نے کہا کہ میں پہلے سے ایک دین پر ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تیرے دین کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ واقعی آپ میرے دین کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ

جی ہاں۔ تین بار یہی بات کہی پھر فرمایا کہ کیا تو رکوسی نہیں ہے؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں (یعنی وہ جس کا دین عیسائیت اور صابیت کے درمیان بین بین ہو)۔ پھر فرمایا کیا تو اپنی قوم کا ترآس نہیں ہے؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا کہ کیا تو ربع نہیں لیتا؟ (جو غنیمت کا چوتھا حصہ ہے) میں نے کہا کہ جی ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ تیرے لئے حلال نہیں ہے تیرے ہی دین کے اندر۔ عدی کہتے ہیں کہ اس بات سے مجھے اپنے اوپر شدید غصہ آیا۔

اس کے بعد فرمایا کہ شاید تیرے اسلام قبول کرنے میں یہ بات مانع ہو کہ جو لوگ ہمارے پاس ہیں وہ غربت افلاس اور بھوک سے دوچار رہتے ہیں اور دیگر لوگ ہم سے اوپر ہیں۔ یہ مجھ کہ کیا ہم لوگ متحد نہیں ہیں؟ یہ بتاؤ کیا تم نے مقام حیرہ دیکھا ہے؟ میں نے بتایا کہ میں نے دیکھا نہیں ہے۔ فرمایا یہ تو جانتے ہو کہ وہ کہاں پر واقع ہے۔ فرمایا کہ بے شک عنقریب (امن وآشتی کا ایسا دور آئے گا) کہ ایک زیورات سے سجی ہوئی عورت حیرہ سے چل کر آئے گی جو بیت اللہ کا اکیلے آ کر طواف کرے گی (گویا اسے کوئی خوف وڈر نہیں ہوگا)۔ اور البتہ ضرور تمہارے اوپر فتح کئے جائیں گے خزانے کسریٰ ہرمز کے۔ میں نے پوچھا کیا واقعی کسریٰ بن ہرمز کے خزانے؟ آپ نے فرمایا ہاں کسریٰ بن ہرمز کے خزانے، اور البتہ ضرور مال انڈیلا جائے گا تمہارے اوپر۔ حتیٰ کہ ایک انسان فکر مند ہو جائے گا کہ کون اس کے صدقے کا مال لے گا۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا تھا ایک عورت کو جو حیرہ سے اکیلے سفر کر رہی تھی اور پھر میں اس پہلے دستے میں شامل تھا جس نے مدائن پر حملہ کیا تھا اور اللہ کی قسم البتہ ضرور پوری ہوگی (تیری پیشن گوئی)۔ بے شک رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۹۱۔ تاریخ ابن کثیر ۵/۶۳-۶۴)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن عمرو نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے سعید بن عبدالرحمن سے، اس نے محمد بن سیرین سے، اس نے ابوعبیدہ بن حذیفہ بن یمان سے، اس نے ایک آدمی سے جو دو ناموں کے ساتھ پکارا جاتا تھا کہ وہ داخل ہوا عدی بن حاتم کے پاس۔ اس نے حدیث ذکر کی اسی مفہوم کے ساتھ۔

حضور کا کریمانہ برتاؤ .... (۶) اور ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن عبدہ نے، ان کو ابوعبداللہ بوشجی نے، ان کو ابوصالح فراء محبوب بن موسیٰ نے، ان کو خبر دی مخلد بن حسین نے ہشام بن حسان سے، اس نے محمد بن سیرین سے، اس نے ابوعبیدہ بن حذیفہ سے، اس نے عدی بن حاتم طائی سے۔ اس نے یہ حدیث ذکر کی ہے کچھ کی زیادتی کے ساتھ۔ جو اضافہ کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا وہ چمڑے کے بچھونے پر بیٹھے تھے۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ نے تکیہ اٹھا کر میری طرف پھینک دیا۔ میں اس پر بیٹھ گیا اور آپ ﷺ خود زمین پر بیٹھ گئے۔ میں نے جب دیکھا کہ انہوں نے ایسے ایسے کیا ہے تو میرے اوپر شرمندگی طاری ہوگئی اور میں نے یقین کر لیا کہ وہ نہ تو دنیاوی برتری چاہتے ہیں اور نہ فساد چاہتے ہیں۔

عدی بن حاتم کی حضور ﷺ سے مجلس اور بعض امور پر اطلاع .... (۷) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے، ان کو ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو اسحٰق بن ابراہیم نے، ان کو نظر بن شمیل نے۔ ابوبکر کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی قاسم بن زکریا نے، ان کو احمد بن منصور زاج نے، ان کو نضر بن شمیل نے، ان کو اسرائیل نے، ان کو سعد طائی نے، ان کو محل بن خلیفہ نے عدی بن حاتم سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا تھا ان کے پاس ایک آدمی آیا اس نے فاقہ کی شکایت کی اور دوسرا آیا اس نے شکایت کی راستہ کٹ جانے کی یعنی ڈاکہ پڑنے کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عدی بن حاتم کیا تم نے مقام حیرہ دیکھا ہے؟ میں نے بتایا کہ میں نے نہیں دیکھا مگر مجھے اس کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ فرمایا کہ اگر تیری زندگی لمبی ہوگئی تھی تو ضرور ایک زیور سے سجی ہوئی عورت گزرے گی۔

ابو بکر نے کہا کہ صحیح یوں ہے کہ البتہ تم ضرور دیکھو گے ایک عورت حیرہ سے چلے گی اور اکیلے آکر بیت اللہ کا طواف کرے گی جب کہ اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔ میں نے دل میں سوچا کہ اس وقت بنوطی کے بد اخلاق (انسان نما بھیڑیئے) کہاں جائیں گے جنہوں نے شہروں میں آگ بھڑکا رکھی ہے (یعنی فساد کی آگ پھیلا رکھی ہے)۔اور البتہ اگر تیری زندگی لمبی ہوگئی تھی تو تم دیکھو گے ضرور فتح ہوں گے خزانے کسریٰ کے۔ میں نے کہا کسریٰ بن ہرمز؟ آپ نے فرمایا واقعی کسریٰ بن ہرمز۔اور تیری حیات لمبی ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک انسان اپنی ہتھیلیاں بھر کر سونا چاندی نکلے گا وہ اس تلاش میں ہوگا کہ کوئی اس کے مال کو صدقہ کے طور پر قبول کرلے تو کسی کو نہیں پائے گا کہ وہ اس قبول کرے اور البتہ ضرور اللہ تعالیٰ کو ملے ایک انسان تم میں سے جبکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا (بلکہ براہ راست اپنے رب سے مخاطب ہوگا) سامنے جہنم کے سوا کچھ نہیں دیکھے گا اور بائیں طرف دیکھے گا تو جہنم نظر آئے گی۔

عدی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرمارہے تھے کہ

اتقوا النار ولو بشق تمرة فان لم تجد تمرة فبكلمة طيبة ۔

آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے نصف دانہ کے ساتھ۔ اگر تم کھجور نہ پاؤ تو پھر پاکیزہ جملہ کے ساتھ۔

عدی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا تھا کہ عورت کوفے سے چلتی تھی اور جاکر بیت اللہ کا طواف کرتی تھی۔ اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں رکھتی تھی اور میں خود ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کئے تھے۔ اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو عنقریب دیکھ لو گے جو کچھ ابوالقاسم نے فرمایا ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن حکم سے، اس نے نضر بن شمیل سے۔

(بخاری۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۵۹۵۔ فتح الباری ۶/۶۱۰۔۶۱۱)

(۸) اور ہمیں خبر دی ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابو سہل بن زیاد نحوی نے بغداد میں، ان کو محمد بن فضیل سقطی نے، ان کو حامد بن یحییٰ نے، ان کو سفیان شعبی نے عدی بن حاتم سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب ایک عورت یمن کے محلات سے چل کر مقام حیرہ تک آئے گی اور اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوگا۔ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس وقت بنوطی کہاں ہوں گے اور اس کے گھڑ سوار اور پیدل اور غارت گروغیرہ۔ فرمایا اس وقت تجھے اللہ کافی ہوگا طی والوں سے اور دیگر سب سے۔

(۹) ہمیں خبر دی ابو بکر نے، ان کو ابو سہل نے، ان کو محمد نے، ان کو حامد نے، ان کو سفیان نے بیان بن بشر سے، اس نے شعبی سے، اس نے عدی بن حاتم سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے مذکور کی مثل۔ اور اس نے یہ اضافہ کیا ہے کہ وہ عورت اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرے گی یا پھر بھیڑیئے سے ڈرے گی اپنی بکریوں پر۔ عدی کہتے ہیں کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں دیکھ چکا ہوں کہ عورت صنعاء سے چلی تھی اور حیرہ میں اتری تھی وہ کسی شئی سے نہیں ڈری تھی اللہ تعالیٰ کے سوا۔

☆☆☆

باب ۲۱۶

جریر بن عبداللہ کی نبی کریم ﷺ کے پاس آمد

اور حضور ﷺ کا اپنے اصحاب کو اپنے خطبے کے دوران خبر دینا اس کی آمد کے بارے میں ان کی صفت کے مطابق۔ اس کے بعد حضور ﷺ کا اس کے حق میں دعا کرنا جب اس کو آپ نے ذوالخلصہ کی طرف بھیجا تھا۔ اور ان میں سے ہر ایک کے اندر جن آثار نبوت کا ظہور رہا

(۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی حمزہ بن عباس عقبی نے بغداد میں، ان کو محمد بن عیسیٰ بن حیان نے ان کو شبابہ بن سوار نے، ان کو یونس بن ابواسحاق نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوحازم عمر بن احمد عبدوی حافظ نے، ان کو خبر دی ابواحمد محمد بن محمد حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن اسحاق ابن خزیمہ نے، ان کو ابوعمار حسین بن حریث نے، ان کو فضل بن موسیٰ نے یونس بن ابواسحاق سے، اس نے مغیرہ بن شبل سے، اس نے جریر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں جب مدینۃ الرسول سے قریب ہوا میں نے اپنی سواری بٹھا دی اور میں نے میلے کپڑے اتارے اور اپنا حلیہ و پوشاک پہنی اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا۔ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔

رسول اللہ نے مجھ پر سلام کیا۔ لہٰذا لوگوں نے تیز تیز نگاہوں سے مجھے دیکھنا شروع کیا۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا، اے عبداللہ! کیا رسول اللہ ﷺ نے میرے بارے میں کسی شی کا ذکر کیا تھا؟ (مسند احمد ۳۶۰/۴، ۳۶۴-۳۶۲)

اس نے کہا جی ہاں۔ آپ کا ذکر کیا تھا احسن طریقہ پر۔ وہ خطبہ دے رہے تھے اچانک ان کے خطبے کے دوران کوئی بات عارض آئی۔ لہٰذا انہوں نے فرمایا بے شک شان یہ ہے کہ عنقریب تمہارے اوپر اس دروازے سے داخل ہوگا یا کہا تھا کہ اس راستے سے یمن کا بہترین آدمی آئے گا اور بے شک اس کے چہرے پر فرشتے کا چھونے کا نشان ہے۔ لہٰذا میں نے اللہ کی حمد کی اللہ نے انعام پر۔

یہ الفاظ حدیث ابوحازم کے ہیں۔

(۲)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعمرو عثمان بن احمد سماک نے، ان کو حسن بن سلام اسواق نے، ان کو محمد بن مقاتل خراسانی نے، ان کو حسین بن عمر احمسی نے، ان کو اسماعیل بن ابوخالد نے قیس بن ابوحازم سے، اس نے جریر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے پاس نمائندہ بھیجا۔ میں آپ کے پاس پہنچا آپ نے فرمایا، اے جریر کس لئے آئے ہو؟ میں نے بتایا کہ میں اس لئے آیا ہوں تاکہ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو جاؤں یا رسول اللہ۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے میری طرف چادر پھینکی، اس کے بعد وہ اپنے اصحاب کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا باعزت آدمی آئے تم لوگ اس کی عزت کیا کرو۔ یعنی جب کسی قوم کا شریف آدمی آئے تو اس کا اکرام کیا کرو۔ پھر مجھ سے فرمایا، اے جریر میں تجھے دعوت دیتا ہوں یہ شہادت دینے کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور یہ کہ تم ایمان لے آؤ اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور اچھی اور بری تقدیر پر اور تم فرض نمازیں پڑھنا اور فرض ارکان ادا کرنا۔ کہتے ہیں کہ میں نے یہ سب کچھ مان لیا۔ اس کے بعد جب بھی حضور مجھے دیکھتے تھے میرے سامنے مسکرا دیتے تھے۔ (تاریخ ابن کثیر ۷۸/۵)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب فراء نے، ان کو خبر دی یعلی بن عبید نے، ان کو اسماعیل بن ابوخالد نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابونصر فقیہ نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو عمرو بن عون واسطی نے، ان کو خالد نے اسماعیل سے، اس نے قیس سے، اس نے جریر سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کیا تم ذوالخلصہ سے مجھے چھٹکارا نہیں دے سکتے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ میں یہ ذمہ داری لیتا ہوں مگر میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا۔ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور دعا دی :

اللّٰهم ثبته و اجعله هاديا مهديا

اے اللہ! اس کو گھوڑے پر جما دے اور اس کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے۔

مشرک کے آستانے کو تباہ کرنے کے لئے حضور ﷺ نے ڈیڑھ سو مجاہد بھیجے

وہ کہتے ہیں کہ میں ذوالخلصہ کو تباہ کرنے کے لئے ایک سو پچاس گھڑ سواروں کے ساتھ جو احمس سے تعلق رکھتے تھے روانہ ہوا۔ ہم اس مقام پر پہنچے اور ہم نے اس کو آگ سے جلا دیا۔ کہتے ہیں اس آستانے کو یمانیہ کعبہ کہتے تھے۔ اس کے اندر بت نصب تھے۔ قیس کہتے ہیں کہ احمس کا ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں آپ کے پاس نہیں آیا حتیٰ کہ میں نے اس کو ایسا کر دیا ہے جیسے خارش والا اونٹ ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے احمس کے گھڑ سواروں اور پیادوں کے لئے برکت کی دعا فرمائی تھی پانچ بار۔ قیس کہتے ہیں کہ خوشخبری دینے والا بنا کر بھیجا تھا ابوارطاۃ کو۔

یہ لفظ ہیں حدیث خالد بن عبداللہ کے اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے، اس نے خالد سے۔

(بخاری۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۳۰۲۰۔ فتح الباری ۶/۱۵۴۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۵۵۔ فتح الباری ۸/۷۰)

اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے کئی طرق سے اسماعیل سے۔ (بخاری۔ حدیث ۴۳۵۶۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۳۷/۴/۱۹۲۶)

باب ۲۱۷

وائل بن حُجر کی آمد

محمد بن حجر نے ذکر کیا ہے سعید بن عبدالجبار بن وائل بن حجر سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے عبدالجبار سے، اس نے اپنی ماں ام یحییٰ سے، اس نے وائل بن حجر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے غصے کی اطلاع ملی اور میں اس وقت ایک بڑے ملک بڑی حکومت اور عظیم اطاعت میں تھا۔

میں نے اس سب کچھ کو چھوڑ دیا اور میں نے اللہ اور اللہ کے رسول کے دین میں رغبت کر لی۔ میں جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو مجھے ان کے اصحاب نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بشارت دے دی ہے میری آمد کی میری آمد سے تین راتیں قبل۔ اور پھر طویل حدیث ذکر کی ہے۔

امام بخاری نے ان کا قصہ ذکر کیا ہے اپنی تاریخ میں۔ (تاریخ کبیر ۴/۱۷۵۔۱۷۶)

☆☆☆

باب ۲۱۸

اشعریوں اور اہل یمن کی آمد

(۱) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے ،ان کو خبر دی حاجب بن احمد نے ،ان کو عبدالرحیم بن منیب نے ،ان کو یزید بن ہارون نے ،ان کو حمید نے انس بن مالک سے یہ کہ نبی کریم نے فرمایا ایک قوم کے لوگ آنے والے ہیں ،وہ دلوں کے اعتبار سے تم لوگوں سے زیادہ نرم ہیں ۔ چنانچہ اشعری لوگ آ گئے ۔ ان میں ابوموسیٰ اشعری بھی تھے ۔(آنے کے بعد) وہ خوشی سے رجز پڑھنے لگے

غدا تلقى الاحبة محمد وحزبه

آج والی صبح کو ہم دوستوں سے ملیں گے ۔محمد ﷺ سے اور ان کی جماعت سے ۔

مصنف کہتے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بات اس سے پہلے گزر چکی ہے کہ جو اس پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری کی آمد اپنے دوستوں کے ساتھ جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھی ۔ جب وہ حبشہ سے آئے تھے خیبر کے زمانہ میں ۔ اور احتمال ہے کہ پھر وہ واپس گئے ہوں اپنی قوم کے بقیہ لوگوں کے پاس اور پھر ان کو ساتھ لے کر کے آئے ہوں ۔

(۲) تحقیق ہمیں خبر دی ہے طاہر فقیہ نے ،ان کو ابوعبداللہ صفار نے ،ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ،ان کو ابومعمر نے ،ان کو عبداللہ بن ادریس نے اپنے والد سے ،اس نے سماک بن حرب سے ،اس نے عیاض اشعری سے ،اس نے ابوموسیٰ سے ،وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ آیت پڑھی تھی :

فسوف یاتی اللّٰه بقوم یحبهم ویحبونه ۔ (سورہ مائدہ : آیت ۵۴)

عنقریب اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لے آئیں گے جو اللہ سے محبت کرتے ہوں گے اور اللہ بھی ان سے محبت کرتا ہے ۔

رسول اللہ نے مجھ سے فرمایا ،وہ تیری قوم ہے اے ابوموسیٰ ،اہل یمن ۔(درمنثور ۲/۲۹۲)

اہل یمن کے اوصاف .... (۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں ،ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے ،ان کو عبدالکریم بن ہیثم نے ،ان کو ابوالیمان نے ،وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی شعیب نے ،ان کو زہری نے ،ان کو ابن مسیب نے یہ کہ ابوہریرہ فرماتے ہیں ، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا فرماتے تھے اہل یمن آئے ہیں وہ انتہائی نرم دل ہیں ۔ کمزور ترین دل کے ہیں ،ایمان یمان ہے اور حکمت ودانائی یمانیہ ہے ،سکینہ اور وقار اہل غنم میں ہے ،برکتوں کا مال رکھنے والے ،فخر اور غرور فدادین اور اہل وبر میں ہے ۔ مشرق کی جانب یعنی کھیتوں اور مویشیوں کے ہانکنے والے ،اور اُونٹوں والے ۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ دارمی سے ،اس نے ابوالیمان سے ۔(مسلم ۔ کتاب الایمان ۔ حدیث (۸۹) ۱/۷۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے ،ان کو احمد بن سلیمان فقیہ نے ،ان کو حسن بن مکرم نے (ح) ۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوالقاسم علی بن محمد بن علی بن یعقوب ایادی نے بغداد میں ،ان کو احمد بن یوسف بن خلاد نصیبی نے ،ان کو حارث بن محمد نے ،ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن ہارون نے ،ان کو خبر دی ہے ابن ابوذئب نے حارث بن عبدالرحمن بن محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے ، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ایک سفر میں ۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں گویا کہ وہ بادل ہیں

وہ اہل زمین کے بہترین لوگ ہیں۔ انصار میں سے ایک آدمی نے کہا سوائے ہم لوگوں کے یارسول اللہ، حضور خاموش ہو گئے۔ پھر اس نے کہا سوائے ہم لوگوں کے یا رسول اللہ۔ پھر آپ خاموش ہو گئے۔ پھر تیسری بار اس نے کہا سوائے ہم لوگوں کے یارسول اللہ۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا سوائے تم لوگوں کے۔ کمزور کلمہ (سیرۃ شامیہ ۲۱۶/۶)

حضور ﷺ کا اہل یمن کو بشارت دینا ...... (۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو محمد بن سلیمان باغندی نے، ان کو خلاد بن یحییٰ نے، ان کو سفیان بن سعید نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعمر بسطامی نے، ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی قاسم بن زکریا نے، ان کو عمرو بن علی نے، ان کو عاصم نے، ان کو سفیان نے جامع بن شداد سے، اس نے صفوان بن محرز سے، اس نے عمران بن حصین سے، وہ کہتے ہیں کہ بنوتمیم کے کچھ لوگ آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ حضور نے فرمایا خوش ہو جاؤ اے بنوتمیم۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے ہمیں بشارت دی ہے آپ ہمیں عنایت بھی کریں۔ لہٰذا رسول اللہ کا چہرہ غصے میں بدل گیا۔ اہل یمن کے کچھ لوگ آئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ بشارت قبول کرو جب بنوتمیم نے اس کو قبول نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے قبول کر لی ہے۔

اس کو بخاری نے صحیح میں روایت کیا ہے عمرو بن علی سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ ۶۷۔ حدیث ۴۳۸۶۔ فتح الباری ۹۸/۸)

باب ۲۱۹

حکم بن حزن کی آمد
اور جمعہ کے دن حضور ﷺ کے خطبہ کا انداز

(۱) ہمیں خبر دی ابن قتادہ نے، ان کو ابوعمرو بن مطر نے، ان کو احمد بن حسن بن عبدالجبار صوفی نے، ان کو حکم بن موسیٰ نے، ان کو شہاب بن خراش نے ابوصلت حوشبی نے شعیب بن زریق طائفی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں ایک آدمی کے پاس بیٹھا تھا، اس کو حکم بن حزن کلفی کہا جاتا تھا۔ اس کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل تھی، وہ ہمیں حدیث بیان کرنے شروع ہوا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، چھ آدمی آچکے تھے، میں ساتواں تھا یا نواں تھا۔ کہتے ہیں انہوں نے ہمیں اجازت دی ہم داخل ہوئے۔

میں نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں تاکہ آپ ہمارے لئے خیر کی (مال) کی دعا فرمائیں۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے ہمارے لئے دعا فرمائی، اور ہمارے بارے میں حکم فرمایا اور ہم لوگ اُترے اور ہمارے لئے کچھ کھجوروں کا حکم فرمایا۔ اور حالت اس وقت اس سے کم تر تھی۔ لہٰذا ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس ٹھہر گئے کئی دن تک۔ اس میں ہم جمعہ میں بھی حاضر ہوئے۔ کہتے ہیں رسول اللہ کھڑے ہوئے، کمان پر سہارا لگائے ہوئے تھے یا کہا تھا کہ عصا پر انہوں نے اللہ کی حمد کی اور اس کی تعریف کی، پاکیزہ ہلکے ہلکے مبارک کلمات کے ساتھ۔ اس کے بعد فرمایا:

یا ایھا الناس انکم لن تفعلوا، ولن تطیقوا کلما امرتم به ولکن سددوا وابشروا

اے لوگو! بے شک تم لوگ اگر کر سکو تو (بہتر) اور تم ہرگز طاقت نہیں رکھو گے جس وقت بھی تمہیں حکم دیا جائے گا لیکن درست روی اختیار کیا کرو اور بشارت وخوشخبری دیا کرو۔ (مسند احمد ۲۱۲/۴)

☆☆☆

باب ۲۲۰

نبی کریم ﷺ کے پاس زیاد بن حارث صدائی کی آمد

اور اس کے قصے میں جو مروی ہے پانی کا رواں ہونا رسول اللہ ﷺ کی اُنگلیوں کے درمیان، اور جس کنویں کے پانی کی شکایت کی گئی تھی اس بارے میں حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے آثار نبوت کا ظاہر ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابو احمد حسین بن علوش بن محمد بن نصر اسد آبادی نے وہاں پر، ان کو خبر دی ابو بکر احمد بن جعفر بن حمدان بن مالک نے، ان کو ابو علی بشر بن موسیٰ نے، ان کو ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن یزید مقری نے عبد الرحمن بن زیاد سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زیاد بن نعیم حضرمی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا زیاد بن حارث صدائی صاحب رسول اللہ ﷺ سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے ان سے اسلام پر بیعت کی۔ مجھے خبر دی گئی کہ آپ ﷺ نے میری قوم کی طرف لشکر بھیجا ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ لشکر کو واپس بلائیں، میں آپ کے لئے ضامن ہوں اپنی قوم کے اسلام اور ان کے اطاعت کرنے کا۔ آپ نے مجھے فرمایا، تم جاؤ اور ان کو واپس کر دو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میری سواری تھکی ہوئی ہے (کمزور ہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی بھیجا اس نے ان کو واپس بلا لیا۔

صدائی کہتے ہیں کہ میں نے ان کی طرف خط لکھا۔ للہذا ان کا وفد آیا مسلمان ہو کر۔ لہٰذا یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا، اے بھائی صداء، واقعی تیری بات مانی جاتی ہے تیری قوم کے اندر؟ میں نے عرض کی کہ بلکہ اللہ نے ان کو ہدایت دی ہے اسلام کی طرف۔ رسول اللہ نے مجھے فرمایا کیا میں تجھے ان پر امیر نہ مقرر کر دوں؟ میں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ۔ کہتے ہیں پھر انہوں نے میرے لئے خط لکھ کر مجھے ان پر امیر بنا دیا، پھر میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے آپ حکم کریں کسی چیز کے ساتھ حکم کریں ان کے صدقات میں سے۔ آپ نے فرمایا جی ہاں! لہٰذا انہوں نے میرے لئے دوسرا خط لکھا۔

صدائی کہتے ہیں کہ یہ واقعہ آپ کے بعض سفروں میں پیش آیا اور رسول اللہ ایک منزل پر اُترے، اس مقام والے حضور ﷺ کے پاس آئے وہ اپنے عامل کی شکایت کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہم سے کوئی چیز لے لی ہے جو ہمارے درمیان اور اس کی قوم کے درمیان جاہلیت میں تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا واقعی اس نے ایسے کیا ہے؟ انہوں نے کہ کہ جی ہاں۔ نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور میں ان میں تھا۔ حضور نے فرمایا کہ مؤمن آدمی کے لئے امارت میں کوئی خیر نہیں ہے۔ صدائی نے کہا کہ حضور ﷺ کی بات میرے دل میں گھر کر گئی۔

اس کے بعد دوسرا آیا، اس نے کہا یا رسول اللہ مجھے بھی دیجئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں سے سوال کرے غنی ہوتے ہوئے اس کے سر میں درد ہے اور پیٹ میں بیماری ہے۔ سائل نے کہا مجھے صدقہ میں سے دیجئے، رسول اللہ نے اس کو فرمایا بے شک اللہ عز و جل اس میں راضی نہیں ہے نبی کے حکم کے ساتھ نہ غیر نبی کے صدقات میں حتیٰ کہ وہ اس نے خود حکم دیا ہے اور اس کے لئے آٹھ اقسام متعین کر دی ہیں اگر تو ان اقسام میں سے ہے تو تجھے میں دیتا ہوں۔ یا یوں کہا تھا کہ ہم تجھے تیرا حق دیں گے۔

صدائی نے کہا، لہٰذا یہ بات بھی میرے دل میں بیٹھ گئی کہ میں ان سے اس حال میں سوال نہ کروں صدقات کا جبکہ میں غنی ہوں۔ اس کے بعد رسول اللہ عشاء کے وقت چلے گئے رات کے اول حصے میں۔ میں ان کے ساتھ رہا اور میں قریب تھا اور آپ کے اصحاب آپ سے دور

ہو جاتے تھے اور پیچھے بھی ہو جاتے تھے، حتیٰ کہ ان کے ساتھ کوئی نہ رہا میرے سوا۔ جب نماز صبح کا وقت ہوا، آپ نے مجھے حکم دیا میں نے اذان پڑھی۔ میں نے کہنا شروع کیا یا رسول اللہ میں اقامت کہوں؟ حضور ﷺ نے مشرقی کونے کی طرف جب نظر ماری فجر کو دیکھنے کے لئے آپ نے فرمایا کہ نہیں کہو حتیٰ کہ فجر طلوع ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ اُترے آپ نے قضاء حاجت کی پھر واپس میرے پاس لوٹ آئے اتنے میں صحابہ کرام سے مل گئے۔

فرمایا کہ کیا پانی ہے اے بھائی صداء؟ میں نے کہا کہ نہیں ہے مگر تھوڑا سا ہے آپ کو پورا نہیں ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس کو ایک برتن میں ڈال کر میرے پاس لے آیئے۔ میں اسے ڈال کر لے آیا۔ آپ نے اپنا دست مبارک اس پانی میں رکھ دیا۔ صدائی نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ آپ کی اُنگلیوں کے درمیان چشمہ جوش مار رہا تھا۔ پھر رسول اللہ نے مجھ سے فرمایا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں شرم کرتا ہوں اپنے ربّ سے تو ہم سب پیتے اور مویشیوں کو پلاتے اور برتن بھر لیتے۔ پھر آپ نے مجھ سے کہا اعلان کر دو جس کو ضرورت ہو پانی کی۔ لہٰذا میں نے اعلان کر دیا ان میں۔ لہٰذا جس نے چاہا اس نے اس میں سے کچھ لے لیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور بلال نے اقامت پڑھنی چاہی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک بھائی صداء نے اذان پڑھی ہے وہی اقامت پڑھے گا۔

صدائی کہتے ہیں کہ میں نے اقامت پڑھی، حضور ﷺ نے جب نماز پوری کر لی تو میں دو خط یا تحریریں ان کے پاس لے آیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے ان دو باتوں سے عافیت دیجئے۔ حضور نے پوچھا کیا خیال آ گیا تجھ کو، میں نے عرض کی اللہ کے رسول میں نے آپ سے سُنا ہے کہ آپ فرما رہے تھے مؤمن آدمی کے لئے امارت میں کوئی خیر نہیں ہے اور میں مؤمن ہوں اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ اور میں نے آپ سے سُنا، آپ فرماتے تھے سائل کے بارے میں جو شخص غنی ہوتے ہوئے بھی سوال کرے اس کے سر میں صداع ہے اور پیٹ میں بیماری ہے۔ جبکہ میں نے آپ سے سوال کیا ہے مانگا ہے اور میں غنی بھی ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ وہی ہوتا ہے یعنی بات تو بالکل ایسی ہی ہے۔ اگر تم چاہو تو قبول کر لو اور تم چاہو تو چھوڑ دو۔ میں نے عرض کی میں چھوڑ دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا، پھر کوئی آدمی بتایئے میں جس کو امیر مقرر کر دوں تم لوگوں پر۔ میں نے حضور ﷺ کو ایک آدمی کے بارے میں بتا دیا وفد میں سے جو لوگ آپ کے پاس آئے تھے۔ آپ نے اس کو ان پر امیر بنا دیا تھا۔

پھر میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کا ایک کنواں ہے سردیوں میں اس کا پانی زیادہ ہو جاتا ہے ہم لوگ اس کے گرد جمع ہوتے ہیں اور گرمیوں میں کم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ہم دوسری جگہوں پر پانی کے لئے متفرق ہو جاتے ہیں اردگرد کی طرف جبکہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور اردگرد سارے ہمارے دشمن ہیں۔ آپ ہمارے لئے ہمارے کنویں کے بارے میں دعا کریں کہ اس کا پانی ہمارے لئے زیادہ ہو جائے۔ اور ہم اسی کے گرد جمع رہیں ادھر اُدھر نہ جائیں۔

لہٰذا حضور ﷺ نے سات کنکریاں منگوائیں اور ان کو اپنے ہاتھوں میں مسلتے رہے اور ان میں دعا کی۔ پھر فرمایا کہ اب کنکریوں کو لے جاؤ جب تم لوگ کنویں پر جاؤ تو ایک ایک کر کے بسم اللہ کہہ کر اس میں ڈال دینا۔ صدائی کہتے ہیں کہ ہم نے ویسے ہی کیا جیسے آپ نے فرمایا تھا۔ اس کے بعد اس قدر پانی زیادہ ہو گیا کہ ہم نے اس کی گہرائی کبھی نہیں دیکھی کہ کتنی نیچے ہے۔

(بغوی۔ ابن عساکر۔ طبقات ابن سعد ۳۲۶/۱۔ ۳۲۷۔ شامیہ ۵۳۳/۹)

☆☆☆

باب ۲۲۱

عبدالرحمن بن ابوعقیل کی نبی کریم ﷺ کے پاس آمد

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوسی نے، ان کو ابوجعفر محمد بن محمد بن عبداللہ بغدادی نے، ان کو علی بن عبدالعزیز نے، ان کو احمد بن یونس نے، ان کو زہیر نے، ان کو ابوخالد یزید اسدی نے، ان کو عون بن ابوجحیفہ نے عبدالرحمن بن علقمہ ثقفی سے، اس نے عبدالرحمن بن ابوعقیل سے، وہ کہتے ہیں کہ میں ایک وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ ہم وہاں پہنچے اور دروازے کے پاس ہم نے سواریاں بٹھائیں۔ جب گئے تھے تو اس وقت رسول اللہ ﷺ سے زیادہ میری نظر میں کوئی مبغوض نہیں تھا مگر جب واپس لوٹے تو ہمیں ان سے زیادہ محبوب اور کوئی نہیں تھا۔

کہتے ہیں کہ ہم میں سے ایک کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ اپنے رب سے یہ دعا مانگتے ہیں ایسے ملک اور ایسی حکومت کی جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت تھی؟ چنانچہ رسول اللہ ﷺ ہنس دیئے پھر فرمایا کہ شاید تمہارے صاحب کا اللہ کے نزدیک افضل ملک ہے سلیمان علیہ السلام کے ملک سے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے نبی بھیجے ہیں اللہ نے ان کو ایک خاص مقبول دعا کا اختیار دیا تھا۔

چنانچہ ان میں سے بعض نے اس کو دنیا میں لے لیا۔ لہٰذا وہ اسے عطا کر دی گئی۔ بعض نے ان میں سے اس دعا کو اپنی قوم کے خلاف استعمال کر لیا تھا (بددعا کے طور پر)۔ جب انہوں نے اس کی نافرمانی کی تھی۔ لہٰذا وہ اسی کے سبب سے ہلاک کر دیئے گئے اور بے شک اللہ نے مجھے بھی ایک دعائے قبولیت عطا کی ہے مگر میں نے اس قیمتی قبولیت والی دعا کو اپنے رب کے پاس چھپا کر رکھ دیا ہے قیامت کے دن اپنی اُمت کی شفاعت کے لئے۔ (تاریخ ابن کثیر ۸۵/۵)

باب ۲۲۲

قصۂ دوس اور قصۂ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ

اوران کی آنکھوں کے درمیان نور روشنی کا ظہور۔ اس کے بعد ان کے چابک میں روشنی کا ظہور۔ نیز ان کا خواب۔ اور نبی کریم ﷺ کی دعا میں براہین شریعت

(۱) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو سفیان نے ابو زناد سے، اس نے اعرج سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ طفیل بن عمرو دوسی رسول اللہ کے پاس آئے تھے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بے شک قبیلہ دوس نے نافرمانی کر لی ہے اور انکار کر دیا ہے اسلام کو ماننے سے۔ آپ ان کے خلاف بددعا فرمائیے۔ لہٰذا آپ نے قبلہ کی طرف منہ کر کے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھالئے اور دعا فرمائی:

اللھم اھد دوسا وائت بھم

اے اللہ! قبیلہ دوس والوں کو ہدایت عطا فرما اور انہیں یہاں لے آ۔ تین بار دعا کی۔

---

(۱) دیکھئے طبقات ابن سعد ۳۵۳/۱۔ شرح المواہب ۳۷/۴)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن عبداللہ سے، اس نے سفیان سے۔

(بخاری۔ کتاب الدعوت۔ حدیث ۶۳۹۷۔ فتح الباری ۱۱/۱۸۶۔ بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۹۲۔ فتح الباری ۸/۱۰۱)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو عمران یعنی ابن موسیٰ نے، ان کو عثمان ابن ابوشیبہ نے، ان کو ابواسامہ نے اسماعیل بن ابوخالد سے، اس نے قیس سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ فرماتے ہیں میں جب نبی کریم کے پاس آیا تھا، میں نے راستے میں موجارات کے وقت اس کے طویل ہوجانے اور اس کی مشقت کی وجہ سے کہ وہ دارالکفر سے نجات ہے۔ کہتے ہیں میرا غلام راستے میں مجھ سے بھاگ گیا تھا جب میں مدینہ میں پہنچا نبی کریم ﷺ کے پاس تو میں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پس یکا یک میں ان کے پاس بیٹھا تھا کہ میرا غلام دار ہوا تو رسول اللہ نے فرمایا: اے ابوہریرہ یہ رہا تیرا غلام۔ میں نے کہا: یہ اللہ کی رضا کے لئے ہے پھر میں نے اس کو آزاد کردیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن علاء سے، اس نے ابواسامہ سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی فتح الباری ۸/۱۰۱)

اور تحقیق گزر چکی ہے روایت موسیٰ بن عقبہ سے اور دیگر سے کہ اشعریوں میں سے ایک جماعت آئی تھی ان میں ابوعامر اشعری بھی تھے۔ اور ایک گروہ دوس میں سے آیا تھا ان میں طفیل اور ابوہریرہ بھی تھے یہ اس وقت رسول اللہ کے پاس آئے تھے وہ خیبر میں تھے۔

طفیل بن عمرو کا قبول اسلام .... (۳) ہمیں حدیث بیان کی امام بیہقی نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی زاہر بن احمد فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابولبابہ میہنی نے، ان کو عمار بن حسن نے، ان کو سلمہ بن فضل نے محمد بن اسحاق بن یسار سے، وہ کہتے ہیں کہ طفیل بن عمرو دوسی بیان کرتے ہیں کہ وہ مکہ آئے اور رسول اللہ وہاں (مکہ میں) تھے تو ان کے پاس قریش کے کچھ مرد آئے اور طفیل بن عمرو دوسی عزت دار آدمی تھے، شاعر اور عقل مند تھے۔ لوگوں نے ان سے کہا تھا کہ آپ ہمارے شہروں میں آئے ہو اور یہ شخص جو ہمارے درمیان ہے اس نے ہماری جماعت میں تفرقہ ڈالا ہے اور ہمارے معاملہ کو پارا پارا کردیا ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اس کی بات جادو کی طرح ہے۔ وہ تو آدمی کے اور اس کے باپ کے درمیان جدائی ڈال دیتا ہے، بھائی بھائی کے درمیان، آدمی کے اور اس کی بیوی کے درمیان۔ ہم تو ڈرتے ہیں بھائی تیرے آنے پر اور تیری قوم پر اس بات سے جو ہمارے ساتھ پیش آچکی ہے۔ آپ اس کے ساتھ ہرگز کلام نہ کرنا اور ہرگز اس سے کچھ بھی نہ سننا۔

طفیل کہتے ہیں کہ وہ لوگ ہمیشہ مجھے منع کرتے رہے۔ لہٰذا میں نے بھی طے کرلیا کہ میں اس سے کچھ بھی نہیں سنوں گا اور نہ ہی ان سے بات چیت کروں گا، یہاں تک کہ میں جب صبح صبح مسجد (بیت اللہ) کی طرف جاتا تو میں اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لیتا اس خوف کے مارے کہ کہیں اس کے قول میں سے کوئی حصہ میرے کانوں میں نہ پڑ جائے۔

طفیل کہتے ہیں کہ ایک روز علی الصبح میں مسجد میں گیا اس وقت رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے کعبے کے پاس نماز پڑھ رہے تھے میں بھی جا کر ان کے پیچھے کھڑا ہوگیا۔ بس اللہ نے کچھ حصہ ان کے قول کا مجھے سنوا ہی دیا۔ میں نے تو انتہائی خوبصورت کلام سنا۔ لہٰذا میں نے اپنے دل میں کہا افسوس اللہ کی قسم بے شک میں ایک عقل مند آدمی ہوں، شاعر ہوں، مجھ پر اچھی اور بری چیز مخفی نہیں پھر مجھے کیا چیز مانع ہے اس سے کہ اس آدمی سے سنوں کہ وہ کہتا کیا ہے۔ اگر وہ بات جو وہ کرتا ہے حسن ہے تو میں اس کو قبول کروں گا اور اگر قبیح ہے تو میں اس کو چھوڑ دوں گا۔

کہتے ہیں کہ یہ سوچ کر میں وہیں ٹھہر گیا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ اپنے معمول سے فارغ ہوکر اپنے گھر لوٹے، میں بھی ان کے پیچھے پیچھے ہولیا حتیٰ کہ جب وہ اپنے گھر میں داخل ہوئے میں بھی پیچھے سے داخل ہوگیا اور میں نے آواز دی یا محمد بے شک تیری قوم نے مجھے ایسے ایسے کہا ہے۔ اللہ کی قسم وہ مجھے مسلسل تیرے معاملے سے ڈراتے رہے حتیٰ کہ میں نے اپنے کان روئی کے ساتھ بند کر لئے تھے تاکہ میں تیری بات سن بھی نہ سکوں مگر اللہ نے اس بات سے انکار کیا اور مجھے سنوا ہی دی۔ لہٰذا میں نے تو ایک خوبصورت بات سنی ہے۔ آپ اپنا پروگرام میرے سامنے پیش کیجئے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر اسلام پیش کیا اور میرے سامنے قرآن تلاوت فرمایا۔ پس قسم ہے اللہ کی میں نے کبھی بھی اس سے زیادہ خوبصورت کلام نہیں سنا تھا اور نہ ہی اس سے کوئی زیادہ درست امر سنا تھا۔ لہٰذا فوراً مسلمان ہو گیا اور میں نے حق کی شہادت دے دی۔ اور میں نے کہا، اے اللہ کے نبی! بے شک اپنی قوم میں مانا ہوا ہوں، میری بات مانی جاتی ہے اور میں ان کی طرف جانے والا ہوں اور میں ان کو اسلام کی دعوت دوں گا۔ آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر دے جو میرے لئے ان کے اوپر معاون بن جائے اس کی طرف جس کی میں ان کو دعوت دوں گا۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی :

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَهُ آيَةً ۔ (ترجمہ) اے اللہ! اس کے لئے کوئی آیت ونشانی مقرر کر دے۔

کہتے ہیں کہ میں اپنی قوم کی طرف نکل گیا حتیٰ کہ جب میں مقام ثنیہ میں پہنچا اس کو فلاں فلاں نام کہتے تھے میں نے دیکھا کہ میری آنکھوں کے درمیان میرے اوپر نور اور روشنی آن پڑی چراغ کی مثل۔ کہتے ہیں میں نے دعا کی :

اَللّٰهُمَّ فِي غَيْرِ وَجْهِي ۔ (ترجمہ) اے اللہ! میرے چہرے پر نہیں کسی اور چیز پر ظاہر فرما۔

کیونکہ میں ڈر رہا تھا کہ کہیں لوگ یہ نہ سوچیں کہ اس کا حلیہ بگڑ گیا ہے ان لوگوں کا دین چھوڑنے کی وجہ سے۔ کہتے ہیں کہ وہ روشنی میرے چہرے سے میرے چابک کے سر پر منتقل ہو گئی اس طرح جس طرح چراغ لٹکا ہوا ہوتا ہے اور میں ان کی طرف گھاٹی سے نیچے اتر رہا تھا۔ حتیٰ کہ میں ان کے پاس آ گیا۔

جب میں اترا تو پہلے پہل میرے والد آئے وہ انتہائی بوڑھے شیخ تھے۔ میں نے کہا کہ آپ مجھ سے دور رہیں میرے ابا جان، میں آپ سے نہیں ہوں اور آپ مجھ سے نہیں ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیوں بیٹے؟ میں نے کہا کہ میں اسلام لے آیا ہوں اور میں نے محمد ﷺ کے دین کی تابعداری کر لی ہے۔ چنانچہ پھر میرے والد نے کہا، اے بیٹے میرا دین بھی تیرا دین ہے۔ میں نے کہا ابا جان جا کر غسل کریں اور اپنے کپڑے پاک کر لیں، اس کے بعد آپ میرے پاس آئیں، حتیٰ کہ میں آپ کو وہ سکھاؤں جو کچھ میں خود سیکھ کر آیا ہوں۔ کہتے ہیں کہ وہ گئے، انہوں نے غسل کیا کپڑے پاک پہنے پھر آ گئے میں نے ان پر اسلام پیش کیا اور وہ مسلمان ہو گئے۔

اس کے بعد میری بیوی آئی میں نے اس سے کہا کہ مجھ سے دور رہیں میرا اور تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے وہ بولی میرے ماں باپ تجھ پر قربان کیوں؟ میں نے کہا کہ اسلام نے میرے اور تیرے درمیان تفریق ڈال دی ہے میں مسلمان ہو گیا ہوں اور میں نے دین محمد ﷺ کی اتباع کر لی ہے۔ وہ بولی پھر میرا دین بھی تیرا دین ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ جا تو حتیٰ ذوالشریٰ کی طرف اس سے طہارت حاصل کر۔ ذوالبشریٰ قبیلہ دوس کا ایک بت تھا اور الحمیٰ اس کے گرد محفوظ جگہ تھی اور وہاں پر پانی کا چشمہ تھا جو پہاڑ سے اس کی طرف بہتا تھا۔

وہ بولی میرے ماں باپ قربان، کیا آپ ذوالشریٰ سے بچوں پر ڈر محسوس کریں گے؟ تو وہ کہتے ہیں میں نے کہا: میں تیری ضمانت لیتا ہوں لہٰذا وہ گئی اور غسل کر آئی میں نے اس پر اسلام پیش کیا اور وہ مسلمان ہو گئی۔ اس کے بعد میں نے قبیلہ دوس والوں کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے میری بات ماننے میں تاخیر کی میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے کہا، اے اللہ کے نبی! بے شک قبیلہ والوں پر میرے مقابلے میں زنا غالب آ گیا ہے۔ آپ ان کے خلاف بددعا کیجئے مگر رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی :

اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا ۔ (ترجمہ) اے اللہ! دوس والوں کو ہدایت دے۔

اس کے بعد فرمایا کہ اب تم واپس جاؤ اپنی قوم کے پاس، آپ جا کر ان کو بلاؤ اللہ کی طرف اور ان کے ساتھ نرمی کرنا۔ لہٰذا میں ان کی طرف لوٹ گیا۔ میں مستقل طور پر دوس کی سرزمین پر ان کو اللہ کی دعوت دیتا رہا۔ اس کے بعد جو لوگ میری قوم میں سے مسلمان ہوتے رہے میں ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا اور رسول اللہ اس وقت خیبر میں تھے، لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے حصہ نکالا تھا مسلمانوں کے ساتھ۔ میں اس سے قبل مدینے میں اترا۔ ہم قبیلہ دوس کے ستر یا اسی گھرانے تھے۔

اسحاق بن یسار کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ فوت ہوئے اور کچھ عرب مرتد ہو گئے تو یہی طفیل بن عمرو نے مسلمانوں کے ساتھ جہاد کیا، حتیٰ کہ فارغ ہو گئے طلیحہ سے۔ اس کے بعد مسلمانوں کے ساتھ یمامہ کی طرف گئے، اور ان کے ساتھ ان کے صاحبزادے عمرو بن طفیل بھی تھے۔ انہوں نے اپنے اصحاب سے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے مجھے اس کی تعبیر بتاؤ۔ میں نے دیکھا کہ میرا سر مونڈ دیا گیا ہے اور میرے منہ سے ایک پرندہ نکلا ہے اور مجھے عورت ملی ہے اس نے مجھے اپنی شرم گاہ میں داخل کر لیا ہے۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ میرا بیٹا مجھے تلاش کر رہا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس کو مجھ سے روک لیا گیا ہے۔

لوگوں نے کہا کہ تم نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نے اس کی تعبیر سوچی ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ کیا تعبیر سوچی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ سر منڈوانے سے مراد سر کو رکھ دینا ہے۔ بہرحال وہ پرندہ جو میرے منہ سے نکلا ہے وہ میری روح ہے، بہرحال وہ عورت جس نے مجھے اپنی فرج میں داخل کر لیا ہے وہ زمین ہے جس میں قبر کھودی جائے گی اور میں اس میں غائب کر دیا جاؤں گا۔ بہرحال میرے بیٹے کا مجھ کو تلاش کرنا پھر اس کا مجھ سے بند ہو جانا، میں نے سوچا ہے کہ وہ عنقریب کوشش کرے گا تا کہ اس کو بھی اسی طرح شہادت مل جائے جس طرح مجھے پہنچی ہے۔

چنانچہ حضرت طفیل بن عمرو جنگ یمامہ میں شہید مقتول ہو گئے اور اس کا بیٹا عمرو شدید زخمی ہو گیا تھا۔ اس کے بعد یرموک میں مقتول شہید ہوا تھا۔ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد میں۔ (سیرۃ شامیہ ۲/۵۱۱)

رسول اللہ ﷺ کو محفوظ سرزمین کی پیشکش .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے اور حسین بن فضل نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن حرب نے، ان کو حماد بن زید نے حجاج صواف سے، اس نے ابوزبیر سے، اس نے جابر سے، یہ کہ طفیل بن عمرو دوسی حضور ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ کو محفوظ قلعے یعنی سرزمین دوس کی ضرورت ہے اور حفاظت کرنے والی قوم۔ جماعت دوس کی۔

کہتے ہیں کہ دور جاہلیت میں اہل دوس کا اپنا قلعہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے انکار کر دیا، اس لئے کہ اللہ نے ان کو انصار کے مقدر کر دیا تھا۔ جب حضور نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی تو طفیل نے بھی آپ کے ساتھ ہجرت کی تھی اور اس کے ساتھ اس کی قوم کے ایک آدمی نے بھی تو انہوں نے مدینہ میں رہنا پسند نہیں کیا تھا۔ لہٰذا وہ بیمار ہو گیا اور گھبرا گیا، اس نے تیر کا بھالہ لیا اور اس کے ساتھ اس نے انگلیوں کے جوڑ کاٹ لئے۔ لہٰذا زور سے خون بہنے لگا جس سے وہ شخص مر گیا۔

طفیل نے اس کو خواب میں دیکھا مگر اس کو اچھی حالت میں دیکھا۔ اور اس کو دیکھا کہ اس نے ہاتھ ڈھانک رکھے ہیں۔ انہوں نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا ہوا کیوں ڈھانک رکھے ہیں؟ اس نے بتایا کہ مجھے یہ کہا گیا ہے کہ ہم اس کو ہرگز درست نہیں کریں گے جس کو تم نے خود خراب کیا ہے۔ طفیل نے یہ خواب رسول اللہ کو بتایا، تو حضور نے دعا فرمائی :

اَللّٰهُمَّ وَلِيَدَيْهِ فَاغْفِرْ

اے اللہ! اس کے ہاتھوں کو معاف کر دے۔

اس کو مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے اسحاق بن ابراہیم وغیرہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۱۸۴ ص ۱/ ۱۰۸۔۱۰۹)

اس نے سلیمان بن حرب سے۔

☆☆☆

باب ۲۲۴

قصہ مزینہ[1] اور ان کا سوال اور کھجوروں میں برکت کا ظہور جس میں سے حضرت عمر بن خطاب نے ان کو عطا کی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابومحمد دعلج بن احمد بن دعلج نے، ان کو خبر دی ابراہیم بن علی نے، ان کو خبر دی یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو ہشیم نے حصین سے، اس نے ذکوان بن ابوصالح سے، اس نے نعمان بن مقرن سے، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ کے پاس آیا تھا قبیلہ مزینہ کے تین سو افراد کے ساتھ۔ جب ہم نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا، اے عمر اس قوم کو زاد سفر باندھ دو۔ انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس کچھ کھجوروں کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ اس قوم کے لئے کچھ بھی پوری ہو سکیں گی۔ مگر حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ تم وہی سفر کے توشہ کے طور پر ان کو دے دو۔

کہتے ہیں کہ حضرت عمر ان کو ساتھ لے کر گئے اور ان کو اپنے گھر میں داخل کیا۔ پھر ان کو ایک بالا خانے پر چڑھا کر لے گئے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ہم داخل ہوئے تو اس میں ایک جوان بیٹھے اونٹ کی مثل ڈھیر پڑا ہوا تھا۔ لہٰذا اس قوم نے اس میں سے اپنی ضرورت کے مطابق لے لیا۔

نعمان کہتے ہیں کہ میں وہاں سے نکلنے والا آخری آدمی تھا میں نے پیچھے پلٹ کر دیکھا تو اس میں اسی طرح کھجوریں رکھی ہوئی تھیں جیسے پہلے تھیں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل بن فضل نے، ان کو سعید بن عمرو اشعثی ابوعثمان نے، ان کو عبثر نے حصین بن سالم سے، اس نے نعمان سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے چار سو افراد کے ساتھ۔ یہ مزینہ اور جہینہ کے لوگ تھے آپ کے بعض امر میں، ہم نے کہا تھا کہ ہمارے پاس سفر میں راستے کے لئے کچھ نہیں ہے جو ہم سفر میں باندھ کر ساتھ لے جائیں۔ آپ نے فرمایا، اے عمران کو سفر کا خرچ دے دو تو حضرت عمر ﷺ نے فرمایا: میرے پاس تو بس بچی ہوئی کچھ کھجوروں کے سوا کچھ نہیں ہے جو ہمارے لئے بھی ناکافی ہیں۔ لہٰذا ہمیں حضرت عمر ساتھ لے گئے ایک بالا خانے کی طرف۔ انہوں نے اس کو کھولا تو اس کے اندر جوان اونٹ کی مثل کھجوروں کا ڈھیر رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا آجاؤ اس میں سے جس قدر چاہو لے لو۔ لہٰذا ہم نے سفر کے لئے توشہ باندھا۔ میں ان لوگوں میں نکلنے والا آخری بندہ تھا، میں نے نظر ماری تو مجھے اس میں سے کچھ کمی نظر نہ آئی حالانکہ ہم چار سو آدمیوں نے اس میں سے اپنی ضرورت کا سفر خرچ لے لیا تھا۔

زائدہ نے اس کا متابع بیان کیا ہے حصین سے، اس نے سالم بن ابوالجعد سے۔ (مسند احمد ۵/۴۴۵)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو حسین بن علی نے، زائدہ سے، اس نے حصین سے، اس نے سالم بن ابوالجعد سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے نعمان بن مقرن نے کہا تھا کہ میں قبیلہ مزینہ کے چار سو افراد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تھا۔ آپ نے ہمیں کچھ حکم فرمایا، پھر فرمایا اے عمران کو سفر کے لئے سامان خوراک دے دو۔ اس نے

[1] دیکھئے طبقات ابن سعد ۱/۲۹۱۔ نہایۃ الارب ۱۸/۱۹۔۲۰۔ شرح المواہب ۴/۳۲)

عرض کی یارسول اللہ میرے پاس اس قدر نہیں ہے جوان کو سفر کے لئے تیار کردوں۔ آپ نے فرمایا ان کو سفر کے لئے توشہ دے دو۔ اس نے ہمارے لئے بالا خانہ کھول دیا اس کے اندر بیٹھے ہوئے اُونٹ کے برابر ڈھیر کھجوریں پڑی تھیں۔ ہم چار سو اونٹ سواروں نے اس میں سے سفر خرچ لے لیا میں آخری بندہ تھا نکلنے والا۔ میں نے پیچھے پلٹ کر دیکھا تو مجھے ایک کھجور کی جگہ خالی نظر نہ آئی۔

کھجوروں میں رسول اللہ ﷺ کی برکت کا ظہور .... (۴) ہمیں خبر دی علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن عمرو رازی نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو یعلی بن عبید نے، ان کو اسماعیل بن ابو خالد نے قیس بن سعید مزنی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چالیس آدمی آئے یا چار سو کہے تھے، ان لوگوں نے ان سے کھانے کی چیز کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے عمر سے کہا جاؤ ان کو دے دو۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ نہیں ہے یہ مگر مختصری کھجوریں ہیں، میں نہیں سمجھتا کہ کس قدر ان کو کفایت کریں گی، فرمایا آپ جا کر دے دیں۔ اس نے کہا یا رسول اللہ میں نے حکم سُنا ہے اور اطاعت کی ہے۔

کہتے ہیں کہ عمر نے اپنے کمر بند سے چابی نکالی اور دروازہ کھولا تو دیکھا کہ جوان اُونٹ کے برابر کھجوریں رکھی ہیں۔ فرمایا کہ لے لو۔ لہٰذا ہم میں سے ہر شخص نے جس قدر پسند کیا کھجوریں لے لیں۔ میں نے پیچھے پلٹ کر دیکھا میں سب سے آخری آدمی تھا تو ایسے لگا جیسے کہ ہم نے ایک بھی کھجور اس میں سے نہیں لی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ابوعبید نے کہا ہے اور اس کا یہ قول ما اُری یقیظن بنی مراد یہ ہے کہ ان کو کفایت نہیں کریں گی ان کے قیظ کے لئے اور قیظ سے مراد موسم گرما کی گرمی ہے۔

باب ۲۲۴

فَرْوَۃ بن مُسَیْك مُرادی[1] کی آمد اور عمرو بن معدی کرب اور اشعث بن قیس کی آمد نبی کریم ﷺ کے پاس وفد کندہ میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس فروہ بن مسیک مرادی آئے تھے شاہان کندہ سے دوری اور علیحدگی اختیار کر کے، اسلام کی آمد سے تھوڑا سا پہلے ہمدان اور مراد قبائل کے مابین ایک جنگ واقع ہو چکی تھی۔ اس کے اندر ہمدان کو نقصان پہنچا تھا مرادیوں سے، حتیٰ کہ ان لوگوں نے ان کو قید و بند میں جکڑ لیا تھا اس دن جس کو "ردم" کہا جاتا تھا۔ جب فروہ بن مسیک رسول کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے یہ شعر کہے تھے:

لما رایت ملوك كندة اعرضت — كالرجل خان الرجل عرق نسائها

يممت راحلتی اؤم محمدا — ارجو فواضلها وحسن ثرائها

جب میں نے دیکھا شاہان کندہ نے اعراض کر لیا ہے اس آدمی کی طرح جس کو عرق النساء نے پریشان کیا ہو۔ میں نے اپنی سواری کو حرکت دی۔ محمد ﷺ سے ملاقات کا قصد کیا، میں نے اس کی خوبیوں اور حسن کردار کی امید کرتا ہوں۔

---

[1] دیکھئے سیرۃ ابن ہشام ۱۹۱/۴۔ طبقات ابن سعد ۳۲۸/۱۔ عیون الاثر ۳۰۵/۲۔ نہایۃ الارب ۲۳۹/۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۷۰/۵۔ اسد الغابۃ ۱۸۰/۴)

٭جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو حضور ﷺ نے اس سے فرمایا تھا (اس کے مطابق جو ہمیں خبر پہنچی ہے)، اے فروہ! کیا تجھے بُری لگی وہ کیفیت جو تیری قوم کو پہنچی ہے یوم الردم کے اندر۔ اس نے کہا یارسول اللہ کون اپنی قوم کو اس قدر نقصان پہنچا ناپسند کرے گا جو میری قوم کو پہنچا تھا یوم الردم میں، کیا اس کو پھر وہ کیفیت بُری نہیں لگے گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار بے شک اس چیز نے نہیں زیادہ کیا تیری قوم کو اسلام کے اندر مگر خیر اور بہتر یعنی اس کے بدلے میں اللہ نے ان کو اسلام کی خیریں اور بھلائیاں دے دی ہیں۔

اور رسول اللہ نے اس کو عامل مقرر کر دیا تھا مراد پر اور زبید اور مذحج سب پر اور ان کے ساتھ بھیجا تھا خالد بن سعید بن عاص کو صدقات (وصول کرنے پر) جو اس کے ساتھ رہے تھے اس کے شہروں میں، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۱۹۱/۴۔۱۹۲۔ تاریخ ابن کثیر ۷۰/۵)

عمرو بن معدی کرب کی آمد رسول اللہ ﷺ کے پاس

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عمرو بن معدی کرب آئے تھے بنو زبید کے کچھ لوگوں کے ساتھ۔ لہٰذا وہ آ کر مسلمان ہو گئے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو اس کے بعد عمرو مرتد ہو گئے (دین سے پھر گئے)۔

(مصنف کہتے ہیں) کہ میں کہتا ہوں کہ مراد ہے کہ ان لوگوں میں جو مرتد ہو گئے تھے اہل ردت میں مگر دوبارہ اسلام میں لوٹ آئے تھے (یعنی مرتد ہونے سے توبہ کر کے دوبارہ مسلمان ہو گئے تھے)۔

ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ تحقیق یہ کہا گیا ہے کہ عمرو نبی کریم ﷺ کے پاس نہیں آیا تھا اور انہوں نے اشعار کہے تھے:

انــــی بــالنبی موقنة نفسی — وان لــم ار الـنبـی عیـانـا
سید الـعـالمین طُرًّا و ادنا — هم الـی اللّٰہ حین ثاب مكانا
جاءنا بالناموس من لدن اللّٰہ — و كـان الامین فیـه المعانا
حكمـه بعد حكمة و ضیاء — قد هدینا بنورها من عمانا
و ركبنا السبیل حین ركبناه — جدیداً بكره منا و رضانا
وعبد الالـه حقًّا و كُنَّا — للجهالات نعبد الاوثانا
و أتلفنا به و كنا عدُوًّا — ورجعنا به معًا اخوانا
فعلیه السلام والسلم منا — حیث كنا من البلاد و كانا
ان نكن لم نر النبی فانا — قد تبعنا سبیله ایمانا

(سیرۃ ابن ہشام ۱۹۳/۴۔ تاریخ ابن کثیر ۷۲/۵)

میرا دل نبی کریم ﷺ کی نبوت کے ساتھ یقین رکھتا ہے اگرچہ میں نے نبی کریم ﷺ کو سامنے نہیں دیکھا۔ وہ سارے جہانوں کے سردار ہیں اور ان میں سب سے اللہ تعالیٰ کے قریب تر ہے مرتبے کے اعتبار سے۔ وہ ہمارے پاس اللہ کی طرف سے ایک ناموس (قرآن مجید) لے کر آئیں ہیں اور اس بارے میں ان کو جبریل امین کی معاونت حاصل رہی ہے۔ ان کا ہر حکم حکمت پر مبنی ہے اور وہ حکم اور روشنی ہے۔ تحقیق ہم اپنی گمراہی کے اندھے پن اس کے نور سے راستہ دکھائے گئے ہیں۔ ہماری خوشی یا عدم خوشی کے باوجود اس نے ہمیں نئی راہ پر گامزن کر دیا ہے جب وہ خود اس پر رواں دواں ہوا ہے۔ اس نے سچے الٰہ یعنی معبود برحق کی

عبادت کی ہے جبکہ ہم تو اپنی جہالتوں کی وجہ سے، بتوں کی عبادت کر رہے تھے۔ ہم ان کی وجہ سے ہی آپس میں الفت ومحبت کے رشتے میں جڑ گئے ہیں ورنہ ہم تو باہم دشمن تھے۔ انہی کی وجہ سے ہم آپس میں بھائی بھائی ہو گئے ہیں۔ سو ان پر سلام ہو۔ غلطی وکوتاہی ہماری طرف سے تھی ہم جہاں بھی تھے شہروں میں تھے۔

اگر چہ ہم نے نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا تا ہم ہم ایمان کے اعتبار سے انہی کے تابع فرمان ہیں۔

دیگر اشعار میں بھی ذکر ہے۔

اشعث بن قیس کی آمد وفد کندہ میں

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ اشعث بن قیس وفد کندہ میں آئے تھے۔

(۲) مجھے حدیث بیان کی ہے زہری نے، وہ کہتے ہیں کہ اشعث بن قیس آئے تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس اسی یا ساٹھ سواروں کے ساتھ بنوکندہ میں سے اور وہ سب حضور ﷺ کے پاس داخل ہوئے تھے حضور ﷺ کی مسجد میں۔ انہوں نے اپنے اپنے بالوں میں کنگھی کر رکھی تھی اور سرمہ لگایا تھا اور یمنی چادروں کے جبے پہنے تھے جن کے کف ریشم سے بنے ہوئے تھے۔ جب داخل ہوئے تو حضور ﷺ نے پوچھا کیا تم مسلمان نہیں ہوئے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ فرمایا کہ پھر یہ تمہاری گردنوں میں لوہے (کڑے) کیسے ہیں ان کو کاٹ دو اور ان کو نوچ کر پھینک دو۔ اس کے بعد اشعث نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ بنو اکل المرار ہیں اور آپ ابن اکل المرار ہو۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر ہنس دیئے اس کے بعد فرمایا کہ تم اسی نسب کے ساتھ ابن ربیعہ بن حارث اور عباس بن عبدالمطلب کا نسب بیان کرو۔ درحقیقت یہ دونوں تاجر تھے اور جب وہ عرب کی دھرتی پر سفر کرتے تو ان سے پوچھا جاتا کہ تم لوگ کون ہو؟ وہ اس وقت یہ کہہ دیا کرتے تھے کہ ہم بنو اکل المرار ہیں۔ لہٰذا وہ اس نام اور نسبت کی وجہ سے عرب میں عزت کئے جاتے تھے اور اس کے ساتھ وہ اپنے آپ کا دفاع کرتے تھے۔ اس لئے کہ دراصل بنو اکل المرار بنوکندہ میں سے تھے اور وہ بادشاہ تھے (یعنی صاحب حکم تھے) جبکہ ہم بنونضر بن کنانہ ہیں۔ جبکہ ہم اپنی ماں کے تابع نہیں کرتے (اپنے نسب کو) اور نہ ہی اپنے باپ سے اکھڑتے ہیں اور جدا کرتے ہیں (اپنے نسب کو)۔

نوٹ: اکل المرار کا وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مرار ایک درخت کا نام ہے کہ جاہلیت میں کسی جنگ میں ایک قبیلے مورث اعلیٰ نے چھپ کر جان بچائی تھی۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے، ان کو خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، ان کو خبر دی حنبل بن اسحٰق نے، ان کو اسماعیل بن حرب نے اور حجاج نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن سلمہ نے عقیل بن طلحہ سے، اس نے مسلم ھیصم سے، اس نے اشعث بن قیس سے۔ وہ کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے بنوکندہ کا وفد۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ میں ان سے افضل ہوں، اچھا ہوں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا تم لوگ ہم میں سے نہیں ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہم لوگ بنونضر بن کنانہ ہیں نہ ہم (ماں کی طرف سے نسب کے پیچھے جاتے ہیں) اور نہ ہی اپنے دادا پردادا سے نسب کو الگ کرتے اور توڑتے ہیں۔ دوسرے نے کہا کہ نہ ہم اپنے باپ دادا سے ختم کرتے ہیں۔ اشعث کہتا تھا کہ البتہ نہیں کوئی آدمی لایا جائے گا جس نے ایک آدمی کی نفی کی ہو قریش میں سے نضر بن کنانہ سے مگر میں اس کو کوڑے ماروں گا۔ اور اس دوران اس نے مرار درخت کے پتے کھائے تھے اس لئے اس کا نام اکل المرار پڑ گیا تھا اور اس کی پوری نسل بنو اکل المرار قرار پائی تھی۔ (سیرۃ ابن کثیر ۱۹۶/۴۔ تاریخ ابن کثیر ۷۲/۵)

☆☆☆

باب ۲۲۵

نبی کریم ﷺ کے پاس صُرد بن عبداللہ کی آمد بنو اسد کے ایک وفد میں

اور اس کا مسلمان ہونا اور اس کا واپس جانا جرش کے پاس اور جُرش سے دو آمیوں کی آمد رسول اللہ ﷺ کے پاس اور حضور ﷺ کا ان دونوں کو یہ خبر دینا کہ صرد اسی لمحے اپنی قوم کے اندر پہنچ گیا ہے جس ساعت میں وہ ان کے پاس پہنچا تھا۔ اور اس سارے معاملے میں جو آثارِ نبوّت ظاہر ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ صُرد بن عبداللہ ازدی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور وہ مسلمان ہو گئے تھے وفد بنوازد کے ساتھ آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو امیر مقرر کیا تھا ان لوگوں پر جو مسلمان ہو گئے تھے ان کی قوم میں سے۔ اور حضور ﷺ نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر ان لوگوں کے ساتھ جہاد کرنے کا بھی حکم دیا تھا جو ان کے قریب اہل شرک یمن کے قبائل تھے۔ چنانچہ صرد بن عبداللہ روانہ ہوئے وہ چل رہے تھے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے ساتھ حتیٰ کہ مقام جُرش پر اُترے۔ یہ اس وقت ایک بند شہر تھا، اس میں قبائل تھے یمن کے قبائل میں سے۔ ان کے پاس خثعم داخل ہو رہا تھا یہ لوگ بھی اس کے ساتھ جڑ گئے پس وہ اس شہر میں داخل ہو گئے۔ ان کے ساتھ قبائل نے جب ان کی طرف مسلمانوں کی آمد کے بارے میں سنا اور ان کو جا کر اس کے اندر ہی گھیر لیا ایک مہینے تک محاصرہ کئے رکھا۔ وہ اس میں رُکے رہے اس کے بعد اس نے رجوع کیا ان سے واپس ہونے والا۔ حتیٰ کہ جب ان لوگوں کے ایک پہاڑ میں پہنچا جس کو کشر کہتے تھے۔ اس وقت اہل جرش نے یہ گمان کیا کہ وہ تو اب شکست کھا کر واپس لوٹ گیا ہے۔ لہٰذا وہ لوگ اس کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے حتیٰ کہ جب ان لوگوں نے اسے پالیا تو اس نے بھی پلٹ کر ان پر حملہ کر دیا اور ان کے ساتھ اس نے شدید قتال کیا۔

اُدھر سے اہل جرش نے اپنے دو آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ منورہ بھیجے وہ جب وہاں پہنچے افطار کے بعد شام کا وقت تھا۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ شکر کے کون سے شہر سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا جرشی ہیں ہم لوگ یا رسول اللہ ﷺ۔ دراصل ہمارے شہروں کے پاس ایک پہاڑ ہے اس کو کشر کہا جاتا ہے اور اسی طرح اہل جرش اس کو یہی نام دیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کشر نہیں ہے بلکہ شکر ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ اس کی کیا بات ہے (یعنی کیا وجہ ہے؟)۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ کے بُدنۃ البتہ اس وقت اس کے پاس ذبح کے لئے جا رہے ہیں۔ وہ دونوں آدمی بیٹھ گئے حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان کے پاس ان دونوں نے کہا ان دونوں سے افسوس ہے تم دونوں پر۔ بے شک رسول اللہ ﷺ تمہیں موت کی خبر دے رہے تھے تمہاری قوم کے بارے میں۔ وہ دونوں کھڑے ہوئے اور درخواست کی کہ اللہ سے دعا فرمائیں کہ تمہاری قوم سے اس حالت کو اٹھا لے۔ لہٰذا وہ دونوں اُٹھے انہوں نے یہی درخواست کی۔ حضور ﷺ نے دعا کی اے اللہ! ان سے یہ حالت اُٹھا لے۔ لہٰذا وہ دونوں رسول اللہ ﷺ سے روانہ ہو کر اپنی قوم کی طرف چلے گئے۔ انہوں نے اپنی قوم کو پالیا کہ ان پر واقعی قتل و غارت کی مصیبت پڑی تھی۔ جس دن صرد بن عبداللہ نے ان پر حملہ کیا تھا اُسی دن جس دن رسول اللہ ﷺ نے ان کو بتایا تھا بالکل اسی ساعت میں جس کا ذکر کیا تھا۔ اس کے بعد جرش کا وفد روانہ ہوا وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہو گئے۔ حضور ﷺ نے ان کی بستی کے گرد حفاظتی نشان لگوا کر ان کی بستی کو محفوظ کروا دیا گھوڑوں سے اور سواروں سے اور ان کے کھیت کو مویشیوں وغیرہ سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۱۹۷)

☆☆☆

باب ۲۲۶

رسول اللہ ﷺ کے پاس ضمام بن ثعلبہ[۱] کی آمد

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے۔ ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو محمد بن ولید نے کریب مولی ابن عباس سے، اس نے ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ بنوسعد بن بکر سے ضمام بن ثعلبہ وفد لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے مسجد کے دروازے پر اونٹ بٹھایا اور اس کے پیروں میں رسی باندھی۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا، آپ اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے پوچھا کہ تم میں سے ابن عبدالمطلب کون ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا میں ابن عبدالمطلب ہوں۔ اس نے پوچھا کیا تم محمد ہو؟ فرمایا کہ جی ہاں میں ہوں۔ اس نے کہا اے ابن عبدالمطلب میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اور میں سوال سخت قسم کے کروں گا آپ نے اپنے دل میں غصہ بالکل نہیں کرنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے میں دل میں ناراض نہیں ہوں گا جو چاہو سوال کر سکتے ہو۔

اس نے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں تیرے الٰہ اور معبود کی اور ان کے الٰہ کی جو تم میں سے پہلے گذرے اور ان کے الٰہ کی جو تیرے بعد ہونے والے ہیں۔ کیا واقعی تجھے اللہ نے ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ گواہ ہے اس بات کا بالکل اس نے بھیجا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں تیرے اللہ کی اور تیرے معبود کی اور تم میں سے پہلے لوگوں کے معبود کی اور تیرے بعد آنے والے معبود کی۔ کیا اس بات کا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو اور تم اس کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہ کرو۔ اور یہ کہ تم ان بتوں سے الگ تھلگ رہو جن کی عبادت ہمارے آباؤ اجداد کرتے تھے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بالکل اللہ گواہ ہے۔

اس کے بعد اس نے اسلام کے فرائض ذکر کئے اور ایک ایک طریقہ ذکر کیا نماز، زکوۃ، حج اور تمام فرائض اسلام۔ ہر ہر طریقہ پر وہ ان کو قسم دیتا گیا جیسے پہلی مرتبہ قسم دی تھی۔ جب وہ فارغ ہو گیا تو اس نے کہا: اشهد ان لا اله الا الله وان محمداً عبدهٗ و رسوله۔ عنقریب میں یہ سارے فرائض پورے کروں گا اور ان چیزوں سے اجتناب کروں گا جس سے انہوں نے منع کیا ہے نہ اس سے کم کروں گا نہ اس سے زیادہ کروں گا۔ پھر وہ واپس لوٹتا ہوا اپنے اونٹ کی طرف گیا جب وہ واپس لوٹا تو حضور ﷺ نے فرمایا اگر ذوالعقیصہ سچ کہتا ہے تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا (یہ اس لئے فرمایا کہ ضمام مضبوط آدمی تھا زیادہ بالوں والا۔ دو حصوں میں بانٹی ہوئی زلفوں والا تھا)۔

اس کے بعد وہ اپنے اُونٹ کے پاس آیا اس کے پیروں سے رسی نکالی پھر وہ روانہ ہو گیا اور اپنی قوم کے پاس پہنچا۔ وہ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ سب سے پہلے جو اس نے کلام کیا وہ یہ تھا لات وعزی بدتر ہیں۔ لوگوں نے کہا ٹھہرو ٹھہرو کیا کہہ رہے ہو اے ضمام۔ ڈرو ڈرو کیا کہہ رہے ہو؟ کس کی توہین کر رہے ہو۔ تمہیں جذام ہو جائے گا، برص ہو جائے گا، تمہیں جنون ہو جائے گا۔ اس نے جواب دیا ہلاکت ہو تمہارے لات وعزی نہ کوئی نقصان کر سکتے ہیں نہ ہی کوئی نفع کر سکتے ہیں بے شک اللہ نے رسول بھیج دیا ہے اور اس پر کتاب اُتار دی ہے۔ میں تمہیں اس میں سے بچانا چاہتا ہوں تم جس میں پھنسے ہوئے ہو۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اس کا بندہ اور رسول ہے۔ اور میں تمہارے پاس اس کی طرف سے وہ پیغام لے کر آیا ہوں جس کا اس نے تمہیں حکم دیا ہے اور جس چیز سے منع کیا ہے۔ پس اللہ کی قسم نہیں شام کی تھی اسی دن اس کی موجودگی میں کسی مرد نے اور نہ کسی عورت نے مگر وہ شام ہونے سے پہلے پہلے سارے مسلمان ہو گئے تھے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۱۸۴/۴-۱۸۶۔ تاریخ ابن کثیر ۷۰/۵)

[۱] دیکھئے: سیرۃ ابن ہشام ۱۸۴/۴۔ طبقات ابن سعد ۲۹۹/۱۔ عیون الاثر ۲۹۷/۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۶۰/۵)

ابن عباس فرماتے ہیں کہ ہم نے کسی قوم کے پاس پیغام لے کر جانے والے کو نہیں سنا جو ضمام بن ثعلبہ سے افضل ہو۔

(مصنف کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ تحقیق روایت کی ہے انس بن مالک ﷺ نے ضمام بن ثعلبہ کے قصے میں وہ روایت پیچھ کی پیشی کرتی ہے اسی وجہ سے بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الایمان ۳۲/۱۔ مسلم۔ باب بیان الصلوات ۱/ ۱۶۹)

باب ۲۲۷

معاویہ بن حیدۃ قشیری کی آمد

اور اس کا حضور ﷺ کے پاس داخل ہونا اور اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول کرنا حتی کہ اس کو آپ ﷺ کی طرف آنے پر مجبور کر دیا

(۱) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے اپنی کتاب سے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو احمد بن یوسف نے، ان کو عمر بن عبداللہ بن رزین نے، ان کو سفیان نے الفاظ داؤد وراق سے۔ اس نے سعد بن حکیم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا معاویہ بن حیدۃ قشیری سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جب میں ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی تھی کہ وہ تمہارے مقابلے میں میری مدد کرے قحط سالی کے ساتھ جو تم لوگوں کو جڑ سے اکھیڑ دے۔ اور مدد کرے رعب اور خوف کے ساتھ کہ وہ اسے تمہارے دلوں میں ڈال دے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے اشارہ کیا دونوں ہاتھوں کے ساتھ اکٹھے۔ خبردار بے شک میں تحقیق پیدا کیا گیا ہوں یہ اور اسی طرح یہ کہ نہیں ایمان لاؤں گا آپ کے ساتھ اور نہ ہی آپ کی اتباع کروں گا۔ نہ ہی قحط ختم ہوگا جو مجھے جڑ سے اکھاڑتا ہے اور نہ ہی خوف اور رعب زائل ہوگا جو میرے دل میں ڈال دیا گیا ہے حتی کہ میں آپ کے سامنے آ کر رہوں۔ کیا آپ اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا واقعی اس نے آپ کو بھیجا ہے اس دین کے ساتھ جو آپ کہتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں۔ کہا کیا اس نے آپ کو حکم دیا ہے اس کے ساتھ جو آپ کہتے ہیں اور امر کرتے ہیں؟ فرمایا کہ جی ہاں۔ اس نے پوچھا کہ آپ ہماری عورتوں کے بارے میں ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

نساءکم حرث لکم فأتوا حرثکم انی شئتم ۔ (سورۃ بقرہ: آیت ۲۲۳)

وہ تمہاری کھیتی ہیں اپنی کھیتی میں آؤ جیسے تم چاہو۔

اور ان کو اسی میں سے کھلاؤ جس میں سے تم خود کھاؤ۔ اور اسی طرح پہناؤ جس میں سے تم پہنو۔ اور انہیں مارو نہیں اور انہیں برا نہ کہو۔

اس نے پوچھا کہ کیا ہم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی شرمگاہ کو دیکھ سکتا ہے جس وقت دونوں اکٹھے ہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ اس نے پوچھا کہ جب دونوں جدا ہوں یعنی اکیلے میں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک ران کو دوسری پر ملا دیا پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے اس سے کہ اس سے شرم کرو۔ کہتے ہیں کہ اس نے سنا آپ کہہ رہے تھے لوگ قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے اس حال میں کہ ان کے مونہوں پر بندش لگی ہوگی۔ بس پہلی چیز انسان کی جو بولے گی اس کے ہاتھ اور اس کی رانیں ہوں گی۔ (مسند احمد ۳/۵)

☆☆☆

باب ۳۲۸

طارق بن عبداللہ اور اس کے احباب کی آمد نبی کریم ﷺ کے پاس

اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اس عورت کی بات جو اُن کے ساتھ تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے ، ان کو اسماعیل بن محمد الصفار نے ، ان کو محمد بن جہم نے ، ان کو جعفر بن عون نے ، ان کو ابوجناب کلبی نے ، ان کو جامع بن شداد محاربی نے ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ایک آدمی نے ان کی قوم میں سے اسے کہا جاتا تھا طارق بن عبداللہ ۔ وہ کہتے ہیں کہ بے شک میں کھڑا ہوا تھا بازار مجاز میں ۔ اچانک ایک آدمی آیا اس نے جُبہ پہن رکھا تھا اور وہ کہہ رہا تھا : اے لوگو کہو لا الہ الا اللہ تفلحوا ، لا الہ پڑھو کامیاب ہو جاؤ گے ۔ اور ایک دوسرا آدمی اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا وہ اسے پتھر مار رہا تھا اور وہ کہہ رہا تھا اے لوگو یہ کذاب ہے اس کو سچا نہ سمجھنا ۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اس آدمی نے بتایا کہ یہ بنو ہاشم کا ایک نوجوان ہے جو یہ دعوی کرتا ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ وہ کون ہے یہ جو پتھر مار رہا ہے؟ بتایا کہ یہ اس کا چچا ہے عبدالعزیٰ (ابولہب) ۔ کہتے ہیں کہ جب لوگ مسلمان ہو گئے اور انہوں نے ہجرت کی ۔ ہم مقام ربذہ کی طرف سے نکلے ہم لوگ مدینہ جانے کا ارادہ رکھتے تھے کہ ہم اس کی کھجوریں حاصل کریں گے ۔

جب ہم مدینے کے باغات کے اور کھجوروں کے قریب ہوئے ہم نے سوچا کہ اگر ہم اتر پڑیں اور کپڑے بدل لیں تو بہتر ہوگا ۔ اچانک ایک آدمی سامنے آیا جس نے دو پرانی یمنی چادریں پہن رکھی تھیں ، اس نے سلام کیا اور کہا کہ یہ قوم یعنی آپ لوگ کہاں سے آئے ہو؟ ہم نے کہا کہ مقام ربذہ سے ۔ اس نے پوچھا کہاں جارہے ہو؟ ہم نے کہا کہ اسی شہر کا ارادہ ہے ۔ اس نے پوچھا کہ اس شہر میں تمہارا کیا کام ہے؟ ہم نے کہا کہ ہم اس کی کھجوریں لینے آئے ہیں ۔

یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ہم لوگوں کی ایک عورت بھی تھی اور اس کے پاس سرخ اُونٹ تھا جس کو نکیل ڈالی ہوئی تھی ۔ اس نے پوچھا کیا تم لوگ یہ اُونٹ بیچو گے؟ انہوں نے کہا جی ہاں ، اتنے اتنے صاع کھجوروں کے بدلے میں ۔ کہتے ہیں کہ اس شخص نے ہم سے کم نہ کروایا اس سے جو کچھ ہم نے کہا تھا ۔ اس نے اُونٹ کی مہار تھام لی اور چل دیا ۔ جب وہ وہاں سے چھپ گیا مدینے کے باغات میں اور کھجوروں میں ہم نے کہا کہ ہم نے کیا کیا ۔ اللہ کی قسم اُونٹ ایسے آدمی کو دے دیا جس کو ہم جانتے بھی نہیں ۔ اور نہ ہی ہم نے اس سے قیمت وصول کی ہے ۔

کہتے ہیں کہ اس عورت نے کہا جو ہمارے ساتھ تھی ، اللہ کی قسم میں نے اس آدمی کو دیکھا ہے مجھے ایسے لگا جیسے اس کا چہرہ چاند کا ٹکڑا ہے چودھویں رات کا ۔ میں ضامن ہوں تمہارے اُونٹ کی قیمت کی ۔

اچانک ایک آدمی آیا تو اس نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کا نمائندہ ہوں تمہاری طرف یہ تمہاری کھجوریں ہیں ۔ پس کھاؤ اور خوب پیٹ بھرو اور ناپ کرلو اور اچھی طرح پورا پورا لے لو ۔ ہم نے کھجوریں کھائیں حتی کہ پیٹ بھر گیا اور ہم نے ناپ تول کر پوری پوری وصول کرلیں ۔ اس کے بعد ہم مدینے میں داخل ہوئے ۔ پھر ہم مسجد میں داخل ہوئے کیا دیکھا کہ وہ شخص منبر پر کھڑا ہوا ہے اور لوگوں کو خطبہ دے رہا ہے ۔ ہم نے اس کا خطبہ سنا وہ یہ کہہ رہا تھا :

''صدقہ کیا کرو کیونکہ صدقہ کرنا تمہارے حق میں بہتر ہے۔اوپر والا ہاتھ نیچے والے سے بہتر ہے۔اپنی ماں کو اپنے باپ کو اپنی بہن کو، اپنے بھائی کو اور اپنے قریبی کو۔''

اچانک ایک آدمی آیا کچھ لوگوں کے ساتھ بنی یربوع میں سے۔یا کہا تھا کہ ایک آدمی انصار میں سے۔اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کا ان آنے والوں کے ذمہ خون ہے جاہلیت کے دور سے۔آپ ﷺ نے فرمایا میں تاوان وصول نہیں کرتا ولد پر۔تین بار فرمایا۔

(۳) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،ان کو احمد بن عبدالجبار نے،ان کو یونس بن بکیر نے،ان کو یزید بن زیاد بن ابوالجعد نے جامع بن شداد سے،اس نے طارق سے،اس نے ذکر کی ہے یہی حدیث اسی مفہوم کے ساتھ۔اور اس نے اس میں کہا ہے کہ عورت نے کہا تھا تم ایک دوسرے کو ملامت نہ کرو میں نے اس آدمی کا چہرہ پڑھ لیا تھا وہ تمہارے ساتھ دھوکہ نہیں کرے گا۔میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی جو چودھویں رات کے چاند سے زیادہ مشابہت رکھتی ہو اس شخص کے چہرے سے۔

باب ۲۲۹

وفد نجران[۱] اور بڑے بڑے پادریوں کا شہادت دینا ہمارے پیارے نبی ﷺ کے بارے میں کہ وہ وہی نبی ہیں جن کا وہ لوگ انتظار کرتے آرہے تھے اور امتناع اس کا جوان میں سے ملاعنہ سے رک گئے اور ان تمام امور میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،ان کو احمد بن عبدالجبار نے،ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مدینے نجران کے عیسائیوں کا وفد آیا تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس،مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن جعفر ندی نے،وہ کہتے ہیں کہ جب نجران کا وفد آیا تھا رسول اللہ کے پاس وہ لوگ حضور کے پاس داخل ہوئے تھے آپ ﷺ کی مسجد میں عصر کی نماز کے بعد۔چنانچہ ان عیسائیوں کی نماز کا بھی وقت ہو گیا تھا۔لہٰذا وہ کھڑے ہو گئے تھے مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے لئے۔لہٰذا لوگوں نے ان کو منع کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر حضور ﷺ نے فرمایا کہ رہنے دو۔لہٰذا انہوں نے مشرق کی طرف منہ کر کے اپنی نماز پڑھی تھی۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے،وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،ان کو احمد بن عبدالجبار نے،ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے،ان کو بریدہ بن سفیان نے ابن البیلمانی سے،اس نے کرز ابن علقمہ سے،وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس نجران کے عیسائیوں کا وفد آیا تھا۔یہ ساٹھ سواروں پر مشتمل قافلہ تھا جن میں سے چوبیس افراد ان کے معزز اور معتبر ترین لوگ تھے اور چوبیس دیگر عیسائی تھے۔

---

[۱] دیکھئے۔سیرۃ ابن ہشام ۲/۱۷۵۔طبقات ابن سعد ۱/۳۵۷۔فتوح البلدان ۷۰۔البدایۃ والنہایۃ ۵/۵۲۔نہایۃ الارب ۱۸/۱۲۱۔شرح المواہب ۴/۴۱)

ان میں سے جو بیس میں سے تین افراد وہ تھے جو ان کے معاملات کو ذمہ داری سے چلاتے تھے۔ اور نگران اور امیر قوم تھے۔ اور ان میں صاحب رائے اور صاحب مشورہ تھے۔ اور اس شخص کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا تھا۔ اس کا نام عبد المسیح تھا اور بڑے سردار ثمال القوم جو ان کے اجتماعی امور اور معاملات کے مالک تھے ان کا نام ایہم تھا اور ابو حارثہ بن علقمہ۔ بنی بکر بن وائل میں سے تھے وہ ان کے بڑے تھے۔

ان عیسائیوں میں اُسقف (عظیم نصاریٰ) اور ان کے بڑے عالم اور ان کے امام اور ان کے صاحب مدارس وہی تھے اور ابو حارثہ ان میں بلند مرتبہ پر فائز تھے۔ اس نے ان کی تمام کتب پڑھ رکھی تھیں حتیٰ کہ اس کا عمل بھی ان کے دین کے مطابق عمدہ تھا۔ نیز شاہان روم بھی اہل نصرانیت میں سے تھے، انہوں نے بھی ابو حارثہ کو شرف وعزت دے رکھی تھی اور اس کو مالدار اور امیر بنا دیا تھا اور اس کو کئی کئی خادم دے رکھے تھے اور اس کے لئے کئی کنیسے تعمیر کرار کھے تھے۔ اور اس پر عنایات وافر کر رکھی تھیں۔ کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ وہ انتہائی باعمل ہے اور ان کے دین میں مجتہد ہے۔

جب وہ لوگ (وفد نجران) نجران سے رسول اللہ ﷺ کی طرف آنے کا رخ کرنے لگے تو ابو حارثہ بھی ساتھ تھے۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کے لئے اپنے خچر پر سوار ہوئے تو ان کے پہلو میں ان کا بھائی بھی تھا، اس کو کوز بن علقمہ کہتے تھے۔ وہ اس کی معاونت کر رہے تھے سفر میں۔

اچانک ابو حارثہ کا خچر پھسل پڑا تو کوز بن علقمہ نے کہا ہلاک ہو بُرا ہو ابعد کا، اس کی مراد اس جملے سے رسول اللہ تھے۔ چنانچہ ابو حارثہ نے اس کو کہا بلکہ تو ہی ہلاک ہو جائے۔ اس نے پوچھا کہ وہ کیوں بھائی جان؟ اس نے بتایا کہ اللہ کی قسم وہ (محمد ﷺ) نبی ہے جس کا ہم لوگ انتظار کیا کرتے تھے۔ لہٰذا کوز نے اس سے کہا پھر کیا چیز آپ کو مانع ہے حالانکہ آپ یہ سب کچھ جانتے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ آپ نے دیکھا نہیں کہ اس قوم (نصاریٰ) نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے۔ انہوں نے ہمیں سب کچھ دیا ہے ہمیں عزت وشرف سے نوازا ہے ہمیں مالدار کر دیا ہے اور ہمارا اکرام کیا ہے یہ لوگ اس نبی کی مخالفت کے سوا کچھ بھی نہیں مانیں گے، اگر میں ایسا کرلوں (یعنی اس کا دین قبول کرلوں) تو یہ لوگ یہ سب کچھ ہم سے چھین لیں گے جو کچھ تم دیکھ رہے ہو۔ چنانچہ اس کے بھائی کوز نے یہ باتیں دل میں چھپالیں۔ کوز بن علقمہ حتیٰ کہ وہ بعد میں مسلمان ہو گیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۰۴۔ تاریخ ابن کثیر ۵/۶۵)

حضرت ابراہیم کے متعلق قرآن کا فیصلہ .... (۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو سعید بن ابو عمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابو محمد مولیٰ زید بن ثابت سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن جبیر نے یا عکرمہ نے ابن عباس سے، انہوں نے کہا نجران کے نصاریٰ اکٹھے ہوئے تھے اور یہود کے علماء رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ انہوں نے حضور ﷺ کے سامنے تنازعہ کیا۔ یہود کے احبار وعلماء نے کہا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام صرف اور صرف یہودی المذہب تھے اور کچھ نہیں تھے اور نصاریٰ (عیسائیوں کے علماء نے) کہا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام نصرانی (عیسائی) تھے اس کے سوا کچھ نہیں تھے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل کیا اور فرمایا:

یا اهل الكتاب لم تحاجون فی ابراهيم ۔ وما انزلت التوراة والانجيل الا من بعده افلا تعقلون ها انتم هؤلاء حاججتم فی مالكم به علم فلم تحاجون فيما ليس لكم به علم والله يعلم وانتم لا تعلمون ما كان ابراهيم يهوديا ولا نصرانيا ولكن كان حنيفا مسلما وما كان من المشركين ۔ ان اولى الناس بابراهيم للذين اتبعوه وهذا النبی والذين آمنوا والله ولی المؤمنين ۔

(آل عمران ۔ آیت ۶۵۔۶۸)

(مفہوم ومطلب) اے اہل کتاب! تم لوگ ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کیوں کر مباحثہ ومجادلہ کر رہے ہو۔ حالانکہ توراۃ وانجیل تو ان کے کافی بعد اتری تھیں تم سمجھتے کیوں نہیں۔ تم وہی لوگ ہو جو اس چیز میں اُلجھ رہے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔ اس میں بات کرو جس کا تمہیں علم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر حقیقت جانتا ہے تم وہ نہیں جانتے۔ (سنو) ابراہیم علیہ السلام یہودی نہیں تھے نہ ہی وہ عیسائی تھے بلکہ وہ تو سب سے الگ تھلگ موحد مسلمان تھے اور وہ مشرک بھی نہیں تھے۔ بے شک ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ حقیقی اور ری نسبت بنانے کے سب سے زیادہ حق دار یہ نبی (محمد ﷺ) ہیں اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مؤمنوں کا دوست ہے۔

حضور ﷺ کا یہود ونصاریٰ کے احبار ورہبان یعنی ان کے علماء اور پادریوں اور اساقف کو اسلام کی دعوت دینا

ابورافع قرظی نے کہا کہ جب حضور ﷺ کے پاس نصاریٰ احبار ورہبان جمع ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ جس پر ایک یہودی عالم نے کہا، اے محمد (ﷺ) کیا آپ ہم سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ ہم آپ کی عبادت کریں جیسے نصاریٰ عیسیٰ بن مریم کی عبادت کرتے ہیں؟ (چنانچہ اس کے جواب میں) اہل نجران کے ایک نصرانی نے کہا اس کو الدّبِیس کہتے تھے بلکہ یہ یہودی چاہتا ہے کہ آپ اے محمد (ﷺ) اس کے دین یہودیت کی دعوت دیں؟ یا جیسے بھی کہا۔

رسول اللہ ﷺ کا یہود ونصاریٰ کے علماء کو جواب

رسول اللہ نے فرمایا معاذ اللہ (اللہ کی پناہ) اس بات سے کہ میں اللہ کے سوا غیر اللہ کی عبادت کروں یا اس کے سوا کسی اور کی عبادت کا حکم کروں۔ اللہ نے مجھے اس کے لئے نہیں بھیجا ہے اور نہ ہی مجھے اس کا حکم دیا ہے، لہٰذا اس پر اللہ نے قرآن نازل فرمایا:

ما كان لبشر ان يؤتيه الله الكتاب والحكم والنبوة ثم يقول للناس كونوا عبادا لي من دون الله ولكن كونوا ربّانيين بما كنتم تعلمون الكتاب وبما كنتم تدرسون ولا يامركم ان تتخذوا الملائكة والنبين اربابا ايامركم بالكفر بعد اذ انتم مسلمون۔

(مفہوم) کسی فرد بشر کے لئے یہ ب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو کتاب وحکمت عطا کرے اور نبوت عطا کرے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ میرے بندے یعنی میری عبادت وبندگی کرنے والے بن جاؤ اللہ کے سوا۔ بلکہ وہ تو یہ کہے گا کہ تم رب والے بن جاؤ۔ اس کے مطابق جو تم کتاب کی تعلیم دیتے اور جو تم خود پڑھتے ہو وہ انسان (نبی) تمہیں یہ بھی کہتا کہ تم فرشتوں کو اور نبیوں کو رب بنالو، کیا بھلا وہ تمہیں کفر کرنے کا حکم دے گا۔ اس کے بعد کہ تم مسلمان ہو گئے ہو۔

عہد ومیثاق جو اہل کتاب اور آباؤ اجداد سے لیا گیا تھا حضور ﷺ کی تصدیق کے بارے میں جب وہ آجائیں ان کے پاس اور ان کا خود اقرار کرنا اور ان کے نفسوں کا گواہ ہونا

واذ اخذ الله ميثاق النبين لما اتيتكم من كتاب وحكمة ثم جآء كم رسول مصدق لما معكم۔ لتؤمنن به ولتنصرنه قال أاقررتم واخذتم على ذلك اصري قالوا اقررنا قال فاشهدوا وانامعكم من الشّهدين۔

(سورۃ آل عمران: آیت ۸۱)

یاد کرو اس وقت کو جب اللہ نے انبیاء کرام کا عہد لیا تھا کہ میں نے جب آپ کو کتاب وحکمت دی ہے پھر تمہارے پاس ایک رسول آجائے گا وہ تمہاری کتابوں کو سچا قرار دے گا، البتہ تم ضرور اس کی نصرت کرنا اس کے ساتھ ضرور ایمان لانا۔ اللہ نے فرمایا کیا تم سارے نبی اس بات کا اقرار کرتے ہو اور اس پر میرے ساتھ پکا عہد کرتے ہو؟ سب نے کہا کہ ہم نے اقرار کیا۔ اللہ نے فرمایا کہ تم سب گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

ابوعبداللہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے، ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن سہل بن امامہ نے، وہ کہتے ہیں جب نجران کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، وہ آپ سے سوال کر رہے تھے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں۔ اس کے بعد ان کے بارے میں۔ (سورہ آل عمران، آغاز سے اسّی آیات نازل ہوئی تھیں)

نجران کے پادریوں اور اہل نجران کی طرف رسول اللہ ﷺ کا خط

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان دونوں کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو سلمہ بن عبدیشوع نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، وہ کہتے ہیں کہ یونس نے کہا وہ نصرانی تھا اور مسلمان ہو گیا تھا۔ اس نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران کی طرف خط لکھا تھا سورہ نمل (طس) کے نزول سے قبل۔

خط کی عبارت یہ تھی :

بسم اله ابراهيم واسحاق ويعقوب من محمد النبى رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اسقف نجران ، واهل نجران ان اسلمتم فانى احمد اليكم الله اله ابراهيم واسحاق ويعقوب ، اما بعد : فانى ادعوكم الى عبادة الله من عبادة العباد وادعوكم الى ولاية الله من ولاية العباد ، فان ابيتم فالجزية ، فان ابيتم فقد اٰذنتكم بحرب والسلام ۔

(مفہوم) ابراہیم علیہ السلام و یعقوب علیہ السلام کے الٰہ کے نام کے ساتھ محمد نبی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے خط ہے نجران کے پادریوں کے نام اور اہل نجران کے نام۔ اگر تم اسلام قبول کرتے ہو تو میں تمہاری طرف اللہ کی حمد کرتا ہوں جو کہ ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہ السلام کا معبود ہے۔ امابعد! میں تمہیں بلاتا ہوں اللہ کی عبادت کی طرف بندوں کی عبادت سے، اور میں تمہیں بلاتا ہوں اللہ کی حکومت کی طرف بندوں کی حکومت سے، اور اگر تم انکار کرتے ہو تو پھر جزیہ اور ٹیکس دینے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اگر تم جزیہ سے بھی انکار کرتے ہو تو پھر میں تمہیں سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔ والسلام

یہ خط جب نجران کے پادریوں اور مذہبی پیشواؤں کے پاس پہنچا اور انہوں نے اسے پڑھا تو وہ اس سے خوف زدہ ہو گئے اور کپکپی سے لرزہ براندام ہو گئے تھے۔ تو اسقف نے وہ خط اہل نجران میں سے ایک آدمی کی طرف بھیجا جس کو شرحبیل بن وداعہ کہتے تھے، وہ اہل ہمدان میں سے تھا۔ اس سے قبل کسی کو نہیں بلایا جاتا تھا جب کوئی پریشانی آن پڑتی تھی اس بندے سے قبل۔ نہ ہی ایہم کو، نہ ہی سید کو، نہ ہی عاقب کو۔ لہٰذا اسقف نے رسول اللہ کا خط شرحبیل کے پاس بھیج دیا۔

اس نے پڑھا اور اسقف سے کہا، اے ابومریم! آپ کی کیا رائے ہے؟ شرحبیل نے کہا تحقیق میں جانتا ہوں اللہ نے ابراہیم سے جو وعدہ کیا تھا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں نبوت کا، مجھے خوف ہے کہ یہ وہی آدمی نہ ہو۔ میری نبوت کے بارے میں کوئی رائے نہیں ہے اگر کوئی دنیا کا معاملہ ہوتا تو میں اس بارے میں کوئی مشورہ بھی دیتا اور آپ کے لئے کوشش بھی کرتا۔ اسقف نے اس سے کہا کہ آپ تھوڑا سا علیحدہ اور ایک طرف ہو جائیں۔ شرحبیل الگ ہو کر ایک کونے میں جا بیٹھا۔ اسقف نے اہل نجران کے ایک آدمی سے مشورہ کیا اس کو عبداللہ بن شرحبیل کہتے تھے، وہ حمیر میں باعزت آدمی تھا اس نے اس کو حضور کا خط پڑھوایا اور اس بارے میں اس کی رائے دریافت کی اس نے شرجی حبیل کی طرح جواب دیا۔ اسقف نے اس سے کہا کہ آپ الگ ہو جایئے وہ الگ جا بیٹھا۔

اسقف کا اہل نجران کے ایک آدمی سے مشورہ

اسقف نے اہل نجران کے ایک آدمی سے مشورہ کیا، اس کا نام جبار بن فیض تھا بنو حارث بن کعب بنو حماس میں سے ایک تھا۔ اس نے خط پڑھوایا اور اس بارے میں اس کی رائے پوچھی۔ اس نے بھی اسی طرح کی بات کی جو شرحبیل کی تھی اور عبداللہ کی تھی۔ اسقف نے اس کو حکم دیا وہ الگ ہو کر ایک کونے میں جا بیٹھا۔ اب جب ان سب کی رائے متفق ہو گئی ایک ہی رائے پر تو اسقف نے حکم دیا کہ ناقوس بجایا جائے اور معبد خانہ (گرجے میں) پردے اٹھا دیئے جائیں۔ اور وہ اسی طرح کیا کرتے تھے جب کبھی دن میں گھبرا جاتے تھے۔ اور جب کبھی رات کے وقت خطرہ محسوس کرتے تو وہ ناقوس بجاتے تھے۔ اور گرجا گھروں میں آگ کے الاؤ بلند کئے جاتے تھے۔

چنانچہ جب ناقوس بجائے گئے اور پردے اٹھا دیئے گئے تو تمام اہل وادی نیچے اور اوپر والے جمع ہو گئے۔ وادی کی وسعت اس قدر تھی کہ ایک سوار تیز رفتار دن بھر بمشکل اس کو طے کر سکتا تھا۔ اس میں تہتر بستیاں تھیں اور اس میں ایک لاکھ دس ہزار جنگجو تھے۔ اسقف نے ان سب لوگوں کے سامنے رسول اللہ کا خط پڑھ کر سنایا اور ان سے رائے پوچھی۔ لہٰذا تمام اہل وادی کی رائے متفقہ طور پر یہ تھی کہ شرحبیل بن وداعہ ہمدانی کو اور عبداللہ بن شرحبیل اصبحی کو اور جبار بن فیض حارثی کو بھیجا جائے۔ وہ جا کر رسول اللہ کی خبر لے آئیں ان کے پاس۔

چنانچہ وفد روانہ ہوا حتیٰ کہ جب وہ مدینہ میں پہنچے تو انہوں نے سفر والے کپڑے بدلے اور صاف ستھرے حلّے پہنے جنہیں وہ حیرہ سے لائے تھے اور سونے کی انگوٹھیاں۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے سلام کیا حضور ﷺ پر، حضور نے سلام کا جواب نہ دیا۔ دن بھر وہ حضور سے بات کرنے کے درپے رہے مگر حضور ﷺ نے ان سے کلام نہ کیا جبکہ ان پر وہ ریشمی حلّے اور سونے کی انگوٹھیاں تھیں۔ واپس ہٹ کر وہ حضرت عثمان بن عفان اور عبدالرحمٰن بن عوف کے پاس گئے۔

ان دونوں کی ان سے جان پہچان تھی وہ اس طرح کہ جاہلیت کے دور میں نجران کی طرف قربانی کے بکرے کے کان چیر کر لے جاتے تھے جن کو نجران والے بتوں کے چڑھاوے کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ اور وہ ان کے لئے وہاں سے پھل اور چاول وغیرہ خرید کرتے تھے۔ ان کو تلاش کیا تو وہ مہاجرین و انصار کی ایک مجلس میں مل گئے۔ انہوں نے کہا اے عثمان، اے عبدالرحمٰن! تمہارے نبی نے ہماری طرف خط لکھا تھا ہم نے ان کی بات مانی۔ ہم اس کے پاس آئے، ہم نے اس پر سلام پیش کیا ہے اس نے تو ہمارے سلام کا جواب بھی نہیں دیا۔ ہم دن بھر ان سے بات کرنے کے درپے رہے، اس نے تو ہمیں تھکا دیا ہے بات نہیں کی۔ تم دونوں کی کیا رائے ہے، کیا ہم دوبارہ ان کے پاس جائیں یا واپس لوٹ جائیں؟

ان دونوں نے علی بن ابوطالب سے کہا وہ لوگوں میں بیٹھے تھے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں اے ابوالحسن ان لوگوں کے بارے میں؟ حضرت علی نے حضرت عثمان اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم سے کہا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ یہ ریشمین چوغے اتار دیں اور سونے کی انگوٹھیاں اتار دیں اور اپنے سفر والے کپڑے پہنیں پھر دوبارہ آپ ﷺ کے پاس جائیں۔ لہٰذا وفد نجران نے یہی کچھ کیا۔ انہوں نے اپنے حلّے اتار دیئے سونے کی انگوٹھیاں اتار دیں پھر دوبارہ رسول اللہ کے پاس گئے، جا کر سلام کیا حضور ﷺ نے ان کے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے البتہ تحقیق پہلی مرتبہ جب یہ لوگ آئے تھے تو ابلیس ان کے ساتھ تھا۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے ان سے سوال جواب کئے اور انہوں نے حضور ﷺ سے سوال جواب کئے۔ کافی دیر ان کے مابین سوال جواب ہوتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے حضور ﷺ سے پوچھا عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ ہم اپنی قوم کی طرف واپس لوٹ جائیں گے۔

ہم عیسائی ہیں ہمیں خوشی ہو گی اگر آپ نبی ہیں یہ کہ ہم جان لیں کہ آپ کیا کہتے ہیں اس کے بارے میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرے پاس آج کے دن ان کے بارے میں کوئی بات نہیں ہے۔ تم قیام کرو ٹھہرے رہو یہاں تک کہ میں تمہیں خبر دوں جو کچھ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں بتایا جائے گا۔

پس آئندہ کل جب صبح ہوئی تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون ۔ الحق من ربک فلا تکن من الممترین ۔ فمن حاجک فیہ ...... فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۔

(سورہ آل عمران آیت ۵۹۔۶۱)

بے شک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ کے نزدیک آدم علیہ السلام کی سی ہے ۔ اس کو اللہ نے مٹی سے بنایا تھا (پھر فرمایا تھا) ۔ ہو جا وہ ہو گیا ۔ سچ اور حق تیرے رب کی طرف سے ۔ شک کرنے والوں میں نہ ہو الخ ۔

مگر عیسائیوں کے وفد نے حضور ﷺ کے اس جواب اور اللہ کی طرف سے آنے والی آیت کا اقرار کرنے سے انکار کر دیا ۔ جب رسول اللہ ﷺ نے آئندہ کل صبح کی ان کو خبر دینے کے بعد تو حضور ﷺ آئے ۔ آپ نے اپنے اوپر اور حسن حسین پر ایک چادر یا کمبل لپیٹی ہوئی تھی اور سیدہ فاطمہ ان کے پیچھے پیچھے آ رہی تھی ایک دوسرے کے ساتھ مباہلہ کرنے کے لئے ۔ ان دنوں حضور ﷺ کی متعدد عورتیں تھیں ۔ شرحبیل نے اپنے ساتھیوں سے کہا ، اے عبداللہ بن شرحبیل ، اے جبار بن فیض کہ جب پوری وادی والے لوگ جمع ہوئے تھے اوپر والے بھی اور نیچے والے بھی تو سب کی ایک ہی رائے تھی اور بے شک میں اللہ کی قسم دیکھتا ہوں ایک امر کو آنے والا ہے کہ یہ شخص (محمد ﷺ) بادشاہ ہے مبعوث ہوتا تو ہم لوگ پہلے عرب ہوتے جو اس کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کرتے اور اس کا اسی پر واپس لوٹا دیا جاتا ہمارے لئے نہ جاتا اس کے سینے سے ، نہ اس کی قوم کے سینے سے ، حتیٰ کہ وہ ہمیں پہنچائے ہلاکت ۔

بے شک ہم عرب میں سے ان کے قریب ترین جوار وہمسائیگی کے اعتبار سے اور اگر ہے وہ آدمی نبی مرسل تو ہم اس کو مشقت میں نہیں ڈال سکتے ۔ اگر ہم اس سے مباہلہ کریں گے تو نہیں باقی رہے گا روئے زمین پر ہم میں سے کوئی انسان ، اور نہ ہی کوئی جانور مگر ہلاک ہو جائے گا اگر ہم نے اس کی مخالفت کی ۔ اس کے ساتھیوں نے اس سے کہا ، اے ابومریم آپ کی رائے کیا ہے ؟ معاملات آپ کے سامنے ہیں ۔ بس آپ اپنی رائے دیں ۔ اس نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ اس بارے میں ، میں ان کو (محمد ﷺ) ہی حکم اور فیصل بناتا ہوں ۔ بے شک میں ان کو ایسا آدمی سمجھتا ہوں جو غلط اور جھوٹ پر مبنی فیصلہ نہیں کرے گا ۔ دونوں ساتھیوں نے اس سے کہا آپ جائیں اور وہ جاتے ۔

لہٰذا شرحبیل رسول اللہ ﷺ سے ملا اور کہا کہ میں نے آپ کے ساتھ مباہلہ اور ملاعنہ کرنے سے بہتر ایک اور تجویز سوچی ہے ۔ حضور ﷺ نے پوچھا وہ کیا ہے ؟ شرحبیل نے کہا میں آپ کو فیصلہ کرنے کا اختیار آپ کے سپرد کرتا ہوں ۔ آج کا دن بھی اور رات بھی کل صبح تک ، جو کچھ آپ ہمارے بارے میں فیصلہ کریں گے وہ جائز ہوگا ۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ شاید تیرے پیچھے والے تجھے ملامت کریں گے ۔ شرحبیل نے جواب دیا آپ میرے دونوں ساتھیوں سے پوچھیں ۔ حضور نے ان سے پوچھا انہوں نے بتایا کہ ہماری وادی میں جو کوئی آتا ہے یا جاتا ہے وہ شرحبیل کی رائے کے بغیر نہیں ہو سکتا ہے ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کافر ہیں یا فرمایا تھا کہ منکر موفق ہیں ۔ لہٰذا حضور ان کو مباہلہ کی بات کہتے رہے ۔ جب دیکھا کہ وہ مباہلہ کے لئے نہیں آ رہے ہیں حتیٰ کہ جب اگلی صبح ہوئی تو وہ حضور ﷺ کے پاس آئے ، آپ نے ان کے ساتھ معاہدہ کی تحریر لکھ دی ۔

نجران کے عیسائیوں کے ساتھ حضور ﷺ کا تحریری معاہدہ برائے ادائیگی جزیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

" یہ تحریر ہے جو لکھی ہے محمد نبی رسول نے اہل نجران کے لئے کہ ان پر حضور ﷺ کا یہ حکم اور فیصلہ نافذ ہوگا ہر پھل (ہر پیداوار زمین) میں ۔ اور ہر زرد اور سفید اور سیاہ اور باریک میں (سونا ، چاندی ، لوہا ، کھجور ، آٹا وغیرہ) ۔ یہ زیادہ افضل وبہتر ہو ان پر (اگر یہ دینا چاہے (اور یہ سب کچھ چھوڑ دیا جائے گا اگر وہ بایں صورت دیگر ادائیگی کریں دو ہزار حلّہ (پوشاک) اواقی کے حلّوں میں سے ادا کرتے ہوں گے ہر رجب کے مہینے میں ایک ہزار حُلے (پوشاک) دینا ہوگی ۔ اور ہر ماہ صفر میں ایک ہزار حلّے اور ہر حُلہ و پوشاک کے ساتھ ایک اوقیہ چاندی ۔

جو کچھ زیادہ ہوگا خراج (محصول حاصل مال) پر یا کم ہوگا۔ اوقیوں سے بس وہ حساب کے مطابق لیا جائے گا۔ اور جو کچھ ادائیگی کریں گے زرہیں یا گھوڑے یا اونٹ یا نقدی وہ ان سے لئے جائیں گے حساب کے ساتھ۔ اور اہل نجران کے ذمہ اخراجات میرے نمائندوں کے اور ان کی ضرورتوں کا پورا کرنا بیس دنوں کی درمیانی مدت اور اس سے کم۔ نیز یہ کہ میرے نمائندوں کو ایک ماہ سے زیادہ نہیں روکا جائے گا۔ اور اہل نجران کے ذمہ ہوگا ادھار دینا۔ تیس زرہیں، تیس گھوڑے، تیس اونٹ جب جنگ ہوگی اور بدی۔ اور جو چیز ضائع ہو جائے گی اس میں سے جو اُدھار دیں گے میرے نمائندوں کو زرہیں یا گھوڑے یا اونٹ ان کی ضمانت میرے نمائندوں کے ذمہ ہوگی، حتیٰ کہ وہ اس چیز کو پہنچا ئیں گے ان کے پاس اور اہل نجران کے لئے، اور وہاں کے رہنے والوں کے لئے اللہ کی طرف سے پناہ ہوگی اور نبی محمد ﷺ کی ذمہ داری ہوگی ان لوگوں کی جانوں کی، ملت کی، ان کی اراضی کی، اور ان کے مالوں کی، ان کے موجود اور غیر موجود لوگوں کی، ان کے خاندانوں کی، اور ان کی عبادت گاہوں (گرجوں کنیسوں) کی۔ یہ تحریر معاہدہ اس شرط پر ہے کہ وہ لوگ اس میں تغیر اور تبدیلی نہ کریں جس پر وہ قائم ہیں، اور نہ کوئی حق تبدیل کیا جائے ان کے حقوق میں سے، اور نہ ہی ان کی ملت میں اور کوئی اسقف اپنی اسقفیت میں تغیر و تبدیلی کرے، اور نہ ہی کوئی راہب اپنی رہبانیت میں تبدیلی کرے، اور نہ ہی ولی عہد اپنی ولی عہدی میں (یعنی پورا انظام ان کا اسی طرح رکھا جائے جیسے جاری ہے۔ اور ہماری طرف سے یہ ضمانت ان کو حاصل ہوگی کہ پرانی یعنی دور جاہلیت کی نہ ان پر کوئی دیت ہوگی نہ ہی کوئی دم اور خون کا بدلہ کیا جائے گا۔ اور جزیہ کی وصولی کے لئے نہ ہی پکڑے اور اکھٹے کئے جائیں گے، اور نہ ہی ان سے آبادی کا دسواں حصہ (عشر) وصول کیا جائے گا، نہ ہی کوئی لشکر ان کی سرزمین کو روندے گا (یعنی ان پر حملہ نہیں کیا جائے گا)۔ جو ان سے حق سچ کے مطابق سوال کرے گا ان کے مابین نصف ہوگا نہ وہ ظالم بنیں نہ ہی ان پر ظلم کیا جائے گا نجران میں (یعنی پُر امن رہیں گے)۔ جو شخص سود کھائے گا سابقہ مال ہی کیوں نہ ہو میرا ذمہ اس سے بری ہے اور اہل نجران میں سے کوئی شخص دوسرے شخص کے ظلم کے بدلے میں نہیں پکڑا جائے گا۔ اس صحیفے میں جو کچھ تحریر کیا گیا ہے اس کی اللہ کی طرف سے منادی کی گئی ہے اور ہمیشہ کے لئے محمد ﷺ کا ذمہ اور ضمانت ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کوئی اپنا حکم لے آئے جب تک خیر خواہ رہیں اور ٹھیک ٹھیک عمل کریں اس پر جو ان کے ذمہ ہے بغیر تھوڑے سے بھی ظلم کے"۔

(معاہدہ کی تحریر کا ترجمہ ختم ہوا)

شرحبیل اور اس کے ساتھی رسول اللہ ﷺ کی تحریر لے کر نجران روانہ ہو گئے

ابوسفیان بن حرب اور غیلان بن عمرو اور مالک بن عوف بنو نصر ہی سے اور اقرع بن حابس حنظلی اور مغیرہ شہادت دیتے ہیں کہ حضور ﷺ نے تحریر لکھی اور جب انہوں نے تحریر وصول کر لی فوراً نجران کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں ان کو اسقف مل گیا (مذہبی پیشوا عیسائی) انہوں نے اس کو نجران بھیج دیا، وہ نجران سے ایک رات کی مسافت پر تھے اس مذہبی عیسائی پیشوا کے ساتھ اس کا ماں کی طرف سے بھائی تھا وہ نسب میں اس کا چچازاد تھا اس کو بشر بن معاویہ کہتے تھے، کنیت اس کی ابوعلقمہ تھی اس وفد شرحبیل نے رسول اللہ ﷺ کی تحریر اسقف کو دے دی تھی۔ راستے میں وہ اور اس کے بھائی ابوعلقمہ نے اس تحریر کو پڑھا، وہ چلتے جا رہے تھے۔

اچانک اس نے گھوڑے کا رُخ موڑ دیا اور کہا کہ وہ ہلاک ہو جائے۔ مگر اس نے رسول اللہ ﷺ کا اشارہ نہ دیا۔ چنانچہ اسقف نے اس سے کہا اللہ کی قسم تم نے نبی مرسل کی ہلاکت کی بات کہی ہے۔ لہٰذا بشر نے کہا، اللہ کی قسم میں لامحالہ اس عقدہ سے باہر نہیں آؤں گا جب تک کہ میں اس رسول کے پاس خود نہ جاؤں۔ لہٰذا اس نے اونٹنی کا رُخ مدینے کی طرف موڑ دیا۔ اور اسقف نے بھی اپنی اونٹنی اس کے پیچھے موڑ لی۔ اس نے کہا میری بات سمجھ لو، یہ بات میں نے اس لئے کہی تھی تا کہ میری طرف سے عربوں کو پہنچ جائے اس خوف کے مارے کہ کہیں وہ یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ ہم نے اس کا حق لے لیا ہے یا یہ نہ سمجھیں کہ ہم نے نصرت کرنے کو پسند کر لیا ہے یا یہ سوچیں کہ ہم نے اس شخص کے لئے وہ کچھ مان کر جھک گئے ہیں جو عرب نے نہیں مانا اور نہیں جھکے، حالانکہ ہم دیگر عربوں سے زیادہ مضبوط ہیں اور ان سے زیادہ مجتمع ہیں یعنی اپنے مقام پر۔ مگر بشر نہ مانا، اس نے کہا اللہ کی قسم میں وہ باتیں قبول نہیں کروں گا جو آپ کے دماغ سے نکلی ہیں۔

چنانچہ اس نے اپنی اونٹنی کو چابک مارا اور اس نے اسقف کی طرف سے اپنی پیٹھ پھیر لی اور وہ کہہ رہا تھا :

الیک تعدو قلقا وضینھا معترضا فی بطنھا جنینھا

مخالفا دین النصاری دینھا

(اے محمد ﷺ) تیری طرف دوڑ رہی یہ اونٹنی دراں حالیکہ حرکت کرتی ہوئی جاتی ہے۔اس کی تنگ اس حال میں کہ اس کے پیٹ کا بچہ بھی سامنے آ رہا ہے (پیٹ میں آڑا ہے)۔

اس کا دین عیسائیوں کے دین کے مخالف ہے حتیٰ کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ گیا اور جا کر مسلمان ہو گیا۔ پھر وہ اس کے بعد شہید ہو گیا تھا یعنی ابوعلقمہ۔

وفد نجران کا مدینے سے واپس آ کر نجران میں داخل ہونا اور بڑے پادری کو رُوداد سُنانا

داخل ہوا وفد نجران۔ اور آتے ہی وفد پہلے بڑے راہب کے پاس گیا۔ اس کا نام لیث بن ابوشمر زبیدی تھا۔ وہ اپنے معبد اور گرجے کے اوپر تھا یا بڑے معبد میں تھا۔ وفد نے اس کو جا کر بتایا کہ بے شک ایک نبی تہامہ میں مبعوث ہو گیا ہے اور اس نبی نے ہمارے اسقف کے پاس ایک تحریر لکھ دی ہے۔ اہل وادی کی متفقہ یہ رائے بنی تھی کہ اس نبی کے پاس شرحبیل بن وداعہ اور عبداللہ بن شرحبیل اور جبار بن فیض جائیں اور اہل نجران کے پاس اس کی اطلاعات لے آئیں۔

چنانچہ یہ لوگ وہاں گئے تھے نبی کریم کے پاس۔ اس نے ان کو مباہلہ کرنے کا چیلنج دیا تھا۔ اس وفد نے اس کے ساتھ مباہلہ کرنے کو ناپسند کیا، مناسب نہ سمجھا۔ اور شرحبیل نے اسی نبی کریم کو فیصلہ کرنے کا اختیار دیا۔ اس نے نجران والوں پر اپنا فیصلہ ان کے خلاف دیا اور اس فیصلے کی اس نے تحریر لکھ دی ہے۔ اس کے بعد یہ وفد وہ تحریری معاہدہ لے کر آ گیا ہے۔ وفد نے وہ تحریر اسقف کو دی تھی اسقف اس کو پڑھ رہا تھا۔ اس کے ساتھ بشر بھی تھا۔ اچانک اس نے اونٹنی کو بٹھایا اور اس نے اس نبی کے لئے لفظ تعس ہلاکت استعمال کیا۔ لہٰذا اسقف نے بشر کو ٹوکا کہ وہ شخص نبی مرسل ہے، لہٰذا بشر یعنی ابوعلقمہ اس نبی کی طرف پھر گیا وہ اسلام کو چاہ رہا تھا۔

بڑے پادری و راہب کا جواب

راہب نے یہ ساری رُوداد سن کر کہا کہ مجھے جلدی سے اس معبد سے نیچے اُتار دو وگرنہ میں اپنے آپ کو معبد کے نیچے گرا دوں گا۔ لہٰذا انہوں نے راہب کو نیچے اُتارا۔

بڑے راہب کی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضری اور اسلام سے محرومی

چنانچہ وہ راہب ہدیے وغیرہ ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس روانہ ہو گیا۔ ان میں سے وہ چادر تھی جس کو خلفاء پہنتے تھے اور قعب (گہرا بڑا پیالہ) اور عصا وغیرہ۔ راہب کئی برس تک ٹھہرا رہا، وہ سنتا رہا کہ وحی کیسے نازل ہوتی ہے اور سنن، فرائض، حدود سب سُنتا رہا مگر اللہ نے راہب کے لئے انکار کر دیا اسلام، پس وہ مسلمان نہ ہوا (یعنی مسلمان ہونا مقدر میں ہی نہیں تھا)۔

اس کے بعد اس نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قوم کی طرف واپس جانے کی اجازت چاہی۔ آپ نے اس کو اجازت دے دی۔ جانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا، اے راہب اسلام لانے سے تو تم نے انکار کر دیا ہے اب بتاؤ تمہاری کوئی حاجت وضرورت ہو تو؟ راہب نے بتایا بے شک میری ایک حاجت ہے، اللہ کی پناہ اگر اللہ چاہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تیری حاجت واجب ہے لازمی ہے اے راہب۔ آپ اس کو مانگئے جب وہ محبوب اور پسندیدہ ہے تیرے نزدیک۔ لہٰذا وہ اپنی قوم کی طرف واپس چلا گیا۔ اس کے بعد واپس نہ آیا، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ قبض کر لئے گئے یعنی آپ کی وفات ہو گئی۔

عیسائیوں کے اسقف ابوالحارث اور اس کے ساتھیوں کی رسول اللہ ﷺ کے پاس آمد یعنی پناہ نامہ

بے شک اسقف ابوالحارث آیا تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس اور اس کے ساتھ سید اور عاقب اور وجوہ قوم (قوم کے سربرآوردہ) لوگ تھے (مذکورہ تمام اس قوم کے اہم لوگوں کے اہم منصب تھے۔ وہ لوگ حضور کے پاس ٹھہرے رہے، سنتے رہے، اللہ عزوجل ان پر جو کچھ اُتار رہا تھا۔ لہٰذا اسقف ابوالحارث کے لئے یہ تحریر لکھ دی اور نجران کے دیگر تمام اساقف کے لئے۔

اسقف ابوالحارث اور دیگر اساقف کے لئے رسول اللہ ﷺ کا تحریری معاہدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''یہ محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اللہ اور اس کے رسول کا پناہ یا حفاظت نامہ ہے (جوار اللہ و رسول) اسقف ابوالحارث کے لئے اور نجران کے تمام اساقف (مذہبی پیشواؤں کے لئے) اور تمام کاہنوں، تمام راہبوں، تمام کنیسوں اور تمام اہل کنیسہ کے لئے اور ان کے رفیقوں کے لئے اور ان کی ملت کے لئے اور ان کے تمام متواطئوں کے لئے اور ہر اس کے لئے جو ان کے ماتحت ہیں، خواہ قلیل ہوں یا کثیر کہ کوئی اسقف (مذہبی پیشوا اپنی مذہبی پیشوائی سے تبدیل نہیں کیا جائے گا، نہ ہی کسی راہب کو اس کی رہبانیت سے بدلا جائے گا، نہ ہی کسی کاہن کو اس کی کہانت سے، اور نہ ہی کوئی حق تبدیل کیا جائے گا ان کے حقوق میں سے، نہ ہی ان کا بادشاہ تبدیل ہوگا اور نہ ہی کچھ اس میں سے تبدیل ہوگا جس طریقے پر وہ چل رہے ہیں۔ اس عہد پر اللہ اور اس کے رسول کا جوار ذمہ ہے ہمیشہ کے لئے، جب تک وہ خیر خواہ رہیں اللہ کے لئے اور اپنی اصلاح کرتے رہیں خوشی سے بوجھل ہو کر نہیں، مظلوم ہو کر نہیں اور نہ ہی ظالم بن کر۔ یہ لکھا تھا مغیرہ بن شعبہ نے''۔

جب اسقف (ابوالحارث) نے یہ تحریر حاصل کر لی تو اس نے واپس جانے کی اپنی قوم کی طرف اجازت طلب کی اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے۔ حضور ﷺ نے ان کو اجازت دے دی وہ واپس چلے گئے۔ پھر واپس نہ آئے حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ قبض کر لئے گئے یعنی آپ کی وفات ہوگئی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۱۷۵۔۲۰۴۔ تاریخ ابن کثیر ۵/ ۵۴۔۵۶)

عیسائیوں کا حضور ﷺ سے امین آدمی طلب کرنا
حضور ﷺ کا حضرت ابوعبیدہ کو اُمت کا امین قرار دینا

(۴) ہمیں خبر دی ابومحمد جناح بن نذیر بن جناح قاضی کوفہ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم نے، ان کو احمد بن حازم بن ابوغرزہ نے، ان کو عبداللہ بن موسیٰ نے اسرائیل سے، اس نے ابواسحاق سے، اس نے صلہ سے، اس نے ابن مسعود سے، یہ کہ سید اور عاقب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کے ساتھ ملاعنہ کا یعنی مباہلہ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ دو میں سے ایک نے کہا دوسرے سے تم اس سے مباہلہ نہ کرنا، اللہ کی قسم اگر وہ نبی ہوا اور تم نے ان پر لعنت کر دی (مباہلہ کر لیا) ہم کامیاب نہیں ہوں گے، نہ ہمارے پیچھے والے ہمارے بعد۔ لہٰذا ان لوگوں نے حضور ﷺ سے کہا ہم آپ کو سب کچھ دیں گے جو آپ ہم سے مانگیں گے۔ آپ ہمارے ساتھ کوئی امین آدمی بھیجئے اور ہمارے ساتھ امین آدمی کے سوا کسی کو نہ بھیجئے۔ نبی کریم نے فرمایا، البتہ میں ضرور تم دونوں کے ساتھ امین آدمی بھیج دوں گا جو سچا امین ہوگا۔

اصحاب رسول نے نظر اُٹھا اُٹھا کر اس آدمی کو دیکھنے کی کوشش کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم کھڑے ہو جاؤ اے ابوعبیدہ بن جراح۔ وہ جب کھڑے ہو گئے تو حضور نے فرمایا:

هَذَا اَمِيْنُ هَذِهِ الْاُمَّةِ ۔ (ترجمہ) یہ ہیں اس اُمت محمد رسول اللہ کے امین

اسی طرح کہا ہے عبیداللہ بن موسیٰ نے اسرائیل سے اور اسی طرح روایت کیا ہے یونس بن ابواسحاق سے، اس نے ابواسحاق سے۔

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابن عباس بن حسین سے۔ (بخاری۔ المغازی۔ حدیث ۴۳۸۰۔ فتح الباری ۸/۹۳)

اس نے یحییٰ بن آدم سے، اس نے اسرائیل سے، اس نے ابواسحاق سے، اس نے جابر سے، اس نے حذیفہ بن یمان سے، اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے سفیان نے اور شعبہ نے اور ان دونوں کے ماسوا نے ابواسحاق سے مختصر طور پر۔ (ابن ماجہ۔ حدیث ۱۳۵ ص ۱/۴۸)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو حسین بن محمد القبانی نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن ادریس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اسحاق بن محمد بن یوسف السوسی نے، ان کو ابوجعفر محمد بن محمد بن عبداللہ بغدادی نے، ان کو علی بن عبدالعزیز نے ابن اصفہانی نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن ادریس نے ان کو ان کے والد نے سماک بن حرب سے، اس نے علقمہ بن وائل سے، اس نے مغیرہ بن شعبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا نجران کی طرف۔ انہوں نے کہا کس چیز کے بارے میں؟

کہ ان عیسائیوں نے کہا آپ کیا سمجھتے ہیں یا تم پڑھتے ہو اے ہارون کی بہن (یا أخت ہارون)۔ حالانکہ موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان اس قدر فاصلہ زمانی تھا جو تم خود جانتے ہو۔ (مغیرہ بن شعبہ) کہتے ہیں کہ میں حضور کے پاس گیا، میں نے ان کو خبر دی کہ عیسائی یہ اعتراض کر رہے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا، کیا آپ نے ان کو بتایا نہیں کہ وہ لوگ اپنے انبیاء اور صالحین کے ناموں کے ساتھ نام رکھتے تھے جو ان سے پہلے گزر چکے ہوتے تھے۔

یہ الفاظ حدیث سوسی کے ہیں، اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔

(مسلم۔ کتاب الاداب۔ حدیث ۸۔ باب النہی عن التکنی بابی القاسم ص ۳/۱۶۸۴)

باب ۲۳۰

۱۔ رسول اللہ ﷺ کا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اہل نجران کی طرف بھیجنا۔

۲۔ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجنا خالد بن ولید کے بعد۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو اہل نجران کے پاس بھیجا تھا تاکہ وہ ان کے صدقات کو جمع کرے اور ان کا جزیہ وصول کر کے حضور ﷺ کے پاس لے آئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۱۲)

حضرت علی کی تکلیف سے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو ابان بن صالح نے عبداللہ بن دینار اسلمی سے، اس نے اپنے ماموں عمرو بن شاس اسلمی سے، وہ اصحاب حدیبیہ سے میں سے تھے، وہ کہتے ہیں میں علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اس گھڑ سوار دستے میں جس کو رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا تھا۔ حضرت علی نے مجھ پر تھوڑی سی زیادتی کر لی تھی۔ لہٰذا میں دل میں ان پر ناراض ہو گیا۔ جب میں مدینے واپس آیا تو میں نے اس کی شکایت کی مدینے کی بعض مجالس میں اور جس سے ملا۔

ایک دن میں آیا تو رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے جب انہوں نے مجھے دیکھا کہ میں ان کی نگاہوں کی طرف دیکھ رہا ہوں تو انہوں نے میری طرف دیکھا حتیٰ کہ میں ان کے پاس بیٹھ گیا۔ جب میں بیٹھ گیا تو فرمایا بے شک شان یہ ہے اللہ کی قسم اے عمرو بن شاس البتہ تحقیق تم نے مجھے ایذا اور تکلیف پہنچائی ہے۔ میں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اور اسلام کی بھی اس بات سے کہ میں رسول اللہ کو ایذا پہنچاؤں۔ حضور ﷺ نے فرمایا :

مَنْ أٰذَى عَلِيًّا فَقَدْ آذَانِي ۔ (ترجمہ) جس نے علی کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو احمد بن عمرو اور ابوجعفر نے، ان کو عبدالرحمن بن مغراء نے محمد بن اسحاق سے، اس نے ابان بن صالح سے، اس نے فضل بن معقل بن سنان سے، اس نے عبداللہ بن بیان سے یا نیار سے، اس نے اپنے ماموں عمرو بن شاس سے، اس نے اس مذکورہ روایت کا مفہوم اس سے بھی زیادہ مکمل ذکر کیا ہے۔ (مسند احمد ۳/۴۸۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے تنہا، ابوالعباس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد نے ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، ان کو یحییٰ بن عبداللہ بن ابوعمرہ نے یزید بن طلحہ بن یزید رکانہ سے، وہ کہتے ہیں کہ سوا اس کے نہیں کہ ابورکانہ نے پالیا تھا علی بن ابوطالب کے لشکر کو جو ان کے ساتھ یمن میں تھے کیونکہ وہ لوگ جیسے روانہ ہوئے تھے ان کے پیچھے حضور ﷺ نے ایک آدمی مقرر کیا تھا جو واپس مڑ کر حضور کو ان کے بارے میں آگاہی دیتا رہے۔ وہ آدمی لوٹا تو اس نے بتایا کہ ان میں سے ہر آدمی نے ایک حلہ یعنی پوشاک پہن رکھا تھا۔ جب وہ لوگ قریب آ گئے تو علی بن ابوطالب نکلے ان کے ساتھ آئے تو کہا کہ ان پر حلے اور پوشاک تھیں۔ علی نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہمیں فلاں نے پہنائے ہیں۔ حضرت علی نے اس سے پوچھا کہ آپ کو اس کی کیا ضرورت تھی۔ اس سے قبل کہ تم رسول اللہ کے پاس پہنچتے وہ کرتے جو چاہتے۔ علی نے ان سے وہ حلے دوبارہ اتروا لئے۔

جب وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے علی کی شکایت کی اس اُتروانے کی۔ اور وہ لوگ حضور ﷺ سے صلح کر چکے تھے سوائے اس کے نہیں کہ علی بھیجے گئے تھے طے شدہ جزیہ وصول کرنے کے لئے۔ یہ ہے وہ بات جو ہمیں پہنچی محمد بن اسحاق لیسار سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۱۲)

حضرت علی کی دعوت قبیلہ ہمدان کا قبول کرنا .... (۵) ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے مزکی نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ احمد بن علی جوز جانی نے، ان کو ابوعبیدہ بن ابوالسفر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابراہیم بن یوسف بن ابواسحاق سے، اس نے ان کے والد سے، اس نے ابواسحاق نے براء سے، یہ کہ نبی کریم ﷺ نے خالد بن ولید کو اہل یمن کے پاس بھیجا تھا ان کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے۔ حضرت براء کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں تھا جو خالد بن ولید کے ساتھ روانہ ہوئے تھے، وہ ان کو اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ ہم لوگوں نے چھ ماہ تک وہاں قیام کیا، ہم ان کو اسلام کی طرف بلاتے رہے مگر ان لوگوں نے خالد کی بات نہ مانی۔

اس کے بعد آپ نے علی بن ابوطالب کو بھیجا اور اس کو حکم دیا تھا کہ خالد کو واپس بھیج دیں اس آدمی کے پاس جو خالد کے ساتھ گیا تھا اور جو شخص علی کے ساتھ واپس آنا چاہے وہ اس کے ساتھ آئے۔

حضرت براء کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جو پیچھے رہ گئے تھے حضرت علی کے ساتھ۔ جب ہم قوم کے قریب پہنچے وہ ہمارے لئے نکلے اور حضرت علی نے ہم لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پھر ہم نے ایک صف بنائی پھر وہ ہمارے سامنے آئے اور ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا خط پڑھا۔ لہٰذا قبیلہ ہمدان پورا مسلمان ہو گیا۔ لہٰذا حضرت علی نے رسول اللہ کی طرف ان کے مسلمان ہونے کی خبر لکھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے وہ خط پڑھا تو حضور ﷺ سجدے میں گر گئے۔ پھر سر اُٹھایا اور دعا کی ہمدان پر سلامتی ہو، ہمدان پر سلامتی ہو۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں مختصر دوسرے طریق سے ابراہیم بن یوسف سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۴۹۔ فتح الباری ۸/۶۵)

رسول اللہ کا حضرت علی سے محبت کا حکم .... (۶) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے، ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ابن خزیمہ نے، ان کو یعقوب بن ابراہیم دورقی نے اور محمد بن بشار نے، ان کو روح بن عبادہ نے، اس کو علی بن سوید بن منجوف نے عبداللہ بن بریدہ سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کو خالد بن ولید کے پاس بھیجا تھا یمن میں خمس لینے کے لئے۔ علی نے اس سے ایک لڑکی لی جب صبح کی تو اس کا سر پانی کے قطرے ٹپکا رہا تھا۔ خالد نے بریدہ سے کہا کیا تم دیکھتے نہیں جو کچھ یہ کرتا ہے؟

بریدہ نے کہا میں علی سے ناراض رہتا تھا، میں اللہ کے نبی کے پاس آیا اور میں نے ان کو اس بات کی خبر دی جو کچھ علی نے کیا تھا۔ جب میں نے ان کو خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم علی سے بغض وغصہ رکھتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم اس سے محبت کرو، بے شک اس کے لئے خمس میں اس سے بھی زیادہ حق ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن بشار سے۔ (کتاب المغازی۔ باب بعث علی الی الیمن، ۴۳۵۰ حدیث فتح الباری، ج ۸۔ ۶۶)

حضرت علی کا صاحب حکم وقضاء ہونا .... (۷) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو محمد بن علی بن دحیم شیبانی نے، ان کو احمد بن حازم بن ابوغرزہ نے، ان کو یعلی بن عبید نے، ان کو اعمش نے، ان کو عمرو بن مرہ نے، ان کو ابوالبختری نے، حضرت علی ﷺ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن بھیجا تھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ مجھے بھیج رہے ہیں حالانکہ میں نوعمر ہوں، میں ان کے درمیان فیصلہ کروں گا مگر میں تو جانتا بھی نہیں ہوں کہ فیصلہ کیا ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مارا اور فرمایا :

اَللّٰهُمَّ اَهْدِ قَلْبَهٗ وَثَبِّتْ لِسَانَهٗ

اے اللہ! اس کے دل میں راہنمائی فرما (ہدایت دے دے) اور اس کی زبان کو ٹھہراؤ عطا فرما۔

پس قسم ہے اس ذات کی جو دانے کو چیر کر اُگاتی ہے میں نے اس کے بعد سے آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں کبھی شک اور تردد نہیں کیا۔ (طبقات ابن سعد ۲/ ۳۳۷۔ ابن ماجہ ۲/ ۲۶۔ مسند احمد ۱/ ۸۳)

حضور کا حضرت علی کے خلاف بات کرنے سے روکنا .... (۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن حسین بن محمد بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو ابوسہل بن زیاد قطان نے، ان کو ابواسحاق اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، ان کو اسماعیل بن ابواویس نے، ان کو ان کے بھائی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن بلال نے، ان کو سعید بن اسحاق بن کعب بن عجرہ نے، ان کی پھوپھی زینب بنت کعب بن عجرہ نے ابوسعید خدری سے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابوطالب کو یمن بھیجا تھا۔

ابوسعید کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جو ان کے ساتھ ہی واپس آئے تھے۔ جب انہوں نے صدقہ کے اُونٹ لے لئے تو ہم نے ان سے سوال کیا کہ ہم ان میں سے کسی اُونٹ پر سوار ہو جائیں اور ہم اپنے اُونٹ کو چھوڑ دیں، کیونکہ ہم اپنے اُونٹ میں کوئی نقص دیکھ رہے تھے۔ مگر حضرت علی ﷺ نے اجازت دینے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ تمہارے لئے ان میں سے ایک متعین حصہ ہے جیسے دیگر مسلمانوں کے لئے ہے۔

کہتے ہیں کہ جب حضرت علی فارغ ہو گئے اور یمن سے واپس چلے تو انہوں نے ایک انسان کو ہمارے اُوپر امیر بنا دیا تھا اس نے جلدی کی۔ لہٰذا اس نے حج کو پالیا اور اس نے جب حج کر لیا تو نبی کریم نے آپ کو حکم دیا کہ اپنے اصحاب کی طرف واپس لوٹ جائیے تو ان کے پاس گیا تھا۔

ابوسعید کہتے ہیں کہ تحقیق ہم نے پوچھا تھا اس شخص سے جس کو اس نے اپنا نائب بنایا تھا، کیا وجہ تھی کہ حضرت علی نے ہمیں منع کیا تھا ویسا کرنے سے کہ ہم ایسا کریں۔ جب حضرت علی آ گئے اور اس نے صدقہ کے اُونٹوں میں پہچان لیا کہ ان میں سے کسی پر سواری ہوئی تو اس نے سوار کا نشان لیا۔ انہوں نے اس شخص کی مذمت کی جس کو امیر مقرر کیا تھا اور اس کو بُرا بھلا کہا۔ میں نے کہا (دل میں) کہ انشاء اللہ میں اگر مدینے میں آیا تو ضرور ذکر کروں گا رسول اللہ ﷺ سے۔ اور ان کو ضرور خبر دوں گا۔ ہم نے جو سختی اور تنگی پائی ہے۔

کہتے ہیں کہ جب ہم مدینے میں آ گئے تو میں صبح صبح رسول اللہ کے پاس جا پہنچا۔ میں ارادہ کر رہا تھا کہ میں وہی کچھ کروں گا جس کی میں نے قسم کھا رکھی تھی تو پہلے میں حضرت ابوبکر صدیق سے باہر ملا رسول اللہ سے الگ۔ وہ میرے پاس رک گئے، انہوں نے مجھے خوش آمدید کہی۔ انہوں نے مجھ سے حال پوچھا میں نے ان سے پوچھا۔ انہوں نے پوچھا کب آئے ہو؟ میں نے بتایا کہ آج رات کو آیا ہوں۔ لہٰذا وہ میرے ساتھ ساتھ واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ گئے۔ اندر گئے اور کہا کہ یہ سعد بن مالک ہے شہید کا بیٹا۔ آپ نے فرمایا کہ آنے دیجئے اس کو۔

میں اندر داخل ہوا اور میں نے سلام کیا رسول اللہ ﷺ کو۔ حضور تشریف لائے، مجھ پر سلام کیا اور مجھ سے میری ذات کے بارے میں اور میرے گھر والوں کے بارے میں پوچھا اور میرے سوال کے بارے میں دریافت کیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ہم کو تو اتنی سختی پہنچی ہے اور بُرا ساتھ اور انتہائی تنگی حضرت علی سے۔ رسول اللہ تھوڑا الگ ہو کر بیٹھ گئے۔ میں بار بار اعادہ کرنے لگا اس سلوک کا جو ہمیں ان سے ملا تھا حتیٰ کہ جب میں بیچ کلام میں تھا رسول اللہ ﷺ نے میری لات پر ہاتھ مارا میں چونکہ قریب تھا، فرمایا سعد بن مالک شہید روک دے اپنی کچھ بات اپنے بھائی علی کے خلاف۔ اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ وہ اللہ کی راہ میں زیادہ ہی سخت اور درشت ہے۔ (مسند احمد ۸۶/۳)

سعد کہتے ہیں میں نے سوچا تیری ماں تجھے گم پائے اے سعد بن مالک کیا میں جانتا نہیں ہوں کہ میں تو تھا ہی اس کیفیت میں کہ ناپسند کرتا تھا ان کو آج کے دن تک۔ میں جانتا ہی نہیں اس حقیقت کو۔ اللہ کی قسم میں آج کے بعد ان کا تذکرہ کبھی بُرائی کے ساتھ نہیں کروں گا نہ خفیہ اور نہ ہی اعلانیہ۔ کسی طرح بھی ان کی بُرائی دل میں نہیں لاؤں گا۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو وہیب بن خالد نے، ان کو جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابوطالب نے اپنے والد سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے حجۃ الوداع کے قصے میں۔ وہ کہتے ہیں کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یمن سے واپس آئے تو نبی کریم ﷺ نے سے پوچھا کہ تم نے کس چیز کا احرام باندھا تھا۔ وہ کہتے ہیں میں نے کہا تھا:

اللهم انى اهل بما اهل به رسولك

اے اللہ! احرام باندھتا ہوں اس کا جس کا تیرے رسول نے احرام باندھا ہے۔

فرمایا کہ میرے ساتھ تو قربانی کا جانور بھی ہے، پس احرام نہ کھولا۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں۔ اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے حدیث عطاء سے، اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے۔

(مسلم ۸۸۸/۲۔ فتح الباری ۶۹/۸۔۷۰)

☆☆☆

باب ۲۳۱

رسول اللہ ﷺ کا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجنا۔ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے خواب میں جو براہین شریعت ظاہر ہوئے

اب دعوت وتبلیغ

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورکؒ نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے، ان کو سعید بن ابوبردہ نے اپنے والد سے، اس نے ابوموسیٰ اشعری نے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اور حضرت معاذ بن جبل کو یمن روانہ کیا اور ان دونوں سے فرمایا تھا :

تطاوعا و یسرا و لا تعسرا و بشرا و لا تنفرا

بشارت وخوشخبریاں دینا نفرتیں نہ دلانا۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں۔اور بخاری استشہاد لائے ہیں ابوداؤد طیالسی کی روایت کے ساتھ۔

(بخاری۔کتاب المغازی۔مسلم۔کتاب الاشربۃ)

حضور ﷺ نے عہدے طلب کرنے والوں کو دینے سے منع فرمادیا تھا

(۲) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے۔ان کو ابوبکر احمد بن سلمان فقیہ نے، ان کو ابوداؤد وسلیمان بن اشعث سجستانی نے، ان کو احمد بن حنبل نے اور مسدد نے۔ان دونوں حضرات نے کہا کہ ان کو یحییٰ بن سعید نے ان کو قرہ بن خالد نے، ان کو حمید بن ہلال نے، ان کو ابوبردہ نے۔وہ کہتے ہیں کہ ابوموسیٰ نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میرے ساتھ اشعریوں میں سے دو آدمی بھی تھے۔ایک میرے دائیں طرف تھا دوسرا میرے بائیں طرف تھا۔ان دونوں نے حضور ﷺ سے اپنے آپ کو عامل مقرر کرنے کا مطالبہ کیا۔اُس وقت نبی کریم ﷺ مسواک کر رہے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا تم کیا کہتے ہو اے ابوموسیٰ؟ یا یوں فرمایا تھا اے عبداللہ بن قیس؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے انہوں نے مجھے اس سے آگاہ نہیں کیا تھا کہ ان کے دل میں کیا ہے؟ اور نہ ہی میں نے یہ محسوس کیا تھا کہ یہ دونوں عامل بنائے جانے کا مطالبہ کریں گے۔ (وہ منظر مجھے اچھی طرح یاد ہے) گویا کہ میں حضور ﷺ کے مسواک کو دیکھ رہا ہوں۔(آج بھی) حضور ﷺ کے ہونٹ کے نیچے (اس طرح کہ) ہونٹ اُوپر اُٹھا ہوا ہے۔حضور ﷺ فرمایا کہ ہم اس شخص کو عامل نہیں بناتے عامل مقرر نہیں کرتے اپنے عمل پر کام پر، جو شخص اس کو چاہتا ہے اس کا ارادہ رکھتا ہے۔بلکہ تم جاؤ اے ابوموسیٰ یا فرمایا تھا اے عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ کنیت تھی ان کی اور عبداللہ بن قیس نام تھا ان کا)۔ان کو بھیجا حضور ﷺ نے یمن میں۔پھر ان کے پیچھے پیچھے حضرت معاذ بن جبل کو بھیجا تھا۔

کہتے ہیں کہ جب حضرت معاذ، حضرت ابوموسیٰ کے پاس پہنچے تو ابوموسیٰ نے ان سے کہا اُتریں آپ یعنی بیٹھئے۔اور اس کے لئے انہوں نے تکیہ بھی ڈال دیا مگر حضرت معاذ نے دیکھا کہ ان کے پاس ایک آدمی بیٹھا تھا جس کے ہاتھ اوپر گردن سے بندھے ہوئے تھے۔معاذ نے پوچھا

کہ اس کا کیا جرم ہے؟ ابوموسیٰ نے کہا کہ یہ یہودی تھا پھر مسلمان ہو گیا تھا اس کے بعد یہ اپنے دین اسلام سے دین سوء کی طرف واپس ہو گیا (یعنی مرتد ہو گیا ہے)۔ معاذ نے کہا میں نہیں بیٹھوں گا جب تک یہ قتل نہ کر دیا جائے۔ یہی اللہ کا فیصلہ ہے اور اللہ کے رسول کا فیصلہ ہے۔ ابوموسیٰ نے کہا ٹھیک ہے آپ بیٹھیں تو سہی۔ مگر انہوں نے کہا میں نہیں بیٹھوں گا جب تک یہ قتل نہ کر دیا جائے یہ اللہ کا فیصلہ اور رسول کا فیصلہ ہے۔ تین بار انہوں نے کہا اور تین بار معاذ نے یہی جواب دیا۔ چنانچہ ابوموسیٰ نے حکم دیا اسے قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد دونوں نے قیام لیل کے بارے میں باہم مذاکرہ کیا۔ معاذ نے کہا میں تو سو جاتا ہوں پھر اٹھتا ہوں، قیام کرتا ہوں۔ یا اس طرح کہا تھا کہ پہلے قیام کرتا ہوں پھر سوتا ہوں اور میں اپنی نیند میں اسی طرح ثواب کی امید کرتا ہوں جس طرح اپنے قیام وعبادت میں کرتا ہوں۔

(بخاری۔ کتاب استتابۃ المرتدین۔ فتح الباری ۱۲/ ۲۶۸۔ مسلم۔ کتاب الامارۃ)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوقدامہ وغیرہ سے، اس نے یحییٰ قطان سے۔

آدابِ ضیف

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعمرو بن سماک نے، ان کو عبدالرحمن بن محمد حارثی نے، ان کو یحییٰ بن سعید قطان نے، اس نے اس کو مذکورہ روایت کی طرح ذکر کیا ہے مگر اس نے کہا ہے کہ مروی ہے ابوموسیٰ سے۔ اور آپ نے فرمایا تھا کہ: انا لا نستعمل۔ اور کہا ہے کہ جب معاذ آئے تو ابوموسیٰ نے ان کے لئے تکیہ ڈال دیا اور کہا کہ بیٹھئے۔ اور یہ بھی کہا تھا وہ شخص اپنے دین (اسلام سے) دین سوء (یہودیت کی طرف) لوٹ گیا ہے اور یہودی ہو گیا ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر محمد بن صالح بن ہانی نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے ان کو عبداللہ بن عبدالوہاب جحمی نے، ان کو ابوعوانہ نے، ان کو عبدالملک بن عمیر نے ابو بردہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل کو اور ابوموسیٰ کو یمن بھیجا تھا۔ ہر ایک کو یمن کی الگ الگ تعلیم میں بھیجا تھا۔ یمن کی دو تعلیم تھیں اور دونوں کو نصیحت کی تھی کہ تم آسانی کرنا مشکل نہ کرنا، بشارت دینا نفرت نہ دلانا۔ چنانچہ ہر ایک اپنے کام میں چلا گیا۔ جب وہ دونوں ارض یمن میں چلتے اور ایک دوسرے کے قریب پہنچتے تھے تو عہد کو تازہ کرتے اور سلام بھیجتے۔

ابوموسیٰ نے کہا ہے کہ معاذ بن جبل اپنی زمین (طے شدہ) پر چل رہے تھے اور ابوموسیٰ کے قریب تھے۔ لہٰذا ملنے کے لئے چلے آئے اپنے خچر پر سوار تھے۔ ان کے پاس پہنچے تو لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے۔ انہوں نے دیکھا ان کے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے اس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن سے لگے ہوئے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ اے عبداللہ بن قیس یہ کیا ماجرا ہے؟ ابوموسیٰ نے کہا کہ میں نے کہا تھا یہ ایسا آدمی ہے جو اسلام لانے کے بعد پھر کافر ہو گیا ہے۔ معاذ نے فرمایا میں نہیں بیٹھوں گا حتی کہ یہ قتل کر دیا جائے۔ ابوموسیٰ نے کہا آپ بیٹھیں تو، اس کو تو لایا ہی اس غرض کے لئے گیا ہے مگر انہوں نے بیٹھنے سے انکار کر دیا لہٰذا وہ قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد حضرت معاذ بیٹھے۔ اس کے بعد معاذ نے ابوموسیٰ سے پوچھا آپ قرآن پڑھ رہے ہیں اے عبداللہ؟ اس نے بتایا کہ جیسے پیالہ میں دودھ نکالتے ہیں ایک ایک دھار وقفہ وقفہ سے۔ پھر انہوں نے پوچھا آپ کیسے پڑھتے ہو اے معاذ؟ انہوں نے بتایا کہ اول شب میں سو جاتا ہوں پھر اٹھ کر قیام کرتا ہوں۔ میں نیند کا حصہ پورا کر چکا ہوتا ہوں پھر پڑھتا ہوں جو اللہ نے میرے مقدر میں لکھا ہوتا ہے۔ اور میں اپنی نیند میں بھی ثواب کی نیت کرتا ہوں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے، اس نے ابوعوانہ سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۴۱۔ فتح الباری ۸/ ۶۰)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے، ان کو ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ابویعلیٰ نے، ان کو عباس بن ولید نے، ان کو عبدالواحد نے، ان کو ایوب بن عائذ نے، ان کو قیس بن مسلم نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا طارق بن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں

حدیث بیان کی ابوموسیٰ اشعری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا میری قوم کی سرزمین کی طرف۔ میں جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو اس وقت آپ ﷺ وادی ابطح میں سواری بٹھارہے تھے۔ میں نے ان پر سلام کیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم نے حج کرلیا ہے اے عبداللہ بن قیس؟ میں نے کہا جی ہاں یارسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیسے کیا تھا آپ نے؟ (احرام باندھتے وقت)۔ کہتے ہیں کہ میں نے یوں کہا تھا لَبَّيْكَ اِهلالًا كَاَهْلالِكَ، میں حاضر ہوں اور میں نے احرام باندھا ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم قربانی کا جانور چلا کر لائے ہو؟ میں نے بتایا کہ نہیں، میں قربانی کا جانور نہیں لایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم بیت اللہ کا طواف کرو اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرو اس کے بعد تم احرام کھول دو۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسے ہی کیا حتیٰ کہ میرے بالوں میں کنگھی کی تھی بنو قیس کی ایک عورت نے۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگ پس اسی جگہ ٹھہرے رہے۔ حتیٰ کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ خلیفہ بنائے گئے۔ اور راوی نے آگے حدیث ذکر کی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عباس بن ولید سے۔ (بخاری۔ فتح الباری ۸/۹۳)

امام بیہقی فرماتے ہیں اس مذکورہ روایت میں اس بات پر دلالت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری مکہ میں لوٹ آئے تھے حجۃ الوداع میں۔ بہر حال باقی رہے حضرت معاذ بن جبل، تو زیادہ مناسب بات یہ ہے کہ (وہ یہیں رہے تھے) واپس نہیں لوٹے تھے۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوگیا، آپ وفات پاگئے۔

انه لم يرجع حتى توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے، ان کو خبر دی ابوعمرو عثمان بن احمد نے، ان کو حدیث بیان کی عبدالکریم بن ہیثم نے، ان کو ابوالیمان نے، ان کو صفوان بن عمرو نے، ان کو راشد بن سعد نے، ان کو عاصم بن حمید سکونی نے۔ یہ کہ حضرت معاذ بن جبل کو جب نبی کریم ﷺ نے یمن بھیجا تو نبی کریم ﷺ اس کو وصیت کرنے کے لئے (اور معاذ کو رخصت کرنے کے لئے) نکلے اس وقت حالانکہ معاذ سوار ہو چکا تھا اور رسول اللہ ﷺ اس کی سواری کے ساتھ ساتھ نیچے پیدل چل رہے تھے۔ جب بات کر کے فارغ ہوئے تو فرمایا:

يا معاذ انك عسى ان لا تلقاني بعد عامي هذا و لعلك ان تمر بمسجدي وقبري فبكى معاذ خشعًا لفراق النبي فقال له النبي ۔ لا تبك يا معاذ البكاء او ان البكاء من الشيطن

(مسند احمد ۵/۲۳۵)

اے معاذ بے شک تو شاید اس سال کے بعد مجھ سے نہ مل سکے اور شاید تو گذرے گا میری مسجد کے ساتھ اور میری قبر کے ساتھ۔ (یہ سن کر) حضرت معاذ رو پڑے نبی کریم ﷺ کے فراق اور جدائی کے خوف سے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا مت رو اے معاذ۔ بے شک رونا شیطان کے کام میں سے ہے۔

(۷) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو زید بن مبارک صنعانی نے، ان کو حدیث بیان کی ہے ابن ثور نے معمر سے، اس نے زہری سے، اس نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل سخی آدمی تھے، نوجوان تھے حلیم و بردبار تھے، اپنی قوم کے افضل نوجوانوں میں سے تھے حتیٰ کہ جب فتح مکہ کا سال آیا تو نبی کریم ﷺ نے اس کو یمن کے ایک طائف پر امیر بنا کر بھیجا تھا۔

فمكث حتى قبض النبي ثم قدم في خلافة ابي بكر رضي الله عنه

وہ وہیں یمن میں ہی رہ گئے تھے حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ فوت ہو گئے تھے۔ اس کے بعد وہ حضرت ابوبکر ؓ کی خلافت میں آئے تھے اور شام کی طرف نکلے تھے۔

اسی طرح ہے اس روایت میں۔ تحقیق اسی کتاب میں یہ بات گذر چکی ہے جو اس پر دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ کو خلیفہ اور نائب مقرر کیا تھا مکہ پر فتح مکہ والے سال عتاب بن اُسید کے ساتھ تاکہ وہاں کے رہنے والوں کو تعلیم دے۔ اس کے بعد وہ حضور ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک میں بھی تھے تو زیادہ مناسب اور قرین قیاس بات یہی ہے کہ حضور ﷺ نے اس کو یمن کی طرف اس کے بعد ہی بھیجا تھا۔

(۸) اور تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابو محمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار سکری نے بغداد میں، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے زہری سے، اس نے ابن کعب بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل خوبصورت نوجوان تھے، سخی تھے، اپنی قوم کے بہترین نوجوانوں سے میں سے تھے۔ جو بھی چیز ان سے مانگی جاتی تھی وہ دے دیتے تھے حتیٰ کہ اس طرح ان پر قرض ہو گیا تھا جس نے ان کے پورے مال کا احاطہ کر لیا تھا۔ انہوں نے حضور ﷺ سے بات کی کہ آپ ان کے قرض خواہوں سے بات کریں۔ حضور ﷺ نے بات کی مگر انہوں نے اس کے لئے کی نہ کی۔ (قرض پھر قرض ہوتا ہے) اگر وہ کسی کے بات کرنے پر چھوڑا جاتا تو حضرت معاذ کے لئے حضور ﷺ کے بات کرنے پر چھوڑا جاتا۔ کہتے ہیں کہ پھر دعا فرمائی نبی کریم ﷺ نے۔ لہٰذا وہ ایسا کرنے سے بھی نہ ٹلے کہ انہوں نے اپنا سارا سامان بیچ دیا اور اس کو اپنے قرض خواہوں میں تقسیم کر دیا۔ کہتے ہیں کہ معاذ اس طرح دامن جھاڑ کر کھڑے ہوئے کہ ان کے پاس کوئی مال وغیرہ نہیں تھا۔ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کیا تو انہوں نے حضرت معاذ کو یمن کی طرف روانہ کیا۔ اس کو اجرت پر لیا تھا یا تجارت کروانا چاہتے تھے۔ پس پہلا شخص جس نے اس مال میں تجارت کی وہ حضرت معاذ تھے۔

فقدم علی ابی بکر رضی اللّٰہ عنہ من الیمن وقد توفی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

معاذ بن جبل یمن سے جب آئے تو حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آئے اس وقت رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے تھے۔

اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ کیا آپ میری بات مانو گے کہ تم یہ مال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دو اگر وہ آپ کو دیں تو آپ اس کو قبول کر لیجئے گا۔ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ نے کہا کہ نہیں میں یہ مال ان کو نہیں دوں گا اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس لئے بھیجا تھا تاکہ وہ مجھے بچائیں، میری حفاظت کریں۔ جب انہوں نے انکار کر دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور جا کر ان سے کہا کہ آپ اس شخص (معاذ) کو بلائیں اور اس سے مال لے لیں اور کچھ اس کے لئے چھوڑ دیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایسا نہیں کروں گا۔ یقینی بات ہے کہ اس کو رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا تاکہ اس کو اُجرت دیں یا اس کو پناہ دیں، سہارا دیں۔ میں اس سے کوئی چیز لینے والا نہیں ہوں۔

کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو وہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور جا کر بتایا کہ میں تو ایسا کرنے کو تیار نہیں تھا جو آپ نے کہا تھا مگر میں نے گذشتہ رات ایک خواب دیکھا ہے (میرا خیال ہے کہ عبدالرزاق نے کہا ہے) کہ مجھے آگ کی طرف گھسیٹا جا رہا ہے اور آپ میری کمر سے پکڑ کر کھینچ رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہ سارا مال لے کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس چلے تھے کچھ بھی نہیں چھوڑا حتیٰ کہ چابک بھی لے گئے اور اس نے جا کر قسم کھائی کہ اس نے اس میں سے کوئی چیز نہیں چھپائی۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ سب کچھ تیرا ہے، میں اس میں سے کوئی چیز نہیں لوں گا۔ اسی طرح ہے اس روایت میں۔

پس جب اس نے حج کیا اور احتمال ہے کہ اس نے ارادہ کیا ہو۔ جب اس نے حج کرنے کا ارادہ کیا۔ واللہ اعلم۔

(حلیۃ الاولیاء ۱/۲۳۱۔ مستدرک حاکم ۳/۲۷۳)

اور البتہ معاذ بن جبل کا خواب ایک دوسرا شاہد ہے۔

حضرت معاذ نے غلاموں کو نماز پڑھتے دیکھ کر آزاد کر دیا

(۹) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالقاسم حسن بن محمد سکونی نے کوفے میں، ان کو عبید بن غنام بن حفص بن غیاث نخعی نے، ان کو ان کے والد نے اپنے والد سے، انہوں نے اعمش سے، اس نے ابووائل سے، اس نے عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ:

لما قُبِضَ النبی وَاستَخلفوا ابا بکر رضی اللّٰہ عنہ

جب نبی کریم قبض کئے گئے (وفات ہوئی) اور صحابہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا تو اس وقت صورت یہ تھی کہ حضور ﷺ معاذ کو یمن بھیج چکے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر کو عامل مقرر کیا اس حج پر، وہ جا کر ملے حضرت معاذ سے مکہ میں (یعنی وہ حج کے لئے مکہ میں آئے ہوئے تھے)۔ اور اس کے ساتھ کوئی غلام تھا۔ حضرت عمر نے پوچھا کہ یہ کیسے غلام ہیں تیرے ساتھ۔ اس نے کہا یہ میرے لئے ہدیہ کے طور پر دیئے گئے ہیں اور یہ دوسرے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے (یعنی بیت المال کے لئے)۔ حضرت عمر نے کہا میں تیرے لئے بہتر سمجھتا ہوں کہ تم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ۔

کہتے ہیں کہ وہ اگلی صبح پھر حضرت عمر سے ملے اور کہنے لگے، اے ابن خطاب میں نے گذشتہ رات اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں آگ کی طرف جا رہا ہوں اور آپ میری کمر سے پکڑ کر کھینچ رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں آپ کی بات مان لوں۔ کہتے ہیں پھر وہ ان کو لے کر حضرت ابوبکر کے پاس گئے اور کہا کہ یہ میرے لئے ہدیہ کئے گئے ہیں اور یہ آپ کے لئے ہیں (یعنی بیت المال کے ہیں)۔ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ ہم نے تیرا ہدیہ تیرے سپرد کیا ہے۔

اس کے بعد حضرت معاذ نماز کے لئے نکلے۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ غلام ان کے پیچھے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے۔ حضرت معاذ نے پوچھا کہ تم لوگ کس کے لئے نماز پڑھ رہے تھے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ کے لئے۔ لہٰذا انہوں نے کہا کہ پھر تم بھی اللہ کے لئے ہو، انہوں نے ان کو آزاد کر دیا۔ (حلیۃ الاولیاء ۱/۲۳۲)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوسعد احمد بن یعقوب بن احمد ثقفی نے، ان کو محمد بن ایوب نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو شعبہ نے حبیب بن ابوثابت سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے عمرو بن میمون سے یہ کہ حضرت معاذ جب یمن میں آئے تو ان لوگوں کو انہوں نے صبح کی نماز پڑھائی اور انہوں نے نماز میں یہ آیت پڑھی :

واتخذ اللّٰہ ابراھیم خلیلا ۔ (ترجمہ) کہ اللہ نے حضرت ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا تھا۔

چنانچہ نمازیوں میں سے ایک نے کہا، البتہ تحقیق ابراہیم علیہ السلام کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سلیمان بن حرب سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۸/۶۵)

اور تحقیق ذکر کیا ہے محمد بن اسحاق بن یسار نے معاذ بن جبل کے یمن کی طرف خروج کا وقت۔ وہ باب اس میں سے جو گزر چکے ہیں۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس شاہان حمیر کا خط پہنچا حضور کی جنگ تبوک سے واپسی کے وقت اور ان کے نمائندے ان کے اسلام کی خبر لے کر جو کہ مندرجہ ذیل تھے، حارث بن عبدکلال، نعیم بن عبدکلال، اور نعمان قیل ذی رعین اور ہمدان اور معافر اور بھیجا زرعہ ذی یزن کی طرف مالک بن مرہ رہاوی کو ان کے اسلام کی خبر کے ساتھ اور ان کی شرک سے مفارقت کی خبر کے ساتھ اور اہل شرک کی خبر کے ساتھ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف نامۂ مبارک لکھا :

نامۂ رسول اللہ ﷺ بجانب ملوک حمیر بواسطہ ان کے نمائندگان

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

"من محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الی الحارث بن عبد کلال والی نعیم بن عبد کلال ، والی النعمان قیل ذی رعین ، ومعافر وھمدان ، اما بعد! ذلکم فانی احمد اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو "۔

''یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے تحریر ہے حارث بن عبد کلال اور نعیم بن عبد کلال اور نعمان قیل ذی رعین ۔ اور معافر اور ہمدان والوں کی طرف ۔ امابعد! بے شک میں اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے ۔ نماز کا حکم دینا اور زکوٰۃ کا وغیرہ (احکامات کا) اور تحریر کے اندر ذکر کیا ہے ۔ معاذ بن جبل کو بھیجنا اور عبداللہ بن زید اور مالک بن عبادہ اور مالک بن مُرّہ کا ۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ان کا امیر معاذ بن جبل ہوگا (تحریر کے آخر میں کہا ہے کہ) ۔ بے شک میں نے بھیجا ہے تمہاری طرف اپنے اہل کے نیک صالح لوگوں کو اور ان میں سے دینداروں کو ، ان میں سے علم والوں کو اور میں تمہیں حکم کرتا ہوں ، ان کے ساتھ خیر و نیکی کرنے کا کہ تم لوگ ان کا خیال کروگے'' ۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

نوٹ : پورے نامہ مبارک کا متن سیرت ابن ہشام ، جلد چہارم صفحہ ۱۹۹ پر یا پھر دلائل النبوۃ جلد پنجم کے صفحہ ۴۰۸ کے حاشیہ پر اسی روایت کے تحت ملاحظہ فرمائیں ۔ (مترجم)

باب ۲۳۲

فروہ بن عمرو جُذامی[1] کا تذکرہ

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو ابوالعباس محمد یعقوب نے ، ان کو احمد بن عبدالجبار نے ، ان کو یونس بن بکیر نے ، ان کو ابن اسحاق نے ، وہ کہتے ہیں کہ فروہ بن عمرو بن نافرہ جُذامی نے اپنے مسلمان ہونے کی خبر دینے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک نمائندہ بھیجا تھا ۔ اور حضور ﷺ کے لئے ایک سفید خچر ہدیہ کے طور پر بھیجا تھا اور فروہ اہل روم کے لئے عامل تھا ان لوگوں پر جو ان کے پاس عربوں میں سے آتے تھے ۔ اس کی منزل ٹھکانہ) مقام معان اور اس کا اردگرد ارض شام تھا ۔

جب رومیوں کو ان کے مسلمان ہونے کی خبر پہنچی تو انہوں نے اس کو طلب کیا اور اس کو پکڑ کر انہوں نے اپنے پاس قید کر لیا اور اس کو پھانسی دینے کا فیصلہ کر لیا ۔ جب سارے رومی اس کو پھانسی دینے کے لئے اپنے پانی کے گھاٹ پر جمع ہوئے فلسطین میں ، اس مقام کو عفری کہتے تھے تو اس نے شعر کہا تھا :

الا هـل اتـى سـلـمـى بان حليلها   على ماء عفرى فوق احدى الرواحل

عـلى بكرة لـم يضرب الفحل امها   مشـذبة اطـرافهـا بـالـمنـاجـل

ابن اسحاق کہتے ہیں زہری کا خیال ہے کہ جب وہ اس کو قتل کرنے کے لئے آگے لائے تو اس نے کہا تھا :

بـلـغ سـراة الـمـؤمـنـيـن بـانـنـي   سـلـم لـربـي اعـظـمـي و مقـامـي

خاموشی اور مخفی مسلمانوں کو میرا پیغام دے دو کہ میں اپنے رب کا فرمانبردار ہوں میری ہڈیاں بھی میرا سارا وجود بھی ۔

اس کے بعد انہوں نے اسی گھاٹ پر اس کی گردن اُڑا دی تھی ۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۰۱-۲۰۲)

☆☆☆

[1] دیکھئے : سیرۃ ہشام ۴/۲۰۱ ۔ طبقات ابن سعد ۱/۳۵۴ ۔ عیون الاثر ۲/۳۱۱ ۔ نہایۃ الارب ۱۸/۳۸ ۔ البدایۃ والنہایۃ ۵/۸۶ ۔ شرح المواہب ۴/۴۳)

باب ۲۳۳

رسول اللہ ﷺ کا حضرت خالد بن ولید (سیف اللہ) کو بنو حارث بن کعب کی طرف بھیجنا

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید ؓ کو ماہ ربیع الثانی میں جمادی اولی ۱۰ھ میں بنو حارث بن کعب کی طرف بھیجا تھا اور حکم دیا تھا کہ وہ جا کر اسلام کی دعوت دیں، ان سے قتال کرنے سے پہلے۔ اگر وہ تیری اجابت کریں، بات مان لیں تو ان کی بات قبول کریں اور انہیں میں قیام کریں اور انہیں اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت اور اسلام کی تعلیمات سکھائیں اور اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو پھر ان سے قتال کریں۔ لہٰذا خالد بن ولید روانہ ہوئے ان کے پاس پہنچے۔

ابن اسحاق نے حدیث ذکر کی ہے ان کے اسلام کے بارے میں۔ اور خالد بن ولید کا اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس خط لکھنا اور نبی کریم کا جواب دینا۔ اور خالد کو حکم دینا کہ ان کو بشارت اور خوشخبری سنائیں اور ان کو ڈرائیں بھی۔ اور یہ کہ جب آئیں تو ان کا وفد بھی ساتھ لے کر آئیں۔ اور وہ اسی طرح ان کے وفد کو لے گئے تھے۔ ان میں قیس بن حصین ذو الغصہ تھے۔

جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تم وہ لوگ ہو کہ جب تمہیں ڈانٹ پڑتی ہے تب آتے ہو۔ آپ نے تین بار یہ بات کہی۔ اس کے بعد آپ کو جواب دیا یزید بن عبدالمدان نے، کہ جی ہاں، پھر فرمایا کہ اگر خالد میری طرف سے نہ لکھتا کہ تم مسلمان ہو گئے ہو اور تم قتال نہیں کرتے ہو تو میں تمہارے سر تمہارے قدموں تلے گرا دیتا۔ یزید بن عبدمدان نے کہا، اللہ کی قسم ہم آپ کی تعریف نہیں کرتے ورنہ ہی خالد کی کرتے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم کس کی تعریف کرتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم صرف اللہ کی حمد اور شکر کرتے ہیں جس نے ہمیں آپ کی راہ دکھائی۔ حضور نے فرمایا تم نے سچ کہا ہے۔ پھر پوچھا کہ تم لوگ جاہلیت میں کیسے غالب آ جاتے تھے اس سے جو تم سے قتال کرتا تھا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم غالب آ جاتے تھے اس سے جو ہم سے لڑتا تھا، ہم ہاتھ سے چھین لیتے تھے۔ اور ہم متفق ہوتے اور اکٹھے ہوتے تھے جدا جدا نہیں ہوتے تھے۔ اور ہم ابتداء سے کسی کے ساتھ ظلم نہیں کرتے تھے۔

کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے امیر مقرر کر دیا تھا بنو حارث بن کعب پر قیس بن حصین کو، پھر وہ لوٹ گئے تھے اپنی قوم کے اندر بقیہ ماہ شوال میں یا ابتداء ذیقعدہ میں۔

فلم يمكثوا الا اربعة اشهر حتى تو فى رسول الله صلى الله عليه وسلم

وہ صرف چار ماہ ٹھہرے تھے (یعنی گئے ہوئے ان کو) کہ رسول اللہ وفات پا گئے صلی اللہ علیہ وسلم۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۰۲-۲۰۴)

☆☆☆

باب ۲۳۴

عمرو بن حزم کے نام رسول اللہ ﷺ کا تفصیلی تحریری ہدایت نامہ یمن کی طرف روانگی کے وقت

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو عبداللہ بن ابوبکر نے اپنے والد ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے، وہ کہتے ہیں، یہ رسول اللہ ﷺ کی تحریر ہے ہمارے پاس جو حضور ﷺ نے عمرو بن حزم کے لئے لکھی تھی جب اس کو یمن بھیجا تھا کہ وہ جا کر اہل یمن کو دین کی فہم دیں اور ان کو سنت کی تعلیم دیں اور ان کے صدقات بھی وصول کریں۔ حضور ﷺ نے اس کے لئے ایک تحریر لکھی تھی اور عہد لکھا تھا اور اس میں اس کا معاملہ تحریر کیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی تحریر کا متن اور اس کے اہم نکات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھذا کتاب من اللہ ورسولہ

یا ایھا الذین آمنوا اوفوا بالعقود، عھد من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمرو بن حزم حین بعثہ الی الیمن

یہ تحریر اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔

اے اہل ایمان! عقد اور معاہدے پورے کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے عہد کیا ہے عمرو بن حزم کے لئے، جب اس کو یمن کی طرف بھیجا ہے۔

۱۔ اس کو حکم دیا ہے کہ اپنے ہر معاملے میں اللہ سے ڈرنا اور تقویٰ اختیار کرنا، اس لئے کہ۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون (ارشاد باری تعالیٰ ہے) بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو محسن و نیکوکار ہیں۔

۲۔ اور اس کو حکم دیا کہ وہ حق وصول کرے جب اس کو حکم دیا جائے۔

۳۔ اور یہ کہ لوگوں کو خیر کی بشارت دے۔

۴۔ اور ان کو خیر کا حکم دے۔

۵۔ اور لوگوں کو قرآن کی تعلیم دے۔

۶۔ اور ان کو قرآن میں فقہ و فہم سکھائے۔

۷۔ اور لوگوں کو روکے اور منع کرے کہ قرآن کو کوئی ہاتھ نہ لگائے مگر صرف جو پاک ہو۔

۸۔ اور لوگوں کو خبر دے بتائے جو چیز ان کے لئے ہے جو ان کے فائدے والی ہے اور وہ جو ان کے اوپر وبال ہے۔

۹۔ اور حق میں ان کے لئے نرمی کرے۔

۱۰۔ اور ظلم اور ناحق کے معاملے میں ان پر سختی کرے کیونکہ بے شک اللہ عزوجل ظلم کو ناپسند کرتا ہے اور اس نے ظلم سے منع کیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے الا لعنۃ اللہ علی الظالمین خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

۱۱۔ اور لوگوں کو جنت کی بشارت دے اور جنت والے اعمال بتائے۔

۱۲۔ جہنم سے ڈرائے اور جہنم والے اعمال سے۔

۱۳۔ اور لوگوں سے اُلفت رکھے یہاں تک کہ وہ دین میں فقاہت اور سمجھ پیدا کر لیں۔

۱۴۔ اور لوگوں کو حج کے احکامات کی تعلیم دے اور حج کی سنتیں اور فرائض کی تفصیل سمجھائے۔ نیز اللہ نے اس بارے میں جو کچھ حکم دیا ہے اور حج اکبر اور اصغر (عمرہ) سکھائے۔ پس حج اصغر عمرہ ہے۔

۱۵۔ اور لوگوں کو منع کرے کہ وہ صرف ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھیں جو چھوٹا پڑے، ہاں اگر وہ کپڑا بڑا ہو اور دونوں طرف پھیل سکے اور دونوں کندھوں پر بھی تو درست ہے۔

۱۶۔ اور لوگوں کو منع کرے کہ وہ احتباء نہ کریں گھٹنے کھڑے کر کے اس طرح اردگرد کپڑا لپیٹا کہ اُوپر آسمان کی طرف کھلا رہے اور انسان اُوپر سے ننگا ہوتا ہو۔

۱۷۔ اور منع کرے کہ کوئی اپنے بال اپنی گدی میں نہ باندھے۔

۱۸۔ اور منع کرے جس کو ان کے درمیان کشیدگی ہو قبائل اور خاندانوں کو نہ بلائے بلکہ اللہ سے دعا کریں کہ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

۱۹۔ جو شخص اللہ کی طرف نہ بلائے بلکہ کنبے اور قبائل کی طرف پکارے تو اس میں تلوار کی طرف مائل ہوحتیٰ کہ ان کی دعا اور پکار وحدہ لا شریک لہ کی طرف ہو جائے۔

۲۰۔ اور لوگوں کو وضو کامل کرنے کا حکم دیں کہ وہ اپنے منہ پورے دھوئیں، اور ہاتھ اپنی کہنیوں تک دھوئیں، اور پیر اپنے ٹخنوں تک دھوئیں، اور اپنے سروں کا مسح کریں جیسے اللہ نے حکم دیا ہے۔

۲۱۔ اور انہیں نمازوں کو ان کے اوقات پر پڑھنے کا حکم دیا جائے۔

۲۲۔ اور رکوع اور خشوع کو پورا کرنے کا۔

۲۳۔ اور صبح جلدی اُٹھنے کا (یعنی منہ اندھیرے) اور ظہر پڑھیں اس وقت دوپہر کو سورج جب ڈھل جائے۔

۲۴۔ اور نماز عصر اس وقت تک کہ جب سورج ابھی زمین کے اُوپر ہو۔

۲۵۔ اور مغرب پڑھیں جب رات شروع ہونے لگے۔ زیادہ تاخیر نہ کریں کہ آسمان پر ستارے ظاہر ہو جائیں۔

۲۶۔ اور عشاء پڑھیں اول حصہ رات میں۔

۲۷۔ اور ان کو حکم دیں جمعہ کی طرف دوڑنے کا جب اذان ہو جائے۔

۲۸۔ اور جمعہ کے غسل کرنے کا جانے سے قبل۔

۲۹۔ اور یہ حکم دیا غنیمتوں میں سے پانچواں حصہ اللہ کے واسطے لیں۔

۳۰۔ جو مومنوں پر فرض کیا گیا ہے صدقہ غیر منقولہ جائداد یعنی زمین کی آبادی میں سے اس زمین میں جو چشمے سے سراب ہوتی ہو اور جو بارش سے سیراب ہوتی ہو اس میں سے دسواں حصہ ہے۔ اور جو زمین مشکوں سے پانی بھر کر سراب ہوتی ہو اس میں دسویں کا نصف پانچواں حصہ ہے۔

۳۱۔ اور ہر دس اونٹوں میں سے دو بکریوں کا حساب لیا جائے اور بیس میں چار۔

۳۲۔ اور ہر تیس گائے میں ایک بچھڑا یا ایک بچھیا یعنی تبیع یا تبیعہ یا جذع یا جزعہ لیا جائے۔

۳۳۔ اور ہر چالیس بکریوں میں جو جنگل میں چر کر پلتی ہیں ایک بکری، یہ سب فرائض میں جو اللہ نے مؤمنوں پر فرض کئے ہیں صدقہ ہیں۔

۳۴۔ جو شخص متعین مقدار سے زیادہ دے اس کے حق میں بہتر ہے۔

۳۵۔ اور جو شخص یہودی یا عیسائی ہو پھر مسلمان ہو جائے اپنے خالص دل سے اور دین اسلام کو اپنا دین بنالے، بے شک وہ مؤمنوں میں سے ہے۔ اس کو وہی فوائد حاصل ہوں گے جو دیگر مؤمنوں کو ہیں۔ اور اس کا وہی امور لازم ہوں گے جو دیگر مؤمنوں پر لازم ہیں۔

۳۶۔ اور جو شخص یہودیت پر یا عیسائیت پر قائم ہے اس کو اس سے زبردستی نہیں لیا جائے گا۔

۳۷۔ اور ہر بالغ انسان پر خواہ مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام ایک دینار لازم ہوگا یا اس کے عوض کپڑے۔ جو شخص یہ ادا کرتا رہے گا اس کے لئے اللہ کا ذمہ ہے اور اللہ کے رسول کا ذمہ ہے۔

۳۸۔ اور جو شخص اس چیز کو منع کرے بے شک وہ اللہ کا دشمن ہے اور اس کے رسول کا دشمن ہے اور سارے مؤمنوں کا دشمن ہے (یعنی جو شخص اس پر پورے عہد پر عمل کرے اس کے لئے اللہ رسول کی ذمہ داری ہے جو اس کو تسلیم نہ کرے اس کے لئے نہیں ہے) اللہ کی رحمتیں محمد ﷺ پر اور سلام ہو اس پر اور اللہ کی رحمت اور برکتیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴: ۲۰۵۔۲۰۶)

تحقیق روایت کیا ہے سلیمان بن داؤد نے زہری سے، اس نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے یہی حدیث بطور موصول روایت کی کثیر اضافوں کے ساتھ زکوۃ میں اور دیات وغیرہ میں۔ اور بعض چیزوں میں کمی بھی ہے اس سے جو ہم نے ذکر کیا ہے۔ تحقیق ہم نے اس کو ذکر کیا ہے کتاب السنن الکبریٰ میں۔ (سنن کبریٰ ۱/ ۸۸۔۳۰۹ ۴/ ۸۹۔۱۰/ ۱۲۸)

باب ۲۳۵

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی نبی کریم ﷺ کے پاس آمد

اور اس کا حضور ﷺ کو جساسہ کی خبر بتلانا۔ اور اس نے دجال سے جو کچھ سنا تھا نبی کریم ﷺ کی آمد کے بارے میں۔ اور اس شخص کے ایمان کے بارے میں جو ان کے ساتھ ایمان لے آئے گا

(۱) ہمیں خبر دی ابو سہل محمد بن نصر ویہ مروزی نے نیشاپور میں، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بن حبیب نے، ان کو خبر دی یحییٰ بن ابو طالب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں کو خبر دی ابو سہل احمد بن زیاد قطان نے، ان کو یحییٰ بن جعفر مروزی نے، ان کو خبر دی وہب بن جریر نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا غیلان بن جریر سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں شعبی سے، اس نے فاطمہ بنت قیس سے، وہ کہتی ہے کہ تمیم داری رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اس نے رسول اللہ کو خبر دی کہ وہ سمندری سفر میں روانہ ہوئے تھے۔ ان کی کشتی بھٹک گئی اور چلتے چلتے ایک جزیرے میں جا پہنچی۔ وہ لوگ کشتی والے پانی کی تلاش میں کشتی سے باہر جزیرے میں نکل گئے۔

تمیم داری ایک ایسے انسان سے ملے جس کے بال لمبے ہونے کی وجہ سے وہ نیچے گھسیٹ رہا تھا۔ تمیم داری نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے بتایا کہ میں جساسہ (ایک قسم کا جانور نما انسان) ہوں۔ ان لوگوں نے اس سے کہا کہ ہمیں کوئی خبر دے۔ اس نے کہا کہ میں تمہیں کوئی خبر نہیں دوں گا۔ لیکن تم لوگ اس جزیرے میں ہی رہ جاؤ۔

کہتے ہیں کہ ہم اس میں داخل ہوگئے۔ ہم کیا دیکھتے ہیں کہ اس جزیرے میں ایک آدمی جکڑا ہوا ہے (اس کو بیڑیاں ڈالی ہوئی ہیں)۔ اس نے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ ہم نے بتایا کہ ہم عرب کے لوگ ہیں۔ اس نے پوچھا کہ اس نبی کا کیا حال ہے جو تم لوگوں سے نکلا ہے؟ ہم نے بتایا کہ اس کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں۔ اور انہوں نے اتباع کر رکھی ہے اور اس کو سچا مان چکے ہیں۔ اس نے کہا یہی بات ان کے حق میں بہتر ہے۔ اس نے پوچھا کہ کیا تم مجھے چشمہ زغر کے بارے میں خبر نہیں دو گے؟ (عین زغر معروف شہر تھا ملک شام کی طرف)۔ کہ اس کا کیا حال ہے۔

تمیم داری کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو اس کے بارے میں خبر دی۔ لہٰذا وہ یہ خبر سنتے ہی (خوشی سے اس قدر) زور سے اچھلا کہ قریب تھا کہ وہ دیوار سے باہر نکل جاتا۔ پھر اس نے پوچھا کہ نخل بیسانی کا کیا حال ہے؟ کیا وہ پھل دے رہے ہیں۔ ہم نے اس کو بتایا کہ وہ پھل دے رہے ہیں۔ پھر وہ دوبارہ پہلی بار کی طرح زور سے اچھلا۔ پھر اس نے کہا کہ خبردار اگر مجھے نکلنے کی اجازت دے دی جاتی تو میں تمام شہروں میں گھوم جاتا یا ان کو روندڈالتا سوائے طیبہ کے۔

فاطمہ بنت قیس کہتی ہے تمیم داری کو رسول ﷺ نے نکالا اس نے لوگوں کو یہ بات بیان کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا، کہ یہی طیبہ ہے اور وہ دجال ہے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حسن بن علی حلوانی سے اور دیگر نے وہب بن جریر سے۔

(مسلم۔ کتاب الفتن۔ باب قصۃ الجساسۃ۔ حدیث ۱۲۱ ص ۴/۲۲۶۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوطارق محمد بن احمد عطار نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو اسباط بن محمد قرشی نے شیبانی سے، اس نے عامر سے، اس نے فاطمہ بنت قیس سے، اس نے اس حدیث کو منکر سمجھا اس میں اضافی الفاظ کو۔ شعبی کہتے ہیں کہ میں محرر بن ابوہریرہ سے ملا تھا، میں نے اس کو یہ حدیث بیان کی تو اس نے کہا آپ نے سچ کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت ابوہریرہ نے بھی مجھے یہ حدیث بیان کی تھی۔ پھر میں عبدالرحمن بن ابی بکر سے ملا، میں نے اس کو یہ حدیث بیان کی، انہوں نے کہا کہ تم نے سچ کہا ہے اور میں شہادت دیتا ہوں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہ اس نے مجھے یہ حدیث بیان کی تھی سوائے اس کے کہ انہوں نے اس میں یہ الفاظ زیادہ کئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مکہ بھی اسی کی مثل ہے یعنی وہ مکہ میں بھی نہیں جا سکے گا۔ (مسلم۔ کتاب الفتن)

(امام بیہقی فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ یہ روایت ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے، اس نے فاطمہ بنت قیس سے بھی روایت کی گئی ہے۔

باب ۲۳۶

وہ روایت جو ہامۃ بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس کے نبی کریم ﷺ کے پاس آنے اور اس کے مسلمان ہو جانے کے بارے میں مروی ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد حسین بن داؤد علوی نے، ان کو خبر دی ابونصر محمد بن حمدویہ بن سہل غازی مروزی نے، ان کو عبداللہ بن حماد آملی نے، ان کو محمد بن ابومعشر نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی میرے والد نے، ان کو نافع نے ابن عمر سے، اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں

کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تہامہ کی پہاڑی میں سے ایک پہاڑ پر بیٹھے تھے یکا یک ایک شیخ سامنے آیا۔ اس کے ہاتھ میں لاٹھی تھی۔ اس نے نبی کریم ﷺ پر سلام کہا، حضور ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔

حضور نے فرمایا یہ لہجہ تو جن کا ہے اور آواز بھی وہی ہے۔ تم کون ہو؟ اس نے بتایا کہ میں ھامہ بن ھیم بن لاقیس بن ابلیس ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تیرے اور ابلیس کے درمیان صرف دو بابوں کا فاصلہ ہے۔ تیرے اوپر کتنے زمانے (یا صدیاں گذر چکی ہیں)۔ اس نے جواب دیا کہ میں دنیا کی پوری عمر فنا کر چکا ہوں مگر تھوڑی سی راتیں۔ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا میں اُس وقت لڑکا تھا کچھ سالوں کا، بات چیت کو سمجھ سکتا تھا اور ٹیلوں پر اچھلتا کودتا پھرتا تھا۔ اور طعام کو یعنی کھانے پینے کی اشیاء کو خراب کرنے کا امر کرتا تھا اور قطع رحمیوں کا (یعنی رشتوں ناتوں کو خراب کرنے کا) امر کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات سن کر فرمایا:

بئس عمل الشیخ المقوسم و الشاب المتلوم

برا کام ہے شیخ مقوسم کا اور جوان متلوم کا (ملامت گر)۔

قال ذرنی من الترداد انی تایب الی اللّٰہ عزوجل

اس نے کہا آپ مجھے خالی نہ سمجھیں میں اللہ کی بارگاہ میں تائب ہو چکا ہوں۔

میں حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ تھا اس کی مسجد میں ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے تیری قوم میں سے (یعنی انسانوں میں سے)۔ میں ہمیشہ اس کی دعوت پر اس کو برا بھلا کہتا رہا جب وہ اپنی قوم کو دعوت دیتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ خود بھی روئے اور مجھے بھی رُلا دیا۔

لا جرم انی علی ذلك من النادمین ، و اعوذ باللّٰہ ان اکون من الجاھلین

لامحالہ میں اس سارے عمل پر نادم ہوا اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہوں۔

میں نے کہا تھا اے نوح میں ان میں سے ہوں جو شریک تھا خون سعید، شہید ہابیل بن آدم میں۔ کیا آپ اپنے رب کے ہاں میری توبہ کی گنجائش پاتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا اے ہام تو خیر کے کام کا عزم کر لے اور اس کو کرنا شروع کر دے حسرۃ اور ندامت کے وقت سے قبل ہی۔ میں نے پڑھا ہے اس میں جو اللہ نے نازل کیا ہے کہ:

انہ لیس من عبد تاب الی اللّٰہ بالغ امرہ ما بالغ الا تاب اللّٰہ علیہ

بیشک شان یہ ہے کہ کوئی ایسا بندہ نہیں جو اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے اس کا معاملہ خرابی کی کسی بھی حد تک پہنچ چکا ہو مگر اللہ اس پر توبہ قبول کرتا ہے۔

قم فتوضأ و اسجد للّٰہ سجدتین ۔ (ترجمہ) اُٹھو لیں وضو کرو اور اللہ کی بارگاہ میں دو سجدے کر۔

ففعلت من ساعتی ما امرنی بہ ۔ (ترجمہ) میں نے اسی لمحے وہی کچھ کیا جو انہوں نے فرمایا پھر انہوں نے کہا سر اٹھا۔

قد نزلت توبتك من السمآء ۔ (ترجمہ) بے شک تیری توبہ آسمان سے اتر چکی ہے۔

قال فخررت للّٰہ ساجد احزلا ۔ (ترجمہ) کہتے ہیں کہ میں اللہ کے لئے سجدے میں گر گیا اس بڑی بات پر۔

اور میں حضرت ہود علیہ السلام کے ساتھ بھی اس کی مسجد میں ان کے ساتھ جو ایمان لائے تھے اس کی قوم میں سے۔ میں ہمیشہ غصہ کرتا رہا اس کی دعوت پر اس کی قوم پر حتی کہ رو پڑے ان پر اور مجھے بھی رُلا دیا۔ اس نے کہا لامحالہ میں اس پر نادم ہوں اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہوں۔

اور میں حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ تھا اس کی مسجد میں ان کے ساتھ جو ایمان لائے تھے اس کی قوم میں سے۔ میں ہمیشہ ان کو ملامت کرتا رہا اس کی دعوت پر اس کی قوم پر حتی کہ رو پڑے ان پر اور مجھے بھی رُلا دیا۔ کہتے ہیں میں اس پر نادم ہوں اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہوں۔ اور میں یعقوب علیہ السلام کی زیارت کرنے والا ہوں اور میں یوسف علیہ السلام کے ساتھ تھا مکان امین میں۔

اور میں حضرت الیاس علیہ السلام سے ملتا رہتا تھا وادیوں میں اور میں ابھی اس سے ملا ہوں۔ اور بے شک میں ملا ہوں حضرت موسیٰ بن عمران سے انہوں نے مجھے تورات سکھائی تھی۔ اور ھامہ نے کہا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملا ہوں یعنی ابن مریم سے، میں نے ان کو پڑھ کر سنائی موسیٰ علیہ السلام کے واسطے سے۔ یا یہ کہ میں نے ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سلام دیا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا اگر تم کبھی محمد ﷺ سے ملو تو میرے سلام کو ان پر پڑھنا۔ اس پر حضور ﷺ نے دونوں آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا اور رو پڑے۔ پھر فرمایا عیسیٰ علیہ السلام پر جب تک دنیا قائم ہے اور تجھ پر سلام ہو اے ھام تیری امانت پہنچانے کے سبب۔ ھام نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ آپ وہی کچھ کریں جو موسیٰ علیہ السلام نے کیا تھا۔ اس نے مجھے تورات سکھائی تھی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس کو سورۃ اذا وقعت الواقعہ اور سورہ والمرسلات اور عمّ یتساء لون اور اذا الشمس کورت اور معوذتین اور قل ھو اللہ احد سکھائی اور فرمایا کہ تیری کوئی حاجت ہو تو ہمارے آگے پیش کیجئے اے ھامہ اور ہمیں ملنا نہ چھوڑنا۔ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

فقبض رسول اللّٰہ ولم ینعہ الینا فلسنا ندری احی ام میت

کہ حضور ﷺ کا انتقال ہوگیا مگر تا حال ھامہ کی موت کی خبر نہیں آئی ہمارے پاس۔ ہم نہیں جانتے کیا زندہ یا مر چکا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ابو معشر انی سے روایت کیا ہے کبار محدثین نے مگر اہل علم بالحدیث اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ تحقیق یہ حدیث روایت کیا ہے دوسرے طریق سے جو اس طریق سے زیادہ قوی ہے۔ واللہ اعلم (عقیلی ۸۹/۱)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی اہل علم کے توسط سے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (مترجم)

باب ۲۳۷

وہ روایت جو نبی کریم ﷺ کے حضرت الیاس علیہ السلام کے ساتھ ملاقات کے بارے میں مروی ہے

اور اس کی اسناد ضعیف ہیں۔ واللہ اعلم

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس احمد بن سعید بغدادی نے بخارا میں۔ ان کو حدیث بیان کی عبد اللہ بن محمود نے، ان کو عبدان بن سنان نے، ان کو احمد بن عبد اللہ نے، ان کو یزید علوی نے، ان کو ابو اسحٰق فزاری نے اوزاعی سے، اس نے مکحول سے، اس نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کسی سفر میں۔ حضور ﷺ ایک منزل پر اُترے یکا یک دیکھا کہ وادی میں ایک آدمی ہے جو کہہ رہا ہے کہ اے اللہ مجھے اُمت محمد علیہ السلام میں کر دے جو کہ اُمت مرحومہ مغفورہ ہے جن کو ثواب دیا گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے نظر اُٹھا کر وادی میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک آدمی ہے جس کی لمبائی تین سو ہاتھ سے زیادہ ہے۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ کہتے ہیں کہ میں نے بتایا کہ میں انس بن مالک ہوں خادم رسول اللہ ﷺ۔ اس نے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ میں نے بتایا کہ وہ یہ رہے، آپ کی بات سن رہے ہیں۔ اس نے کہا آپ ان کے پاس جائیے اور ان پر سلام کہئے اور ان سے کہئے کہ آپ کے بھائی الیاس سلام کہتے ہیں۔

لہٰذا میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا میں نے ان کو خبر دی۔ حضور ﷺ آئے ان سے ملے، ان سے معانقہ کیا اور ان پر سلام کیا۔ پھر دونوں بیٹھ گئے باہم باتیں کیں۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے ان سے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں سال بھر تک نہیں کھاتا مگر سال میں صرف ایک بار

(یعنی سال بھر روزے سے رہتا ہوں) آج یہ میرا یوم افطار ہے میں آج کھاؤں گا اور آپ بھی۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان پر آسمان سے دستر خوان اُترا۔ اس پر روٹی تھی اور مچھلی تھی اور کرفس (کاسنی) تھی دونوں نے کھایا اور مجھے بھی کھلایا۔ اور ہم لوگوں نے عصر کی نماز پڑھی پھر حضور ﷺ نے ان کو الوداع کیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ وہ گذرے بادل میں سے آسمان کی جانب۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ یہ ہے وہ روایت جو اس حدیث کے بارے میں روایت کی گئی ہے۔ اللہ کی قدرت میں تو یہ جائز ہے اور اس (دستور وسنت اللہ) کے ساتھ جس کے ساتھ اللہ نے مخصوص کیا ہے اپنے رسول کو معجزات میں سے۔ یہ ممکن ہے اور ہوسکتا ہے مگر اسناد اس حدیث کی ضعیف ہیں۔ (میزان للذہبی ۳۳۱/۴)

اور ان معجزات میں جو صحیح معجزات ہیں ان میں کفایت ہے (یعنی وہی کافی ہے اور ضرورت پوراکرتی ہے) اور توفیق ارزانی اللہ کی عنایت ہے اور عصمت اور بچنا بھی اسی کی عنایت سے ہے۔

باب ۲۳۸

وہ روایت جو مروی ہے حضور ﷺ کے سماعِ کلام خضر کے بارے میں اور اس کی اسناد ضعیف ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ہے ابوسعد مالینی نے، ان کو خبر دی ہے ابواحمد بن عدی حافظ نے، ان کو محمد بن یوسف بن عاصم نے، ان کو احمد بن اسماعیل قرشی نے، ان کو عبداللہ بن نافع نے کثیر بن عبداللہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے دادا سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ اپنی مسجد میں تشریف فرما تھے کہ انہوں نے ایک کونے سے آواز سنی کہ کوئی کہنے والا یہ کہہ رہا ہے:

اللّٰهم أعني على ما ينجيني مما خوّفتني

اے اللہ میری مدد فرما اس عمل پر جو مجھے نجات دے دے اس سے جو تو نے مجھے ڈرایا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ قول سنا تو فرمایا کیا تم اس دعا کے ساتھ اس کی بہن یعنی اس کے جیسی اور نہیں ملا لیتے۔ انہوں نے کہا:

اللّٰهم ارزقني شوق الصادقين الى ما شوقتهم اليه

اے اللہ مجھے صادقین کا شوق عطا کردے جس چیز کی طرف تو نے ان کو شوق عطا کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیونکہ وہ ساتھ تھے، جا تو اے انس اس سے کہو تمہیں رسول اللہ کہتے ہیں کہ آپ میرے لئے استغفار کریں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے پیغام پہنچایا ان کو۔ اس آدمی نے کہا اے انس تم رسول اللہ ﷺ کے نمائندے ہو میری طرف؟ تو حضرت انس نے کہا کہ ذرا ٹھہریے پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور حضور سے یہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اس سے کہو کہ ہاں میں نمائندہ ہوں، تو حضرت انس نے کہا کہ ہاں میں نمائندہ ہوں۔ اس شخص نے کہا تم جاؤ رسول اللہ ﷺ سے کہو اللہ نے ان کو انبیاء کرام پر فضیلت عطا کی ہے جیسے اس نے فضیلت دی ہے ماہِ رمضان کو سارے مہینوں پر۔ اور تیری امت کو فضیلت دی ہے تمام امتوں پر جیسے اس نے فضیلت دی ہے جمعہ کو سارے ایام پر۔ سب لوگ دیکھتے چلے گئے پس وہ خضر علیہ السلام تھے۔

مترجم کہتا ہے کہ گذشتہ تینوں ابواب کی روایات کے تحت ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی نے تحقیق درج کی اہل علم اصل کتاب میں۔ ضرور جلد ملاحظہ کریں کیونکہ یہ روایات غیر مستند ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (اللآلی المصنوعۃ ۱۵۴/۱)

☆☆☆

باب ۲۳۹

عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے وصی کے قصہ کے بارے میں

جو روایات آئی ہیں اور اس کا ظہور زمانہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میں۔ اگر روایت صحیح ہو

(۱) ہمیں خبر دی ابو سہل محمد بن نصرو یہ مروزی نے، ان کو ابوبکر محمد بن حبیب نے، ان کو ابوبکر یحییٰ بن ابوطالب نے۔ (ح) اور ہمیں خبر دی عبیداللہ حافظ نے، ان کو ابو عمرو عثمان بن احمد بن سماک نے بغداد میں بطور املاک کے ۳۴۱ھ شوال میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن ابوطالب نے ان کو عبدالرحمن بن ابراہیم راسبی نے، ان کو انس بن مالک بن نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے سعد بن ابووقاص کی طرف خط لکھا تھا وہ اس وقت قادسیہ میں تھے کہ تم نضلہ بن معاویہ انصاری کو مقام حلوان عراق میں بھیجو وہ حلوان کے اطراف پر حملہ کرے۔

وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حملہ کیا انہیں بہت ساری غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے۔ چنانچہ واپس مال غنیمت اور قیدیوں کو ہانک کر لا رہے تھے حتی کہ نماز عصر کا وقت ہوگیا اور سورج غروب ہونے کے قریب ہوگیا۔ نضلہ نے تمام قیدیوں کو پہاڑ کے دامن میں ایک طرف کر دیا اور کھڑے ہوکر اذان پڑھنے لگے۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ کہتے ہیں کہ کسی جواب دینے والے نے جواب دیا تم نے بڑے کی بڑائی بیان کی ہے اے نضلہ۔ پھر اس نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس کے جواب دینے والے نے کہا تم نے اخلاص کا کلمہ کہا ہے اے نضلہ۔ اس کے بعد کہا اشہد ان محمد رسول اللہ۔ تو جواب دینے والے نے کہا وہ دین ہے اور وہ شخص محمد وہ ہے جس کی بشارت ہمیں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے دی تھی اور اسی کی امت کے سر پہ قیامت قائم ہوگی۔ اس کے بعد اس نے پڑھا حی علی الصلوۃ۔ اس نے جواب دیا خوش بختی ہے اس کے لئے جو اس نماز کے لئے قدموں چلا اور اس پر ہمیشگی کی مداومت کی۔ پھر موذن نے پڑھا حی علی الفلاح اس نے کہا افلح من اجاب محمدا وہ کامیاب ہوا جس نے محمد کی اجابت کی (بات مانی) محمد کی اجابت کرنا اس کی امت کی بقا کا سبب ہے۔ موذن نے پھر کہا اللہ اکبر اللہ اکبر اس نے جواب دیا تم نے اخلاص کو خالص کر دیا اے نضلہ۔ اللہ نے تیرا وجود جہنم پر حرام کر دیا ہے۔

کہتے ہیں جب وہ اذان سے فارغ ہوگئے ہم لوگ کھڑے ہوگئے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اللہ آپ کے اوپر رحم کرے، کیا آپ فرشتہ ہیں یا یہاں رہنے والے جن ہیں یا اللہ کے نیک بندوں میں سے ہیں۔ آپ نے ہمیں اپنی آواز تو سنوائی ہے ہمیں اپنی شکل و صورت بھی دکھا دیں۔ فرمایا ہم لوگ اللہ کا وفد ہیں اور اللہ کے رسول کا وفد ہیں اور عمر بن خطاب کا وفد ہیں۔

کہتے ہیں کہ اتنے میں پہاڑ اوپر چوٹی سے پھٹ گیا چکی کی مثل۔ دیکھا تو ایک سفید سر اور سفید داڑھی والا شخص ہے اس کے اوپر اون کا چوغہ ہے سامنے آ کر اس نے کہا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہم نے جواب دیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کون ہیں؟ اللہ آپ کے اوپر رحم کرے۔ اس نے بتایا کہ میں ذریب بن برثملا ہوں، میں وصی ہوں عبد صالح عیسیٰ بن مریم کا۔ انہوں نے مجھے اس پہاڑ پر ٹکایا تھا اور میرے لئے انہوں نے لمبی بقا کی دعا کی تھی۔ ان کے آسمان سے نزول تک (وہ اترنے کے بعد) خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب توڑ دیں گے اور اظہار براءت و بیزاری کریں گے جو کچھ نصاری نے ان کو بتا دیا تھا۔ بہرحال جب مجھے سے محمد ﷺ کی ملاقات فوت ہوگئی ہے (رہ گئی)۔

وصی عیسیٰ کی طرف سے حضرت عمر کو بتائی ہوئی علامات قیامت

تو کم از کم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو میری طرف سے سلام کہو اور اس سے کہو اے عمر! درست روی کرنا میانہ روی اختیار کرنا۔ تحقیق معاملہ قریب آن پہنچا ہے اسے پہچاننا ان خصال سے جن کی میں تمہیں خبر دیتا ہوں ابھی اے عمر جب یہ خصال امت محمد میں ظاہر ہو جائیں۔

پس دُور بھاگ .دُور بھاگ (یعنی دُور ہو جاؤ اور بچو) جب مرد مردوں کے ساتھ اپنی خواہش پوری کرنے لگیں اور عورتیں عورتوں کے ساتھ پوری کرنے لگیں ۔اور انتساب غیر نسبت والی جگہ کرنے لگیں اور اپنے نسب کو اپنے بزرگوں کے علاوہ سے جوڑنے لگیں اور ان کا بڑا چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور چھوٹا بڑے کی عزت نہ کرے اور امر بالمعروف کرنا چھوڑ دیا جائے ۔اس کا امر نہ کیا جائے اور نہی عن المنکر چھوڑ دیا جائے ، اس سے نہ روکا جائے اور ان کا عالم اس لئے سیکھے تاکہ اس کے ذریعے درہم و دینار کمائے ۔

جب بارش گرمی کا باعث بنے ،اولاد غصے کا سبب بنے ،لوگ بڑے بڑے منبر بنائیں ،قرآن بڑے بڑے کریں ،مسجد مزین کریں اور رشوت کو غالب کریں اور عمارت کو پکا کریں ،خواہش کی پیروی کریں ۔اور دین کو دنیا کے بدلے میں فروخت کریں اور خون کی تحقیر و استخفاف کریں ،قرابتوں اور رشتوں کا احترام ختم ہو جائے ۔فیصلے بکنے لگیں ،سود خوری ہونے لگے ،زبردستی مسلط ہونے پر فخر کیا جانے لگے ،دولت وغنی کو عزت قرار دیا جانے لگے ،آدمی گھر سے نکلے اور اس سے زیادہ پیسے والا اس پر قابض ہو جائے اور عورتیں گھوڑوں پر سواری کریں ۔

کہتے ہیں کہ پھر وہ شخص ہم لوگوں سے غائب ہو گیا ۔اور یہ بات نضلہ نے حضرت سعد کی طرف لکھ بھیجی اور سعد نے حضرت عمر ﷛ کی طرف ۔پھر حضرت عمر ﷛ نے لکھا کہ تم جاؤ اور تمہارے ساتھ جتنے مہاجرین و انصار ہیں ،حتیٰ کہ تم اسی پہاڑ پر جا کر اُترو ۔جب تمہاری ان سے ملاقات ہو تو اس کو میرا اسلام دو ۔بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض وصی اس پہاڑ پر اُترے تھے عراق کے کونے پر ۔لہٰذا حضرت سعد چار ہزار مہاجرین و انصار کے ساتھ وہاں اُترے ،پہاڑ پر چالیس دن تک ہر نماز کے وقت اذان دیتے رہے ۔

اس روایت کے بارے میں امام بیہقی کے اُستاد کی رائے گرامی

ابو عبداللہ حافظ نے فرمایا ،اسی طرح کہا تھا عبدالرحمن بن ابراہیم راسبی نے مالک بن انس سے روایت کرتے ہوئے اور اس کا متابع نہیں لایا گیا ۔سوائے اس کے نہیں کہ پہچانی جاتی ہے یہ حدیث مالک بن ازہر کے لئے نافع سے اور بس ۔جبکہ وہ شخص مجہول الحال ہے ۔اس حدیث کے سوا کسی اور میں اس کا ذکر نہیں سنا گیا ۔

سعد بن ابی وقاص کی وصی عیسیٰ بن مریم سے ملاقات کا عجیب واقعہ .... (۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ،ان کو ابو الحسن اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد شعرانی نے ،ان کو حدیث بیان کی میرے دادا نے ،ان کو محمد بن کرامہ مستملی نے بن الحمانی نے کوفہ میں ،اس نے سلیمان بن احمد سے ، اس نے محمد بن حرب مکی سے ،اس نے ابن لہیعہ سے ،اس نے مالک بن ازہر سے ،اس نے نافع سے ،اس نے ابن عمر سے ،وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر ﷛ نے سعد بن ابو وقاص کو عراق بھیجا تھا وہ اس میں چلتے رہے ،حتیٰ کہ جب وہ حلوان پہنچے تو انہیں نماز کا وقت ہو گیا ۔وہ وہاں پر حلوان کے ایک پہاڑ کے دامن میں تھے ۔انہوں نے اپنے مؤذن نضلہ سے کہا اس نے اذان پڑھی اور کہا اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر تو کسی جواب دینے والے نے اس کو جواب دیا پہاڑ سے ، اے نضلہ تم نے بڑے کی بڑائی کی ہے ۔پھر اس نے پڑھا اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ ۔اس نے جواب دیا یہ کلمہ اخلاص ہے ۔مؤذن نے پڑھا اشہد ان محمد رسول اللّٰہ ۔اس نے جواب دیا کہ نبی کریم مبعوث ہو چکے ہیں ۔مؤذن نے کہا حی علی الصلوۃ ،اس نے جواب دیا کہ یہ کلمہ مقبول ہے ۔مؤذن نے حی علی الفلاح پڑھا ،اس شخص نے جواب دیا یا اُمت احمد کی بقا ہے ۔مؤذن نے کہا اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اس نے کہا کہ تم نے بڑے کی بڑائی کی ہے ۔مؤذن نے کہا لا الٰہ الا اللّٰہ ،اس نے کہا یہ سچا کلمہ ہے کلمہ حق ہے جو آگ پر حرام کر دیتا ہے ۔

حضرت نضلہ نے اس سے کہا کہ اے جواب دینے والے ہم نے آپ کی بات سُن لی ہے ہمیں اپنا چہرہ بھی دکھا دیں ۔

کہتے ہیں کہ پہاڑ پھٹ گیا اور اس میں سے ایک آدمی نکلا سفید سر سفید داڑھی کھوپڑی ان کی بڑی چکی کی مثل تھی ۔ان سے نضلہ نے پوچھا ،اے شخص آپ کون ہیں ؟ اس نے کہا کہ میں ذریب بن برثملا ہوں عبد صالح عیسیٰ بن مریم کا وصی ہوں ۔انہوں نے میرے لئے طول بقا کی دعا کی تھی اور انہوں نے یہاں پر ٹھہرایا تھا ان کے آسمان سے نزول تک ۔میں صلیب توڑ دوں گا اور خنزیر کو قتل کر دوں گا اور میں اس سے براءت اور لاتعلقی کروں گا جس طریق پر نصاریٰ ہیں ۔اس نے پوچھا کہ مافعل النبی نبی کریم ﷺ کا کیا حال ہے ؟

فلما قبض فبكى بكاء طويلا حتى خضلت لحيته بالدموع

ہم نے بتایا نبی کریم ﷺ انتقال فرما گئے ہیں۔ وہ شخص لمبی دیر تک روتا رہا تاآنکہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ اس کے بعد اس نے پوچھا:

من قام فيكم بعده۔ ترجمہ: (رسول اللہ کے بعد) تمہارے اندر ان کا قائم مقام کون کھڑا ہوا۔

ہم نے بتایا کہ ابوبکر۔ اس نے پوچھا کہ اس کا کیا حال ہے؟ ہم نے بتایا کہ قبض وہ بھی فوت ہو گیا ہے۔ اس نے پوچھا کہ اس کے بعد کون ہے اس کا قائم مقام؟ ہم نے بتایا کہ عمر بن خطاب ہیں۔ اس نے کہا کہ ان سے کہنا، اے عمر درست اور سیدھے چلو اور میانہ روی اختیار کرو۔ بے شک معاملہ قریب لگ چکا ہے کچھ امور میں، جب تو ان کو دیکھو اُمت محمد ﷺ میں تو پس ڈرو اور بچو جب مرد مردوں پر اکتفا کریں اور عورتیں عورتوں پر، جب اولاد وجہ غیظ وغضب بن جائے، بارش وجہ قحط و بے روزگاری (عذاب بن جائے) اور مصاحف آراستہ کئے جائیں اور مساجد آراستہ کی جائیں اور ان کا عالم اس لئے علم سیکھے تاکہ وہ اس کے ذریعے ان کے دینار و درہم کھائے اور غنی نکلے تو اس سے بڑا مالدار اس سے مانگے اور سود خوری ان میں شرافت بن جائے اور قتل کرنا غلبہ اور بہادری بن جائے تو بس بھاگ پھر بھاگ۔

کہتے ہیں سعد نے یہ کہانی حضرت عمر ؓ کو لکھ بھیجی۔ پھر حضرت عمر نے ان کی طرف لکھا کہ تم نے سچ کہا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا فرما رہے تھے کہ اس جبل میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا وصی ہے۔

سعد وہاں ٹھہرے چالیس دن تک زور زور سے اذان دیتے تھے مگر ان کو جواب نہ دیا گیا۔ یہ حدیث اس اسناد کے ساتھ زیادہ مناسب ہے مگر وہ ضعیف ہے کئی طریقوں سے۔

باب ۲۴۰

سیدنا ابراہیم بن نبی علیہ السلام کی شان میں جو کچھ وارد ہوا ہے
اور ان کی وفات حسرت آیات اور یہ واقعہ حجۃ الوداع قبل ہوا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن سراج نے، ان کو ابوالاشعث نے، ان کو زہیر بن علاء عبدی نے، ان کو محمد بن سعید نے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ مقوقس اسکندریہ کا سربراہ اور مصر کا سربراہ تھا اس نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ماریہ قبطیہ بھیجی، اس کا بیٹا پیدا ہوا تھا ابراہیم۔

ابوعبداللہ نے فرمایا بطور حکایت کے مصعب بن عبداللہ زبیری سے وہ کہتے ہیں کہ ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کی ولادت ذی الحجہ ۸ھ میں ہوئی تھی۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اور ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن احمد تمیم اصم نے، ان کو حسن بن فہیم نے ان کو محمد بن سعد نے، ان کو واقدی نے یہ کہ ابراہیم بن رسول اللہ منگل کے دن فوت ہوا تھا ربیع الاول کی دس راتیں گزر چکی تھیں ۱۰ھ میں اور وہ بقیع میں دفن کیا گیا تھا۔ اور اس کی وفات بنو مازن میں ہوئی تھی۔ اُم بردہ بنت منذر کے پاس بنونجار میں سے۔ وہ جب فوت ہوئے تو ان کی عمر اٹھارہ ماہ تھی۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شیبان بن فروخ ایلی نے، ان کو خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید الصفار نے، ان کو تمام نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو سلیمان بن مغیرہ نے، ان کو ثابت نے، اس نے انس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ آج رات میرا بیٹا پیدا ہوا ہے میں نے اس کا نام اپنے باپ ابراہیم والا رکھا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے اس کو ام سیف کے سپرد کر دیا یعنی قین لوہاری کی عورت کے مدینہ میں، اس کو ابو سیف کہتے تھے۔ رسول اللہ اس کے پاس آئے، میں بھی ساتھ تھا۔ حضور ﷺ نے بچے کو منگوایا اور اس کو اپنے جسم اطہر کے ساتھ ملایا اور کچھ کہا جو کچھ اللہ نے چاہا کہ وہ کہیں۔

انس کہتے ہیں میں نے ابراہیم کو دیکھا رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں میں تھا اور وہ نزع کی حالت میں تھا۔ حضور کی آنکھوں سے آنسو آگئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تدمع العين ، ويحزن القلب ولا نقول الا ما يرضى الربّ ، والله يا ابراهيم انا بك لمحزونون

آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہے اور ہم نہیں کہتے مگر وہی جو رب پسند کرتا ہے۔ اللہ کی قسم اے ابراہیم بے شک ہم تیرے فراق میں بڑے غمگین ہیں۔

یہ الفاظ حدیث موسیٰ کے ہیں اور شیبان کی ایک روایت میں ہیں مگر وہ بات جو ہمارا رب پسند کرے۔ بے شک ہم تیرے ساتھ اے ابراہیم البتہ محزون ہیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے شیبان بن فروخ سے اور بخاری نے نقل کی ہے اور کہا ہے موسیٰ بن اسماعیل سے۔

(مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۶۲ ص ۱۸۰۷۔ بخاری۔ کتاب الجنائز۔ فتح الباری ۳/۱۷۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن مرزوق نے، ان کو وہب بن جریر نے، ان کو شعبہ نے عدی بن ثابت سے، اس نے براء بن عازب سے، وہ کہتے ہیں کہ جب ابراہیم بن رسول اللہ فوت ہوئے تو رسول اللہ نے فرمایا:

ان له مرضعا يتم رضاعه في الجنة

بے شک اس کے لئے ایک دودھ پلانے والی مقرر ہے جو اس کا رضاع پورا کرے گی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے سلیمان بن حرب سے، اس نے شعبہ سے۔ (بخاری۔ کتاب الادب۔ حدیث ۶۱۹۵۔ فتح الباری ۱۰/۵۷۷)

حضور ﷺ کا اپنے لخت جگر کی نماز جنازہ پڑھانا .... (۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ربیع بن سلیمان سے، اس نے عبداللہ بن وہب سے، اس نے سلیمان بن بلال سے، اس نے جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ نے اپنے بیٹے پر نماز جنازہ پڑھائی جب وہ فوت ہو گئے۔

باب ۲۴۱

حجۃ الوداع

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابو الحسین محمد بن حسین علوی نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن شعیب برمہرانی نے، ان کو احمد بن حفص بن عبداللہ نے ان کے والد نے، ان کو ابراہیم بن طہمان نے، ان کو جعفر بن محمد نے اپنے والد سے، اس نے جابر بن عبداللہ انصاری سے کہ رسول اللہ ﷺ مدینے میں مقیم رہے تھے نو حج۔ مگر آپ نے حج نہیں کیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے لوگوں میں حج کا اعلان کیا تھا۔

۱۔ دیکھئے سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۱۱۔ طبقات ابن سعد ۲/۱۷۲۔ مسلم بشرح النووی ۸/۱۷۰۔ تاریخ طبری ۳/۱۴۸۔ عیون الاثر ۲/۲۷۵۔ البدایۃ والنہایۃ ۵/۱۰۹۔ نہایۃ الارب ۱۷/۳۷۱)

کہتے ہیں کہ مدینے میں کثیر انسان اکٹھے ہوگئے تھے، لہٰذا رسول اللہ حج کے لئے نکلے تھے اس وقت جب ذیقعدہ کی پانچ راتیں رہ گئی تھیں یا چار رہ گئی تھیں (۲۵ یا ۲۶ ذیقعد کو)۔ جب آپ مقام ذوالحلیفہ میں پہنچے تو آپ نے نماز پڑھائی۔ اس کے بعد اپنی سواری پر براجمان ہوئے۔ جب بیداء میں پہنچے تو آپ نے تلبیہ پڑھا اور ہم نے احرام باندھا، ہم لوگوں نے حج کی ہی نیت کی تھی۔

حجۃ الوداع اور حضور ﷺ کا خطبہ دینا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ہشام بن علی نے، ان کو عبداللہ بن عبدالوہاب حجبی نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب بن یوسف نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو عمر بن زرارہ نے حاتم بن اسماعیل سے (ح)۔ ان کو خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو ابوعمر مقری اور ابوبکر وراق نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو ہشام بن عمار اور ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو بن حاتم بن اسماعیل نے، ان کو جعفر بن محمد نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ جابر بن عبداللہ کے پاس پہنچے۔ انہوں نے لوگوں کے بارے میں پوچھا پھر میرے پاس پہنچے، میں نے کہا میں محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابوطالب ہوں۔

وہ میرے سر کی طرف جھکے اور میرا اوپر کا بٹن کھولا اس کے بعد میرا نیچے کا بٹن کھولا اور اپنا ہاتھ میرے پستانوں کے درمیان رکھا، میں اس دن جوان لڑکا تھا۔ انہوں نے فرمایا خوش آمدید ہے تجھے آپ اپنے گھر میں آئے ہو۔ آپ پوچھیں جو چاہتے ہیں، میں نے ان سے سوال کیا، وہ نابینا تھے۔ نماز کا وقت ہوگیا پھر وہ اپنے کمبل کو لپیٹتے ہوئے کھڑے ہوگئے، جونہی اس کو اپنے دونوں کندھوں پر رکھتے اس کے دونوں کنارے واپس آجاتے چھوٹا ہونے کی وجہ سے اور ان کی چادر ان کے دونوں پہلوؤں پر کپڑے ڈالنے کی لکڑی پر ڈالی ہوئی تھی۔

انہوں نے ہمیں نماز پڑھائی۔ میں نے سوال کیا کہ آپ مجھے رسول اللہ کے حج کے بارے میں بتائیں۔ انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا نو بار کا اور فرمایا کہ رسول اللہ نو سال ٹھہرے رہے تھے اور حج نہیں کیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے لوگوں میں اعلان کر دیا تھا دسویں سال کہ رسول اللہ حج کے لئے جانے والے ہیں، لہٰذا مدینے میں لوگوں کی کثیر تعداد آگئی سب کے سب التجا کر رہے تھے کہ وہ رسول اللہ کے ساتھ حج کریں گے اور حضور کے عمل کی مثل عمل کریں گے۔ لہٰذا جب حضور ﷺ روانہ ہوئے تو ہم بھی ساتھ روانہ ہوئے۔ پس ہم لوگ ذوالحلیفہ میں آئے تو وہاں پر بی بی اسماء بنت عمیس نے محمد بن ابوبکر کو جنم دیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ اس حالت میں سے کیا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ غسل کرلیں اور کپڑا کس کر باندھ لیں۔ پس رسول اللہ نے مسجد میں نماز پڑھی اور قصویٰ اونٹنی پر سوار ہو گئے حتیٰ کہ ان کی اونٹنی بیداء میں سیدھی ہوگئی۔

حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں تا حد نگاہ رسول اللہ ﷺ کو پیدل اور سواروں میں دیکھتا رہا، آپ کے دائیں بائیں اسی طرح لگے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے۔ اور ان پر قرآن اُتر رہا تھا۔ وہ آپ کی تاویل تشریح سمجھ رہے تھے، جو بھی حضور ﷺ نے عمل کیا ہم نے بھی وہی عمل کیا۔ حضور ﷺ نے توحید کا تلبیہ پڑھا اور لوگوں نے بھی وہ پڑھا، لبیک اللھم لبیک لا شریک لک آپ نے ان پر کوئی بھی رد نہ کیا۔ اور رسول اللہ نے اپنے تلبیہ کو لازم کئے رکھا۔

جابر کہتے ہیں کہ ہم لوگ حج کی نیت کرتے تھے ہم عمرے کو نہیں جانتے تھے حتیٰ کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ بیت اللہ میں پہنچے۔ آپ نے رکن (حجر اسود کا) استلام کیا تین بار، تین بار آپ نے رمل کیا (مونڈھے ہلا ہلا کر چلے) اور چار مرتبہ سیدھے چلے۔ اس کے بعد آپ مقام ابراہیم پر آئے اور یہ آیت پڑھی: واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی ۔ (سورۃ بقرہ: آیت ۱۲۵)

پھر مقام کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان رکھا۔

کہتے ہیں میرے والد کہتے تھے میں نہیں جانتا انہوں نے اس کا ذکر کیا تھا میری طرف رسول اللہ سے۔ آپ دو رکعت میں یہ پڑھتے تھے:

قل ھو اللّٰہ احد اور قل یا ایھا الکافرون

اس کے بعد واپس لوٹے بیت اللہ کی طرف اور حجر اسود کا استلام کیا۔ اس کے بعد دروازہ سے نکل کر صفا کی طرف گئے، جب قریب پہنچے تو یہ آیت پڑھی :

ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ ۔ (سورۃ بقرہ آیت ۱۵۸)

آغاز کیا اس کے ساتھ جس کے ساتھ اللہ نے ابتداء کی ہے۔ صفا سے ابتداء کی اور اس پر چڑھے حتیٰ کہ جب بیت اللہ کو دیکھا تکبیر کہی اور تہلیل کہی اور پڑھا :

لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد یحی ویمیت وھو علی کل شیء قدیر لا الہ الا اللّٰہ انجز وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ

اس کے درمیان دعا کی اور تین بار یہی دعا پڑھی۔ اس کے بعد مروہ کی طرف جانے کے لئے اُترے حتیٰ کہ جب ان کے قدم اُکھڑنے لگے تو آپ نے بطن وادی میں رمل کیا حتیٰ کہ جب اُوپر چڑھے تو پاؤں پاؤں چلتے گئے کہ مروہ پر آ گئے اور مروہ پر بھی وہی کچھ کیا جو صفا پر کیا تھا۔ جب آخر چکر آیا مروہ پر تو فرمایا :

''اگر میں اپنے مستقبل کے معاملے کو جانتا تو میں پیچھے نہ ہٹتا اور میں قربانی کا جانور نہ چلا کر لاتا اور اس کو میں عمرہ بنا دیتا۔ تم لوگوں میں سے جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں وہ اب احرام کھول دے۔ اور اس سارے عمل کو عمرہ بنا دے''۔

لہٰذا سارے لوگوں نے یہی کچھ کیا اور انہوں نے بال کتروائے سوائے نبی کریم ﷺ کے۔ اور وہ لوگ جن کے پاس قربانی کے جانور تھے وہ چلا کر لائے تھے لہٰذا سراقہ بن مالک بن جعشم کھڑے ہو گئے اور کہا یا رسول اللہ کیا یہ طریقہ ہمارے لئے اسی سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے ہے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں ایک دوسری میں ڈال کر فرمایا تحقیق عمرہ داخل ہو گیا ہے حج میں یعنی اس طرح دو مرتبہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ نہیں صرف اس سال کے لئے نہیں ہے بلکہ ہمیشہ کے لئے یہی طریقہ ہوگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے بُدن (قربانی کے جانور) لے کر آئے۔ سیدہ فاطمہ کو انہوں نے پایا ان لوگوں میں جو احرام کھول چکے تھے اور رنگ دار کپڑے پہن لئے تھے اور سُرمہ لگا لیا تھا۔ حضرت علی نے ان کی اس بات کو ناپسند کیا۔ سیدہ فاطمہ نے بتایا کہ میرے والد نے مجھے حکم دیا ہے اس کا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ عراق میں تھے، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس شکایت لے کر گیا اس چیز کے بارے میں جو انہوں نے کی تھی، میں اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ پوچھنا چاہتا تھا اس چیز کے بارے میں جو مجھے ذکر کیا گیا تھا ان کے بارے میں اور جس کو میں نے ناپسند کیا تھا۔ حضور ﷺ نے (سیدہ کی تصدیق فرمائی)۔ فرمایا کہ وہ سچ کہتی ہے۔ (اچھا یہ بتایئے کہ) تم نے کیا کہا تھا جب تم نے حج کو لازم کیا یعنی احرام باندھا۔

کہتے ہیں کہ میں نے بتایا کہ اے اللہ میں احرام باندھ رہا ہوں اس کے لئے جس کا احرام تیرے رسول نے باندھا ہے۔ حضور ﷺ نے (حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا) بے شک میرے ساتھ قربانی کا جانور ہے لہٰذا تم احرام نہ کھولو۔ کہتے ہیں قربانی والوں کی جماعت تھی جس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے لے کر آئے تھے۔ اور جو جماعت رسول اللہ ﷺ مدینے سے لائے تھے سب مل کر ایک سو (۱۰۰) تھے۔ اس لئے سب لوگوں نے احرام کھول لیا اور سر کے بال کتروا لئے سوائے نبی کریم ﷺ کے اور ان کے جن کے ساتھ قربانی کا جانور تھا۔ جب یوم ترویہ آیا (سات تاریخ) تو سب لوگ منیٰ کی طرف روانہ ہو گئے انہوں نے حج کا احرام باندھا اور رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور منیٰ میں جا کر نماز ظہر عصر مغرب عشاء اور فجر ادا کی۔ پھر تھوڑی دیر ٹھہرے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو گیا، پھر آپ نے حکم دیا کہ بالوں کا بنا ہوا خیمہ نمرہ میں نصب کیا گیا (عرفات کے دامن میں) اور رسول اللہ ﷺ چلے۔ حتیٰ کہ نہیں شک کیا قریش نے مگر یہ کہ وہ لوگ کھڑے ہوئے مشعر الحرام کے پاس جیسے قریش کرتے تھے جاہلیت میں، وہاں سے آگے بڑھے رسول اللہ ﷺ حتیٰ کہ عرفہ میں آئے۔ آپ نے دیکھا کہ خیمہ نصب ہو چکا تھا حضور ﷺ مزدلفہ سے تجاوز کر گئے (وہاں قیام نہیں کیا) حتیٰ کہ عرفات میں آ گئے آپ، وہاں پر اپنے لئے خیمہ نصب کیا ہوا پایا مقام نمرہ پر آپ وہاں پر اُترے حتیٰ کہ سورج ڈھل گیا۔

آپ ﷺ نے حکم دیا، آپ کی اُونٹنی قصواء پر پالان رکھی گئی ۔ آپ اس پر سوار ہوئے بطن وادی میں آئے ، آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا :

۱۔ بے شک تمہارے خون ۔

۲۔ تمہارے مال تمہارے اُوپر حرام ہیں (محترم ہیں) جیسے یہ دن محترم ہے اور یہ مہینہ محترم ہے جیسے یہ شہر محترم ہے۔

۳۔ خبردار بے شک ہر شئی امر جاہلیت میں سے میرے قدموں تلے دفن ہے۔

۴۔ جاہلیت کے سارے خون (قتل) میرے قدموں تلے (دفن) ہیں ۔

۵۔ اور سب سے پہلا خون جس کو میں ضائع قرار دیتا ہوں ہمارے خونوں میں سے (ہمارے آدمیوں کا) وہ خون ہے ابن ربیعہ بن حارث کا ۔ جو کہ بنو سعد میں دودھ پیتا تھا ۔ اس کو قبیلہ ھذیل والوں نے قتل کردیا تھا ۔

۶۔ اور جاہلیت کے سارے سود مدفون ہیں ۔

۷۔ اور سب سے پہلا سود جس کو میں ضائع قرار دیتا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے ۔ بے شک وہ سارا کا سارا معاف ہے۔

۸۔ اور عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو بے شک تم لوگوں نے ان کو اللہ کی امانت کے طور پر حاصل کیا ہے۔

۹۔ اور تم نے ان کی شرمگاہوں کو (ان کی عزتوں کو) حلال بنایا اللہ کے کلمے کے ساتھ ۔

۱۰۔ تمہارے حق میں ان پر یہ لازم ہے کہ وہ تمہارے بستروں کو کسی سے نہ روندنے دیں جو تم ناپسند ہی کروگے۔

۱۱۔ اگر وہ ایسا کریں (یعنی تمہاری عزت کسی اور کو دیں) تو تم ان کو مارو (پٹائی کرو) ۔ ایسا مارنا جو ضرب شدید نہ ہو (ہلکا مارو جس سے زخمی نہ کردو) ۔

۱۲۔ اور عورتوں کا حق تمہارے اُوپر لازم ہے کہ ان کو رزق دینا ہے (کھانے پینے کا انتظام کرنا ہے ان کے لئے) ۔

۱۳۔ اور کپڑا لتّا دینا ہے ان کو دستور کے یعنی اپنی حیثیت کے مطابق ۔

۱۴۔ تحقیق میں نے تمہارے اندر وہ چیز چھوڑی ہے کہ اس کے بعد تم ہرگز گمراہ نہیں ہوگے اگر تم اس کے ساتھ چمٹے رہوگے ۔ تو وہ ہے کتاب اللہ ۔

۱۵۔ ہاں تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا تم لوگ کیا بتاؤ گے (اللہ کے ہاں) ؟ صحابۂ کرام نے جواب دیا ہم یہ جواب دیں گے کہ آپ نے دین پہنچا دیا تھا امانت پوری پوری ادا کردی تھی اور آپ نے خیرخواہی کا حق ادا کردیا تھا ۔ حضور ﷺ نے اس کے بعد اپنی شہادت کی اُنگلی آسمان کی طرف بلند کرکے لوگوں کی طرف جھکائی اور فرمایا اللّٰھم اشھد ، تین بار کہا ۔ اے اللہ تو گواہ رہنا۔

اس کے بعد حضرت بلال ﷛ نے اذان پڑھی اس کے بعد معاً اقامت پڑھی ۔ حضور ﷺ نے ظہر پڑھائی اس کے بعد اس نے اقامت پڑھی آپ نے عصر پڑھائی ۔ دونوں نمازوں کے درمیان اور کوئی شئی نہیں پڑھی ۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے حتیٰ کہ موقف پر آئے (جہاں قیام ضروری ہے عرفات میں) آپ ﷺ نے ایسا رخ اختیار کیا کہ اونٹنی کا پیٹ ان چٹانوں کی طرف کردیا (جو جبل رحمت سے نیچے بچھی ہوئی تھیں او رپیدل چلنے والوں کا راستہ اپنے سامنے رکھا ۔ اور اپنا منہ قبلے کی طرف کیا ۔ بس (وہاں قیام کے دوران دعائیں کرتے رہے) حتیٰ کہ سورج وہیں غروب ہوگیا (نو ذوالحجہ کا) ۔ اور تھوڑی سی صفرت (پیلی روشنی) ختم ہوگئی اور سورج مکمل غائب ہوگیا ۔ آپ نے اس وقت اسامہ بن زید کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا اور حضور ﷺ چل پڑے (نماز مغرب ادا کئے بغیر) ۔ آپ ﷺ نے قصواء کی مہار (کھینچ کر) تنگ کردی اس قدر اس کا سر اس کے پالان کی لکڑیوں کے قریب پہنچ گیا ۔ اور ہاتھ سے اشارہ کیا اے لوگو ! آرام آرام سے (چلو) ۔ جیسے ہی کوئی پہاڑی راستے میں آتی پہاڑیوں

میں سے حضور ﷺ اس کی مہار ڈھیلی کر دیتے تھوڑی سی۔ حتی کہ وہ اس پر چڑھ جاتی اسی طرح کرتے مزدلفہ میں پہنچ گئے آپ نے وہاں پر نماز مغرب اور عشاء اکٹھے ادا کی ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ اور ان دونوں کے درمیان اور کوئی نماز وغیرہ نہیں پڑھی۔

اس کے بعد حضور ﷺ لیٹ گئے حتی کہ فجر طلوع ہوگئی پھر آپ نے نماز فجر پڑھائی جب ان کے لئے صبح واضح ہوگئی اذان اور اقامت کے ساتھ۔ اس کے بعد آپ قصواء پر سوار ہو کر مشعر الحرام پر آئے اور اس کے اوپر چڑھے۔ پس اللہ کی حمد کی یعنی الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر پڑھا۔ دیر تک وہاں کھڑے رہے (یعنی اونٹنی کو کھڑا رکھا) حتی کہ خوب سفیدی ہوگئی۔ اس کے بعد وہاں سے سورج نکلنے سے پہلے ہی روانہ ہوگئے اور فضل بن عباس کو سواری پر پیچھے بٹھایا۔

فضل خوبصورت جوان تھے، خوبصورت بال اور سفید گورا رنگ۔ جب رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تو عورتیں وہاں سے گذریں۔ فضل نے ان کی طرف دیکھنا شروع کیا، لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے فضل کے چہرے پر ہاتھ رکھ دیا اور اس کے چہرے کو دوسری طرف پھیر دیا۔ لہٰذا فضل نے دوسری طرف سے چہرا پھیر لیا، لہٰذا حضور ﷺ نے پھر اس کے چہرے پر ہاتھ رکھ دیا پھر اس نے دوسری طرف سے چہرا پھیر لیا۔ حتی کہ جب وادی محسر میں پہنچے (یہ نام اس لئے پڑا کہ اصحاب الفیل اس جگہ ہلاک کئے گئے تھے) تھوڑا انہوں نے اپنی سواریوں کو حرکت دی پھر درمیان والے راستے پر آگئے جو راستہ آپ کو جمرہ کبریٰ کی طرف نکالتا ہے، حتی کہ اس جمرے پر پہنچے جو مسجد کے پاس ہے۔

اس کو انہوں نے سات کنکریاں ماریں ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہتے رہے۔ کنکریاں چھوٹی ٹھیکری کی مثل تھیں وہ انہوں نے بطن وادی میں کھڑے ہو کر ماری تھیں۔ اس کے بعد آپ قربان گاہ کی طرف پھر گئے تھے وہاں پر انہوں نے تریسٹھ اونٹ اپنے ہاتھ سے نحر کئے تھے۔ باقی جو پیچھے رہ گئے تھے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیئے انہوں نے ذبح کئے تھے۔ آپ نے ان کو اپنی قربانی میں شریک کر لیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے حکم دیا ہر ہر اونٹ سے گوشت لے کر ہنڈیا میں ڈالا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو پکایا اور دونوں نے اس میں سے گوشت کھایا اور شوربا پیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کی طرف لوٹ گئے۔ آپ ﷺ نے مکہ میں ظہر ادا کی پھر بنو عبد المطلب کے پاس آئے وہ زمزم کے کنوئیں سے پانی پلاتے تھے۔ حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ بنو عبد المطلب سے ڈول لے لو (یعنی ڈول بھر بھر کر خود ہی پیو)۔ اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ تم سے غالب آجائیں گے تمہارے پلانے کے منصب پر (اور پھر سارے لوگ خود بھر کر پئیں گے) تو میں خود بھی تمہارے ساتھ ڈول کھینچتا۔ صحابہ حضور ﷺ کو ڈول بھر کر تھمایا اور آپ نے اس میں سے پیا۔

یہ الفاظ حدیث حسن بن سفیان کے ہیں مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔

(کتاب الحج۔ حجۃ النبی ﷺ۔ حدیث ۱۴۷ ص ۸۸۶۔۸۹۲)

مگر اس نے نہیں ذکر کیا آپ کا قول کہ "وہی زندہ ہے وہی مارتا ہے"۔

قربانی کے جانور کو شعار کرنا ...... (۳) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے اور ہشام نے قتادہ سے۔ اس نے ابوحسان اعرج سے، اس نے ابن عباس سے، یہ کہ رسول اللہ جب ذوالحلیفہ کے قیام پر آئے، آپ نے اپنے قربانی کے جانور اشعار کیا یعنی ان کی کوہان کی دائیں جانب سے چیر کر تھوڑا سا کٹ لگا کر خون نکال کر (نشان زدہ کر دیا کہ جو اللہ کے گھر کی قربانی کا جانور ہے)۔ (مسلم۔ کتاب الحج۔ باب تقلید الہدی۔ حدیث ۲۰۵ ص ۹۱۲)

شعبہ کہتے ہیں کہ پھر اس سے خون صاف کر دیا تھا اور ہشام کہتے ہیں کہ پھر انہوں نے اس سے خون صاف کر دیا تھا اور حج کا تلبیہ پڑھا اور سواریوں کے پاس بھی تلبیہ پڑھا۔ اور اس کے گلے پر جوتے کا ٹکڑا لٹکا دیا (نشانی کے طور پر)۔ شعبہ نے کہا ہے کہ میں نے یہ حدیث سفیان ثوری کو بیان کی تو انہوں نے کہا، اور وہ تھا دنیا میں مثل قتادہ کے، یعنی اس حدیث میں مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں شعبہ سے اور ہشام سے۔

(۴) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس عبداللہ بن حسین قاضی نے مجور کے ساتھ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حارث بن ابواسامہ نے، ان کو ابوعاصم نبیل نے ابن جریج سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی صالح نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے یہ کہ نبی کریم نے اس وقت تلبیہ پڑھا تھا جب آپ اپنی سواری پر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے تھے اور وہ کھڑی ہوئی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوعاصم سے۔ (کتاب الحج۔ فتح الباری ۳/۴۱۲)

اور مسلم نے نقل کیا ہے دوسرے طریق پر۔ (مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۲۸ ص ۸۴۵)

رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ .... (۵) ہمیں خبر دی ہے ابوزکریا یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ فرکی نے، ان کو ابوالعباس نے، ان کو خبر دی مالک نے۔ (ح) اور ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو قعنبی نے، اس نے مالک سے، اس نے نافع سے اس نے عبداللہ بن عمر سے۔ یہ کہ رسول اللہ کا تلبیہ یہ تھا:

لبیك اللّٰهم لبیك ، لبیك لا شریك لك لبیك انّ الحمد والنعمة لك والملك لا شریك لك

میں حاضر ہوں اے اللہ میں تیرے پاس حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں بے شک ساری تعریفیں اور ساری نعمتیں تیری ہیں، ملک و حکومت تیری ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔

کہتے ہیں حضرت ابن عمر تلبیہ میں یہ اضافہ کرتے تھے، لبیک وسعدیک والخیر بیدک، میں حاضر ہوں اور سعادت حاصل کر رہا ہوں اور ہر خیر تیرے قبضے میں ہے۔ والرغبآء الیک والعمل، اور رغبت کرنا اور عمل کرنا تیرے لئے ہے۔۔۔۔۔۔۔ بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث مالک سے۔ (بخاری۔ کتاب الحج۔ حدیث ۱۵۴۹۔ فتح الباری ۳/۴۰۸۔ مسلم کتاب الحج باب التلبیہ وصفتہا حدیث ۱۹ ص ۸۴۱)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صنعانی نے، ان کو ابوعاصم نے، ان کو ابن جریج نے، ان کو خبر دی ابومحمد بن زیاد عدل نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو علی بن خشرم نے، ان کو خبر دی عیسیٰ بن یونس نے ابن جریج سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عطاء نے، ان کو خبر دی ابن عباس نے۔ یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فضل بن عباس کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا تھا جمع سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابن عباس نے یہ کہ فضل نے اس کو خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ تلبیہ پڑھتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے رمی کی (مارا) جمرہ عقبہ کو۔

الفاظ ہیں حدیث عیسیٰ کے اور حدیث ابوعاصم مختصر ہے تلبیہ میں ہے فقط۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوعاصم سے۔ (کتاب الحج۔ فتح الباری ۳/۵۳۲)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے علی بن خشرم سے۔ (مسلم۔ کتاب الحج۔ استحباب ادامۃ الحاج التلبیۃ۔ حدیث ۲۶۷ ص ۹۳۱)

آقائے دوجہاں کی رمی کرنا .... (۷) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوطاہر محمد آبادی نے، ان کو ابوقلابہ نے، ان کو ابوعامر عقدی نے، ان کو ایمن بن نابل نے، ان کو قدامہ بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا۔ آپ جمرہ عقبہ کی رمی کر رہے تھے سرخ اونٹنی پر سوار تھے (بڑے پُرسکون طریقے سے) نہ دھکم پیل تھی نہ ہانکنا بھاگنا تھا نہ ہٹو بچو کی صدا تھی۔

(ترمذی۔ کتاب الحج۔ حدیث ۹۰۳ ص ۳/۲۳۸۔ نسائی۔ کتاب المناسک۔ حدیث ۳۰۳۵۔ مسند احمد ۳/۴۱۳)

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن بکر نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو محمد بن علاء نے، ان کو حفص نے ہشام سے، اس نے ابن سیرین سے، اس نے انس بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے جمرہ عقبہ کی رمی کی تھی قربانی والے دن۔ پھر اپنی منزل کی طرف لوٹ گئے تھے منیٰ میں۔ پھر آپ نے قربانی کا جانور منگوایا اور وہ ذبح کیا گیا، پھر سر مونڈنے والے کو بلایا اس نے سر پہلے بائیں جانب اور پھر دائیں جانب اس کو مونڈ دیا۔ آپ نے پھر پوچھا کہ کیا یہاں پر ابوطلحہ ہے پھر وہ ابوطلحہ کو دے دی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن علاء سے۔ (مسلم۔ کتاب الحج ص ۹۴۷)

(۹) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو ابو بکر قطان نے، ان کو ابو الازہر نے، ان کو حبان بن ہلال نے، ان کو ابان نے، ان کو یحییٰ نے، یہ کہ ابو سلمہ نے ان کو حدیث بیان کی کہ محمد بن عبداللہ بن زید نے، اس کو حدیث بیان کی ہے کہ ان کا والد قربان گاہ میں حاضر تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس، ان کے اصحاب کے درمیان قربانیاں تھیں مگر نہ اس کو کچھ پہنچا نہ ہی اس کے ساتھی کو۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر مونڈ وایا تھا ایک کپڑے میں، پھر وہ اسے دے دیا۔ اس نے اس کو تقسیم کر دیا لوگوں میں اور آپ نے اپنے ناخن تراشے وہ ان کے ساتھی کو دے دیئے۔ بے شک وہ بال ہمارے پاس ہیں جو کہ حنا اور کتم کے ساتھ رنگے ہوئے ہیں۔

مسلمان کی جان و مال عزت آبرو کی حفاظت واحترام کرنا

(۱۰) ہمیں خبر دی ابو عمرو بسطامی نے، ان کو ابو بکر اسماعیلی نے، ان کو ابو یعلی موصلی نے، ان کو ابو بکر بن ابو شیبہ نے، ان کو عبدالوہاب نے، ان کو ایوب نے، ان کو ابن سیرین نے، ان کو ابن ابو بکرہ نے ابو بکرہ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے، انہوں نے فرمایا بے شک زمانہ اپنی اسی ہیئت وصورت پر گردش کر رہا ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان تخلیق فرمائے تھے سال بھی (اس وقت سے آج تک) بارہ مہینوں کا ہے۔ ان میں سے چار ماہ حرمت کے حامل ہیں (اس وقت سے اب تک)۔ تین ماہ مسلسل ہیں ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم اور چوتھا رجب ماہ مضر جو جمادی ثانیہ اور شعبان کے درمیان ہے۔

اس کے بعد انہوں نے پوچھا کہ یہ کونسا مہینہ ہے؟ ہم لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضور نے تھوڑی سی خاموشی اختیار کی حتیٰ کہ ہم نے سمجھا کہ شاید اس ماہ کا کوئی اور نام رکھنا چاہتے ہیں۔ پھر خود ہی فرمایا کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی جی ہاں ہے۔ پھر پوچھا کہ یہ شہر کونسا ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ پھر آپ خاموش ہو گئے حتیٰ کہ ہم نے سوچا کہ اس کا کوئی اور نام رکھنا چاہتے ہیں۔ پھر خود ہی فرمایا کیا یہ بلد الحرام (حرمت والا) نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی کہ جی ہاں بالکل ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ دن کونسا ہے؟ ہم نے بتایا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں؟ کہتے ہیں پھر آپ خاموش ہو گئے، ہم نے سمجھا کہ شاید اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ پھر خود ہی فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ۔ پھر آپ نے فرمایا کہ بے شک تمہارے خون تمہارے مال (محمد نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں) فرمایا تھا اور تمہاری عزتیں حرام ہیں (محترم ہیں) تمہارے اوپر جیسے آج کا دن محترم ہے جیسے تمہارا یہ شہر محترم ہے۔ تم بہت جلدی اپنے رب سے ملو گے۔ وہاں پر تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا تم لوگ میرے بعد پلٹ کر گمراہ نہ ہو جانا کہ بعض تمہارا بعض کی گردنیں مارتا ہے۔ چاہیے ہر موجود شخص کو کہ غیر موجود تک یہ پیغام پہنچا دے، شاید کہ بعض وہ شخص جس تک بات پہنچائی جائے وہ اس کو زیادہ محفوظ اور یاد رکھنے والا ہوتا ہے اس کی بنسبت جس نے براہ راست سنی تھی۔ اے اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا ہے (پیغام الٰہی)۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن مثنیٰ سے، اس نے عبدالوہاب ثقفی سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابو بکر بن ابو شیبہ سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ مسلم۔ کتاب القسامۃ ص ۱۳۰۵/۳)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابو الفتح محمد بن احمد بن ابو الفوارس حافظ نے بغداد میں، ان کو خبر دی احمد بن یوسف نے، ان کو حارث بن محمد نے، ان کو ابو علی صواف نے، ان کو محمد بن یحییٰ مروزی نے، ان کو عاصم بن علی نے، ان کو عاصم بن محمد نے واقد بن محمد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا تھا خبردار کونسا مہینہ جانتے ہو کہ سب سے بڑی حرمت والا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہی مہینہ ہے۔ پھر پوچھا کہ تم کس شہر کو سب سے زیادہ حرمت والا سمجھتے ہو؟ لوگوں نے بتایا کہ اسی شہر کو۔ پھر پوچھا کہ تم لوگ کون سے دن کو سب سے زیادہ حرمت والا جانتے ہو؟ لوگوں نے بتایا یہی دن ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر تمہارے خون، تمہارے مال، تمہاری عزتیں حرام کر دی ہیں مگر ان کے حق کے ساتھ (حرام ہیں)۔ جیسے تمہارا یہ دن محترم ہے تمہارا یہ شہر محترم ہے۔ کیا میں نے (پیغام الٰہی) پہنچا دیا ہے۔ تین بار فرمایا کہ ہر بار صحابہ جواب دیتے رہے، جی ہاں۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث عاصم بن علی سے۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، ان کو ابن لہیعہ نے اور ابن جریج نے، ان کو ابوزبیر نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو جمرہ عقبہ کی رمی کرتے دیکھا تھا۔ پہلے دن چاشت کے وقت یہ ایک دن تھا اور بہر حال اس کے بعد تو زوال آفتاب بعد رمی کی تھی۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ابن جریج سے۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو علی بن بحر نے اور عبداللہ بن سعید معنی نے، ان کو ابوخالد احمر نے محمد بن اسحاق سے، اس نے عبدالرحمن بن قاسم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ آخری دن لوٹے تھے جب آپ نے ظہر کی نماز پڑھ لی تھی پھر وہ منیٰ کی طرف لوٹ گئے تھے اور وہاں پر ایام تشریق کی راتیں ٹھہرے رہے جمرہ کی رمی کرتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تھا۔ ہر جمرے کو سات کنکریاں مارتے تھے اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے تھے اور پہلی اور دوسری باری پر کھڑے ہو جاتے تھے اور لمبا قیام کرتے اور تضرع کرتے اور تیسرے کو مارتے اور اس کے پاس نہیں کھڑے ہوتے تھے۔ (ابوداؤد ۲/۲۰۱)

حضور ﷺ کی کلی اور دعا کی برکت کا ظہور .... (۱۴) ہمیں خبر دی ابوالفتح ہلال بن محمد بن جعفر حفار نے بغداد میں، ان کو حسین بن یحییٰ بن عیاش نے، ان کو حسن بن محمد بن صباح نے، ان کو عبیدہ بن حمید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن ابوزیاد نے، اس نے سلیمان بن عمرو بن الاحوص نے، اس نے اپنی ماں سے، وہ کہتی ہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو جمرہ عقبہ پر دیکھا سوار تھے اور ان کے پیچھے آدمی تھا جو ان کو چھپا رہا تھا لوگوں کی رمی سے۔

حضور ﷺ نے فرمایا تھا، اے لوگو! بعض تمہارا بعض کو قتل نہ کرے اور جو شخص جمرہ عقبہ کی رمی کرے اس کو چاہئے کہ وہ ٹھیکری کی مثل چھوٹی کنکری سے کرے، کہتے ہیں کہ میں نے ان کی انگلیوں کے درمیان پتھر دیکھا۔ کہتی ہے کہ حضور نے رمی کی پھر لوگوں نے بھی رمی کی، کہتی ہیں کہ پھر آپ لوٹ آئے۔

ایک عورت آئی اس کے ساتھ اس کا بیٹا تھا۔ اس کو کوئی بیماری تھی (یا اس پر اثر تھا) اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرا یہ بیٹا بیمار ہے۔ حضور ﷺ نے اس کو حکم دیا وہ بعض خیموں میں سے ایک پتھر کا برتن لے آئی۔ اس میں پانی لائی، حضور نے اس میں سے ہاتھ سے پانی لے کر کلی کر کے اس میں ڈال دی اور دعا کر کے وہ ہاتھ اس میں ڈال دیئے پھر اس سے کہا کہ اس کو پلائے اور اس سے نہلائے۔ کہتے ہیں میں اس عورت کے پیچھے پیچھے گیا۔ میں نے کہا مجھے بھی اس میں سے تھوڑا سا پانی دیجئے۔ اس نے کہا کہ اس میں سے لے لیجئے۔ میں نے اس میں سے لے لیا۔ میں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو پلایا وہ زندہ رہا اور نیک بنا۔ کہتی ہے کہ میں اس عورت سے ملی میں نے گمان کیا کہ اس کا بیٹا صحت یاب ہو گیا اور وہ ایسا لڑکا بن گیا کہ اس سے بہتر کوئی نہیں تھا۔ (ابوداؤد ۲/۲۰۰)

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوسعد احمد بن محمد مالینی نے، ان کو ابواحمد بن عدی نے، ان کو ابویعلیٰ نے، ان کو علی بن جعد نے، ان کو ربیع بن صبیح نے یزید سے جو قاشی ہیں، اس نے انس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے حج کیا پلان پر اور ایک پوش سواری پر جو چار درہم سے زیادہ قیمتی نہ ہوگا اور فرمایا:

اللهم حجة لا رياء فيها و لا سمعة

اے اللہ! اس حج کو قبول فرما، جس میں نہ ریا کاری اور دکھاوا اور نہ ہی شہرت پسندی کا جذبہ ہے (بلکہ مقصد حصول رضا الٰہی ہے۔ (ترمذی)

☆☆☆

باب ۲۴۴

۱۔ حجۃ الوداع میں نبی کریم ﷺ کا لوگوں کو اپنی موت کی خبر دینا۔

۲۔ پھر حضور ﷺ کا اپنے خطبے میں یہ خبر دینا کہ شیطان مایوس ہو گیا ہے کہ تمہاری سرزمین پر اس کی عبادت نہیں کی جائے گی بلکہ وہ اس سے ماسوا پر راضی ہو گیا، پھر ویسا ہی ہوا جیسے آپ نے فرمایا تھا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ابو عبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے، ان کو بن عبدالوہاب فرا نے، ان کو خبر دی جعفر بن عون نے ان کو خبر دی ابو عمیس نے قیس بن مسلم سے، اس نے طارق بن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ یہود میں سے ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا، اے امیر المؤمنین تمہاری کتاب میں ایک ایسی آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو اگر وہ ہم لوگوں پر یعنی یہودی جماعت پر اُترتی تو ہم اس دن کو عید کا دن ٹھہراتے۔ انہوں نے پوچھا کہ وہ کونسی آیت ہے؟ اس نے بتایا:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ بے شک البتہ خوب جانتا ہوں اس دن کو جس دن یہ آیت نازل ہوئی تھی اور اچھی طرح جانتا ہوں اس مقام کو بھی جہاں نازل ہوئی تھی۔ یہ آیت حضور ﷺ پر جمعہ کے دن عرفات میں نازل ہوئی تھی۔ گویا کہ ایک چھوڑ کر ہمارے ہاں تو اس دن دہری خوشی اور عید کا دن تھا اب بھی اسی طرح ہوتا ہے کہ جمعہ ہمارے لئے ہمیشہ مقدس ہے اور مقام عرفات کی حاضری لاکھوں کروڑوں انسانوں کی مغفرت حج کی وجہ سے مقدس ہے جو کہ کسی طرح عید سے کم نہیں اور اس کے ساتھ اگلے دن دسویں کو تو اسلام کی متفقہ اور مسلمہ میں عید عید الاضحیٰ ہے۔ (مترجم)

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں حسن بن صباح سے، اس نے جعفر بن عون سے اور مسلم نے روایت کیا ہے عبد بن حمید سے، اس نے جعفر سے۔
(بخاری۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۴۵۔ فتح الباری ۱/۱۰۵۔ ۸/۲۷۰۔ مسلم۔ کتاب التفسیر ص ۴/۲۳۱۳۔ ترمذی ۵/۲۵۰)

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق نے، ان کو حجاج بن منہال نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو عمار بن ابو عمار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم ابن عباس کے پاس بیٹھے تھے۔ ان کے پاس ایک یہودی بیٹھا تھا۔ ابن عباس نے یہ آیت پڑھی:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

اس یہودی نے کہا اگر یہ آیت ہم لوگوں میں اُترتی تو ہم اس دن کو عید مناتے۔ ابن عباس نے جواب دیا وہ تو نازل ہی یوم عید میں ہوئی ہے۔ جمعہ کا دن تھا اور عرفہ کا دن تھا۔ (ترمذی۔ حدیث ۳۰۴۴ ص ۵/۲۵۰)

سورۃ الفتح سے مراد حضور ا کا اجل مراد ہے
حضرت ابن عباس کا فرمان

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو علی بن مؤمل بن حسن بن عیسیٰ نے، اس کو محمد بن ایوب سے، ان کو خبر دی عمرو نے، ان کو ابو عوانہ نے، ان کو ابو بشر نے، ان کو سعید بن جبیر نے ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے بدر کے شیوخ میں داخل کرتے تھے اور شمار کرتے تھے۔

بدری شیوخ نے پوچھا آپ ان کو ہمارے ساتھ کیوں ملاتے ہو اس جیسے تو ہمارے بیٹے ہیں (یعنی یہ ہمارے بیٹوں کے برابر ہے)۔ حضرت عمر نے جواب دیا کہ یہ کون ہے تم خوب جانتے ہو؟

کہتے ہیں کہ ایک دن انہوں نے ان لوگوں کو بلایا اور مجھے بھی ان کے ساتھ داخل کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دن انہوں نے مجھے اس لئے بلایا تھا کہ ان کو میرے بارے میں کچھ دکھائیں۔ حضرت عمر نے شیوخ سے سوال کیا کہ اذا جآء نصر اللّٰہ والفتح الخ کے بارے میں تم لوگ کیا کہتے ہو؟ (کہ اس کا کیا مقصد ہے اور اس میں کیا پیغام ہے؟) بعض نے جواب دیا۔ اللہ کی نصرت اور فتح آ چکی ہے۔ لہٰذا اللہ کی حمد کریں اس کا شکر ادا کریں، استغفار کریں کیونکہ اس میں ہمارے اوپر فتح ہوئی ہے اور کچھ لوگ چپ رہے۔ حضرت عمر نے پوچھا تم بھی ایسے کہتے ہو اے ابن عباس؟ میں نے کہا :

هو اجل النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اعلمه ایاه

کہ اس سورت میں نبی کریم ﷺ کا اجل اور موت کا وقت قریب آنا مراد ہے، اللہ نے خاص طور پر ان کو آگاہ فرمایا ہے :

اذا جآء نصر اللّٰه والفتح فذا لك علامة اجلك

اللہ کی نصرت اور فتح آ چکی ہے یہ تیرے اجل کی علامت اور نشانی ہے۔ لہٰذا

فسبح بحمد ربك واستغفره ۔ (ترجمہ) لہٰذا اپنے رب کی حمد اور استغفار کیجئے۔

حضرت عمر نے فرمایا :

ما اعلم منها الا تعلم ۔ (ترجمہ) اس بارے میں میں جو کچھ سمجھتا ہوں آپ بھی وہی سمجھتے ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں نعمان بن ابو عوانہ سے۔ (بخاری۔ التفسیر۔ حدیث ۴۹۷۰۔ فتح الباری ۸/۷۳۴)

حضرت ابن عباس کی فضیلت .... (۴) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو عمرو بن ابو جعفر نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو خبر دی ابو بکر بن ابو شیبہ نے، ان کو ابن مہدی نے، ان کو سفیان نے حبیب سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت عمر نے صحابہ سے پوچھا تھا اللہ کے اس فرمان کے بارے میں :

اذا جآء نصر اللّٰه والفتح

انہوں نے بتایا کہ اس سے مراد مدائن کی فتح اور محلات کی فتح مراد ہے۔ حضرت عمر نے پوچھا، آپ کیا کہتے ہیں اے ابن عباس؟ انہوں نے فرمایا

اجل او مثل ضرب لمحمد صلی اللّٰه علیه وسلم نعیت الیه نفسه

اجل مراد ہے یا مثل ہے جو محمد ﷺ کے لئے بیان کی گئی ہے یعنی ان کی ذات کو موت کی اطلاع دی گئی ہے (یعنی عظیم مقصد کے لئے بھیجے گئے تھے وہ پورا ہو گیا ہے اب واپس بلا لیا جائے گا)۔ (بخاری نے عبداللہ سے روایت کی ہے۔ فتح الباری ۸/۷۳۴)

حضور ﷺ کا امانت کو ادا کرنے کی ترغیب دینا .... (۵) ہمیں خبر دی ابو محمد عبدالرحمن بن ابو حامد مقری نے، ان کو ابو العباس اصم رحمہ اللہ نے، ان کو ابو علی حسن بن اسحاق بن منیر عطار نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو خبر دی موسیٰ بن عبید ربذی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی صدقہ بن یسار نے، ابن عمر سے، وہ کہتے ہیں یہ آیت نازل ہوئی :

اذا جآء نصر اللّٰه والفتح

رسول اللہ ﷺ ایام تشریق کے وسط میں ،انہوں نے سمجھ لیا اس آیت کا نازل ہونا رخصت ہونا ہے (یعنی جانے کا اشارہ ملا ہے)۔آپ ﷺ نے اپنی اونٹنی قصوا پر پالان اور کجاوہ رکھنے حکم دیا وہ رکھا گیا آپ سوار ہو گئے اور عقبہ میں وقوف کیا ،لوگ جمع ہو گئے ۔انہوں نے حدیث ذکر کی خون معاف کرنے اور ربا معاف کرنے اور زمانے کی گردش کے بارے میں ۔پھر فرمایا :

انما النسیء زیادۃ فی الکفر یضل بہ الذین کفروا یحلونہ عاما و یحرمونہ عاما

حرمت شہور کو مؤخر کرنا کفر میں زیادتی ہے اس کے ذریعے وہ لوگ گمراہ کیے جاتے ہیں جو کافر ہیں ،ایک سال ان کی حرمت مناتے ہیں تو ایک سال ان کو حلال قرار دے لیتے ہیں ۔ یہ اس لئے کہ وہ لوگ ماہ صفر کو ایک سال حرام قرار دیتے تھے اور ایک سال حلال ،پھر ایک سال حرام یہی عمل تھا ۔

اے لوگو! جن کے پاس کوئی امانت ہو وہ ادا کر دے اس کے پاس جس نے اس کو اس پر امین ٹھہرایا تھا ۔اے لوگو! کسی آدمی کے لئے یہ حلال نہیں ہے اس کے بھائی کے مال میں سے کوئی شی ،مگر اس قدر جس کے ساتھ اس کا دل خوش ہو ۔

راوی نے آگے ذکر کی ہے ۔اسی طرح اس روایت میں ہے اور ذکر کیا جاتا ہے ابوسعید سے وہ جو دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ فتح مکہ والے سال نازل ہوئی تھی ۔واللہ اعلم

گمراہی سے بچنے کے لئے دو چیزوں کو لازم پکڑنا .... (۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے ، ان کو ابوعلاثہ نے محمد بن عمر بن خالد نے ،ان کو ان کے والد نے ،ان کو ابن لہیعہ نے ،ان کو ابوالاسود نے عروہ بن زبیر سے ،انہوں نے حجۃ الوداع کا قصہ ذکر کیا ہے ۔کہتے ہیں پھر رسول اللہ سوار ہوئے سواری پر اور لوگ جمع ہو گئے ۔تحقیق انہوں نے ان کو حج کے احکامات سکھائے ۔ آپ نے فرمایا ،لوگو! سنو جو میں تم لوگوں سے کہہ رہا ہوں بے شک میں نہیں جانتا کہ شاید میں تم سے مل سکوں اس سال کے بعد اس مقام پر :

فانی لا ادری لعلی لا القاکم بعد عامی ھذا فی ھذا الموقف

پھر راوی نے آپ ﷺ کا خطبہ ذکر کیا ۔اس کے آخر میں آپ نے فرمایا ،سنو اے لوگو! میری بات بے شک میں نے تمہارے اندر وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اس کے ساتھ چمٹے رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے ۔دو واضح امر ہیں کتاب اللہ اور تمہارے نبی کی سنت ۔

اسی طرح اس کو ذکر کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے اسی مفہوم میں ۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے ،ان کو ابوبکر بن عتاب نے ،ان کو قاسم جوہری نے ،ان کو ابن ابواویس نے ،ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے ،اس نے اس کو ذکر کیا ہے مگر اس طرح کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے کبھی بھی اس کے بعد واضح امر ہے کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت ۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو عمرو بن محمد بن منصور عدل نے ،ان کو محمد بن سلمان نے ،ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے ،ان کو ابن جریج نے ۔ان کو خبر دی ابواحمد حافظ نے ،ان کو خبر دی محمد بن اسحاق نے ،ان کو علی بن خشرم نے ،ان کو عیسیٰ بن یونس نے ابن جریج سے ، ان کو خبر دی ابوالزبیر نے ۔وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جابر بن عبداللہ سے ،وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تھا وہ جمرہ کی رمی کر رہے تھے اپنی سواری پر یوم النحر میں اور فرما رہے تھے :

لتاخذ مناسککم فانی لا ادری لعلی لا احج بعد حجتی ھذہ

تمہیں چاہیے کہ تم حج کے احکامات سیکھو ،میں نہیں جانتا کہ شاید میں نہ حج کر سکوں اس حج کے بعد ۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے علی بن خشرم سے ۔(کتاب الحج ۔باب استحباب رمی جمرۃ العقبہ ۔حدیث (۳۱۰) ۹۴۳/۲)

اور اسی طرح اس کے ساتھ حدیث بیان کی ہے سراء بنت نبہان نے نبی کریم ﷺ کے خطبے میں یوم الرؤس میں ایام تشریق کے وسط میں اس قول تک

لا ادری لعلی لا القاکم بعد ھذا ۔ (ترجمہ) میں نہیں جانتا کہ شاید میں اس کے بعد تمہیں نہ ملوں۔

(ابوداؤد۔کتاب الحج ۲/ ۱۹۷)

(۹) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو ابو مسلم نے، ان کو ابو عاصم نے ربیعہ بن ابو عبد الرحمن بن حصین نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی سراء بنت نبہان نے، وہ کہتی ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے فرما رہے تھے حجۃ الوداع میں، اس نے حدیث ذکر کی اور اس نے یہی الفاظ ذکر کئے ہیں۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، ان کو ان کے دادا نے ابن ابو اویس سے، ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے ثور بن زید دیلی سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا تھا حجۃ الوداع میں اور فرمایا تھا کہ بے شک شیطان مایوس ہو چکا ہے اس بات سے کہ تمہاری سرزمین پر اس کی عبادت کی جائے لیکن وہ اس پر راضی ہو گیا ہے کہ اس کے علاوہ دیگر چیزوں میں اطاعت ہو اس میں سے جو تم آپس میں اپنے اعمال کرتے ہو، پس بچ کر رہو۔ اے لوگو! میں تمہارے اندر وہ چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم اس کے ساتھ چمٹے رہو گے تو کبھی بھی گمراہ نہیں ہو گے۔

اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت۔ بے شک ہر مسلم مسلم کا بھائی ہے۔ مسلمان سب آپس میں بھائی ہیں۔ کسی آدمی کے لئے حلال نہیں ہے اس کے بھائی کے مال میں سے مگر صرف وہی جو وہ اس کو خود دے دل کی خوشی سے۔ نہ ظلم کرنا اور میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ بعض تمہارا بعض کی گردنیں مارنے لگ جاؤ۔

باب ۲۴۳

نبی کریم ﷺ کی حجۃ الوداع سے واپسی

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن عبد اللہ بن ابراہیم ہاشمی نے بغداد میں، ان کو ابو جعفر محمد بن عمرو بختری نے، ان کو علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران نے بغداد میں، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو محمد بن مصعب قرقسانی نے اوزاعی سے، اس نے زہری سے، اس نے ابو سلمہ سے، اس نے ابو ہریرۃ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ارادہ کیا یہ کہ منیٰ سے روانہ ہوں تو فرمایا تھا بے شک ہم لوگ انشاء اللہ کل صبح اتریں گے وادی محصب میں خیف بن کنانہ میں جس جگہ پر کفر نے میرے خلاف باہم قسمیں کھائی تھیں۔

وہ یہ بات تھی کہ قریش نے ایک دوسرے کو قسمیں دی تھیں بنو ہاشم کے خلاف اور بنو مطلب کے خلاف کہ ان کے ساتھ نکاح بیاہ، رشتے ناتے ختم کر دو اور میل جول ختم کر دو سوشل بائیکاٹ کر لو حتیٰ کہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کو ان کے حوالے کر دیں۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث اوزاعی سے۔ (بخاری۔کتاب الحج۔ مسلم۔کتاب الحج)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن مکرم نے، ان کو عثمان بن عمر نے، ان کو خبر دی افلح بن حمید نے، اس نے قاسم سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ کہتی ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تھے حج کی راتوں میں۔ قاسم نے حدیث ذکر کی یہاں تک کہ اس نے کہا ہے حتیٰ کہ اللہ نے حج پورا کروا دیا اور ہم لوگ منیٰ سے ہی متفرق ہو گئے اور ہم وادی محصب میں اترے تھے۔ آپ نے عبد الرحمن بن ابو بکر کو بلایا، پھر اس نے قصہ ذکر کیا ہے عمر نے اس کے ساتھ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم آپ کے پاس وادی محصب میں پہنچے، آپ نے پوچھا کہ کیا تم فارغ ہوگئی ہو؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ پس آپ نے لوگوں کو کوچ کرنے کا اعلان کر دیا۔ آپ بیت اللہ تک پہنچے اس کا طواف کیا، اس کے بعد آپ نے کوچ کیا مدینے کی طرف متوجہ ہوئے۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث افلح سے۔ (بخاری۔ کتاب العمرۃ۔ باب المعتمر اذ طاف العمرۃ۔ مسلم۔ کتاب الحج۔ باب وجوہ الاحرام)

باب ۲۴۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج اور عمروں کی تعداد

حضور ﷺ نے اُنیس غزوات کئے اور ایک حج کیا

زید بن ارقم کا بیان

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوعمر بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابوغسان نے، ان کو زہیر بن معاویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابواسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے زید بن ارقم سے پوچھا تھا کہ آپ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مل کر کتنے غزوات میں شرکت کی تھی؟ زید بن ارقم نے بتایا کہ سترہ غزوات میں، اور کہا کہ مجھے حدیث بیان کی زید نے کہ رسول اللہ ﷺ نے انیس غزوات لڑے تھے اور انہوں نے حج کیا تھا ہجرت کے بعد صرف حجۃ الوداع، اس کے بعد کوئی حج نہیں کیا تھا۔

ابواسحاق نے کہا ہے کہ اس سے قبل کوئی اور حج نہیں کیا تھا۔ اور ایک ہی حج کیا تھا مکہ میں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عمرو بن خالد سے، اس نے زہیر سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے دوسرے طریق سے زہیر سے۔
(بخاری۔ کتاب المغازی۔ باب حجۃ الوداع۔ حدیث ۴۴۰۴۔ فتح الباری ۸/۱۰۷۔ مسلم۔ کتاب الحج ص ۹۱۶/۴)

حضور ﷺ نے تین حج کئے مرسل روایت ہے

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو وکیع نے، ان کو سفیان نے ابن جریج سے، اس نے مجاہد سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین حج کئے تھے۔ دو حج اس وقت کئے تھے جب وہ مکہ میں تھے ہجرت سے پہلے، اور ایک حج حجۃ الوداع تھا۔ اسی طرح کہا ہے ابن جریج سے یہ محفوظ ہے مرسل روایت کے طور پر۔

(۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی نے، ان کو حضرمی نے، ان کو عبداللہ بن زیاد قطوانی نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو سفیان نے، ان کو جعفر بن محمد نے اپنے والد سے، اس نے حضرت جابر سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے تین حج کئے تھے، دو ہجرت سے پہلے کئے تھے اور ایک حج ہجرت کے بعد کیا تھا۔ اس کے ساتھ عمرہ بھی کیا تھا۔ اس وقت چھتیس قربانی کے اُونٹ چلا کر ساتھ لے گئے تھے۔ وہ سب اُونٹ حضرت علی یمن سے لے کر آئے تھے، ان میں ابوجہل کا اُونٹ بھی شامل تھا۔ اس کی ناک میں چاندی کی نکیل ڈلی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو خود نحر کیا تھا۔ آپ نے حکم دیا کہ ہر ہر اُونٹ کا گوشت لے کر پکا گیا آپ نے شوربا پیا تھا (اور گوشت کھایا تھا)۔

زید بن حباب اکیلے ہیں سفیان سے اس کو روایت کرنے والے۔ اور تحقیق مجھے خبر پہنچی ہے محمد بن اسماعیل بخاریؒ سے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ یہ حدیث غلط ہے سوائے اس کے کہ سفیان ثوری سے مروی ہے۔ انہوں نے ابواسحاق سے، اس نے مجاہد سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے مرسلاً روایت کی ہے، بیچ میں سے صحابی کا نام غائب ہے۔

بخاری نے کہا ہے کہ زید بن حباب جب روایت کرتے تھے بطور اپنے حفظ کے تو بسا اوقات وہ کسی شئ میں غلطی کر لیتے تھے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ قولہ حجۃ معھا عمرۃ یہ بات انس بن مالک نے کہی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جو لوگ اس طرف گئے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے (حج قران کیا تھا) ملایا تھا۔ ان کا یہی کہنا ہے۔ بہر حال جو صحابی اس طرف گیا ہے کہ حضور ﷺ نے حج افراد کیا تھا بے شک شان یہ ہے کہ اس کے نزدیک یہ لفظ حجۃ معھا عمرۃ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کی اسناد وغیرہ میں اختلاف ہے۔ واللہ اعلم

حضور ﷺ نے چار عمرے اور ایک حج کیا تھا

(حضرت انس کی روایت)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسن بن عبدوس نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو ہدبہ نے، ان کو ہمام نے، ان کو قتادہ نے یہ کہ انس نے ان کو خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کئے تھے اور وہ سارے ماہ ذیقعدہ میں ہوئے تھے سوائے اس عمرے کے جو آپ کے حج کے ساتھ تھا۔ ایک عمرہ حدیبیہ سے تھا یا زمانہ حدیبیہ ماہ ذیقعدہ میں اور دوسرا عمرہ اگلے سال تھا ذوالقعدہ میں اور تیسرا عمرہ مقام جعرانہ سے ہوا تھا جہاں غنیمتیں تقسیم کی گئی تھیں حنین کی ذیقعدہ میں اور چوتھا آپ کے حج کے ساتھ تھا۔

بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ہدبہ سے۔ (بخاری۔ کتاب العمرۃ۔ حدیث ۱۷۸۰۔ فتح الباری ۳/۶۰۰۔ مسلم۔ کتاب الحج ص ۲/۹۱۶)

حضور ﷺ کے تین عمرے ذیقعدہ اور شوال میں

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عبدالاعلیٰ بن حماد سے، ان کو داؤد بن عبدالرحمن نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے دو عمرے کئے تھے ذیقعدہ میں اور ایک عمرہ شوال میں۔ (ابوداؤد ۲/۲۰۶۔ مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۲۲۰)

ذیقعدہ میں حضور ﷺ نے تین عمرے کئے تھے

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان)

(۶) ہمیں خبر دی ابومحمد عبدالرحمن بن محمد بن احمد بن بالویہ مزکی نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار عطاردی نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو عمر بن ذر نے مجاہد سے، انہوں نے ابوہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین عمرے کئے تھے۔ وہ سارے ذیقعدہ میں تھے (یعنی اس کے سوا جو حج کے ساتھ کیا تھا)۔ (مسند احمد ۲/۱۸۰)

☆☆☆

باب ۲۴۵

رسول اللہ ﷺ کے غزوات اور سرایا کی تعداد

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن حسین بن محمد بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے یزید بن ابوعبید نے سلمہ بن اکوع سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر سات غزوات لڑے تھے اور زید بن حارثہ کے ساتھ نو غزوات۔ ان غزوات میں رسول اللہ ہمارے اُوپر کوئی امیر مقرر کر دیتے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو عاصم سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۲۷۲۔ فتح الباری ۷/۵۱۷)

سلمہ بن اکوع نے سات غزوات میں اور سات بعوث میں شرکت کی تھی

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن سلمہ نے اور محمد بن اسحاق نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے یزید بن ابوعبید سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا تھا سلمہ بن اکوع سے، وہ کہتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مل کر سات غزوات کئے تھے اور میں نکلتا رہا ان میں جو لشکر بھیجتے رہے۔ ان سات غزوات میں سے ایک مرتبہ ہمارے اُوپر حضرت ابوبکر امیر تھے، ایک مرتبہ اسامہ بن زید ہوئے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۲۷۲)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالولید نے، ان کو احمد بن حسن ابن عبدالجبار نے، ان کو محمد بن عبادکی نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ اس کی مثل۔ اور بعوث کے بارے میں کہا ہے کہ نو غزوات تھے۔ ایک مرتبہ ہمارے اُوپر ابوبکر صدیق امیر ہوتے تھے اور ایک مرتبہ اسامہ بن زید۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن عباد سے اور اس کو بخاری نے نقل کیا ہے حدیث حفص بن غیاث سے، اس نے یزید سے۔
(بخاری حوالہ بالا مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر ص ۳/۱۴۴۸)

حضرت بریدہ نے حضور کے ﷺ ساتھ سولہ غزوات میں شرکت کی

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابوعبداللہ احمد بن حنبل نے، ان کو معمر نے کہمس سے، اس نے ابن بریدۃ سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سولہ غزوات لڑے تھے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے احمد بن حنبل سے اور بخاری نے احمد بن حسن ترمذی سے، اس نے احمد بن حنبل سے۔
(بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۸/۱۵۳۔ مسلم۔ کتاب الجہاد ص ۱۴۴۸)

حضرت بریدہ کے انیس غزوات کا ذکر

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابوبکر بن محمد بن حمدان صیرفی، ان کو ابراہیم بن ہلال نے علی بن حسین بن شقیق سے، ان کو حسین بن واقد نے، ان کو عبداللہ بن بریدہ نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے انیس غزوات کئے تھے اس نے ان میں سے آٹھ میں قتال کیا تھا۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے حدیث حسین بن واقد سے۔ (مسلم حوالہ بالا ۳/۱۴۴۸)

سترہ غزوات میں رسول اللہ کا ذکر

(۶) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو حاجب بن احمد طوسی نے، ان کو عبدالرحیم بن منیب نے، ان کو فضل بن موسیٰ نے، ان کو حسین بن واقد نے بریدہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی تھی ہمارے والد نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے سترہ غزوات لڑے تھے اور ان میں سے آٹھ میں انہوں نے بھی قتال کیا تھا۔ اور حضور ﷺ نے چوبیس سریہ روانہ کئے تھے۔ اس نے بدر کے دن بھی قتال کیا اور یوم اُحد میں بھی یوم الاحزاب میں، غزوات مُریسیع میں اور قُدید میں اور خیبر میں مکہ میں اور حنین میں۔

حضرت براء نے حضور ﷺ کے ساتھ پندرہ غزوات میں شرکت کی

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن احمد محبوبی نے، ان کو سعید بن مسعود نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو اسرائیل نے ابواسحاق سے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا حضرت براء سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کے ساتھ پندرہ غزوات لڑے تھے میں اور عبداللہ بن عمر ؓ اکٹھے پیدا ہوئے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن رجاء سے، اس نے اسرائیل سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۸/۵۳۸)

حضرت زید بن ارقم سے اُنیس غزوات کا ذکر

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابواحمد عبداللہ بن محمد بن حسن مہرجانی عدل نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ محمد بن یعقوب شیبانی نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ سعدی نے، ان کو وہب بن جریر نے، ان کو شعبہ نے، ان کو ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا زید بن ارقم سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے اُنیس غزوات لڑے تھے۔ میں نے پوچھا کہ آپ نے کتنے غزوات لڑے ان کے ساتھ؟ انہوں نے بتایا کہ سترہ غزوات۔ میں نے پوچھا کہ ان میں سے پہلا کونسا تھا؟ اس نے کہا العُشیر یا العسیر۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن محمد سے، اس نے وہب بن جریر سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۲۷۹)

حضور کے سترہ غزوات کا ذکر

(یہ روایت زید بن ارقم سے ہے)

(۹) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو شعبہ نے ابواسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے زید بن ارقم سے کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنے جہاد کئے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ انیس غزوات۔ میں نے اس سے کہا آپ نے کتنی جنگیں یا جہاد کئے رسول اللہ کے ساتھ؟ اس نے کہا کہ سترہ۔ میں نے پوچھا ان میں سے پہلا کونسا تھا جو رسول اللہ ﷺ نے غزوہ کیا تھا؟ اس نے کہا کہ ذوالعُشیر ویا ذوالعسیرہ۔

بخاری نے اس کو روایت کیا اور مسلم نے حدیث شعبہ سے۔ (بخاری۔ موضع سابق۔ مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر ص ۳/۱۴۴۷)

رسول اللہ ﷺ کے اکیس غزوات کا ذکر

(یہ روایت جابر بن عبداللہ سے ہے)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل محمد بن ابراہیم نے، ان کو زہیر بن حرب نے، ان کو اوح بن عبادہ نے، ان کو زکریا نے، ان کو ابوزبیر نے، جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اکیس غزوات کئے تھے۔ جابر کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ کے ساتھ

حاضر تھا یوم العقبہ اور میں نے رسول اللہ ﷺ نے انیس غزوات لڑے تھے اور نہ میں غزوہ بدر میں موجود تھا نہ ہی اُحد میں، میرے والد نے مجھے منع کیا تھا، جب عبداللہ شہید ہو گئے تھے اُحد والے دن اس کے بعد کبھی کسی غزوے میں بھی رسول اللہ سے پیچھے نہیں رہا تھا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے زہیر بن حرب سے اس نے روح سے۔ (مسلم۔ باب عدد غزوات النبی ﷺ۔ حدیث ۱۴۵ ص ۳/ ۱۴۴۸)

اکیس غزوات رسول میں سے اُنیس میں حضرت جابر شریک رہے

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو اسحاق بن عیسیٰ طباع نے، ان کو مسکین بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ اس نے سنا حجاج صواف سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالذبیر کی نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اکیس غزوات میں جہاد کیا۔ میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک رہا انیس غزوات میں، آخری غزوہ جس میں آپ شریک ہوئے آپ سب سے آخر میں تھے۔ لوگوں کی اُخریات میں۔ حضور کمزور آدمی کو سہارا دیتے رہے اور لوگ رسول اللہ کے ساتھ سہارا لیتے رہے۔

یہ الفاظ ہیں حدیث ابوبکر کے اور ابوسعید کے، اور عبداللہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا آخری غزوہ جس میں انہوں نے جہاد کیا وہ غزوہ تبوک تھا۔ انہوں نے اس کے بعد کا ذکر نہیں کیا۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سلمہ بن شبیب نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا سعید بن مسیب سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اٹھارہ غزوات میں جہاد کیا تھا۔ کہتے ہیں میں نے سنا تھا دوسری بار فرمایا تھا چوبیس غزوات۔ میں نہیں جانتا کہ یہ وہم تھا یا اس نے سنا اس کے بعد۔

رسول اللہ ﷺ نے ستائیس غزوات کئے، حضرت انس آٹھ میں شریک تھے
(موسیٰ بن انس کا بیان)

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ یعنی احمد بن حنبل سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوسعید مولیٰ بنو ہاشم نے، ان کو ابو یعقوب اسحاق بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا موسیٰ بن انس سے کہ کتنے جہاد کئے تھے رسول اللہ نے؟ انہوں نے کہا کہ ستائیس غزوے۔ آٹھ غزوات میں کئی ماہ غیر موجود رہے تھے اور سارے غزوات میں چند دن اور چند راتیں غیر موجود رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ حضرت انس نے کتنے غزوات کئے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ آٹھ غزوات کئے تھے۔

نوٹ: غزوات رسول کا ذکر جلد ثالث میں گزر چکا ہے، وہاں ملاحظہ کریں۔

جمیع غزوات رسول بمعہ سرایا تینتالیس تھے (حضرت قتادہ کا بیان)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو احمد بن خلیل بغدادی نے نیشاپور میں، ان کو حسین بن محمد نے، ان کو شیبان نے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے انیس جہاد کئے۔ ان میں سے وہ آٹھ میں موجود تھا اور آپ ﷺ نے چوبیس لشکر روانہ کئے۔ لہٰذا جمیع غزوات نبی اللہ اور ان کے سرایا سمیت تینتالیس غزوات تھے۔

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عثمان بن صالح نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے عروہ سے، اس نے یعقوب سے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو محمد بن فلیح نے، ان کو موسیٰ نے شہاب سے (ح)۔ اور ہم کو خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی ابوبکر نے عتاب عبدی سے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن

مغیرہ سے، ان کو اسماعیل بن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ سے، اس نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ ان کو خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابراہیم بن منذر حزامی نے، ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے، ان سب نے کہا ہے اور الفاظ سب کے ایک دوسرے سے قریب قریب ہیں۔

مغازی رسول اللہ وہ جنگیں جن میں قتال اور باقاعدہ جنگ ہوئی

۱۔ یوم بدر۔ ماہ رمضان۔ سنہ ۲ ہجری میں قتال ہوا۔ ۲۔ یوم احد۔ ماہ شوال سنہ ۳ ہجری میں قتال ہوا۔

۳۔ یوم خندق۔ اسی کو یوم الاحزاب کہتے ہیں اور بنوقریظہ بھی کہتے ہیں۔ ماہ شوال سنہ ۴ ہجری میں قتال کیا۔

۴۔ غزوہ بنومصطلق اور بنولحیان۔ ماہ شعبان سنہ ۵ ہجری میں قتال ہوا۔

۵۔ یوم خیبر۔ سنہ ۷ ہجری میں قتال ہوا۔ ۶۔ یوم فتح مکہ۔ ماہ رمضان سنہ ۸ ہجری میں قتال ہوا۔

۷۔ یوم حنین۔ ماہ شوال سنہ ۸ ہجری میں قتال ہوا۔ ۸۔ محاصرہ اہل طائف۔ ماہ شوال سنہ ۸ ہجری میں قتال کیا۔

۹۔ اس کے بعد ابوبکر صدیق نے حج کرایا سنہ ۹ ہجری میں۔ ۱۰۔ پھر حج کیا رسول اللہ نے حجۃ الوداع کیا ۱۰ھ کے اختتام پر۔

حضور ﷺ نے بارہ غزوات ایسے کئے جن میں قتال نہیں تھا

(ان میں پہلا غزوہ جو آپ نے کیا)

۱۔ غزوہ ابواء۔ ۲۔ غزوہ ذوالعسیرہ (ینبع کی جانب) کہ کرز ابن جابر کا ارادہ رکھتے تھے۔ آپ کے ساتھ قریش تھے۔

۳۔ غزوۂ بدر آخرہ۔ ۴۔ غزوۂ غطفان۔ ۵۔ غزوۂ بواط۔ بحران میں۔ ۶۔ غزوۂ طائف۔

۷۔ غزوۂ حدیبیہ۔ ۸۔ غزوۂ تبوک۔ یہ آخری غزوہ تھا جو آپ نے کیا۔

رسول اللہ ﷺ کے بُعوث (گروہ، لشکر، وفد)

رسول اللہ ﷺ نے بُعوث بھیجے تھے۔ پہلا بعث جو رسول اللہ ﷺ نے بھیجا وہ یہ تھا :

۱۔ بعثِ عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب

قریش کی جانب بھیجا گیا تھا۔ وہ عظیم لشکر سے ٹکرانے تھے۔ اس پانی کے مقام کو احیا کہا جاتا تھا وہ مقام ابواء میں تھا۔

۲۔ بعث ابن جحش

مکہ کی طرف رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا۔ اس کو عمرو بن حضرمی ملا تھا مقام نخلہ پر۔ انہوں نے اس کو قتل کر دیا تھا یعنی واقد بن عبداللہ نے اس کو قتل کیا تھا اور انہوں نے بنومخزوم کے دو آدمی قیدی بنائے تھے۔ ایک کا نام عثمان بن عبداللہ تھا، دوسرے کا نام حکم بن کیسان تھا۔ مگر جب یہ لشکر مدینہ واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ان دونوں مقتولوں کو فدیہ دیا گیا یعنی دیت ادا کر دی گئی تھی۔

۳۔ بعث حمزہ بن عبدالمطلب

رسول اللہ ﷺ نے حمزہ بن عبدالمطلب کو تیس سواروں کے ساتھ روانہ کیا تھا، حتیٰ کہ وہ مقام سیف البحر کے قریب پہنچ گئے تھے۔ الجار سے جہینہ کی طرف، وہ لوگ وہاں پر ابوجہل بن ہشام سے ملے تھے۔ اس کے پاس ایک سو تیس سوار تھے۔ چنانچہ ان کے درمیان مجدی بن جہنی آڑے آ گیا تھا۔ وہ آڑ بن گیا تھا۔

۴۔ بعث ابوعبیدہ بن جراح

رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ بن جراح کو ذوالقصہ کی جانب روانہ کیا تھا براستہ عراق۔

۵۔ بعث المنذر بن عمرو

رسول اللہ ﷺ نے المنذر بن عمرو کو بھیجا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو حکم دیا تھا آزاد ہو جائے کہ مرجائے بیر معونہ کی طرف۔ پس وہ سارے شہید کر دیئے گئے تھے۔

۶۔ بعث زید بن حارثہ

رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو بھیجا تھا چار بار :

۱۔ پہلی بار بنو قرد کی طرف بنو ہذیل میں سے۔
۲۔ دوسری بار حذام کی طرف وادی کے راستے سے۔
۳۔ تیسری بار موتہ کی طرف۔
۴۔ چوتھی بار غزوۃ الجموم بنو سلیم میں۔

۷۔ بعث عمر بن خطاب

حضرت عمر کو بھیجا تھا اہل تربہ کی طرف۔

۸۔ بعث علی بن ابوطالب

حضرت علی کو بھیجا تھا اہل یمن کی طرف۔

۹۔ بعث بشیر بن سعد انصاری

حضور ﷺ نے اس کو بھیجا تھا بنو مرہ کی طرف فدک میں۔ بشیر بن سعد انصاری بنو حارث کے بھائی حارث بن خزرج سے تھے۔

۱۰۔ بعث عبداللہ بن عتیک

اور عبداللہ بن انیس، اور ابوقتادہ، مسعود بن سنان اور اسود بن خزاعی انہوں نے رافع بن ابوالحقیق کو قتل کر دیا تھا۔ اور ایک روایت میں ہے یعقوب ابورافع بن الحقیق کو خیبر میں۔ ان کے امیر عبداللہ بن عتیک تھے۔ یہ لوگ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس پہنچے تھے تو آپ اس وقت منبر پر تھے جمعہ کا دن تھا۔ حضور ﷺ نے جیسے ہی ان لوگوں کو دیکھا فرمایا افلحت الوجوہ چہرے کامیاب ہیں۔ ان لوگوں نے کہا، اللہ آپ کے چہرے کو میاب رکھے خوش رکھے یارسول اللہ۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم نے اس کو قتل کر دیا؟ انہوں نے جواب دیا، جی ہاں۔ پھر حضور ﷺ نے وہ تلوار منگوائی جس کے ساتھ اس دشمن رسول کو قتل کر آئے تھے۔ آپ نے اس کو میان سے نکالا حالانکہ آپ منبر پر تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جی ہاں ٹھیک ہے یہ رہا اس تلوار کا کھانا اس کی دھار پر لگا ہوا ہے۔

۱۱۔ بعث کعب بن عمیر

رسول اللہ نے کعب بن عمیر کو ذات اباطح کی طرف بھیجا تھا بلقاء میں چنانچہ کعب بھی اور ان کے ساتھی بھی شہید ہو گئے تھے۔

۱۲۔ بعث عمرو بن العاص

رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو ذات سلاسل شام کے مشرقی جوانب کی طرف روانہ کیا۔

۱۳۔ بعث اسامہ بن زید

رسول اللہ ﷺ نے اسامہ بن زید کو وادی قرائی کی طرف بھیجا تھا جس دن مسعود عروہ قتل ہوئے تھے۔ اضافہ کیا ہے بن بشران کا مگر وہ شتقی نہیں ہے۔ اس کے بعد دونوں متفق ہیں۔

۱۴۔ بعث علی رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا مقام کدید پر۔ بنو بکر مارے گئے تھے۔

۱۵۔ بعث ابوالعوجآء

رسول اللہ ﷺ نے ابوالعوجآء کو بھیجا تھا مقام قرطآء کی طرف ہوازن میں بنو سلیم کی طرف۔ ابوالعوجآء وہاں شہید ہو گئے تھے۔

۱۶۔ بعث عکاشہ بن محصن

حضور ﷺ نے اس کو الغمرہ کی طرف بھیجا تھا۔

۱۷۔ بعث عاصم بن اقلح

رسول اللہ ﷺ نے ان کو بھیجا تھا اور ان کے اصحاب کو ہذیل کی طرف۔

۱۸۔ بعث سعد بن ابووقاص

رسول اللہ ﷺ نے اس کو حجاز میں بھیجا تھا۔ یعقوب نے زیادہ کیا، ابراہیم نے کہا اور وہ خرار ہے، دونوں متفق ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے تین عمرے کئے تھے (حج والے عمرے کے سوا)۔ ایک جحفہ سے حدیبیہ والے سال، جب کہ یعقوب کی ایک روایت میں ہے ذوالحلیفہ سے عمرہ کیا تھا حدیبیہ والے سال، کافروں نے ان کو ذیقعدہ میں روک دیا تھا ۶ھ ہجری میں۔ پھر اگلے سال آپ نے عمرہ کیا تھا ذیقعدہ میں ۷ھ ہجری امن کی حالت میں انہوں نے اور ان کے اصحاب نے۔ پھر تیسرا عمرہ کیا تھا ذیقعدہ ۸ھ ہجری میں جس دن طائف سے واپس آئے تھے۔ یہ مقام جعرانہ سے کیا تھا۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں۔ آخری غزوہ جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا حتیٰ کہ اللہ نے ان کو قبض فرما لیا وہ غزوہ تبوک تھا (حتّٰی قبضہ اللّٰہ)۔ جملہ غزوات رسول وہ تمام غزوات جو رسول اللہ ﷺ نے بنفس نفیس شریک ہو کر کئے تھے وہ چھبیس ہیں۔

وہ چھبیس غزوات جن کے اندر نبی الملاحم ﷺ نے خود بنفس نفیس شرکت فرمائی

۱۔ پہلا غزوہ ودان تھا۔ یہی غزوہ ابواء ہے۔ اس کے بعد
۲۔ غزوہ بواط تھا۔ مقام رضوی کی جانب۔ اس کے بعد
۳۔ غزوہ العشیر دبطن ینبع میں۔ اس کے بعد
۴۔ غزوہ بدر اولی۔ طلب کر رہے تھے کرز بن جابر کو۔ اس کے بعد
۵۔ غزوہ بدر (حقیقی واصلی) جس میں اللہ نے صنادید قریش قتل کیا تھا اور ان کے اشراف کو۔ اس کے بعد
۶۔ غزوہ بنو سلیم۔ حتی الکدر تک پہنچ گئے تھے، یہ بنو سلیم کا ایک پانی کا مقام تھا۔ اس کے بعد

۷۔ غزوۂ سویق لڑا تھا۔ اس میں ابوسفیان بن حرب کو تلاش کر رہے تھے، حتیٰ کہ قرۃ الکدر تک پہنچ گئے تھے۔ اس کے بعد

۸۔ غزوۂ غطفان تھا نجد کی طرف۔ اس کو غزوۂ ذی امر بھی کہتے ہیں۔ اس کے بعد

۹۔ غزوۂ بحران تھا۔ حجاز کا ایک مقام تھا فرع سے اُوپر۔ اس کے بعد

۱۰۔ غزوۂ اُحد تھا۔ اس کے بعد

۱۱۔ غزوۂ حمرآء الاسد تھا۔ اس کے بعد

۱۲۔ غزوۂ بنو نضیر تھا۔ اس کے بعد

۱۳۔ غزوۂ ذات الرقاع نخل سے۔ اس کے بعد

۱۴۔ غزوۂ بدر آخری۔ اس کے بعد

۱۵۔ غزوۂ دومۃ الجندل۔ اس کے بعد

۱۶۔ غزوۂ خندق۔ اس کے بعد

۱۷۔ غزوۂ بنو قریظہ۔ اس کے بعد

۱۸۔ غزوۂ بنو لحیان ہذیل سے۔ اس کے بعد

۱۹۔ غزوۂ ذی قرد۔ اس کے بعد

۲۰۔ غزوۂ بنو مصطلق بنو خزاعہ کے ساتھ۔ اس میں جنگ کرنا پڑی۔ اس کے بعد

۲۱۔ غزوۂ حدیبیہ۔ اس میں قتال کا ارادہ نہیں تھا، ہاں مشرکین نے ان کو روک لیا تھا۔ اس کے بعد

۲۲۔ غزوۂ خیبر ہوا۔ اس کے بعد رسول اللہ نے عمرۃ القضاء کا عمرہ کیا۔ اس کے بعد

۲۳۔ غزوۂ فتح مکہ ہے۔ اس کے بعد

۲۴۔ غزوۂ حنین تھا۔ اس میں آپ کو باقاعدہ جنگ لڑنا پڑی۔ اس کے بعد

۲۵۔ غزوۂ طائف ہوا۔ اس میں آپ نے محاصرہ کئے رکھا تھا۔ اس کے بعد

۲۶۔ غزوۂ تبوک ہوا۔ یہ آخری غزوہ تھا جو رسول اللہ ﷺ نے لڑا ، حتیٰ قبضہ اللہ حتیٰ کہ اللہ نے آپ کو قبض کر لیا ان میں سے نو غزوات میں آپ نے قتال کیا۔

وہ نو غزوات رسول جن میں آپ ﷺ نے قتال کیا

(۱) بدر	(۲) اُحد	(۳) خندق
(۴) قریظہ	(۵) مُصطلق	(۶) خیبر
(۷) فتح مکہ	(۸) حُنین	(۹) طائف

حضور ﷺ کے سرایا اور بعوث رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ میں آنے سے لے کر اپنی وفات تک الی ان قبضہ اللہ الیہ پینتیس بعث اور سریہ تھے۔

غزوات وسرایا وبعوث مدینہ آمد سے وفات تک
پینتیس بعث اور سرایا ہوئے تھے

۱۔ غزوۂ عبیدہ بن حارث ثنیۃ المرۃ کے زیریں جانب، یہ ایک پانی کا مقام تھا حجاز میں۔ اس کے بعد

۲۔ غزوۂ حمزہ بن عبدالمطلب۔ ساحل سمندر کی طرف مقام عیص کے ایک زاویہ کی طرف اور بعض لوگ غزوۂ حمزہ کو مقدم کرتے ہیں غزوۂ عبیدہ پر۔

۳۔ غزوۂ سعد بن ابووقاص۔ ۴۔ غزوۂ عبداللہ بن جحش۔ نخلہ کی جانب۔

۵۔ غزوۂ زید بن حارثہ قردہ۔ ۶۔ غزوۂ مرثد بن ابومرثد غنوی رجیع۔ اس میں آپ نے قتال کیا (دشمن سے ٹکرائے تھے)۔

۷۔ غزوۂ منذر بن عمرو اور بیر معونہ۔ صحابہ اس میں بھی دشمن سے ٹکرائے تھے اور قتال کیا تھا۔

۸۔ غزوۂ ابوعبیدہ بن جراح۔ ذی القصہ کی طرف طریق عراق سے۔

۹۔ غزوۂ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔ ارض بنوعامر پر۔ ۱۰۔ غزوۂ علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ یمن میں۔

۱۱۔ غزوۂ غالب بن عبداللہ کلبی۔ کلب لیث الکدید، وہ اس میں الملوح سے ٹکرائے تھے۔

۱۲۔ غزوۂ علی بن ابوطالب۔ بنوعبداللہ بن سعد کی طرف اہل فدک سے۔

۱۳۔ غزوۂ ابن ابوالعوجاء سُلمی بنوسلیم کی زمین میں۔ اس میں بھی دشمن سے ٹکرائے تھے۔ ۱۴۔ غزوۂ عکاشہ بن محصن الغمر ہ۔

۱۵۔ غزوۂ ابوسلمہ بن عبدالاسد۔ قطن ماء بنواسد میں سے نجد کے کونے کی طرف، اس میں بھی مسلمان دشمن سے ٹکرائے تھے اس میں مسعود بن عروہ قتل ہو گئے تھے۔

۱۶۔ غزوۂ محمد بن سلمہ بنوحارثہ کے بھائی۔ ہوازن کے ایک مقام کی طرف۔ ۱۷۔ غزوۂ بشیر بن سعد بن مُرّہ فدک میں۔

۱۸۔ غزوۂ بشیر بن سعد۔ مقام کداء کی جانب۔ ۱۹۔ غزوۂ زید بن حارثہ۔ جموح، ارض بنوسُلیم میں۔

۲۰۔ غزوۂ زید بن حارثہ۔ جزام ارض حِسمآء پر اس میں بھی دشمن سے ٹکراؤ ہوا۔

۲۱۔ غزوۂ زید بن حارثہ۔ الطرق کھجوروں کے جھنڈ کے زاویہ پر عراق کے راستہ پر۔

۲۲۔ غزوۂ زید بن حارثہ۔ وادی قری میں، اس میں مسلمان بنوفزارہ کے ساتھ ٹکرائے تھے۔

۲۳۔ غزوۂ عبداللہ بن رواحہ۔ خیبر کے درمیان گزرا، دو میں سے ایک وہ ہے جس میں یسیر بن رزام یہودی قتل ہوا تھا۔

۲۴۔ غزوۂ عبداللہ بن عتیک۔ خیبر کی طرف، اس میں انہوں نے ابورافع بن ابوالحقیق کو قتل کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے محمد بن مسلمہ کو بھیجا تھا اُحد اور بدر کے واقعہ کے درمیان کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے لئے، انہوں نے اس کو قتل کر دیا تھا۔

۲۵۔ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن انیس کو بھیجا تھا خالد بن سفیان ہذلی کی طرف، انہوں نے اس کو قتل کر دیا تھا۔

۲۶۔ غزوۂ زید بن حارثہ اور جعفر بن ابوطالب اور عبداللہ بن رواحہ۔ مؤتہ کی طرف، وہ اس میں شہید ہو گئے تھے۔

۲۷۔ غزوۂ کعب بن عمیر غفاری ذات طلاح۔ ارض شام میں وہ اور اس کے اصحاب سارے اسی میں کام آ گئے تھے۔

۲۸۔ غزوۂ عُیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر بنوعنبر تمیم میں سے۔ وہ اس میں دشمن سے ٹکرائے تھے۔

۲۹۔ غزوۂ غالب بن عبداللہ کلبی کلیب لیث۔ ارض بنی مُرّہ۔ وہ لوگ اس میں دشمن سے ٹکرائے تھے۔

۳۰۔ غزوۂ عمرو بن العاص ذات السلاسل۔ ارض بلی اور عذرہ۔

۳۱۔ غزوۂ ابن ابی حدرد اور ان کے ساتھی۔ بطن اضم کی طرف قبل از فتح مکہ، وہ اس میں دشمن سے ٹکرائے تھے۔

۳۲۔ غزوۂ ابن ابوحدرد۔ الغابہ کی طرف، اس میں وہ لوگ دشمن سے ٹکرائے تھے، اسی طرح کہا ہے اس جگہ ابن ابوحدرد نے۔ اور جو پہلے گزر چکی ہیں روایت اس میں ابوجدرد ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۱۹۔۲۲۰)

(۱۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمار بن حسن نے، ان کو سلمہ نے محمد بن اسحاق سے، اس نے نبی کریم ﷺ کی مدینہ میں آمد ذکر کی ہے ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ۔ اس کے بعد جہاد کے لئے ماہ صفر میں بارہ ماہ گزرنے پر، حتیٰ کہ آپ ودان میں پہنچ گئے، یہ غزوۂ ابواء تھا۔

۱۔ نبی کریم ﷺ کی ہجرت کر کے مدینہ میں آمد، ۱۲/ ربیع الاول۔

۲۔ نبی کریم کا خروج جہاد کے لئے ۱۲ ماہ کے اختتام پر۔ ۳۔ پہلا سفر جہاد غزوۂ ابواء۔ مقام ودان پر۔

۴۔ غزوۂ بواط۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ماہ ربیع الثانی میں غزوہ قریش کا ارادہ رکھتے تھے، حتیٰ کہ بواط تک پہنچے ناحیہ رضویٰ۔

۵۔ غزوۂ العشیرہ (اس کا محمد بن اسحاق نے ذکر کیا ہے)۔ جمادی الاولیٰ میں۔ اس کے بعد حضور ﷺ کا کرز بن جابر کی تلاش میں جانا ذکر کیا ہے۔

۶۔ غزوۂ بدر۔ ماہ رمضان یوم الجمعہ سترہ رمضان کی صبح کو۔ اس کے بعد

۷۔ غزوۂ سویق۔ ذی الحجہ میں بدر سے دو ماہ بعد۔ ۸۔ غزوۂ نجد۔ غطفان پر حملہ کا ارادہ رکھتے تھے۔ اس کے بعد

۹۔ غزوۂ نجران۔ اس میں آپ ﷺ قریش سے ٹکرانے کا ارادہ رکھتے تھے اور بنو سُلیم سے۔ اسی کے درمیان معاملہ بنو قینقاع بھی تھا۔

۱۰۔ غزوۂ اُحد۔ شوال ۳ھ ہجری۔ اس کے بعد ۱۱۔ غزوۂ بنو نضیر۔ اور ان کا جلاوطن کرنا۔ اس کے بعد

۱۲۔ غزوۂ ذات الرقاع۔ اس کے بعد نکلے تھے۔ ۱۳۔ غزوۂ بدر۔ ابوسفیان وعدہ پر۔ اس کے بعد

۱۴۔ دومۃ الجندل کا غزوہ کیا۔ پھر واپس آ گئے تھے، وہاں تک رسائی سے قبل۔ اس کے بعد

۱۵۔ غزوۂ خندق۔ ہوا تھا ۵ھ ہجری میں۔ اس کے بعد

۱۶۔ غزوۂ بنو قریظہ۔ ذیقعدہ میں یا ذی الحجہ کے شروع میں، اس کے بعد نکلے تھے بنو لحیان کی طرف۔

۱۷۔ غزوۂ بنو لحیان۔ جمادی اولیٰ میں، اصحاب رجیع کی طلب میں نکلے تھے۔ اس کے بعد مدینہ آ گئے تھے مگر صرف چند راتیں ہی قیام کیا حتیٰ کہ عیینہ بن حصن نے رسول اللہ کی اُونٹنیوں پر غارت ڈالی تھی، آپ ان کی طرف نکلے تھے اور اسی کا نام ہے۔

۱۸۔ غزوۂ ذی قرد۔ اس کے بعد ۱۹۔ غزوۂ بنو مصطلق۔ شعبان ۶ھ ہجری میں۔

۲۰۔ قضیہ حدیبیہ پیش آیا۔ کیونکہ آپ ذیقعدہ میں عمرہ کرنے چلے گئے تھے۔ اس کے بعد

۲۱۔ غزوۂ خیبر۔ یعنی پھر وہ بقیہ محرم میں خیبر کی طرف روانہ ہو گئے تھے، اس کے بعد آپ ذیقعدہ میں عمرہ کے ارادہ سے نکلے تھے ۷ھ میں۔

۲۲۔ غزوہ موتہ۔ پھر آپ مدینہ میں مقیم ہوئے تھے موتہ کی طرف بھیجنے کے بعد ماہ جمادی الاخریٰ اور رجب میں۔

۲۳۔ اس کے بعد آپ فتح مکہ کے لئے روانہ ہو گئے تھے۔ اس کے بعد ۲۴۔ غزوۂ حنین کی طرف چلے گئے تھے۔

۲۵۔ غزوۂ طائف۔ پھر وہ حنین سے طائف روانہ ہو گئے تھے، اس کے بعد مدینہ واپس آ گئے تھے اور مدینے مقیم رہے تھے ذی الحجہ سے رجب تک، اس کے بعد آپ نے لوگوں کو تیاری کرنے کا حکم دیا تھا غزوہ روم کے لئے۔ ۲۶۔ غزوۂ روم۔

۲۷۔ غزوۂ تبوک۔ اس کے بعد حضور ﷺ اور لوگ نکل گئے حتیٰ کہ تبوک میں جا پہنچے، مگر اس سے آگے نہ بڑھ سکے یعنی یہ آپ کی زندگی کا آخری غزوہ تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

یہ تھی سلمہ کی روایت محمد بن اسحاق سے۔

☆☆☆

باب ۲۴۶

۱۔ رسول اللہ ﷺ کا اپنے ربّ کی نعمت کو بیان کرنا (تحدیث نعمت کرنا)

۲۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ ۔

۳۔ نیز آپ ﷺ کی خصوصیات بطریق اختصار۔

۴۔ ہم نے کتاب السنن الکبریٰ کے کتاب النکاح میں وہ احکامات ذکر کیے ہیں۔

حضور ﷺ کی تین خصوصیات

(۱) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوسعید بن اعرابی نے، احمد بن منصور رمادی نے، ان کو عبدالرزاق نے معمر سے، اس نے زہری سے، اس نے سعید بن مسیّب اور ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے، اس نے ابو ہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا :

نصرت بالرعب واعطیت جوامع الکلم ، وبینا انا نائم اذ جیء بمفا تیح خزائن الارض فوضعت بین یدی

رسول اللہ نے فرمایا میں رعب (اور ہیبت) کے ساتھ مدد کیا گیا ہوں۔ اور میں جامع کلمات ادا کرنے کی طاقت دیا گیا ہوں۔ میں سو رہا تھا کہ ایک زمین کے خزانوں کی چابیاں لا کر میرے آگے رکھ دی گئیں۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ چلے گئے ہیں اور تم لوگ ان کو اُسے کھود کھود کر نکال رہے ہو۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں عبد بن حمید اور محمد بن رافع سے، اس نے عبدالرزاق سے۔ (مسلم۔ کتاب المساجد۔ حدیث ۶ ص ۳۷۲/۱)

حضور ﷺ کی تین خصوصیات

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ اور ابو محمد بن ابو حامد مقری اور ابو بکر قاضی اور ابو صادق بن ابو الفوارس نے، ان کو خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، ان کو خبر دی یونس نے ابن شہاب سے، اس نے سعید بن مسیّب سے، اس نے ابو ہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں جوامع الکلم کی خصوصیت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اور رعب و ہیبت کے ساتھ مدد دیا گیا ہوں۔ میں سو رہا تھا اچانک زمین کے خزانوں کی چابیاں لا کر میرے ہاتھوں پر رکھ دی گئیں۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ چلے گئے اور تم ان کو حاصل کر رہے ہو اور نکال رہے ہو۔ (مسلم ۳۷۱/۱)

(۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو عبید بن شریک نے اور ابن ملحان نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن بکیر نے، ان کو لیث نے عقیل سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے سعید بن مسیّب سے یہ کہ ابو ہریرہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا۔ (آگے راوی نے) مذکورہ حدیث کی مثل حدیث ذکر کی ہے۔ ہاں مگر یہ اضافہ کیا ہے کہ ابن شہاب نے کہا ہے

مجھے پہنچی ہے کہ جوامع الکلم سے مراد یہ ہے کہ بے شک اللہ عزوجل ان کے لئے امور کثیرہ جمع کر دیتے ہیں ایک امر میں یا دو امور جو کئی کتب میں لکھے جاتے تھے اس سے قبل۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابوبکر سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوطاہر سے، اس نے وہب سے۔
(بخاری۔ کتاب الجہاد۔ مسلم موضع سابق ص ۳۷۲/۱)

حضور ﷺ کی دیگر انبیاء پر چھ خصوصیات

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے اور ابومحمد بن ابوحامد مقری نے اور ابوصادق عطار نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو خبر دی عمرو بن الحارث نے، ان کو ابو یونس مولیٰ ابوہریرہ نے، اس نے ابوہریرہ سے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ انہوں نے فرمایا کہ دشمن کے خلاف رعب اور خوف کے ساتھ مجھے مدد دی گئی ہے۔ اور مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں۔ میں سو رہا تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں لا کر میرے ہاتھوں میں دے دی گئیں ہیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوطاہر سے، اس نے ابن وہب سے۔

(۵) ہمیں خبر دی گئی ابوالحسن علی بن محمد بن مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو خبر دی ابوربیع نے، ان کو اسماعیل بن جعفر نے، ان کو علاء بن عبدالرحمن نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابوہریرہ نے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں انبیاء پر فضلیت دیا گیا ہوں چھ خصوصیات کے ساتھ۔ (۱) مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں۔ (۲) رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ (۳) مال غنیمت میرے لئے حلال کئے گئے ہیں۔ (۴) پوری زمین میرے لئے پاک ہے۔ اور سجدہ گاہ بنادی گئی ہے (کہ کسی بھی پاک جگہ نماز ہوسکتی ہے)۔ (۵) اور میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ (۶) میرے ساتھ نبی ختم کر دیئے گئے ہیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن ایوب وغیرہ سے، اس نے اسماعیل سے۔ (مسلم موضع سابق ص ۳۷۱/۲)

حضور ﷺ کی پانچ خصوصیات

(۶) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو ابراہیم بن حارث نے، ان کو یحییٰ بن ابوبکیر نے، ان کو زہیر بن محمد نے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے۔ اس نے محمد بن حنفیہ سے کہ اس نے سنا علی بن ابوطالب سے، وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں اس قدر عطا کیا گیا ہوں کہ اتنا کوئی نبی عطا نہیں کیا گیا۔ میں نے کہا کہ وہ کیا چیزیں ہیں یا رسول اللہ؟ فرمایا کہ (۱) رعب اور خوف کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ (۲) اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔ (۳) اور میرا نام احمد رکھا گیا ہے۔ (۴) اور میرے لئے مٹی کو پاک کرنے والا بنادیا گیا ہے۔ (۵) اور میری اُمت کو تمام اُمتوں سے بہتر بنادیا ہے۔ (مسند احمد ۳۰۱/۱)

حضور ﷺ کی دیگر انبیاء پر پانچ خصوصیات

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسن علاء بن محمد بن ابوسعید اسفرائنی نے، (وہیں پر) ان کو خبر دی بشر بن احمد نے، ان کو ابراہیم بن علی ذہلی نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو ہشیم نے سیار سے، اس نے یزید فقیر سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے قبل کسی ایک نبی کو بھی نہیں دی گئیں۔ (۱) ہر نبی صرف اپنی قوم کے لئے بھیجا جاتا تھا اور میں ہر سرخ وسیاہ کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ (۲) میرے لئے غنیمتیں حلال کر دی گئی ہیں مجھ سے قبل کسی کے لئے حلال نہیں کی گئی تھیں۔ (۳) میرے لئے

زمین پاک بنادی گئی اور پاک کرنے والی اور سجدہ گاہ۔ جس شخص کا نماز کا وقت ہو جائے وہ جہاں بھی ہو نماز پڑھ لے۔ (۴) اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے مہینہ بھر کی مسافت کے بقدر۔ (۵) اور مجھے شفاعت کبریٰ کا حق اور اختیار دیا گیا ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن سنان سے، اس نے ہشیم سے اور مسلم نے یحییٰ بن یحییٰ سے۔

(بخاری۔ کتاب الصلوۃ۔ مسلم۔ کتاب المساجد ص ۱/۳۷۰۔۳۷۱)

حضور ﷺ کی پانچ خصوصیات

(۸) ہمیں حدیث بیان کی امام ابوالطیب سہل بن محمد بن سلیمانؒ نے بطور املاء، ان کو حدیث بیان کی میرے والد نے، ان کو خبر دی محمد بن اسحاق بن ابراہیم ثقفی نے، ان کو یوسف بن موسیٰ قطان نے، ان کو جریر نے اعمش سے، اس نے مجاہد سے، اس نے عبید بن عمیر سے، اس نے ابوذر سے، وہ کہتے ہیں ایک رات میں رسول اللہ کی تلاش میں نکلا۔ مجھے بتایا گیا کہ آپ کسی نواحی بستی کی طرف گئے ہیں، میں نے تلاش کی آپ کو پالیا۔ ایک جگہ پر آپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، آپ نے نماز خاصی لمبی کر دی۔ اس کے بعد آپ نے سلام پھیرا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے آج رات پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے قبل کسی کو نہیں دی گئیں تھیں۔ (۱) میں اسود و احمر کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ اسود و احمر سے مراد جن و انس مراد ہیں۔ (۲) اور میں رعب اور خوف کے ساتھ مدد دیا گیا ہوں، میرا دشمن مجھ سے مرعوب ہو کر کانپتا ہے حالانکہ وہ ایک ماہ کے طویل مسافت پر مجھ سے دور ہوتا ہے۔ (۳) اور میرے لئے ساری زمین پاک کرنے والی پاک اور سجدہ گاہ بنادی گئی ہے۔ (۴) اور میرے لئے غنیمتیں حلال کر دی گئی ہیں، مجھ سے قبل کسی کے لئے حلال نہیں کی گئی تھیں۔ (۵) اور مجھ سے کہا گیا ہے کہ اب آپ مانگئے آپ کو عطا کیا جائے گا اور میں نے اس اختیار کو اپنی اُمت کے لئے چھپا رکھا ہے کہ میں ان کی شفاعت کروں گا اس شخص کے لئے جو اللہ کے ساتھ کسی شی کو شریک نہیں کرے گا۔ (ابوداؤد۔ کتاب الصلوۃ ۱/۱۳۲۔ مسند احمد ۵/۱۶۱۔۱۶۲)

(۹) ہمیں خبر دی ابومحمد بن یوسف اصفہانی نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، اب دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو سالم ابوحماد نے سُدی سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے ایسی پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے قبل عطا نہیں ہوئیں انبیاء میں۔ (۱) میرے لئے زمین پاک بنادی گئی ہے اور سجدہ گاہ بنادی گئی ہے، انبیاء میں سے کوئی بھی نماز نہیں پڑھتا تھا حتیٰ کہ وہ اپنے محراب اور عبادت کے حجرے میں پہنچ کر عبادت کرتا تھا۔ (۲) اور مجھے رعب اور ہیبت عطا کر دی گئی ہے مہینہ بھر کی مسافت سے کہ میرے اور مشرکوں کے درمیان مہینہ بھر کی مسافت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں خوف ڈال دیتا ہے۔ (۳) نیز ہوتا یہ تھا کہ انبیاء کرام اپنی قوم کے لئے خاص طور پر بھیجے جاتے تھے اور میں جن و انس کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ (۴) اور انبیاء کرام غنیمت میں سے خمس نکال کر الگ رکھ لیتے تھے اور آگ آتی اور اسے کھا جاتی تھی اور مجھے یہ حکم دیا گیا کہ میں اس کو اپنی اُمت کے غریبوں میں تقسیم کر دوں۔ (۵) نیز کوئی نبی باقی نہیں بچا مگر اس کو اس کا سوال عطا کر دیا گیا ہے، جبکہ میں نے اپنی دعا اپنی اُمت کی شفاعت کے لئے مؤخر کر رکھی ہے۔ (مسند احمد ۱/۳۰۱)

(۱۰) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن مکرم نے، ان کو عثمان بن عمر نے، ان کو خبر دی مالک بن مغول نے، ان کو زبیر بن عدی نے، ان کو مُرّہ ہمدانی نے عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو سیر کرائی گئی اور اس کو سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا گیا تو حضور ﷺ نے کو تین چیزیں دی گئیں، پانچ نمازیں عطا کی گئیں اور سورۃ بقرہ کی آخری آیات عطا کی گئیں اور آپ کی اُمت کے ان لوگوں کے لئے مغفرت کر دی گئی جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے حدیث مالک بن مغول سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان ص ۱/۱۵۷)

حضور ﷺ کی دیگر لوگوں پر تین خصوصیات

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو ابوسہل بن زیاد قطان نے، ان کو اسحاق بن حسن حربی نے، ان کو حدیث بیان کی عفان نے، ان کو ابوعوانہ نے، اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحاق نے، ان کو خبر دی ابن مثنیٰ نے، ان کو مسدد نے، ان کو ابوعوانہ نے، ان کو ابومالک نے، ان کو ربعی بن حراش نے، ان کو حذیفہ نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے دیگر لوگوں پر تین طرح سے فضیلت دی گئی ہے۔ (۱) ہمارے لئے ساری روئے زمین مسجد بنادی گئی ہے اور اس کی مٹی ہمارے لئے پاک کرنے والی بنادی گئی ہے اور ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح بنادی گئی ہیں۔ (۲) اور مجھے یہ آیات یعنی سورۃ بقرہ کا آخری دی گئی ہے، اللہ کے عرش کے نیچے خزانے میں سے۔ (۳) مجھ سے پہلے کوئی ایک بھی ان میں سے نہیں دیا گیا اور نہ ہی میرے بعد ان میں سے کسی کو دی جائیں گی۔

(مسلم۔ کتاب المساجد ص ۱/۳۷۱)

حضور ﷺ کو توراۃ، انجیل اور زبور کے بدلے قرآن کی سورتیں دی گئیں ہیں

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عمران نے قتادہ سے، اس نے ابوالملیح سے، اس نے واثلہ بن اسقع سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں توراۃ کی جگہ سات لمبی سورتیں دیا گیا ہوں۔ (یعنی سورۃ بقرہ سے سورۃ براءۃ تک)۔ اور زبور کی جگہ سو آیات سے زائد آیات والی سورتیں دیا گیا ہوں۔ اور انجیل کی جگہ پر، المثانی (سات آیات والی مکرر بار بار پڑھی جانے والی) عطا کی ہیں۔ اور مفصلات کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے۔ ہم آخر میں آنے والے قیامت میں اول آنے یعنی سبقت کرنے والے ہوں گے۔ (فیض القدیر ۱/۵۶۵)

(۱۳) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوسعد احمد بن محمد بن مزاحم ادیب صفار نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے بطور املاء کے، ان کو ربیع بن سلیمان نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو خبر دی مالک بن انس نے اور ابن ابوزیاد نے، ان کو ابوالزناد نے اعرج سے، اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم لوگ آخر والے قیامت میں پہلے ہوں گے اور سبقت کرنے والے سوائے اس کے کہ ان کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی تھی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی ہے۔ پھر یہ ہے ان کو وہ دن جوان پر فرض کیا گیا انہوں نے اختلاف کرلیا (اس کے بارے میں) اور ہمیں اللہ نے اس کے لئے ہدایت دے دی۔ لوگ اس چیز میں ہمارے پیچھے اور تابع ہیں۔ یہود (جیسے) آنے والے کل صبح اور عیسائی (جیسے) کل صبح کے بعد۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حدیث شعیب بن ابوحمزہ سے اور مسلم نے حدیث ابن عیینہ سے پھر دونوں نے ابوالزناد سے۔

(بخاری۔ کتاب الانبیاء۔ مسلم۔ کتاب الجمعہ ص ۲/۵۸۵)

میں اولادِ آدم کا سردار ہوں .... (۱۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوعبداللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوسی نے، دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ربیع بن سلیمان مرادی نے، اور سعید بن عثمان نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے بشر بن بکر نے اوزاعی سے، اس نے ابوعمار سے، اس نے عبداللہ بن فروخ سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں قیامت میں اولادِ آدم کا سردار ہوں گا۔ اور میں پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر کی زمین پھٹے گی باہر آنے کے لئے۔ اور میں پہلا شفاعت کرنے والا شخص ہوں گا اور میں پہلا شفاعت قبول کیا ہوا ہوں گا جس کی سفارش اللہ کے ہاں قبول ہوگی۔ (مسند احمد ۱/۵ : ۳ : ۲)

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اسحاق بن محمد سوسی نے، ان کو ابوالعباس نے، ان کو عباس بن ولید نے، ان کو خبر دی ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا اوزاعی سے، ان کو حدیث بیان کی شداد ابوعمار نے، وہ ہم میں ہی سے ایک آدمی تھے انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ

فروخ نے، ان کو ابو ہریرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اور میں آدم کا سردار ہوں گا قیامت کے دن۔
راوی نے حدیث ذکر کی ہے مذکور کی مثل۔ مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں دوسرے طریق سے اوزاعی سے۔
(مسلم۔ فضائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۷۸۲)

شفاعت کبریٰ کا پس منظر

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی محمد بن ابواحمد بن علی مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو ابو بکر بن ابو شیبہ نے، ان کو محمد بن بشر نے، ان کو ابوحیان نے، ان کو ابوزرعہ نے، ان کو ابو ہریرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کے پاس گوشت لایا گیا اور ان کو بکری کے گوشت کی نلی اُٹھا کر دی گئی کیونکہ آپ کو نلی پسند تھی۔ آپ نے اس میں سے منہ کے ساتھ گوشت کاٹا تھوڑا سا اور فرمایا کہ میں قیامت کے دن سارے لوگوں کا سردار ہوں گا کیا تم جانتے ہو کہ ایسا کیوں ہوگا؟ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب پہلے اور پچھلے لوگوں کو ایک ہی میدان میں جمع فرمائیں گے اور ان کو داعی سنوائے گا (اپنا اعلان) اور نظر ان سب پر پڑے گی (میدان ہموار ہونے کی وجہ سے)۔ اور سورج قریب ہو جائے گا اور سب لوگ غم اور کرب کی انتہاء کو پہنچے ہوں گے۔ کچھ بھی برداشت نہیں کر سکیں گے اور بعض لوگ بعض سے کہیں گے تم دیکھ نہیں رہے ہم سب کس مصیبت اور پریشانی میں مبتلا ہیں؟ کیا تم یہ دیکھ نہیں رہے؟ کہ پریشانی کس حد تک پہنچی ہوئی ہے؟ کیا تم ایسا شخص نہیں دیکھتے جو ہماری سفارش کر دے تمہارے رب کے آگے؟

شفاعت کے لئے سارے لوگ حضرت آدم علیہ السلام سے التجا کریں گے

لہٰذا بعض لوگ بعض سے کہیں گے کہ آدم کے پاس جاؤ۔ لہٰذا آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے، اے آدم! آپ ابوالبشر ہیں، اللہ نے آپ کو دست قدرت سے خود تخلیق فرمایا تھا اور آپ کے اندر روح پھونکی تھی اور فرشتوں کو حکم دیا تھا انہوں نے آپ کو سجدہ کیا تھا آپ ہمارے لئے اپنے رب سے سفارش کیجئے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس کیفیت سے دوچار ہیں؟ آپ دیکھ نہیں رہے ہم کس اذیت کی حد تک پہنچے ہوئے ہیں؟
مگر آدم علیہ السلام فرمائیں گے میرا رب آج کے دن اس قدر غضب میں ہے اس قدر غضب میں نہ پہلے کبھی ہوا نہ اس کے بعد ہوگا۔ اس نے مجھے منع کیا تھا کہ فلاں درخت سے نہیں کھانا مگر مجھ سے اس کی نافرمانی ہو گئی تھی مجھے اپنے نفس کا ڈر ہے۔ وہ فرمائیں گے: نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

شفاعت کے لئے سارے لوگ نوح علیہ السلام سے التجا کریں گے

لہٰذا وہ نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے۔ اے نوح! آپ دھرتی پر پہلے رسول ہیں، اللہ نے آپ کا نام عبداً شکورا رکھا تھا آپ ہمارے لئے اپنے رب سے سفارش کیجئے کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہم جس کیفیت میں مبتلا ہیں؟ کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ ہم کس حد تک پریشان ہیں؟ وہ جواب دیں گے کہ میرا رب اس قدر غصے میں ہے کہ نہ اس سے پہلے اتنا غصے میں ہوا نہ بعد میں کبھی ہوگا، میں نے اس سے دنیا میں ایک دعا مانگ لی تھی اس نے مجھے منع کر دیا تھا (مشرک بیٹے کی سفارش)۔ مجھے اپنی ذات کا ڈر ہے۔ تم لوگ جاؤ ابراہیم علیہ السلام کے پاس۔

شفاعت کے لئے سارے لوگ
ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام سے التجا کریں گے

لہٰذا سب لوگ جائیں گے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس، اور جا کر کہیں گے، آپ اللہ کے نبی ہیں اس کے خلیل ہیں، اہل زمین میں سے ہمارے لئے سفارش کیجئے اپنے رب کے ہاں۔ کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہم جس کیفیت میں ہیں؟ آپ دیکھ نہیں رہے وہ حالت جو ہمیں پہنچی ہے؟ ابراہیم علیہ السلام ان سے کہیں گے، بے شک میرا رب آج اس قدر غضب میں ہے کہ وہ اس سے پہلے کبھی نہیں تھا نہ ہی

اس کے بعد ہوگا۔ اور وہ اپنے کذبات ذکر کریں گے۔ وہ کہیں گے کہ مجھے اپنے نفس کا خوف ہے میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس۔

شفاعت کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے التجا کریں گے

پھر وہ آئیں گے موسیٰ علیہ السلام کے پاس۔ وہ کہیں گے، اے موسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ نے آپ کو فضیلت دی ہے اپنا رسول ہونے کی، اپنا کلیم بنانے کی سارے لوگوں میں سے۔ آپ ہمارے لئے شفاعت کیجئے اپنے رب کی طرف، آپ دیکھتے نہیں وہ کیفیت جس میں ہم مبتلا ہیں؟ کیا آپ دیکھتے نہیں جو تکلیف ہمیں پہنچی ہے؟ موسیٰ علیہ السلام کہیں گے بے شک میرا رب آج اس قدر غضب میں ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی تھا اور نہ ہی بعد میں ہوگا۔ میں نے ایک انسان مار دیا تھا جس کے مار دینے کا مجھے حکم نہیں تھا آج مجھے اپنی ذات کا ڈر ہے، بلکہ تم لوگ جاؤ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس۔

سب لوگ شفاعت کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے التجا کریں گے

وہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے، اے عیسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ کے رسول ہیں آپ مہد میں جھولے میں ہوتے تھے، لوگوں سے کلام کیا کرتے تھے آپ اللہ کی طرف سے کلمہ ہیں، جسے اللہ نے مریم کی طرف القا کیا تھا، آپ رُوح اللہ کلمۃ اللہ ہیں۔ آپ ہمارے بارے میں سفارش کریں۔ کیا آپ دیکھتے نہیں ہم کس اذیت میں ہیں؟ آپ دیکھتے نہیں جو ہمیں مصیبت پہنچی ہے؟ عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے میرا رب آج اس قدر غصے میں ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنے غصے میں آیا نہ آئندہ کبھی آئے گا مگر انہوں نے کوئی گناہ ذکر نہیں کیا۔ وہ کہیں گے مجھے اپنے نفس کی پڑی ہوئی ہے، میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔

شفاعت کبریٰ کے منصب کے حامل خصوصیت کے حق دار ہماری اُمیدوں اور آرزؤں کے مرکز شافع محشر حضرت محمد ﷺ کی بارگاہ عالی میں پوری انسانیت شفاعت کے لئے التجا کرے گی اور آپ شفاعت فرمائیں گے

لہٰذا سب حضرت محمد رسول اللہ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے، اے محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ خاتم النبیین ہیں، اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں، آپ اپنے رب کی بارگاہ عالی میں ہمارے لئے شفاعت فرمائیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس کرب میں مبتلا ہیں اور ہم کس مصیبت سے دوچار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں چلوں گا اور عرش کے دروازے پر حاضر ہو کر اپنے رب کی بارگاہ عالی میں سجدے میں پڑ جاؤں گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ میرے لئے کھولیں گے اور مجھے الہام کریں گے اپنی حمدیں اور حسن ثناجو اس نے مجھ سے قبل کسی کے لئے نہیں کھولی ہوں گی۔ پھر کہا جائے گا، اے محمد! اپنا سر سجدے سے اُٹھائیے اور مانگئے اس کو عطا کیا جائے گا اور آپ سفارش کیجئے آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ لہٰذا میں سر اُٹھاؤں گا اور میں کہوں گا اور میں عرض کروں گا۔

''اے میرے رب! میری اُمت پر رحم فرما، میری اُمت پر رحم کر۔ پھر کہا جائے گا، اے محمد! اپنی اُمت کے اس طبقے کو باب ایمن سے داخل کیجئے جنت کے دروازوں میں سے جن پر کوئی حساب و کتاب نہیں ہے اور وہ لوگ دیگر لوگوں کے ساتھ دیگر دروازوں سے داخلے کے حق دار ہوں گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے بے شک جنت کے دروازوں کی دونوں چوکھٹوں کے درمیان مسافت اتنی ہوگی جیسے مکہ اور ہجر کے درمیان کی مسافت ہے''۔ (یہ ایک عظیم شہر تھا جو کہ بلاد بحرین کا قاعدہ و پائندہ تھا)۔ یا جیسے مکہ اور بُصریٰ کا فاصلہ ہے (یعنی بصریٰ مشہور شہر تھا دمشق سے تین مراحل پر)

مسلم نے اس طویل روایت کو نقل کیا ہے ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ اور بخاری نے اس کو نقل کیا دوسرے طریق سے ابوحیان سے۔

(۱۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حسین بن برہان الغزال نے بغداد میں، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو حسن بن عرفہ نے، ان کو قاسم بن مالک مزنی نے، مختار بن فلفل سے، اس نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں گا قیامت کے دن، اور قیامت کے دن تمام انبیاء سے میرے تابعدار زیادہ ہوں گے۔ بے شک بعض انبیاء قیامت کے دن ایسے بھی ہوں گے جب کوئی نبی آئے گا تو اس کے ساتھ اس کا صرف ایک تابعدار ہوگا اس کی تصدیق کرنے والا۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے مختار بن فلفل سے۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ مسلم۔ کتاب الایمان ص ۱۸۴/۱-۱۸۹)

حضور کو لواء الحمد (تعریف الٰہی کا جھنڈا) عطا کیا جائے گا .... (۱۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو یونس بن محمد نے، ان کو لیث بن سعد نے یزید بن الہاد سے، اس نے عمرو بن ابوعمرو سے، اس نے انس سے، وہ کہتے ہیں میں نے سنا نبی کریم ﷺ فرما رہے تھے، بے شک میں پہلا شخص ہوں گا لوگوں میں سے کہ زمین (قبر) پھٹے گی میری پیشانی کی جگہ سے قیامت کے دن اور کوئی فخر نہیں ہے۔ اور مجھے لواء الحمد (تعریف الٰہی کا جھنڈا) عطا کیا جائے گا اور کوئی فخر نہیں ہے۔ میں قیامت کے دن سارے لوگوں کا سردار ہوں گا کوئی فخر نہیں ہے۔ میں پہلا شخص ہوں گا قیامت کے دن جو جنت میں داخل ہوگا اور کوئی فخر نہیں ہے۔

میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اس کے کونڈے پکڑ کر ہلاؤں گا فرشتے کہیں گے یہ کون ہے؟ میں کہوں گا کہ میں محمد ہوں۔ لہٰذا وہ میرے لئے کھولیں گے میں پالوں گا الجبار کو میں اس کے لئے سجدہ کروں گا وہ فرمائے گا، اے محمد! سر سجدے سے اُٹھایئے اور بات کیجئے تیری بات سُنی جائے گی اور کہیئے تجھ سے قبول کی جائے گی اور شفاعت کیجئے تیری شفاعت مانی جائے گی۔ لہٰذا میں سر اُٹھاؤں گا اور کہوں گا اُمتی اُمتی یا ربّ۔ اے میرے ربّ! میری اُمت کو معاف کردے۔ وہ فرمائے گا تم اپنی اُمت کی طرف جاؤ جس کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اس کو جنت میں داخل کردو۔

آگے حدیث ذکر کی اس شخص کے بارے میں جس کے دل میں آدھے جو کے برابر ایمان ہو، اس کے بعد جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو۔ اس کے بعد اس کے نکالنے کے بارے میں جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا اور اللہ کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہیں کرتا تھا۔ (مسند احمد ۱۴۴/۳)

حضور ﷺ کے لئے ابواب جنت کا کھلنا .... (۱۹) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے آخرین میں بغداد میں، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو حسن بن عرفہ عبدی نے، ان کو ابونضر ہاشم بن قاسم نے سلیمان بن مغیرہ سے، اس نے ثابت بنانی سے، اس نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آؤں گا اور کھلواؤں گا جنت کا دربان کہے گا آپ کون ہیں؟ میں بتاؤں گا کہ میں محمد ہوں، وہ کہے گا کہ، مجھے حکم دیا گیا تھا کہ آپ کے آنے سے پہلے جنت کا دروازہ کسی کے لئے بھی نہ کھولوں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے عمرو الناقد سے اور زہیر سے، اس نے ہاشم سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۳۳۳ ص ۱۸۸/۱)

حضور ﷺ کی شفاعت کا قبول ہونا .... (۲۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو یحییٰ بن عثمان صالح نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو بکر بن مضر نے، ان کو جعفر بن ربیعہ نے، ان کو صالح بن عطاء بن حباب نے، ان کو عطاء بن ابورباح نے جابر بن عبداللہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور کوئی فخر نہیں ہے۔ اور میں خاتم النبیین ہوں اور کوئی فخر نہیں ہے۔ اور میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں اور پہلا شخص ہوں جس کی شفاعت قبول ہوگی اور کوئی فخر نہیں ہے۔

بروز قیامت امام وخطیب .... (۲۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابو طالب نے، ان کو احمد زبیری نے، ان کو شریک نے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے، اس نے طفیل بن اُبی بن کعب سے، اس نے اپنے والد سے،

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا میں لوگوں کا امام اور خطیب ہوں گا۔ اور ان کا شفاعت کنندہ ہوں گا اور کوئی فخر نہیں ہے۔ (ترمذی۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۶۱۳۔ ص ۵/۵۸۶)

زہیر بن محمد سے اس کا متابع لائے ہیں۔

حضور ﷺ کا اپنی اُمت سے شفقت اور شفاعت کرنا .... (۲۲) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو خبر دی یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، ان کو ہدبہ بن خالد نے، ان دونوں نے حماد بن سلمہ نے علی بن زید سے، اس نے ابونضرہ سے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وہ بصرہ شہر کے منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی نبی ایسا نہیں تھا بلکہ ہر ایک کی کوئی مقبول دعا ہوئی تھی۔

ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے وہ کہتے کہ ہم لوگوں کو خطبہ دیا تھا حضرت ابن عباس نے بصرہ کے منبر پر۔ انہوں نے اللہ کی حمد کی اور اس کی ثنا کی پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کوئی نبی اس کے سوانہیں گزرا، ہر ایک کی ایک خاص دعا ہوا کرتی تھی جس کو وہ دنیا میں ہی پورا کرالیا کرتا تھا۔ جبکہ میں نے اپنی ایسی دعا کو اپنی اُمت کے لئے شفاعت کرنے کے لئے قیامت کے دن کے لئے ذخیرہ کر رکھا ہے۔ خبردار بے شک میں اولادِ آدم کا سردار ہوں گا قیامت کے دن اور کوئی فخر نہیں ہے اور میں پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر پھٹے گی اُٹھنے کے لئے اور کوئی فخر نہیں ہے۔ اور میرے ہاتھ میں ہوگا لواء الحمد ، اس کے نیچے آدم اور ماسوا ہوں گے اور کوئی فخر نہیں ہے۔ اور شفاعت والی حدیث اپنے طویل سمیت ذکر کی اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔

فرمائیں گے کہ میں اس منصب کا حق دار نہیں ہوں مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود ٹھہرایا گیا، لیکن تم لوگ دیکھتے ہو کہ اگر ایک ایسے برتن میں کچھ چیز ہو اور اس پر مہر لگادی جائے تو کیا پھر اس چیز تک پہنچا جاسکتا ہے جو اس کے اندر ہو جب تک کہ وہ مہر نہ توڑ دی جائے۔ وہ لوگ کہیں گے واقعی اس چیز تک رسائی نہیں ہوسکتی۔ عیسیٰ بمعہ دوسرے کہیں گے محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں وہ آج کے دن موجود ہیں اور ان کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو چکے ہیں (یعنی وہ حساب کتاب سے پاک ہیں)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ ہمارے لئے ہمارے پروردگار کے سامنے شفاعت کیجئے حتیٰ کہ ہمارے درمیان فیصلہ کیا جائے۔ لہٰذا میں کہوں گا کہ بے شک میں اس کا حق دیا گیا ہوں، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ خود جس کے لئے چاہے گا اجازت دے گا اور پسند کرے گا۔ جب اللہ تعالیٰ ارادہ کرے گا کہ وہ اپنی مخلوق کے درمیان فیصلہ کرے تو اعلان کرنے والا اعلان کردے گا کہ کہاں ہے احمد اور اس کی اُمت؟ میں اُٹھ کھڑا ہوں گا اور میری اُمت بھی میری اتباع کرتے ہوئے اُٹھ کھڑی ہوگی۔ ان کے چہرے اور ہاتھ پیر چمک رہے ہوں گے وضو کے اثر کی وجہ سے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہم آخر والے قیامت میں اوّل ہوں گے ہم آخری اُمت ہیں، مگر اور حساب کتاب میں اول ہوں گے۔ اور دیگر اُمتیں ہمارے رستے سے ہٹادی جائیں گی۔ اور اُمتیں کہیں گی قریب ہے یہ اُمت سارے انبیاء ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں باب جنت پر پہنچوں گا اور کھلواؤں گا، پوچھا جائے گا کہ یہ کون ہے؟ میں کہوں گا احمد ہوں، لہٰذا میرے لئے دروازہ کھولا جائے گا۔ اور میں اپنے رب تک پہنچ جاؤں گا، وہ کرسی پر موجود ہوگا۔ لہٰذا میں سجدے میں گر جاؤں گا اور میں اپنے رب کی تعریف کروں گا محامد کے ساتھ کہ اس جیسی حمدوں کے ساتھ کہ مجھ سے قبل کسی نے تعریف نہیں کی ہوگی، نہ ہی میرے بعد کوئی ایسی حمدوں کے ساتھ اس کی تعریف کرے گا۔ مجھ سے کہا جائے گا کہ اپنا سر اُٹھایئے اور کہئے تمہاری بات سُنی جائے گی اور سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا، آپ شفاعت کریں آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

لہٰذا میں اپنا سر اُٹھاؤں گا اور کہوں گا، اے میرے رب میری اُمت کو بخش دے، میری اُمت کو بخش دے۔ لہٰذا کہا جائے گا جائیے جا کر جہنم سے اس کو نکال لیجئے جس کے دل میں اتنی اتنی خیر ہو۔ میں جاؤں گا اور جا کر ان کو نکال لاؤں گا۔ پھر جا کر میں سجدے میں گر جاؤں گا۔ پھر کہا جائے گا کہ اپنا سر سجدے سے اُٹھایئے اور سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا۔ میرے لئے کوئی حد مقرر کی جائے گی لہٰذا میں ان کو نکال لوں گا۔ (مسند احمد ۱/۲۸۱۔ مجمع الزوائد ۱۰/۳۷۲)

(۴۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن سیما مقری نے، وہ ہمارے پاس حج کرنے آئے تھے، ان کو حدیث بیان کی ابوسعید خلیل بن احمد بن خلیل قاضی بجزی نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن اسحاق ثقفی نے، ان کو ابوعبیداللہ یحییٰ بن محمد سکن نے، ان کو حیان بن ہلال نے، ان کو مبارک بن فضالہ نے، ان کو عبیداللہ بن عمر نے خبیب بن عبدالرحمن سے، اس نے حفص بن عاصم سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو آدم کے لئے ان کے بیٹوں کو عظمت دی۔ لہٰذا وہ اپنے بیٹوں میں سے بعض کی بعض پر فوقیت وفضیلت کو دیکھنے لگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام نے مجھے دیکھا سب لوگوں کے نیچے سے اُبھرتے اور بلند ہوتے نور اور روشنی کی صورت میں۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ بتایا گیا کہ یہ تیرا بیٹا احمد ﷺ ہے۔ وہ اول ہے اور وہی آخر ہے اور وہ پہلا شفاعت کرنے والا ہے۔

(۴۴) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو محمد بن حیوۃ نے، ان کو سعید بن سلیمان نے، ان کو منصور بن ابوالاسود نے، ان کو لیث نے ربیع بن انس سے (ح)۔

بعض دیگر خصوصیات رسول

(۴۵) ہمیں خبر دی ابوسعید عبدالرحمن بن محمد شابہ شاہد نے ہمدان نے، ان کو ابوالعباس فضل بن فضل شاہد نے، ان کو خبر دی ابویعلیٰ احمد بن علی نے، ان کو خلف بن ہشام بزاز نے، ان کو حیان بن علی عنزی نے، ان کو لیث بن ابوسُلیم نے، ان کو عبیداللہ بن زحر نے ربیع بن انس سے انہوں نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں پہلا شخص ہوں گا زمین میں سے خروج کے اعتبار سے جب لوگ قبروں سے اُٹھائے جائیں گے۔ میں ان کا قائد ہوں گا جب وہ آئیں گے، میں ان کا خطیب ہوں گا، جب وہ خاموش ہوں گے، میں ان کا سفارشی ہوں گا جب وہ روک لئے جائیں گے، میں ان کو بشارت دینے والا ہوں گا جب وہ مایوس ہو جائیں گے۔ اس دن کرم کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اور جنت کی چابیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ میں اولادِ آدم میں اپنے رب کے نزدیک سب سے زیادہ عزت دار ہوں اور کوئی فخر نہیں ہے۔ میرے ارد گرد ہزار خادم پھرتے ہوں گے (اتنے خوبصورت) جیسے کہ وہ چھپے ہوئے موتی ہیں۔ (ترمذی۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۶۱۰ ص ۵/۵۸۵)

اور اصفہانی کی ایک روایت میں ہے کہ عزت وشرافت اور چابیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی، اور فرمایا کہ حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اس دن۔ فرمایا کہ گویا کہ سفید انڈے ہیں چھپائے ہوئے یا موتی ہیں بکھرے ہوئے۔

محمد بن فضیل نے اس کے متابع بیان کی ہے عبیداللہ بن زحر سے، اسی طرح خبر دی اس کو ابومنصور احمد بن علی دلبغانی نے مقام بیہق میں۔

ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے (ح)۔ ان کو غیدان الاہوازی نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے مسند میں، ان کو خبر دی وکیع نے ادریس سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اودی نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے کہ یہ آیت:

عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا

کہ حضور نے فرمایا اس سے مراد الشفاعۃ ہے۔ (ترمذی۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۳۱۳۷ ص ۵/۳۰۳)

اللہ کے نزدیک اکرم الخلائق قیامت میں حضرت محمد ﷺ ہوں گے

(۲۶) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو مسعودی نے عاصم سے، اس نے ابووائل سے، اس نے عبداللہ بن مسعود ؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا اور بے شک تمہارا صاحب (محمد ﷺ) خلیل اللہ ہے اور بے شک محمد قیامت کے دن اللہ کے نزدیک تمام مخلوقات سے زیادہ عزت دار ہوگا۔ اس کے بعد انہوں نے پڑھا :

عسى ان يبعثك ربك مقامًا محمودًا

آدم علیہ السلام کے پانچ سردار بیٹے

(۲۷) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان کو ابواحمد زبیری نے، ان کو حمزہ زیات نے، ان کو عدی بن ثابت نے ابوحازم سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ اولاد آدم کے سردار پانچ ہیں۔ نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور محمد علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم۔ مگر ان میں سے بہتر محمد ﷺ ہیں۔ (مستدرک للحاکم ۲/۵۴۶)

(۲۸) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن اسماء نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مہدی بن میمون نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن ابویعقوب نے بشر بن شغاف ضبی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ جمعہ کے دن حضرت عبداللہ بن سلام ؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ایام دنیا میں سے اعظم یوم جمعہ ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام کی تخلیق کی گئی۔ اس میں قیامت قائم ہوگی اور سب سے زیادہ محترم اور عزت والا اللہ کا خلیفہ اللہ کے نزدیک ابوالقاسم محمد ﷺ ہے۔ میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ آپ کے اُوپر رحم کرے پس ملائکہ اور فرشتوں کا کیا مقام ہے؟ کہتے ہیں کہ انہوں نے میری طرف دیکھا اور ہنس دیئے۔

پھر فرمایا، اے بھتیجے کیا آپ جانتے ہیں کہ فرشتے کیا ہیں؟ کون ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ ملائکہ (فرشتے) ایک مخلوق ہیں۔ جیسے زمین ایک مخلوق ہے، آسمان ایک مخلوق ہے، جیسے بادل ایک مخلوق ہیں، جیسے پہاڑ مخلوق ہیں، جیسے ہوائیں مخلوق ہیں، جیسے اور تمام مخلوقات۔ بے شک تمام تر مخلوقات میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والی مخلوق ابو القاسم (محمد ﷺ) ہیں۔ بے شک جنت آسمانوں میں ہے (رفعتوں اور بلندیوں پر ہے)۔ اور بے شک جہنم زمین میں ہے (یعنی نیچے ہے)۔ پس جس وقت قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ مخلوقات کو ایک ایک نبی کی اُمت کر کے بھیجے گا حتیٰ کہ احمد ﷺ اور آپ کی اُمت تمام اُمتوں کے آخر میں ہوں گے مرکز ہونے کے اعتبار سے۔

فرمایا کہ اس کے بعد جہنم کے اُوپر ایک پُل نصب کیا جائے گا، اس کے بعد منادی کرنے والا منادی کرے گا، کہاں ہیں احمد اور ان کی اُمت؟ لہٰذا حضور کھڑے ہوں گے آپ کے پیچھے اُمت بھی کھڑی ہو جائے گی نیک بھی اور بد بھی۔ پس لوگ پُل کو پکڑیں گے (یعنی اس پر چڑھنا چاہیں گے)۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ آپ کے دشمنوں کی آنکھیں مٹا دے گا لہٰذا وہ اس میں دائیں بائیں حیران پریشان ہوں گے اور نبی کریم ﷺ اور نیک لوگ آپ کے ساتھ نجات پا جائیں گے اور فرشتے ان سے ملیں گے۔ وہ ان کی منازل اس میں دیکھیں گے جنت کے اندر تیرے دائیں اور بائیں طرف۔ حتیٰ کہ آپ اپنے رب کے پاس پہنچیں گے۔ لہٰذا ان کے لئے کرسی رکھی جائے گی۔

انہوں نے حدیث ذکر کی تمام انبیاء کے بارے میں۔

(۲۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن حسن قاضی نے، ان کو ابراہیم بن حسین نے، ان کو آدم بن ابوایاس نے، ان کو مسعودی نے، ان کو سعید نے یعنی ابن ابوسعید نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس ؓ سے اللہ کے اس قول کے بارے میں :

وما ارسلناك الا رحمة للعلمین ۔ (سورۃ الانبیاء : آیت ۱۰۷)

فرمایا کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لایا اس کے لئے رحمت پوری ہوگئی دنیا میں اور آخرت میں ۔ اور جو شخص نہیں ایمان لایا اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ وہ عافیت دے دیا گیا اس مصیبت سے جو پہلی اُمتوں کو پہنچتی تھی ۔ جلدی جلدی دنیا میں کوئی عذاب ۔ مثلاً زمین میں دھنس جانا ، شکلیں تبدیل ہو جانا اور پتھر برسا کر مار دینا ۔ یہ حضور کی رحمت ہے دنیا میں ۔

حضور ﷺ عالمی نبی ورسول ہیں .... (۳۰) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار سکری نے بغداد میں ، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے ، ان کو عباس بن عبداللہ ترقفی نے ، ان کو حفص بن عمیر عدنی نے حکم بن ابان سے ، اس نے عکرمہ سے ، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابن عباس سے ، وہ فرماتے تھے بے شک اللہ عزوجل نے فضیلت دی ہے محمد ﷺ کو اہل آسمان اور انبیاء کرام پر ۔ لوگوں نے پوچھا ، اے ابن عباس حضور ﷺ کی اہل آسمان پر کیا فضیلت ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اہل آسمان سے فرماتے ہیں :

ومن یقل منهم انی اله من دونه فذلك نجزیه جهنم كذلك نجزی الظالمین
(سورۃ انبیاء : آیت ۲۹)

جو ان میں سے یہ کہے کہ میں الہ و معبود ہوں اللہ کے سوا بھی وہی ہے وہ جس کو جہنم کی جزا دیں گے اسی طرح ہم ظالموں کو جزا دیتے ہیں ۔

اور اللہ تعالیٰ محمد ﷺ سے فرماتے ہیں :

انا فتحنالك فتحا مبینا لیغفرلك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر
(سورۃ فتح : آیت ۱)

بے شک ہم نے آپ کو فتح مبین عطا کی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دے ۔

لوگوں نے کہا ، اے ابن عباس ! انبیاء کرام پر حضور ﷺ کی کیا فضیلت ہے؟ انہوں نے فرمایا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

وما ارسلنا من رسول الابلسان قومه ۔ (سورۃ ابراہیم : آیت ۴)
ہم نے جتنے رسول بھیجے وہ ان کی اپنی قوم کی زبان کے بھیجے تھے ۔

اور محمد ﷺ کے بارے میں فرمایا :

وما ارسلناك الا كافة للناس ۔ (سورۃ سبا : آیت ۲۸)

چنانچہ اللہ نے آپ ﷺ کو تمام انسانوں اور جنوں کے لئے بھیجا ۔

(۳۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے ، ان کو ابوسہل بن زیاد قطان نے ، ان کو حسن بن عباس رازی نے ، ان کو محمد بن ابان نے ، ان کو ابراہیم بن حکم بن ابان نے اپنے والد سے ، اس نے عکرمہ سے ، اس نے ابن عباس سے ، انہوں نے اس کو ذکر کیا ہے اسی کی مثل ہاں مگر انہوں نے یہ کہا ہے ، اے ابن عباس ! اور زیادہ کیا ہے نبی کے ذکر میں میں آیت کے بعد ۔ تحقیق لکھ دی گئی اس کے لئے براءت آگ سے اور اس کے آخر میں کہا ہے ، بھیجا تھا ان کو جن وانس کی طرف ۔ وہ فرماتے تھے ، اے لوگو ! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں ۔

(۳۲) ہمیں خبر دی محمد بن موسیٰ بن فضل نے ، ان کو ابوالعباس اصم نے ، ان کو حسن بن علی بن عفان نے ، ان کو ابواسامہ نے ابوعثمان مکی سے ، اس نے عبداللہ بن کثیر سے ، اس نے مجاہد سے اللہ کے اس قول کے بارے میں نـــافـلـة لك (سورۃ اسراء : آیت ۷۹) کہ یہ حکم آپ کے لئے زیادہ ہے ۔ مجاہد کہتے ہیں کہ یہ نـــافـلـة کسی کے لئے نہیں سوائے نبی کریم ﷺ کے ۔ خصوصی طور پر اس لئے کہ تحقیق ان کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے گئے تھے ۔ لہٰذا آپ جو بھی عمل کرتے تھے فرض عمل کے ساتھ نافلة ہوتا تھا سوائے فرض عمل ۔ اس لئے کہ وہ یہ عمل گناہوں کے

کفارے میں نہیں کرتے تھے جبکہ دیگر لوگ فرض کے ماسوا جو عمل کرتے ہیں وہ اپنے گناہوں کے کفارہ میں کرتے ہیں۔ لہٰذا لوگوں کے لئے نوافل واضافی عمل نہیں بلکہ یہ خصوصی طور پر نبی کے لئے ہے۔

اللہ کا حضور ﷺ کی زندگی کی قسم کھانا .... (۳۳) ہمیں خبر دی ابوصالح بن ابوطاہر عنبری نے، ان کو ان کے دادا یحییٰ بن منصور قاضی نے، ان کو ابوبکر محمد بن نضر جارودی نے، ان کو ابوثو رابراہیم بن خالد کلبی نے، حالانکہ میں نے ان سے پوچھا تھا انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعباد یحییٰ بن عباد ضبعی نے سعید بن زید سے، اس نے عمرو بن مالک نکری سے، اس نے ابوالجوزاء سے، وہ کہتے ہیں کہ ابن عباس نے فرمایا، اللہ نے کوئی ایسی مخلوق پیدا ہی نہیں کی جو اللہ کے نزدیک محبوب ہو۔ محمد ﷺ سے میں نے نہیں سُنا کہ اللہ نے کسی کی زندگی اور حیات کی قسم کھائی ہو، مگر حضور کی زندگی کی اللہ نے قسم کھائی ہے قرآن میں :

لعمرك انهم لفی سکرتهم یعمهون

تیری زندگی کی قسم ہے کافر اپنے کفر کے نشے میں حیران وسرگرداں ہیں۔

مراد ہے کہ وحیاتك انهم لفی الخ

(۳۴) بہر حال وہ حدیث جس کی ہمیں خبر دی ہے ابوسعید عبدالملک بن ابوعثمان زاہد نے، ان کو ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ مزکی نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن حمویہ بن عباد سراج نے، ان کو محمد بن ولید بن ابان ابوجعفر نے مکہ میں، ان کو ابراہیم بن صدقہ نے، ان کو یحییٰ بن سعید نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مجھے آدم علیہ السلام پر دو خصوصیتوں کی بنا پر فضلیت دی گئی ہے کہ میرا شیطان کافر تھا (قرین)۔ اللہ نے میری مدد کی ہے وہ مسلمان ہو گیا ہے اور میری بیویاں میری معاون ہیں جبکہ آدم علیہ السلام کا شیطان کافر تھا اور ان کی بیوی ان کی معاون تھی ان کی غلطی کرنے پر۔

یہ روایت ہے محمد بن ولید بن ابان کی، اس کا شمار ان لوگوں میں ہے جو حدیث وضع کرتے خود گھڑتے تھے۔ مصنفؒ نے خود ہی اس روایت کے راوی کو وضاع الحدیث تسلیم کیا ہے۔ (مترجم)

حضرت آدم کا حضرت محمد ﷺ کا واسطہ دینا .... (۳۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء کے اور بطور قراءت کے، ان کو ابوسعید عمرو بن محمد بن منصور عدل نے بطور املاء کے، ان کو ابوالحسن محمد بن اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے ان کو ابوالحارث عبداللہ بن مسلم فہری نے مصر میں ابوالحسن نے کہا کہ یہ ابوعبیدہ بن جراح کے گروہ میں تھے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن مسلمہ نے، ان کو خبر دی عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، اس نے عمر بن خطاب سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام نے اپنی خطاء کا اعتراف کر لیا تو عرض کی،

''اے میرے رب میں آپ سے سوال کرتا ہوں حق محمد کے ساتھ کہ آپ میری مغفرت کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے آدم تم محمد کو کیسے جانتے ہو؟ میں نے تو ابھی اس کو پیدا بھی نہیں کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا، اے میرے رب آپ نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اور میرے اندر اپنی رُوح پھونکی، میں نے سر اُوپر اُٹھایا تو میں نے عرش کے پائے پر یہ لکھا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں نے جان لیا کہ آپ نے اپنے نام کے ساتھ یونہی کسی کے نام کو نہیں جوڑ لیا بلکہ وہ ساری مخلوق سے آپ کو زیادہ محبوب ہے۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا، سچ کہا آپ نے اے آدم۔ بے شک میری ساری مخلوق سے مجھے زیادہ محبوب ہے جب تم نے اس کے حق کے ساتھ سوال کیا ہے تو میں نے تجھے بخش دیا ہے، اگر محمد نہ ہوتے تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا''۔

اس روایت کے ساتھ عبدالرحمن بن زید بن اسلم منفرد ہے اس طریق سے اس سے۔ اور وہ ضعیف بھی ہے۔ واللہ اعلم

(مترجم کہتا ہے) کہ امام بیہقیؒ نے حدیث کے راوی عبدالرحمن کا تفرد بنایا ہے اور خود ہی اس کو ضعیف تسلیم کیا ہے۔ نیز یحییٰ بن معین نے اس کو ضعیف کہا ہے اور امام احمد نے اور نسائی نے میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۵۶۴ علامہ عقیلی نے اس کو ضعفاء الکبیر میں لکھا ہے۔

اہل جنت کی پکار ان کے ناموں سے ہوگی کنیت سے نہیں

(۳۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر محمد بن داؤد بن سلیمان صوفی نے، وہ کہتے ہیں کہ پڑھی گئی (یہ روایت) ابوعلی محمد بن محمد اشعث کوفی کے سامنے مصر میں جبکہ میں سُن رہا تھا۔ انہوں نے اقرار کیا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالحسن موسیٰ بن اسماعیل بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابوطالب نے مدینۃ الرسول میں، ان کو حدیث بیان کی ابو اسماعیل بن موسیٰ نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا علی بن حسین بن علی سے، اس نے اپنے والد حسین بن علی بن ابوطالب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت کے لئے کنیت استعمال نہیں کی جائیں گی بلکہ نام سے پکارے جائیں گے سوائے آدم علیہ السلام کے ان کی کنیت استعمال کی جائے گی ابو محمد ﷺ کے نام سے تعظیم وتوقیر کے لئے۔

حضور کو یا محمد کہہ کر نہ پکارو

(۳۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو ابواسحاق ابراہیم بن احمد صحاف کوفی نے، ان کو عیسیٰ بن عبدالرحمن نے، ان کو محمد بن ابان نے، ان کو ابواسحاق نے علقمہ سے اور اسود سے، اللہ کے اس قول کے بارے میں:

لا تجعلوا دعآء الرسول بینکم کدعآء بعضکم بعضًا۔ (سورۃ نور: آیت ۶۳)

جیسے تم لوگ بعض بعض کو بلاتے ہو، اس طرح رسول کو نہ پکارا کرو۔

انہوں نے کہا کہ یعنی یوں نہ کہا کرو یا محمد۔ بلکہ کہا کرو یا رسول اللہ، یا کہا کرو یا نبی اللہ۔

باب ۲۴۷

انبیآء کرام کے درمیان تفضیل وترجیح

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

(سورۃ بقرہ: ۲۵۳)

وہ (مذکور) جملہ انبیآء و رسل ہیں، ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت وعظمت عطا کی ہے۔

تشریح: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ اس نے انبیاء کرام کے درمیان فضیلت وعظمت میں تفاوت اور فرق قائم کر رکھا ہے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

یہاں پر ایک سوال واشکال وارد ہوتا ہے کہ بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ انبیاء کو ایک دوسرے پر فوقیت وترجیح نہیں دینی چاہئے؟ مصنفؒ اس کا جواب دینے کے لئے فرماتے ہیں۔ (از مترجم)

جواب : بہرحال اخبار وحدیث جو انبیاء کے درمیان تفضیل وترجیح سے نہی کے بارے میں وارد ہوئی ہیں سوائے اس کے نہیں کہ اہل کتاب کے مجادلہ کے بارے میں آئی ہیں۔ ہمارے نبی علیہ السلام کی ان کے انبیاء کو فضیلت دینے کی بابت۔

کیونکہ مخایرۃ کا عمل یعنی ایک دوسرے سے فوقیت وترجیح دینے کا عمل جب دو مختلف ادیان کے درمیان واقع ہوگا تو لازمی بات ہے کہ ہر ایک دونوں سے جس کو فضیلت دے گا تو دوسرے کی تنقیص اور کمی کا مرتکب بھی ہوگا لامحالہ۔ لہٰذا اس طرح وہ کسی نبی کی تنقیص شان کر کے کفر کا مرتکب ہوگا۔ کیونکہ کسی بھی نبی کی تنقیص کرنا کفر ہے۔ لہٰذا کفر کا مرتکب ہو جائے گا اور بہرحال جب ترجیح اور تفضیل کا یہ عمل ایک مسلم کی طرف سے ہوگا تو وہ صرف اس افضل سے واقفیت کا ارادہ کرے گا اور چاہے گا اور وہ دو نبیوں کے درمیان تقابل اس لئے کرے گا تا کہ اس کے سامنے زیادہ ارجح کا راجح واضح اور ظاہر ہو جائے۔ اور یہ بات ممنوع اور منھی عنہ نہیں ہے اس لئے کہ رُسُل جب ایک دوسرے سے فضیلت کے حامل ثابت ہوں گے تو اس کے لئے واجب ہوگا افضل کا حق افضل کو ملے۔ اور یہ فضیلت اس کا حق ہوگا۔ اور حق جب ثابت اور واجب ہو جاتا ہے تو ادا کرنے کی طرف رہنمائی نہیں ہوتی مگر اس کی معرفت کے بعد اور اس کے مستحق کی معرفت کے بعد۔ لہٰذا افضل کی معرفت حاصل کرنا ایک ضرورت ہوگی۔ اور یہ بھی واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر دلالت ورہنمائی بھی ہو۔ اور محتاج الیہ چیز یعنی ضروری چیز کے علم کی طلب اس کی جانب سے اعلام وآگاہی جو مقرر ہو اس قبیل سے ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ واللہ اعلم

یہ قول عبداللہ حلیمیؒ کا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام مجھ سے پہلے عرش کا کونا پکڑے کھڑے ہوں گے

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو محمد مزنی نے، ان کو خبر دی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابوالیمان نے، ان کو شعیب نے زہری سے، ان کو خبر دی ابو سلمہ بن عبدالرحمن اور سعید بن مسیب نے، ان کو خبر دی ابو ہریرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ایک مسلمان اور اور ایک یہودی نے تلخ کلامی کی۔ مسلمان نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو چن لیا اور سارے جہانوں پر برگزیدہ کیا ہے، گویا اس نے قسم کھا کر کہا۔ یہودی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ کو سارے جہانوں پر برگزیدہ کیا۔ اس پر مسلمان کو طیش آ گیا اُس نے ہاتھ اُٹھایا اور یہودی کے منہ پر ایک تھپڑ رسید کر دیا۔

وہ یہودی نبی کریم کے پاس شکایت لے کر چلا گیا۔ اس نے جا کر حضور ﷺ کو خبر دی اپنے اور مسلمان کے معاملے کی، نبی کریم نے فرمایا :

لا تخیرونی علیٰ موسیٰ ۔ ترجمہ : مجھے موسیٰ علیہ السلام پر ترجیح نہ دیا کرو۔

فان الناس یصعقون ۔ ترجمہ : قیامت کے دن جب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔

فاکون اول من یفیق ۔ ترجمہ : لہٰذا میں پہلا شخص ہوں گا جو ہوش میں آئے گا۔

فاذا موسیٰ باطش بجانب العرش ۔ ترجمہ : میں اچانک دیکھوں گا کہ وہ عرش کے کونے پکڑے کھڑے ہوں گے۔

فلا ادری اکان فیمن صعق فافاق قبلی

مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ بھی بے ہوش ہونے والوں میں سے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے۔

ام کان ممن استثنیٰ اللّٰہ عزوجل

یا وہ ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ نے بیہوشی سے بچا لیا تھا (اس لئے مجھے ان پر ترجیح نہ دیں، یہ ایک گو یا ان کی بھی وجہ ترجیح ہے)۔ مترجم

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن عبدالرحمن نے، اس نے ابوالیمان سے۔
(بخاری۔ کتاب الانبیاء۔ حدیث ۳۴۰۸۔ فتح الباری ۶/۴۴۱۔ مسلم۔ کتاب الفضائل۔ باب فضل موسیٰ)

(۲) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عبدالعزیز بن ابوسلمہ نے، ان کو عبداللہ بن فضل نے ابوسلمہ سے، اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا تفضلونی بین انبیاء اللّٰہ او بین الانبیاء علیہم السلام

مجھے اللہ کے نبیوں کے درمیان فضیلت نہ دیا کریں، یا کہا تھا کہ انبیاء علیہم السلام کے درمیان۔

اسی طرح کہا ہے ابوسلمہ سے۔ (بخاری۔ کتاب الانبیاء۔ فتح الباری ۶/۴۵۰۔ مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۱۶۰ ص ۴/۱۸۴۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ بن یعقوب نے، ان کو محمد بن نعیم نے، ان کو محمد بن رافع نے، ان کو حجین بن مثنیٰ نے، ان کو عبدالعزیز بن عبداللہ بن فضل ہاشمی نے عبدالرحمن اعرج سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک یہودی اپنا سامان پیش کر رہا تھا اس طرح ابوہریرہ نے یہودی کا قصہ ذکر کیا اور راوی اسی بارے میں نبی کریم ﷺ کا قول ذکر کیا:

لا تفضلونی بین انبیاء اللّٰہ۔ (ترجمہ) مجھے اللہ کے نبیوں میں فضیلت نہ دیا کرو۔

اور آخر میں یہ قول اضافہ کیا ہے:

لا اقول ان احدا افضل من یونس بن متی۔ (ترجمہ) میں تو یہ بھی نہیں کہتا کہ کوئی ایک شخص (نبی) افضل ہے یونس بن متی سے۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں اسی طرح اپنے طول کے ساتھ۔ (بخاری۔ کتاب الانبیاء۔ مسلم۔ کتاب الفضائل ص ۱۸۴۶)

مجھے موسیٰ بن متی پر فضیلت مت دو .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعلی بن حسین بن محمد روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو وہیب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعلی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو معاذ بن مثنیٰ نے، ان کو ایوب بن یونس نے، ان کو وہب بن عمرو بن یحییٰ نے عمارہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابوسعید خدری سے، یہ کہ انصار میں سے ایک آدمی نے بازار میں کسی یہودی آدمی سے سُنا وہ کہہ رہا تھا قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو برگزیدہ بنایا بشر پر۔ مسلمان نے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا اور کہا اے خبیث آدمی کیا ابوالقاسم (محمد ﷺ) پر بھی اس کو برتری دی تھی۔

چنانچہ وہ سیدھا رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا گیا اور جا کر کہا کہ ابوالقاسم فلاں مسلم نے میرے منہ پر تھپڑ مارا ہے۔ حضور ﷺ نے بندہ بھیج کر اس کو بلایا اور پوچھا کہ تم نے اس کے منہ پر تھپڑ کیوں مارا ہے۔ مسلمان نے بتایا کہ یارسول اللہ میں بازار میں گزر رہا تھا اور وہ یہ بات کہہ رہا تھا قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو بشر پر برگزیدہ بنایا، میں نے کہا اے خبیث کیا ابوالقاسم پر بھی برگزیدہ بنایا ہے۔ لہٰذا میں نے اس کو اس بات پر تھپڑ مار دیا تھا۔

رسول اللہ نے فرمایا، مجھے انبیاء کے درمیان ترجیح نہ دیا کرو، قیامت کے دن لوگ بے ہوش ہو جائیں گے اور میں پہلا شخص ہوں گا جس سے زمین پھٹے گی میں سر اُٹھا کر دیکھوں گا موسیٰ علیہ السلام کو پاؤں گا کہ وہ عرش کے پایوں میں سے ایک پائے کو تھامے کھڑے ہوں گے۔ میں نہیں جانتا کہ کیا وہ بے ہوش ہوئے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے یا دنیا میں ایک بار جو بے ہوش ہوئے تھے اسی کے ساتھ ان کا حساب برابر کر لیا گیا۔

یہ الفاظ ہیں حدیث ایوب بن یونس کے۔ ابوداؤد نے اس کو مختصر کیا ہے موسیٰ سے۔ (ابوداؤد۔ کتاب السنۃ۔ حدیث ۴۶۷۱۔ ۴/۲۱۷)

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اور بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے سفیان ثوری سے، اس نے عمرو سے۔ (بخاری۔ احادیث الانبیاء)

(۵) ہمیں خبر دی ہے ابوعلی روذ باری نے ،ان کو ابوبکر محمد بن احمد بن محمویہ سکری نے بصرہ میں ،وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن محمد قلانسی نے ،وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی آدم نے ،ان کو شعبہ نے ،ان کو سعد بن ابراہیم نے ،اس نے سُنا حمید بن عبدالرحمن سے ،وہ حدیث بیان کرتے ہیں ابوہریرہ سے ،وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا :

ما ينبغي للعبد ان يقول انا خير من يونس بن متى

کسی بندے کے لئے مناسب نہیں کہ وہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں آدم بن ابوایاس سے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو خبر دی ابونصر فقیہ نے ،ان کو محمد بن ایوب نے ،ان کو ولید بن شعبہ نے ،ان کو سعید بن ابراہیم نے ، ان کو حمید بن عبدالرحمن نے ،اس نے ابوہریرہ سے ،اس نے نبی کریم ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا :

لا ينبغي لاحد ان يقول انا خير من يونس ابن متى

کسی ایک کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں بہتر ہوں یونس بن متی سے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالولید سے۔اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث غندر سے ،اس نے شعبہ سے۔

(بخاری۔مسلم ۱۸۴۶/۴)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،اس نے ابونصر فقیہ نے ،ان کو محمد بن ایوب نے ،ان کو خبر دی ابوعمر حوضی نے ،ان کو شعبہ نے قتادہ سے ، اس نے ابوالعالیہ سے ،اس نے ابن عباس سے ،اس نے نبی کریم ﷺ سے۔انہوں نے فرمایا کسی بندے کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں بہتر ہوں ،یونس بن متی سے۔اور آپ نے منسوب کیا ہے ان کی ماں کی طرف۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں ،ابوعمر سے۔اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث غندر سے ،اس نے شعبہ سے ،اور اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن مسعود نے نبی کریم ﷺ سے۔

امام بیہقیؒ کی وضاحت

جس شخص نے ترجیح دینے اور فضلیت دینے کے بارے میں کلام کیا ہے ،وہ اس طرف گیا ہے کہ اس نے چاہا اور یہ ارادہ کیا ہے کہ کسی کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو حضرت یونس پر فضیلت دے باوجود یکہ وہ فرار کر گئے تھے اور ناراض ہو کر چلے گئے تھے۔اور انہوں نے اس پر صبر نہیں کیا تھا جس کا ان کو گمان تھا کہ قوم کو پہنچے گا عذاب۔

باقی وہ روایت جو ہم نے نقل کی ہے حدیث اعرج سے ،اس نے ابوہریرہ سے (یعنی ۳ روایت) وہ اس مذکورہ تاویل کو منع کرتی ہے بلکہ وہ اس شخص کے قول کو صحیح بتاتی ہے جو اس موقف کی طرف گیا ہے کہ تمام انبیاء کرام کے درمیان ترجیح وتفضیل کی بابت کلام کرنے سے رُک جانا چاہئے۔

امام ابوسلیمان الخطابی کی وضاحت

اور ابوسلیمان الخطابیؒ (معالم السنن ۳۰۹/۴) نے ذکر کیا ہے کہ انبیاء کرام کے درمیان ترجیح وتفضیل سے نہی کا معنی ترک تخیر وتفضیل ہے ان کے درمیان خاص کر بایں ترجیح وتفضیل کہ ان میں سے دوسرے بعض کی تنقیص بھی ہو۔بےشک یہ بات بسا اوقات انبیاء کے بارے میں اعتقاد کی خرابی اور فساد تک پہنچا دیتی ہے۔اور ان کے جو حقوق واجب ہیں ان میں خلل واقع کرنے کا موجب بنتی ہے اور ان پر ایمان لانے کی جو غرض و مقصد ہے اس میں خلل کا موجب بن سکتی ہے۔

سطور بالا کی توضیح

اس مذکور کا مطلب ومعنی یہ ہیں کہ ان کے درمیان تسویہ اور برابر ہونے کا اعتقاد رکھے ان کے درجات کے اندر۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تحقیق یہ خبر دے دی ہے کہ اس میں ان کے درمیان فضل اور بزرگی کا معیار قائم کر رکھا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا :

تلك الرسل فضلنا بعضهم ـ منهم من كلم الله و رفع بعضهم درجات

(سورہ بقرہ : آیت ۲۵۳)

یہ رُسل ہیں جن میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت وعظمت دی ہے کچھ ان میں سے وہ ہیں جن کے ساتھ اللہ نے جو کلام فرمایا۔ اور بعض کے درجات بلند کر دیئے۔

دونوں حدیثوں میں تطبیق وتوجیہ وتأویل از خطابی

شیخ خطابی نے اس کے بعد کلام کیا ہے حدیث ابو ہریرہ پر جس میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انا سید ولد آدم میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔ اور حدیث ابن عباس پر جس میں ہے کہ نبی کریم نے فرمایا لا تفضلوني على يونس ابن متىٰ کہ مجھے یونس بن متی پر بھی فضیلت نہ دو۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے۔

تحقیق بہت سارے لوگوں نے وہم کیا ہے کہ ان دونوں حدیثوں کے درمیان تضاد ہے یہ اس طرح ہے کہ حدیث ابو ہریرہ میں خبر دی ہے کہ وہ اولاد آدم کے سردار ہیں جبکہ سردار افضل ہوتا ہے عوام سے یعنی اس سے جس پر وہ سردار ہے۔ اور حدیث ابن عباس میں کہا ہے کہ کسی بندے کے لئے مناسب نہیں کہ وہ یہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

حالانکہ اس بارے میں معاملہ بالکل واضح ہے۔ اور دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق واضح ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ کا یہ فرمان انا سید ولد آدم۔ اس میں آپ خبر دے رہے ہیں اس اکرام کے بارے میں جو اللہ نے ان پر اکرام فرمایا ہے فضیلت دینے کا اور سرداری عطا کرنے کا۔ اور آپ تحدیث نعمت کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو اس نے ان پر نعمت فرمائی ہے۔ اور اعلام ہے اطلاع اور آگاہی ہے آپ کی اُمت کے لئے اور اطلاع واعلام ہے اس بات کا آپ اپنی خصوصیت کا محل ہیں اور حدیث مرکز ہیں۔ یہ اعلام وآگاہی آپ ﷺ کو اس لئے دی تاکہ ان کے اہل دعوت کا ایمان آپ کی نبوت کے ساتھ اور ان کا اعتقاد اس کی طاعت کے بارے میں اسی کے شایان شان ہو جائے۔

حضور ﷺ کا یہ بیان کرنا اپنی اُمت کے لئے اور اس کا اظہار کرنا ان لوگوں کے لئے حضور ﷺ پر لازم تھا اور فرض تھا۔ باقی رہا حضور ﷺ کا قول یونس علیہ السلام کے بارے میں اس دو طریقوں سے تأویل وتوجیہ کی گئی ہے۔

توجیہ اوّل

ایک تو یہ ہے کہ یہ قول ما ينبغي لعبد ۔ میں حضور ﷺ نے اپنے ماسوا کا ذکر کیا ہے اور اپنے ماسوا ہی مراد لئے ہیں کہ کسی آدمی کو ایسا نہیں کرنا چاہئے ،یعنی دیگر لوگوں کو تنبیہ ہے ،اپنے بارے میں نہیں۔

توجیہ ثانی

یہ ہے کہ یہ قول عام مطلق ہے۔ یعنی حضور کے بارے میں بھی ہے اور دیگر لوگوں کے بارے میں بھی۔ پھر یہ قول آپ کی عاجزی اور کسر نفسی پر محمول ہوگا اور اپنے ربّ کے لئے تواضع کرنے پر محمول ہوگا۔ گویا کہ یہ فرما رہے ہیں کہ میرے لئے بھی مناسب نہیں ہے کہ میں کہوں کہ میں ان سے بہتر ہوں۔ اس لئے کہ وہ فضیلت جو میں نے پائی ہے وہ بھی تو محض اللہ کی طرف سے اکرام وانعام ہوا ہے مجھ پر۔ اور وہ خصوصیت جو مجھے حاصل ہوئی ہے میں نے بذات خود نہیں پائی اور نہ ہی میں اس تک اپنی قوت وقدرت سے پہنچا ہوں۔ اس لئے میرے لئے مناسب نہیں کہ میں اس پر فخر کروں۔ بلکہ وہ تو مجھے محض ربّ کی عنایت سے حاصل ہوئی ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ آپ نے خصوصاً یونس علیہ السلام کا ذکر

کیوں کیا ہے اس بارے میں (واللہ اعلم)۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے اُوپر ان کی شان بیان کی ہے اور وہ بھی ان کے صبر میں کمی ہوئی تھی اپنی قوم کی طرف سے ایذا پہنچنے پر کہ آپ غصے ہو کر نکل گئے تھے اور صبر نہیں کیا تھا جیسے الوالعزم من الرسول نے صبر کیا تھا۔

امام ابوسلیمان خطابی فرماتے ہیں

کہ دونوں توجیہوں سے یہی توجیہ اولیٰ ہے۔ اور حدیث کے معنیٰ و مفہوم کے اعتبار سے زیادہ مناسب ہے۔ تحقیق اس طریق کے علاوہ دوسرے طریق سے یہ روایت آچکی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کسی نبی کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں بہتر ہوں یونس بن متی سے۔ لہٰذا اس روایت میں عموم ہے کل انبیاء کے لئے۔ لہٰذا حضور ﷺ بھی من جملہ ان میں شامل ہوں گے۔ (معالم السنن ۴/۳۱۰-۳۱۱)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعلی روذ باری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عبدالعزیز بن یحییٰ حرانی نے، ان کو محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحاق سے، اس نے اسماعیل بن حکیم سے، اس نے قاسم بن محمد سے، اس نے عبداللہ بن جعفر سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے، کسی نبی کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں بہتر ہوں یونس بن متی سے اور ابوسلیمان خطابی نے دوسرے مقام پر دونوں حدیثیں ذکر کی ہیں۔ پھر فرمایا کہ دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ یہ سیادت یعنی آپ کا یہ قول انا سید اولاد ادم ولا فخر یہ ہے قیامت کے دن کے بارے میں جب آپ کو شفاعت کے معاملے میں تمام انبیاء سے مقدم کیا جائے گا۔ اور یہ جو منع کیا کہ میری میرے ماسوا پر تفضیل نہ کی جائے اس کا تعلق دنیا سے ہے۔ اگرچہ آپ دارین میں فضیلت یافتہ ہیں اللہ کی جانب سے۔ اور آپ کا یہ فرمان ولا فخر اس کا مطلب ہے کہ میں یہ بات کہہ رہا ہوں اللہ کی نعمت کے شمار و بیان کے لئے فخر واستکبار کے لئے نہیں۔ کیونکہ جو شخص فخر کرتا ہے وہ ایسے فخر میں بڑھتا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ یہ قول میری طرف سے بر سبیل فخر نہیں ہے جس میں زیادتی اور کبر وغرور داخل ہو جائے۔

ساری مخلوق سے بہتر ابراہیم علیہ السلام تھے

(۹)۔ ہمیں خبر دی ابوعلی روذ باری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو زیاد بن ایوب نے، ان کو عبداللہ بن ادریس نے۔ ان کو مختار بن فلفل نے، وہ ذکر کرتے ہیں حضرت انس بن مالک سے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ نے کہا خیر البریۃ اے ساری مخلوق سے بہتر۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ذالک ابراھیم علیہ السلام وہ تو ابراہیم علیہ السلام تھے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوکریب سے، اس نے عبداللہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل ص ۱۸۳۹)

تشریح امام بیہقیؒ

اس مذکورہ حدیث میں بھی نبی کریم ﷺ نے تواضع اور عاجزی کی راہ چلی ہے کیونکہ آپ اپنے کے لئے تواضع وعاجزی کرنے کے لئے اپنے سامنے اپنی تعریف میں مبالغہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وفد بنو عامر سے آپ نے اس وقت فرمایا تھا جب انہوں نے کہا تھا انت سیدنا وذو الطول علینا کہ آپ ہمارے سردار ہیں اور ہمارے اُوپر عطایا کرنے والے ہیں۔ تو فرمایا تھا کہ ٹھہر ٹھہر تم لوگ اپنی بات کرو تمہیں شیطان نہ کھینچ لے۔ سردار اللہ عز وجل ہے۔ اور آپ نے حدیث عمر بن خطاب میں ارشاد فرمایا :

لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ ابن مریم

مجھے بڑھا کر نہ گھٹاؤ جیسے عیسائیوں نے ابن مریم کو بڑھا کر گھٹایا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ میں عبد ہوں لہٰذا یوں ہی کہا کرو۔ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔

میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں .... (۱۰) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو ابومسعود احمد بن فرات نے، ان کو عبدالرزاق نے معمر سے، اس نے زہری سے، اس نے عبداللہ بن عبداللہ سے، اس نے ابن عباس سے، اس نے عمر بن

خطاب سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم مجھے اس طرح بڑھا کر نہ گھٹانا جیسے عیسائیوں نے ابن مریم کے ساتھ کیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ میں بندہ ہوں لہٰذا کہا کرو اللہ کا بندہ اور رسول۔ (فتح الباری ۶/ ۴۷۸۔ مسند احمد ۱/ ۲۳،۲۴، ۴۷، ۵۵)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو ابوسہل بن زیاد قطان نے، ان کو ابراہیم بن ہثیم بلدی نے، ان کو آدم بن ایاس نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو ثابت بنانی نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا:

يا سيدنا ابن سيدنا خير نا و ابن خيرنا

اے ہمارے سردار، ہمارے سردار کے بیٹے۔ ہم سے بہتر اور ہم میں سے بہتر شخص کے بیٹے۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے لوگو! میں محمد بن عبداللہ ہوں اللہ کا بندہ اور اللہ کا رسول ہوں۔ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تم مجھے اس طرح اُنچا کرو میرے مرتبے سے اُوپر جس مرتبے پر اللہ نے مجھے فائز کیا ہے۔ (مسند احمد ۳/ ۱۵۳)

تفضیل و ترجیح محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں

(امام بیہقی ؒ کی وضاحت)

میں کہتا ہوں کہ جس نے تفضیل کے بارے میں بات کی ہے اس نے ہمارے نبی کریم ﷺ کے مراتب اور خصائص میں کئی وجوہ ذکر کئے ہیں۔ ان تمام خصائص اور وجوہ کے تذکرہ کی یہ کتاب متحمل نہیں ہے۔ لہٰذا ہم ان میں سے ایک وجہ کی طرف اشارہ کرنے کی کوشش بطریق اختصار کرتے ہیں۔

فضیلت رسول کی وجہ اول : یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول الثقلین تھے (یعنی جنوں اور انسان سب کے رسول تھے)۔

وجہ ثانی : یہ ہے کہ رسول کا شرف رسالت کے شرف سے ہے اور آپ کی رسالت اشرف الرسالات ہے۔ بایں صورت کہ اس رسالت نے پہلے والی تمام رسالات کو منسوخ کر دیا ہے اور اس کے بعد کوئی رسالت نہیں آئے گی جو اس کو منسوخ کر سکے۔

وجہ ثالث : یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کی حیات اور زندگی کی قسم کھائی ہے۔

وجہ رابعہ : اللہ تعالیٰ نے یہ سب باتیں ان کے لئے جمع کر دیں تھیں کہ ان پر فرشتے اُتارے اور خود ان کو اُوپر چڑھا کر فرشتوں کے ٹھکانوں تک لے گئے اور ان کو فرشتوں کا کلام سنوایا۔ اور ان کو فرشتہ اپنی اصلی صورت و شکل میں دکھایا گیا جس صورت پر اللہ نے ان کو پیدا کیا ہے اور ان کو جنت و جہنم کی اخبار واطلاعات بہم پہنچا دیں۔ لہٰذا آپ کا علم دار التکلف اور دار الجزا یعنی دنیا اور آخرت کے مشاہدے پر مبنی ہو گیا۔

وجہ خامس : آپ کے ساتھ مل کر فرشتوں کا جہاد کرنا۔

وجہ سادس : وہ خصائص جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کو مخصوص کرے گا وہ ہے مقام محمود جس کا اللہ نے ان کو وعدہ دیا ہے۔
عسىٰ ان يبعثك ربك مقام محمودًا (سورۃ اسراء : آیت ۷۹) عنقریب تیرا رب تجھے مقام محمود پر پہنچائے گا۔

وجہ سابع : اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آپ کو نہیں مخاطب کیا مگر نبی کے ساتھ یا رسول کے ساتھ، جبکہ آپ کے ماسوا دیگر تمام نبیوں کو ان کے ناموں کے ساتھ پکارا ہے (صرف خود نہیں بلکہ) جب دیہاتیوں نے ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کو ان کے نام یا کنیت کے ساتھ پکارا تو ان کو اس بات سے منع فرمادیا اور ارشاد ہوا :

لا تجعلوا دعاء الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضاً

(سورۃ نور : آیت ۶۳)

رسول کو اس طرح نہ پکارو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

چنانچہ ان لوگوں کو اپنی تعظیم کا حکم دیا اور ان کو حضور ﷺ سے پیش قدمی کرنے سے منع کیا۔ اور ان کو ان کی آواز سے اپنی آواز اُونچی کرنے سے منع کیا اور ان لوگوں کو عیب لگایا جنہوں نے حضور ﷺ کو حجروں کے باہر سے پکارا تھا۔ علاوہ ازیں دیگر بہت سے ایسے امور ہیں جن کی تشریح کے ساتھ کتاب طویل ہو جائے گی مگر وہ امور مذکور ہیں کتب اہل وعظ وتذکیر میں۔

وجہ ثامن : یہ ہے کہ آپ ﷺ کے پاس دنیا میں تمام انبیاء سے زیادہ معجزات اور علم ہیں۔ بعض مصنفین نے ذکر کیا ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی نبوت پر معجزات واعلام ایک ہزار تک پہنچتے ہیں۔

شیخ ابو عبداللہ حلیمیؒ فرماتے ہیں

کہ ان اعلام ونشانات میں باوجود ان کی کثرت کے ایک دوسرا معنی اور مفہوم بھی ہے۔ وہ یہ کہ متقدمین کے اعلام میں وہ چیز نہیں ہے جو اختراع کی مقتضی ہو۔ یہ بات خاص طور پر ہمارے نبی کریم ﷺ کے اعلام میں ہے۔

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں

میں کہتا ہوں کہ ہم نے اپنی اس کتاب میں ذکر کیا ہے جو آپ کے اعلام ودلائل میں آپ کے وقت ولادت سے آپ کی بعثت کے وقت تک، پھر آپ کی ہجرت تک اور آپ کی وفات تک با قاعدہ تاریخ کے ساتھ درج ہیں، یا وفود کے آپ کے پاس آنے کے وقت کے ساتھ، تحقیق باقی رہ گئے تھے آپ کے وہ دلائل واعلام اور معجزات جو اس کے اکثر حصے میں ذکر نہیں کئے جا سکے تھے ان کے وقت پر پایا میں ان سے غافل رہ گیا تھا جن کو ذکر کرنا ضروری ہے۔ آپ کی وفات کے ذکر سے قبل۔ لہٰذا ہم نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا تھا ان کے نقل کرنے کے بارے میں اس جلد کے بعد۔ وباللّٰہ التوفیق

کتاب دلائل النبوۃ ومعرفۃ احوال صاحب شریعہ کا ترجمہ محض اللہ کے فضل وکرم کے ساتھ اختتام پذیر ہوا ہے اور اس کے ساتھ جلد ترجمہ جلد ششم بھی آرہا ہے۔ انشاء اللّٰہ

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین

ترجمہ جلد خامس محض اللہ کے فضل وکرم سے ختم ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بصد عجز ونیاز عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور بندہ حقیر کی مغفرت کا ذریعہ بنائے اور حصول جنت کا ذریعہ بنائے اور تمام انسانوں کی ہدایت ونجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یا ربّ العٰلمین

۱۳/ اگست ۲۰۰۸ عیسوی

۲۸/ شعبان المعظم ۱۴۲۹ ہجری

بوقت مغرب

اختتام جلد پنجم